بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلبیس ابلیس بالتوحید فی التثلیث

المعروف

حرام کاری سے بچیئے

کیونکہ

تین طلاقوں کو ایک قرار دینا ابلیسی دھوکہ ہے

مقدمہ —— اقسام طلاق کی وضاحت —— غیر شرعی طلاق کے وقوع پر دلائل (19)

باب اول: اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر دلائل — فیصلہ از قرآن — فیصلہ از احادیث مرفوعہ (16) — خلفاء راشدین کے فیصلے (19)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے (57) —— تابعین اور تبع تابعین کے فیصلے (75) —— اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم (۱۲ حوالہ جات)

اجماع امت (۷۳ حوالہ جات) —— فقہاء مذاہب اربعہ اور محدثین وغیرہ کے فیصلے —— شاذ اقوال کا فتنہ

باب دوم: مغالطوں کے جوابات —— باب سوم: مسئلہ حلالہ کی وضاحت

باب چہارم: تین طلاق کو ایک قرار دینے اور رجوع کرنے پر حد و تعزیر —— غیر مقلدین سے سوالات (53)

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا



ناشر

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ وہاڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلبیس ابلیس بالتوحید فی التثلیث

المعروف

حرام کاری سے بچیے

کیونکہ

تین طلاقوں کو ایک قرار دینا ابلیسی دھوکہ ہے

مقدمہ —— اقسام طلاق کی وضاحت —— غیر شرعی طلاق کے وقوع پر دلائل (19)

باب اول: اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر دلائل — فیصلہ از قرآن — فیصلہ از احادیث مرفوعہ (16) — خلفاء راشدین کے فیصلے (19)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے (57) —— تابعین اور تبع تابعین کے فیصلے (75) —— اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم (۱۲ حوالہ جات)

اجماع امت (۷۳ حوالہ جات) —— فقہاء مذاہب اربعہ اور محدثین وغیرہ کے فیصلے —— شاذ اقوال کا فتنہ

باب دوم: مغالطوں کے جوابات —— باب سوم: مسئلہ حلالہ کی وضاحت

باب چہارم: تین طلاق کو ایک قرار دینے اور رجوع کرنے پر حد و تعزیر —— غیر مقلدین سے سوالات (53)

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ وہاڑی

کتاب کا نام .... تلبیس ابلیس بالتوحید فی التثلیث
حرام کاری (المعروف) سے بچیئے

مؤلف .... حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب

ناشر .... مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ وہاڑی

اہتمام .... طارق محمود وہاڑی

سن اشاعت .... جمادی الاولی 1434ھ

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنّت والجماعت ۸۷ جنوبی سرگودھا

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 0614514929

دارالایمان فرسٹ فلورز بیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

فون نمبر..... 0321 4602218

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

کشمیری بکڈ پوتلہ گنگ چکوال

مؤلف کی تمام مطبوعہ کتب درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہیں

http://www.scribd.com/ismaeel_haje

نیز facebook.com پر پیج منیر احمد منور پر بھی ہر کتاب کے ٹائٹل کے ساتھ ڈاؤن لوڈنگ کا لنک موجود ہے

فہرست

مقدمہ

باب اول: اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر دلائل

فیصلہ از قرآن

فیصلہ از احادیث مرفوعہ (16)

خلفاء راشدین کے فیصلے (19)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے (57)

تابعین اور تبع تابعین کے فیصلے (75)

اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم (۱۲ حوالہ جات)

اجماع امت (۷۳ حوالہ جات)

فقہاء مذاہب اربعہ اور محدثین وغیرہ کے فیصلے

شاذ اقوال کا فتنہ

باب دوم: مغالطوں کے جوابات

باب سوم: مسئلہ حلالہ کی وضاحت

باب چہارم: تعزیرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبب تالیف

اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو غیر شرعی طریقہ سے طلاق دیدے تو وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے مثلاً اکٹھی تین طلاقیں دینا غیر شرعی طریقہ ہے جس کی وجہ سے آدمی گناہ گار ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور تین طلاقوں کی وجہ سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اس کا حکم وہی ہے جو سورۃ بقرۃ آیت نمبر 230 میں مذکور ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق دے دی تو وہ عورت اس شوہر کیلئے تب حلال ہوگی جب وہ (عدت کے بعد) دوسرے خاوند سے نکاح کرے (اور حدیث میں ہے کہ دوسرا خاوند اس عورت کے ساتھ صحبت بھی کرے) پھر وہ طلاق دے (اور عدت بھی پوری ہو جائے) اس کا نام حلالہ شرعی ہے اگر تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر عورت اپنے پہلے خاوند کے پاس بحیثیت زوجہ آباد ہوگئی تو زنا محض ہوگا اور اولاد ولد الزنا ہوگی۔

اکٹھی تین طلاقیں خیر القرون (عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم) میں اور اس کے بعد بھی ہمیشہ تین ہی رہی ہیں ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کا مذہب اور قوانین شرعیہ کے متعلق سعودی حکومت کی مجلس مقننہ جو علماء حرمین اور ملک کے دیگر نامور علماء پر مشتمل ہے کا فیصلہ

اور سعودی حکومت کا قانون بھی یہی ہے جو سعودی عرب کی تمام عدالتوں میں نافذ ہے۔

البتہ منکرین فقہ، غیر مقلدین نے ایک نیا فتوی جاری کیا ہوا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں تین نہیں بلکہ ایک ہوتی ہے جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ تین خدا (اللہ تعالی، حضرت عیسی علیہ السلام، مریم علیہا السلام) ایک ہے اس سے ان کی توحید میں فرق نہیں آتا تین خدا بھی مان لئے اور توحید بھی قائم رہی ایسے ہی غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق ہے اس سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا انھوں نے اپنے اس عقیدہ کی بنیاد پر اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا ایک گشتی فتوی تیار کر رکھا ہے جب ان کو پتہ چلتا ہے کہ فلاں آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور وہ دوبارہ بیوی کو واپس لانا چاہتا ہے تو وہ اپنا فتوی لے کر اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور اس کو پیشکش کرتے ہیں کہ ہم آپ کا مسئلہ حل کرتے ہیں لیکن آپ کو اہلحدیث مذہب قبول کرنا پڑے گا، وہ آدمی بیوی بچوں کی خاطر اپنا مذہب بدلنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ منکرین فقہ (اہلحدیث) اس پریشان آدمی کی طرف سے خود ایک تحریر تیار کرتے ہیں کہ میں نے تحقیق کی ہے مجھے اہلحدیث مذہب قرآن وحدیث کے دلائل کے لحاظ سے حق اور صحیح نظر آیا ہے اس لیے میں فقہ اور فقہی مذاہب سے توبہ کر کے سچا مذہب اہلحدیث قبول کرتا ہوں اس پر اس سے دستخط کرا کر اپنا تیار کردہ فتوی اس کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں جس میں لکھا ہوتا ہے کہ آپ نے ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اس لئے آپ رجوع کر کے بیوی کو لا سکتے ہیں۔

غیر مقلدین نے اپنے اس فتوی کو اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے خوب استعمال کیا ہے چنانچہ غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان اپنی کتاب **نُزُلُ الْاَبْرَارِ مِنْ فِقْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ** ج ۲ ص ۳۳ میں لکھتے ہیں **اَلْاَوْلٰى لَهُمْ اَنْ يَّصِيْرُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ وَيَجْعَلُوْنَ الطَّلْقَاتِ الثَّلَاثَ وَاحِدَةً رَجْعِيَّةً وَيَرْتَجِعُوْنَ** ان کیلئے (یعنی غیر

شرعی طریقہ پر اکٹھی تین طلاقیں دینے والوں کیلئے) بہتر یہ ہے کہ وہ اہل حدیث بن جائیں اور تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دے کر رجوع کر لیں۔

رہبر شریعت، رئیس المناظرین حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ ایک جگہ اڈے کی مسجد میں نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ امام غیر مقلد ہے اور اس کے پیچھے دو غیر مقلد مقتدی ہیں اور مسجد ویران سی لگ رہی ہے ۔ جب میں دوسرے سال وہاں گیا تو اس مسجد میں بھی گیا، اب دیکھا تو اس امام کے پیچھے دس بارہ مقتدی ہیں اور سارے غیر مقلد، میں نے اپنے میزبان کو کہا کہ یہ مولوی صاحب بڑے محنتی ہیں، انھوں نے ایک سال میں اتنے لوگوں کو غیر مقلد بنالیا ہے، اس نے جواب دیا حضرت اس میں محنت کی کوئی بات نہیں یہ سب تین طلاق والے ہیں۔ غیر مقلدین اپنے اس فتوی کی آڑ میں متعدد لوگوں کو اہل حدیث بنا کر زنا کاری میں مبتلا کر چکے ہیں اور گھر آباد کرنے کے نام پر کئی گھر برباد کر چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور اس مسئلہ میں منکرین فقہ غیر مقلدین کے چند مغالطے اور دھوکے تھے ان کی حقیقت بھی واضح کی گئی ہے اس کتاب کی تالیف سے غرض غیر مقلدین کے مندرجہ بالا عقیدہ وفتوی کی آڑ میں ہونے والی بدکاری وزنا کاری سے ہر خاص وعام کو آگاہ کرنا اور آگاہ کر کے ان کو اس حرام کاری سے بچانا ہے۔

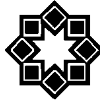
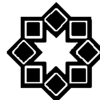
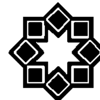
کتاب کو عام فہم بنانے کیلئے اس کتاب کا ایک مقدمہ اور چار باب بنائے گئے ہیں۔

۞......مقدمہ کے اندر طلاق کی اقسام، اہل السنّت اور غیر مقلدین کے درمیان اختلاف کی نوعیت وحقیقت اور طلاق غیر شرعی کے واقع ہونے پر دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔

۞......پہلے باب میں اہل السنۃ والجماعۃ کے موقف کہ ''اکٹھی تین طلاقیں دینا اگرچہ

معصیت، حرام اور غیر شرعی طریقہ ہے تاہم اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں'' اس پر قرآن وسنت، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، آثار تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم، اجماع صحابہ اور اجماع امت سے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

- ......دوسرے باب میں منکرین فقہ (اہل حدیث) کے مغالطوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے
- ......تیسرے باب میں مسئلہ حلالہ کی وضاحت کی گئی ہے۔
- ...... چوتھے باب میں تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے والے مفتی اور رجوع کرنے والے لوگوں پر حد وتعزیر کا بیان ہے
- ......اور اخیر میں غیر مقلدین سے 53 سوالات کیے گئے ہیں۔

مقدمہ

شرعی حکم کے اعتبار سے طلاق کی قسمیں

زوجین کے حالات کے اعتبار سے طلاق کے پانچ مراتب اور درجات ہیں:

(1) حرام:...... جب غیر شرعی طریقہ سے طلاق دی جائے تو وہ طلاق حرام ہے اگر چہ طلاق دینے کی شرعی وجہ موجود ہو اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(2) مکروہ:...... طلاق شرعی طریقے کے مطابق دی جائے لیکن طلاق دینے کی ضرورت اور طلاق کا داعیہ موجود نہ ہو تو ایسی طلاق مکروہ ہے۔

(3) واجب:...... جب زوجین کے درمیان نفرت پیدا ہو جائے اور اتفاق اور حقوق کی ادائیگی ممکن نہ ہو اور زوجین طلاق پر متفق ہو جائیں تو ایسی صورت میں طلاق دینا واجب ہے

(4) مستحب:...... جب عورت پاکدامن نہ ہو تو اس کو طلاق دینا مستحب ہے۔

(5) جائز:...... جب طلاق شرعی طریقہ کے مطابق دی جائے اور طلاق کا داعیہ اور ضرورت پائی جائے تو طلاق دینا جائز ہے۔(القول الجامع فی الطلاق البدعی والمتابع ص 145)

حق رجوع کے اعتبار سے طلاق کی قسمیں

حقِ رجوع کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ طلاقِ رجعی:...... جس کے بعد عدت کے اندر قولاً رجوع کرنا (مثلاً یہ کہے میں نے طلاق سے رجوع کیا) یا فعلاً رجوع کرنا (مثلاً بیوی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانا یا بیوی کا بوسہ لینا) کافی ہے اور عدت کے بعد رجوع بصورت نکاح ہوگا یعنی بغیر حلالہ کے دوبارہ

نکاح ہوسکتا ہے اور یہ رجوع قولی یا رجوع فعلی یا رجوع بالنکاح فقط دو طلاقوں تک ہوسکتا ہے تیسری طلاق کے بعد نہیں ہوسکتا۔

﴿۲﴾ طلاق بائنہ ...... جس کے بعد عدت کے اندر اور عدت کے بعد شوہر بیوی بغیر حلالہ کے رجوع بالنکاح (یعنی دوبارہ نکاح) کرسکتے ہیں لیکن اس میں قولا یا فعلا رجوع کرنا کافی نہیں ہوتا اور رجوع بالنکاح بغیر حلالہ کے دو طلاقوں تک ہوسکتا ہے تین طلاقوں کے بعد نہیں ہوسکتا اس لئے طلاقِ بائنہ بھی دو ہیں۔

﴿۳﴾ طلاقِ مغلظہ ...... تین طلاقوں کو طلاق مغلظہ کہا جاتا ہے طلاقِ مغلظہ یعنی تین طلاقوں کے بعد شوہر بیوی کے درمیان دوبارہ نکاح کیلئے قرآن کریم میں ایک شرط مذکور ہے کہ پہلے اس عورت کا بعد از عدت کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح ہو، وہ صحبت کرے پھر وہ طلاق دے اور عورت کی عدت پوری ہوجائے تو اس کے بعد پہلے شوہر بیوی کا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے ملاحظہ ہو سورۃ بقرہ آیت 230 اس کی پوری تفصیل باب سوم میں مذکور ہے۔

تنبیہ

مدخولہ بیوی (جس عورت کے ساتھ صحبت ہوچکی ہو) کیلئے تینوں قسم کی طلاق ثابت ہوسکتی ہے لیکن غیر مدخولہ بیوی (جس کے ساتھ صحبت نہ ہوئی ہو) کیلئے فقط دو قسم کی طلاق ہے طلاقِ بائنہ اور طلاقِ مغلظہ اس کیلئے طلاقِ رجعی نہیں ہے پھر اس غیر مدخولہ بیوی کیلئے طلاقِ بائنہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف ایک طلاق دیجائے دوسری یہ کہ اس کو یوں کہا جائے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے چونکہ پہلے لفظ کے ساتھ طلاق بائنہ کے ساتھ نکاح ختم ہوگیا تو وہ محل طلاق نہ رہی اس لیے دوسری اور تیسری طلاق لغو ہے البتہ اگر اس نے ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں مثلاً یوں کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو اس صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی۔

طریقہ طلاق کے اعتبار سے طلاق کی قسمیں

طریقہ طلاق کے اعتبار سے طلاق کی دو قسمیں ہیں شرعی اور غیر شرعی۔

شرعی طلاق:......وہ ہے جو شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق دیجائے۔

غیر شرعی طلاق:......وہ ہے جو شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ دیجائے اس کو طلاق بدعی بھی کہا جاتا ہے۔

طریقہ طلاق اور قرآن وحدیث

سوال......طلاق کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب......طلاق کا شرعی طریقہ بتانے سے پہلے ہم طلاق سے متعلقہ چند آیات و احادیث ذکر کرتے ہیں پھر قرآن وحدیث کی روشنی میں طلاق کے شرعی طریقہ کی وضاحت عرض کریں گے۔

قرآن کریم میں ہے يَـاأَيُّهَـا الَّـذِيْنَ آمَـنُوْا إِذَا نَكَـحْتُمُ الْمُؤْمِنَـاتِ الخ پ۲۲ سورۃ الاحزاب الایۃ ۴۹)

اے ایمان والو! جب تم مؤمن عورتوں کے ساتھ نکاح کرو پھر تم ان کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدو تو ان عورتوں پر عدت نہیں جس عدت کو تم شمار کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مطلقہ غیر مدخولہ کیلئے عدت نہیں ہے۔

حدیث نمبر 1:

عَنِ الْحَكَمِ اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالُوْا اِذَاطَلَّقَ الْبِكْرَ ثَلَاثًا فَجَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ فَرَّقَهَا بَانَتْ بِالْاُوْلٰى وَ لَمْ تَكُنِ الْاُخْرَيَانِ شَيْئًا (مصنف عبدالرزاق ج6 ص336)

حکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اس نے غیر مدخولہ بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے وہ پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہے اور اگر تین طلاقیں جدا جدا کر کے دے (یعنی یوں کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ جدا ہو جائے گی اور آخری دو لغو ہیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ

(سنن ابن ماجہ ج 1 ص 145)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طلاق کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو حالت طہر میں بغیر صحبت کرنے کے طلاق دے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَرَادَ الطَّلَاقَ الَّذِیْ هُوَ الطَّلَاقُ فَلْيُطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً ثُمَّ يَدَعُهَا حَتّٰى تَحِيْضَ ثَلٰثَ حِيَضٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 5)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس آدمی کا شرعی طلاق دینے کا ارادہ ہو وہ اس کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے حتی کہ تین حیض (یعنی عدت) گذر جائیں۔

حدیث نمبر 4 :

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ يَتْرُكَهَا حَتّٰى تَحِيْضَ ثَلَاثَ حِيَضٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 5)

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بات پسند تھی کہ خاوند اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے حتی کہ اس کی عدت گذر جائے۔

ان حدیثوں سے طلاق شرعی کیلئے تین شرطیں معلوم ہوئیں:

﴿۱﴾......طہر (عورت کے ایام پاکیزگی) میں طلاق دیا اور بہتر یہ ہے کہ طہر کے اخیر میں طلاق دے۔

﴿۲﴾......اس طہر میں صحبت نہ کی ہو۔

﴿۳﴾......طلاق ایک دے۔

شرعی طلاق میں طہر اور اس میں صحبت نہ کرنے کی شرط لگانے میں ایک حکمت یہ ہے کہ اس حالت میں زوجین کی ایک دوسرے کی طرف کشش اور رغبت کامل ہوتی ہے ممکن ہے یہ کمال رغبت طلاق جیسے مبغوض ترین فعل میں مانع بن جائے اور طلاق کی نوبت ہی نہ آئے جبکہ تین حیض تک چھوڑے رکھنے کی صورت میں رغبت اور بھی بڑھ جاتی ہے تو ممکن ہے خاوند رجوع کرلے۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک طلاق، مبغوض ترین فعل ہے اس لئے شریعت نے طلاق کی اجازت اس صورت میں دی ہے جب خاوند قلبی طور پر طلاق کی شدید ضرورت محسوس کرے اور قلبی طور پر سخت مجبور ہو جائے اس ضرورت شدیدہ کی قلبی کیفیت کو معلوم کرنے کیلئے یہ شرط رکھی گئی ہے کیونکہ جب کمال رغبت کی اس حالت میں بھی طلاق کی نوبت آجاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خاوند بیوی کے درمیان الفت ومحبت کی بجائے نفرت وعداوت انتہاء کو پہنچ چکی ہے اور خاوند قلبی طور پر طلاق کی شدید ضرورت محسوس کرتا ہے پس ایسی بدتر اور ابتر صورت میں طلاق یا خلع کے ذریعے جدا ہو جانا ہی بہتر ہے کیونکہ زوجین کے درمیان نفرت وعداوت کے مستحکم ہو جانے کے بعد قلب ونظر، دین وایمان، عفت وپاکدامنی کی حفاظت، صالح اولاد اور ان کی صحیح تربیت نیز ذہنی سکون اور ظاہری وباطنی پاکیزگی جیسے مقاصدِ نکاح کا حصول تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

تیسری حکمت یہ ہے کہ اگر عورت کو طہر میں طلاق دے گا تو طلاق والے طہر کے بعد

تین حیض عدت ہوگی جس کی ترتیب یوں بنتی ہے-طہر،حیض- طہر،حیض-طہر،حیض-اور اگر حیض میں طلاق دے گا تو طلاق والے حیض اوراس کے بعد متصل والے طہر کے بعد تین حیض عدت شمار ہوگی۔پس اس میں عدت کی مدت زیادہ بن جاتی ہے کیونکہ شروع والے حیض کے دنوں کا اضافہ ہو جاتا ہے جس کی ترتیب یہ ہوگی-حیض-طہر،حیض- طہر،حیض-طہر،حیض- پس حیض میں طلاق دینے کی صورت میں عدت لمبی ہو جاتی ہے اور صحبت نہ کرنے کی شرط بھی اس لئے ہے کہ اگر صحبت کرنے کے بعد طلاق دے تو ہوسکتا ہے کہ حمل ہو جائے اور عورت کی عدت (یعنی وضع حمل) لمبی ہو جائے گی پس عورت کو لمبی عدت سے بچانے کیلئے شریعت نے ان دو شرطوں کو ملحوظ رکھا ہے۔اور ایک طہر میں ایک طلاق کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ بعض مرتبہ طلاق دینے کے بعد زوجین دوبارہ ازدواجی زندگی گذارنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں پس اگر ایک طلاق ہوگی تو عدت کے اندر فقط رجوع کر کے اور عدت کے بعد دوبارہ نکاح کر کے اپنی غلطی کا ازالہ کر سکتے ہیں لیکن یہ ازالہ دو طلاق تک ہوسکتا ہے تین طلاق کے بعد قرآن نے حلالہ کی شرط رکھی ہے۔

حدیث نمبر 5 :

عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّهُمَا قَالَا طَلَاقُ السُّنَّةِ يُطَلِّقُهَا طَاهِرًا فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَاِنْ كَانَ بِهَا حَبْلٌ طَلَّقَهَا مَتٰى شَاءَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص4)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرعی طلاق یہ ہے کہ بیوی کو بغیر جماع کرنے کے حالت طہر میں طلاق دینا اور اگر حاملہ ہو تو اس کو جب چاہے (جماع کے بعد یا جماع کے بغیر) طلاق دے سکتا ہے۔

حدیث نمبر 6:

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ سُئِلَ جَابِرٌ عَنْ حَامِلٍ كَيْفَ تُطَلَّقُ ؟ فَقَالَ يُطَلِّقُهَا وَاحِدَةً ثُمَّ يَدَعُهَا حَتّٰى تَضَعَ (مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص6)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حاملہ کی طلاق کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو ایک طلاق دے کر بچے کی ولادت تک چھوڑ دے۔

حدیث نمبر 7:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الطَّلَاقُ عَلٰى اَرْبَعَةِ مَنَازِلَ مَنْزِلَانِ حَلَالٌ وَمَنْزِلَانِ حَرَامٌ فَاَمَّا الْحَرَامُ فَاَنْ يُّطَلِّقَهَا حِيْنَ يُجَامِعُهَا لَايَدْرِىْ اَيَشْتَمِلُ الرِّحْمُ عَلٰى شَىْءٍ اَمْ لَا وَاَنْ يُّطَلِّقَهَا وَهِىَ حَائِضٌ وَاَمَّا الْحَلَالُ فَاَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا عَنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَاَنْ يُّطَلِّقَهَا حَامِلًا مُسْتَبِيْنًا حَمْلُهَا

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص303)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طلاق کی چار قسمیں ہیں دو قسمیں حلال ہیں اور دو حرام ہیں، حرام یہ ہیں کہ بیوی کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد طلاق دے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کو حمل ہو گیا ہے یا نہیں؟ اسی طرح حالت حیض میں بیوی کو طلاق دینا اور دو حلال قسمیں یہ ہیں بیوی کو حالت طہر میں صحبت کیے بغیر طلاق دینا اسی طرح حاملہ کو اس کے حمل کے ظاہر ہونے کے بعد طلاق دینا۔

ان تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حاملہ کو اس وقت طلاق دے جب اس کا حمل ظاہر ہو جائے اور ایک طلاق دے کر وضع حمل تک چھوڑ دے تاہم اگر رجوع کرنا چاہے تو رجوع بھی جائز ہے اور حاملہ کی طلاق کیلئے وقت اور خاص حالت کی شرط نہیں۔

حدیث نمبر 8:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّۃِ تَطْلِیْقَۃٌ وَّھِیَ طَاھِرٌ فِیْ غَیْرِ جِمَاعٍ فَاِذَا حَاضَتْ وَطَھُرَتْ طَلَّقَھَا اُخْرٰی فَاِذَا حَاضَتْ وَطَھُرَتْ طَلَّقَھَا اُخْرٰی ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِکَ بِحَیْضَۃٍ (سنن نسائی ج2 ص82، اعلاء السنن ج11 ص143)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شرعی طلاق یہ ہے کہ بیوی کو حالت طہر میں بغیر صحبت کرنے کے ایک طلاق دے پھر جب دوسرا طہر آجائے تو اس میں (بغیر صحبت کرنے کے) دوسری طلاق دے اور تیسرے طہر میں (بغیر صحبت کرنے کے) تیسری طلاق دے اور جب اس کے بعد عورت نے ایک ماہواری گذار لی تو اس کی عدت پوری ہوگئی۔

حدیث نمبر 9:

عَنْ قَتَادَۃَ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ طَلَاقُ الْعِدَّۃِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا اِذَا طَھُرَتْ مِنَ الْحَیْضَۃِ بِغَیْرِ جِمَاعٍ قَالَ مَعْمَرٌ قُلْتُ لِقَتَادَۃَ کَیْفَ اَصْنَعُ قَالَ اِذَا طَھُرَتْ فَطَلِّقْھَا قَبْلَ اَنْ تَمَسَّھَا فَاِنْ بَدَا لَکَ اَنْ تُطَلِّقَھَا اُخْرٰی تَرَکْتَھَا حَتّٰی تَحِیْضَ الْحَیْضَۃَ الْاُخْرٰی ثُمَّ طَلِّقْھَا اِذَا طَھُرَتِ الثَّانِیَۃَ فَاِنْ اَرَدْتَّ اَنْ تُطَلِّقَھَا الثَّالِثَۃَ تَرَکْتَھَا حَتّٰی تَحِیْضَ فَاِذَا طَھُرَتْ طَلِّقْھَا الثَّالِثَۃَ ثُمَّ تَعْتَدُّ حَیْضَۃً وَّاحِدَۃً ثُمَّ تَنْکِحُ اِنْ شَاءَتْ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص301)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قرآن میں جس طلاق کا حکم دیا گیا ہے (فطلقوھن لعدتھن) یہ ہے کہ جب عورت ماہواری سے پاک ہوجائے تو اس کو بغیر جماع کرنے کے طلاق دے معمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں کیا کروں؟ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب عورت پاک ہوجائے تو اس کو صحبت کرنے کے بغیر ایک طلاق دے پھر اگر تیرا دوسری طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس کو چھوڑ دے حتی کہ اس کی دوسری

ماہواری گذر جائے تو دوسرے طہر میں اس کو دوسری طلاق دے پھر اگر تیسری طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس کو چھوڑ دے حتی کہ جب تیسرا طہر شروع ہو جائے تو اس کو تیسری طلاق دے اس کے بعد وہ عورت ایک ماہواری گذار کر جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

حدیث نمبر 8و9 سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو اس طرح تین طلاقیں دینا کہ ہر طہر میں صحبت کیے بغیر ایک طلاق ہو یہ بھی شرعی طلاق ہے۔

حدیث نمبر 10:

عَنْ عَامِرٍ قَالَ تُطَلَّقُ الْحَامِلُ بِالْاَهِلَّةِ (مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص6)

عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حاملہ کو مہینوں کے اعتبار سے طلاق دی جائے (یعنی حاملہ کے حق میں مہینہ طہر کے قائم مقام ہے)

حدیث نمبر 11:

عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا حَامِلًا ثَلَاثًا كَيْفَ قَالَ عَلٰى عِدَّةِ اَقْرَائِهٖ (مصنف عبدالرزاق ج۶ص۳۰۴)

معمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب آدمی کا حاملہ بیوی کو تین طلاق دینے کا ارادہ ہو تو وہ کیسے طلاق دے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ آدمی تین طہروں کے قائم مقام تین مہینوں میں تین طلاقیں دے (یعنی ہر ماہ میں ایک طلاق دے)

حدیث نمبر 10 اور حدیث نمبر 11 سے معلوم ہوا کہ حاملہ کے حق میں مہینہ طہر کے قائم مقام ہے لہذا اگر آدمی اپنی حاملہ بیوی کو تین طلاقیں دینا چاہے تو شرعی طریقہ یہ ہے کہ ہر ماہ میں ایک طلاق دے خواہ صحبت کرنے کے بعد ہو یا صحبت کے بغیر ہو۔

حدیث نمبر 12:

عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ يُّطَلِّقَ امْرَاَتَهٗ

فَلْيُطَلِّقْهَا حِيْنَ تُطْهُرُ مِنْ حَيْضِهَا تَطْلِيْقَةً فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ ثُمَّ يَتْرُكُهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ طَلَّقَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ وَكَانَ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ فَإِنْ هُوَ اَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ فَلْيُطَلِّقْهَا عِنْدَ كُلِّ حَيْضَةٍ تَطْهُرُ مِنْهَا تَطْلِيْقَةً فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ فَإِنْ كَانَتْ قَدْ يَئِسَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ فَلْيُطَلِّقْهَا عِنْدَ كُلِّ هِلَالٍ تَطْلِيْقَةً (مصنف عبدالرزاق ج6 ص301)

حماد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب آدمی کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو وہ اس کو حیض سے پاک ہونے کے بعد بغیر جماع کرنے کے طہر میں ایک طلاق دے پھر اس کو عدت گذرنے تک چھوڑ دے پس جب اس نے ایسا کیا تو اس نے اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دی اور اس کیلئے دوبارہ پیغام نکاح دے کر نکاح کرنے کی گنجائش ہے، لیکن اگر اس کا ارادہ ہو اس عورت کو تین طلاق دینے کا تو وہ اس کو ہر طہر میں بغیر جماع کرنے کے ایک طلاق دے اور اگر وہ عورت ایسی ہے جس کو حیض نہیں آتا (یعنی آئسہ ہے) تو اس کو تین طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ماہ ایک طلاق دے۔

معلوم ہوا کہ جس عورت کو نابالغی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اس کے حق میں مہینہ طہر کے قائم مقام ہے لہذا اسے تین طلاقیں دینے کا طریقہ یہ ہے کہ خاوند اسے ہر ماہ ایک طلاق دے پس اس کا حکم حاملہ جیسا ہے۔

خلاصہ...... مذکورہ بالا قرآن کی آیت اور احادیث کے مطابق شرعی طلاق میں دو چیزوں کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے۔

﴿۱﴾......طلاق کے بعد مرد وعورت اگر دوبارہ ازدواجی زندگی گذارنا چاہیں تو ان کیلئے گنجائش رہے۔

﴿۲﴾......طلاق کے بعد عورت کی عدت زیادہ لمبی نہ ہونے پائے۔

مذکورہ بالا احادیث سے ماخوذ ان دو اصولوں کو ملحوظ رکھ کر ان احادیث میں غور

کرنے سے شرعی وغیر شرعی طلاق کی مندرجہ ذیل تفصیل سامنے آتی ہے۔

مدخولہ بیوی......(وہ بیوی جس کے ساتھ خاوند نے صحبت کی ہے) کیلئے شرعی طلاق کی دو صورتیں ہیں (۱) عورت حالت طہر میں ہو اور خاوند نے اس طہر میں اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو اس میں ایک طلاق دیکر عورت کو چھوڑ دے حتیٰ کہ عورت کی عدت گذر جائے (۲) تین طہروں میں سے ہر طہر میں صحبت کیے بغیر ایک طلاق دے اس طرح تین طہروں میں تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ فقہاء کرام پہلی صورت کو طلاق احسن اور دوسری کو طلاق حسن کہتے ہیں۔

یہ واضح رہے کہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد کسی حدیث میں بھی دو دفعہ رجوع بطور شرط ثابت نہیں ہے حیض والی طلاق میں رجوع کا حکم حیض کی وجہ سے ہے طلاق کی وجہ سے نہیں اس لئے اگر تین طہروں میں تین طلاقیں دے تو پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی شرط نہیں ہے جیسا کہ زیر نظر کتاب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ص 11 سے ص 18 تک مذکور انیس احادیث مرفوعہ میں سے پہلی حدیث میں دوسری طلاق کے بعد اور مقدمہ میں مذکور حدیث 8، 9، 12 میں بھی پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی شرط کے بغیر طلاق دینے کا ذکر ہے اور کسی حدیث میں بھی پہلی دو طلاقوں کے بعد رجوع بطور شرط مذکور نہیں ہے۔ منکرین فقہ نے از خود پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی شرط لگا کر اس کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے ''فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ'' ان کیلئے ہلاکت ہے جو اپنی طرف سے لکھ لیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

چنانچہ غیر مقلد رئیس ندوی صاحب لکھتے ہیں۔

دریں صورت رجعی طلاق کے بعد رجوع نہ کرنے کی صورت میں ختم عدت سے پہلے دو مختلف طہروں میں یکے بعد دیگرے دوسری تیسری طلاقیں دینے کے فعل کو جائز

ودرست قرار دینا نصوص کتاب وسنت پر بلا دلیل ایسا اضافہ ہے جو قابل قبول نہیں۔

(تنویر الآفاق ص 51 مؤلفہ رئیس ندوی صاحب)

رئیس ندوی صاحب جلیل القدر تابعی ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا اثر نمبر 12 پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب شریعت نے اپنے کسی بیان میں یہ اجازت نہیں دی کہ ایک طلاق دینے کے بعد ختم عدت سے پہلے رجوع کے بغیر مختلف طہروں میں دوسری تیسری طلاقیں دی جاسکتی ہیں بلکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ رجعی طلاق کے بعد عدت کے اندر یا تو رجوع کرلیا جائے یا رجوع کیے بغیر عدت کو گذر جانے دیا جائے تو کسی شخص کو یہ ارادہ کر ڈالنے کا حق کہاں سے حاصل ہوگیا کہ تین مختلف طہروں میں رجوع کے بغیر یکے بعد دیگرے تینوں طلاقیں دے ڈالے؟ (تنویر الآفاق ص 52 مؤلفہ رئیس ندوی صاحب)

ہمارے دو سوال:

(۱)......منکرین فقہ (غیر مقلدین) قرآن کریم کی ایک آیت یا ایک صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں جس میں تین طہروں میں تین طلاقیں دینے کی صورت میں پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کا شرط ہونا صراحتاً مذکور ہو؟

(۲)...... یہ بھی وضاحت کریں کہ دوسری اور تیسری طلاق کے بعد رجوع نہ کرنے کی صورت میں تین ماہ یا تین طہر کی تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو رجوع شرط نہ رہا اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

غیر مدخولہ بیوی......(وہ بیوی جس کے ساتھ شوہر نے ابھی تک صحبت نہیں کی) کیلئے شرعی طلاق صرف ایک طلاق بائنہ ہے اور اس کو طہر میں یا حالت حیض میں طلاق دینا برابر ہے۔

حاملہ اور آئسہ بیوی......(حاملہ وہ بیوی جس کا حمل ظاہر ہو۔ آئسہ وہ بیوی جس کو بڑھاپے

یا نابالغی کی وجہ سے ماہواری نہیں آتی) کیلئے شرعی طلاق کی دو صورتیں ہیں (۱) ایک ماہ میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دے حتی کہ عدت یعنی تین ماہ گذر جائیں (۲) تین مہینوں میں سے ہر ماہ میں ایک طلاق دے۔

نوٹ ...... حاملہ اور آئسہ کے حق میں مہینہ طہر کے قائم مقام ہے اور ان کو مہینہ میں صحبت کے بعد طلاق دینا یا صحبت کے بغیر طلاق دینا برابر ہے۔ اسی طرح ان کو طلاق دینے کیلئے کوئی وقت بھی مقرر نہیں خاوند جب چاہے طلاق دیدے ایک طہر یا ایک ماہ میں صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دینا حتی کہ عدت گذر جائے اس کو طلاق احسن کہا جاتا ہے کہ یہ زیادہ اچھا طریقہ ہے اور تین طہروں یا تین ماہ میں تین طلاق کو طلاق حسن کہا جاتا ہے مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں غیر شرعی طلاق کی مختلف صورتیں بنتی ہیں۔

(1)...... حالت حیض میں طلاق دینا۔

(2)...... حالت حیض میں دو یا تین متفرق طلاقیں دینا۔

(3)...... حالت حیض میں دو یا تین اکٹھی طلاقیں دینا۔

(4)...... طہر میں صحبت کرنے کے بعد طلاق دینا۔

(5)...... ایک طہر میں اکٹھی دو طلاقیں دینا۔

(6)...... ایک طہر میں دو متفرق طلاقیں دینا۔

(7)...... ایک طہر میں متفرق تین طلاقیں دینا۔

(8)...... ایک طہر میں اکٹھی تین طلاقیں دینا۔

(9)...... ایک ہفتہ میں تین طلاقیں دینا۔

(10)...... ایک دن میں تین طلاقیں دینا۔

(11)...... رات دن کی تین مجالس میں سے ہر مجلس میں ایک طلاق دینا۔

(12)...... ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دینا۔

(13)......مدخولہ غیر حاملہ بیوی کو طہر میں ایک طلاق بائنہ دینا۔

(14)......حاملہ یا آئسہ کو ایک ماہ میں دو یا تین طلاقیں دینا یا ایک طلاق بائنہ دینا۔

ان سب صورتوں میں غیر شرعی طلاق ہے اہل السنّت کے نزدیک ان تمام صورتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے جبکہ اہل بدعت غیر مقلدین کے نزدیک ان صورتوں میں طلاق غیر شرعی ہونے کی وجہ سے واقع نہیں ہوتی۔

منکر فقہ (غیر مقلد) رئیس ندوی صاحب شرعی طلاق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

غیر مدخولہ کو طلاق دینے میں حیض و طہر کی کوئی پابندی ضروری نہیں ہے ظاہر ہے کہ طہر کی حالت میں طلاق دینے کا یہ قانون الٰہی صرف انھیں عورتوں کے اوپر چل سکتا ہے جن کو باقاعدہ حیض آیا کرتا ہو مگر حمل والی عورتوں اور کم عمری یا بڑھاپے کے سبب جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو ان پر یہ قانون نہیں چل سکتا اس لئے شریعت کا فیصلہ یہ ہے کہ حاملہ عورت کی پوری مدت حمل طہر کے حکم میں ہے لہذا حاملہ ہونے کے وقت سے لے کر وضع حمل سے پہلے پہلے حاملہ کا شوہر جب چاہے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے سکتا ہے مگر اس پوری مدت حمل میں اسے صرف ایک ہی طلاق دینے کی اجازت ہے اور جس غیر حاملہ کو کبر سنی یا صغر سنی کی بناء پر حیض نہ آتا ہو وہ حکماً ہر وقت طہر کی حالت میں ہے لہذا اسے جس وقت بھی چاہے اس کا شوہر طلاق دے سکتا ہے مگر بیک وقت اسے بھی ایک سے زیادہ طلاقیں نہیں دی جا سکتیں غیر مدخولہ کو چھوڑ کر ہر قسم کی مدخولہ عورت کو اوقاتِ مذکورہ کی رعایت کرتے ہوئے ایک وقت میں جو ایک طلاق دی جائے گی اسے اصطلاح شرعی میں رجعی طلاق کہتے ہیں۔ (تنویر الآفاق ص 46)

ہمارے دو سوال

(ا)......رئیس ندوی صاحب کہتے ہیں کہ حاملہ کی پوری مدت حمل ایک طہر کے حکم میں ہے لہذا اسے صرف ایک ہی طلاق دی جا سکتی ہے اس دعوے پر ندوی صاحب صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

(۲)......غیر حاملہ کو بڑھاپے یا کم سنی کی بنا پر حیض نہ آتا ہو تو طلاق دینے کے اعتبار سے اس کی ساری زندگی ایک طہر کے حکم میں ہے یا متعدد طہروں کے حکم میں ہے اور اس کا معیار کیا ہے اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

تعیین محل نزاع

سوال......ہمارے ہاں ایک فتوی گشت کر رہا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین نہیں بلکہ ایک طلاق ہوتی ہے جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے جبکہ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں اور تین طلاقوں کے بعد جب تک حلالہ نہ ہو عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوتی ہمیں اس مسئلہ کی حقیقت اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی پوری تحقیق وتفصیل مطلوب ہے؟

جواب......اصل اختلاف تین طلاقوں کے تین یا ایک ہونے کا نہیں بلکہ اصل اختلاف یہ ہے کہ غیر شرعی طریقہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تمام اہل السنّت والجماعت علماء (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے نزدیک غیر شرعی طریقہ سے طلاق دینا گناہ ہے لیکن اس کے باوجود غیر شرعی طریقہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ فرقہ اہل حدیث (اہل بدعت) کا دعوی یہ ہے کہ غیر شرعی طریقہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع اور عدم وقوع میں اختلاف کی بنیاد بھی یہی ہے کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ طریقہ طلاق غیر شرعی ہے اس لئے اکٹھی تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی جبکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ طریقہ اگرچہ غیر شرعی ہے تاہم اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اب اگر گفتگو کا موضوع یہ ہو کہ غیر شرعی طریقہ سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں تو تمام غیر شرعی طریقوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور اگر صرف ایک مجلس کی تین طلاق موضوع ہو تو صرف اس ایک غیر شرعی صورت کا حکم معلوم ہوگا باقی صورتوں کا حکم معلوم نہ ہوگا تو مسئلہ ادھورا حل ہوگا اور اگر غیر شرعی طریقہ سے وقوع عدم

وقوع پر گفتگو ہو تو تمام غیر شرعی صورتوں کا حکم معلوم ہو جائے گا لہذا اہم دلائل پیش کرتے ہیں غیر شرعی طریقہ سے طلاق کے وقوع پر اور غیر مقلدین عدم وقوع پر دلائل پیش کریں۔

مؤیدات از غیر مقلدین

۞......نواب وحید الزمان لکھتے ہیں!

وَهَلْ يَقَعُ اَمْ لَا فِيْهِ وَفِيْ وُقُوْعِ مَا فَوْقَ الْوَاحِدَةِ مِنْ دُوْنِ تَخَلُّلِ رَجْعَةٍ خِلَافٌ وَالرَّاجِحُ عَدْمُ الْوُقُوْعِ (نزل الابرار ج2 ص81)

حالت حیض میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں نیز درمیان میں رجوع کیے بغیر ایک سے زائد طلاقیں واقع ہوں گی یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور راجح عدم وقوع ہے۔

۞......نواب نور الحسن لکھتے ہیں!

طلاق سنی آنست کہ زن حائض نباشد ہم چنیں نفساء نبود زیرا کہ طہر را دران شرط کردہ ونفاس طہر نیست و دوران طہر کہ طلاق دادہ جماع نکردہ باشد نہ زیادہ بر یک طلاق ندادہ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر سہ طلاق جمیعاً خشمناک شد...... وبالجملہ اتفاق کائن است برانکہ طلاق مخالف طلاق سنت را طلاق بدعت گویند...... وآنچہ خلاف شرع خدا ورسول است مردود باشد بحدیث عائشہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم **كل عمل ليس عليه امرنا فهو رد** این حدیث متفق علیہ است شوکانی گفتہ **فمن زعم ان هذه البدعة يلزم حكمها وان هذا الامر الذى ليس من امره ﷺ يقع من فاعله ويعتد به لم يقبل منه ذلك الا بدليل**

(عرف الجادی ص118، 119 ج1)

طلاق شرعی یہ ہے کہ عورت حیض ونفاس کی حالت میں نہ ہو کیونکہ طلاق کیلئے عورت کا طہر میں ہونا شرط ہے اور جس طہر میں طلاق دے اس میں جماع نہ کیا ہو اور ایک سے زیادہ طلاق بھی نہ دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکٹھی تین طلاقوں پر ناراض ہو گئے تھے اور اس پر اتفاق

ہے کہ جو طلاق شرعی طریقہ کے خلاف ہو وہ طلاق بدعت (غیر شرعی) ہے اور جو چیز خدا اور رسول کی شریعت کے خلاف ہو وہ مردود ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ ہر وہ عمل جو ہمارے دین کے موافق نہ ہو وہ مردود ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور (غیر مقلدوں کے امام) شوکانی فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ اس غیر شرعی طلاق کا حکم لازم ہو جاتا ہے اور یہ طلاق جو امر رسول کے خلاف ہے واقع ہو جاتی ہے اور اس کا اعتبار کیا جائے گا اس کی یہ بات بغیر دلیل کے قبول نہیں کی جائے گی۔

۞......نواب وحید الزمان لکھتے ہیں!

وَيَنْبَغِیْ اَنْ يَّكُوْنَ لِلْمَوْطُوْئَةِ فِیْ طُهْرٍ لَمْ يَمَسَّهَا فِيْهِ اَوْ فِیْ حَمْلٍ قَدْ اسْتَبَانَ وَيَحْرُمُ اِيْقَاعُهٗ عَلٰى غَيْرِ هٰذِهِ الصِّفَةِ وَهَلْ يَقَعُ اَمْ لَا فِيْهِ قَوْلَانِ وَكَذٰلِكَ فِیْ وُقُوْعِ مَا فَوْقَ الْوَاحِدَةِ مِنْ دُوْنِ تَخَلُّلِ رَجْعَةٍ وَالرَّاجِحُ عَدَمُ الْوُقُوْعِ (کنز الحقائق ص68)

اور مناسب یہ ہے کہ موطوءۃ کے ساتھ جس طہر میں جماع نہ کیا ہو اس میں ایک طلاق دی جائے یا ایسی حاملہ کو طلاق دے جس کا حمل ظاہر ہو چکا ہو اس طریقہ کے خلاف طلاق دینا حرام ہے یہ خلاف شرع طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں اس میں دونوں قول ہیں درمیان میں رجوع کیے بغیر ایک سے زائد طلاق دینے میں بھی دونوں قول ہیں اور راجح عدم وقوع ہے۔

۞......نواب وحید الزمان لکھتے ہیں!

اَلسُّنَّةُ لِمَنْ اَرَادَ طَلَاقَ زَوْجَتِهٖ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَلْقَةً وَّاحِدَةً فِیْ طُهْرٍ لَمْ يَطَاْهَا فِيْهِ ثُمَّ يَدَعُهَا حَتّٰى تَنْقَضِیَ عِدَّتُهَا ...... فَاِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا اَوْ ثِنْتَيْنِ وَلَوْ بِكَلِمَاتٍ فِیْ طُهْرٍ لَمْ يُصِبْهَا فِيْهِ اَوْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا اَوْ ثِنْتَيْنِ فِیْ اَطْهَارٍ قَبْلَ رَجْعَةٍ اَوْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ فِیْ طُهْرٍ لَمْ يُصِبْهَا فِيْهِ اَوْ طَلَّقَهَا فِی الْحَيْضِ اَوْ فِیْ طُهْرٍ وَطِئَ فِيْهِ...... اَوْ طَلَّقَهَا فِیْ حَيْضٍ ثُمَّ طَلَّقَهَا فِیْ طُهْرٍ

بَعْدَهٗ فَبِدْعِيٌّ وَحَرَامٌ وَهَلْ يَقَعُ الطَّلَاقُ فِيْ هٰذِهِ الصُّوَرِ اَمْ لَا فِيْهِ خِلَافٌ كَمَا مَرَّ وَالْمُخْتَارُ عَدْمُ الْوُقُوْعِ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار ج2 ص83)

اپنی بیوی کو طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ جس طہر میں اس نے بیوی کے ساتھ صحبت نہیں کی اس میں ایک طلاق دے پھر اس کو چھوڑ دے حتی کہ اس کی عدت گذر جائے ......پس اگر اس کو تین یا دو طلاقیں دیں اگرچہ متعدد کلمات کے ساتھ ہوں اور ایسے طہر میں ہوں جس میں صحبت نہیں کی یا اس کو تین یا دو طلاقیں دے لیکن درمیان میں رجوع نہیں کیا یا اس کو صحبت کیے بغیر طہر میں تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ دے یا حالت حیض میں طلاق دے یا جس طہر میں وطی کی ہے اس میں طلاق دے یا اس کو حیض میں طلاق دے پھر اس حیض کے بعد والے طہر میں بھی طلاق دے تو ان سب صورتوں میں طلاق غیر شرعی ہے اور حرام ہے اور کیا ان صورتوں میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور قوی مذہب عدم وقوع ہے۔

غیر شرعی طریقہ سے طلاق کے وقوع پر دلائل

سوال......کیا غیر شرعی طریقہ سے طلاق کے واقع ہونے پر تمھارے پاس کوئی دلیل ہے؟

جواب ...... غیر شرعی طریقہ اور طریقہ معصیت سے دی گئی طلاق کے وقوع پر اہل السنّت کے پاس بہت دلائل ہیں چند دلائل ملاحظہ کیجئے۔

دلیل نمبر 1:

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَأَمَرَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهٗ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهٖ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ

ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا وَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ قَالَ مُسْلِم جَوَّدَ اللَّيْثُ فِي قَوْلِهِ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً (صحیح مسلم ج1 ص476)

نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کرلے پھر اس بیوی کو روک لے حتی کہ ایک طہر گذر جائے پھر جب دوسرا حیض گذر جائے اور اس سے پاک ہوجائے پس اگر دوسری طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس دوسرے طہر میں صحبت کرنے سے پہلے اس کو دوسری طلاق دیدے پس یہ ہے طریقہ طلاق جس کے مطابق عدت (تین حیض) سے پہلے اللہ تعالی نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ابن رمح کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب طلاق کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ فرماتے کہ اگر آپ نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا حکم دیا تھا اور اگر تو نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی جب تک وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے تیرے لیے حلال نہیں اور تو نے طلاق دینے میں اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی کی ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیث رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تطليقة واحدة (ایک طلاق) کو صحیح قرار دیا ہے (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی)

دلیل نمبر 2:

عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا

(صحیح مسلم ج1 ص476)

سالم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم کیجئے کہ وہ رجوع کرلے پھر (ایک طہر اور ایک حیض گذرنے کے بعد دوسرے) طہر میں اس کو طلاق دے یا حمل کی حالت میں طلاق دے۔

دلیل نمبر 3:

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقُ بَعْدُ أَوْ يُمْسِكُ

(صحیح مسلم ج1 ص477)

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو حکم دیجئے کہ وہ رجوع کرے حتی کہ وہ اس حیض سے پاک ہوجائے پھر دوسرا حیض گذر جائے اس کے بعد جب عورت پاک ہوجائے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ یا دوسری طلاق دیدے یا اس عورت کو اپنے پاس روک لے۔

دلیل نمبر 4:

عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ مَكَثْتُ عِشْرِينَ سَنَةً يُحَدِّثُنِي مَنْ لَا أَتَّهِمُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَهِيَ حَائِضٌ فَأُمِرَ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَجَعَلْتُ لَا أَتَّهِمُهُمْ وَلَا أَعْرِفُ الْحَدِيثَ حَتَّى لَقِيتُ أَبَا غَلَّابٍ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ الْبَاهِلِيَّ وَكَانَ ذَا ثَبَتٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَأُمِرَ أَنْ يَرْجِعَهَا قَالَ قُلْتُ أَفَحُسِبَتْ عَلَيْهِ قَالَ فَمَهْ أَوَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

(صحیح مسلم ج1 ص477)

(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے کہ) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیس سال تک ایسے لوگ جن کو میں جھوٹ سے متہم نہیں سمجھتا تھا بیان کرتے رہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں تین طلاقیں دی تھیں پھر ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا گیا پس میں ان کو جھوٹ کے ساتھ متہم بھی نہیں سمجھتا تھا اور اس حدیث کا یقین بھی نہیں آتا تھا حتی کہ میں ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا اور وہ بڑے ثقہ آدمی ہیں پس اس نے میرے سامنے اصل حقیقت بیان کی کہ اس نے خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بتایا کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی تھی پھر ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا گیا میں نے پوچھا کہ کیا اس طلاق کو شمار کیا گیا تھا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ (یعنی خود ابن عمر رضی اللہ عنہ) شرعی طریقہ طلاق سے عاجز رہا اور اس نے غیر شرعی طلاق دینے کی حماقت کی ہے تو کیوں طلاق شمار نہیں کی جائے گی۔

دلیل نمبر 5:

عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا......قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ فَمَهْ أَوَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ (صحیح مسلم ج 1 ص 477، سنن ابی داؤد ج 1 ص 297)

یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو فوراً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بولے کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتا ہے اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم دیا یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حالت

حیض میں دی ہوئی طلاق کو آپ نے شمار کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ شرعی طریقہ طلاق سے عاجز رہا اور غیر شرعی طلاق دینے کی حماقت کی ہے تو وہ طلاق کیوں واقع نہیں ہوگی۔

دلیل نمبر 6:

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَفَاحْتَسَبْتَ بِهَا قَالَ مَا يَمْنَعُهُ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ (صحیح مسلم ج1 ص477)

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اور یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے کہا میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہو وہ رجوع کرلے پھر جب وہ عورت دوسرے حیض سے پاک ہوجائے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اگر چاہے اس کو دوسری طلاق دیدے یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے اس طلاق کو شمار کیا تھا انھوں نے کہا یہ بتایئے کہ اگر وہ شرعی طریقے سے عاجز رہا اور غیر شرعی طریقہ سے طلاق دینے کی حماقت کی ہے تو کون سی چیز اس طلاق کو شمار کرنے سے مانع ہے۔

دلیل نمبر 7:

ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَذَهَبَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ

الْخَبَرَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا (صحیح مسلم ج1 ص477)

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن طاوس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ طاوس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدے تو کیا حکم ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتا ہے اس نے کہا جی ہاں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم دیا (اور رجوع طلاق کے بعد ہوتا ہے)

دلیل نمبر 8:

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَيْمَنَ مَوْلَى عَزَّةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ ذٰلِكَ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُرَاجِعْهَا فَرَدَّهَا وَقَالَ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ (صحیح مسلم ج1 ص477)

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے عبدالرحمٰن بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں سوال کیا کہ اس آدمی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

میں حالت حیض میں طلاق دی تھی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ رجوع کر لے پس آپ نے اس عورت کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا دیا اور فرمایا کہ جب وہ عورت اس حیض کے بعد دوسرے حیض سے پاک ہو جائے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کو دوسری طلاق دیدے یا اس کو روک لے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا ارشاد فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو جب تمھارا بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو ان کو طلاق دو ان کی عدت (تین حیض) سے پہلے (یعنی طہر میں)۔

دلیل نمبر 9:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي طَلَّقَ فَقَالَ طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا لِطُهْرِهَا قَالَ فَرَاجَعْتُهَا ثُمَّ طَلَّقْتُهَا لِطُهْرِهَا قُلْتُ فَاعْتَدَدْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ الَّتِي طَلَّقْتَ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ مَا لِيَ لَا أَعْتَدُّ بِهَا وَإِنْ كُنْتُ عَجَزْتُ وَاسْتَحْمَقْتُ

(صحیح مسلم ج 1 ص 477)

عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس بیوی کے متعلق پوچھا جس کو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حالت حیض میں طلاق دی تھی پھر اس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ رجوع کر لے پھر جب وہ عورت اس حیض کے بعد دوسرے حیض سے پاک ہو تو وہ اس کو اس طہر میں دوسری طلاق دے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رجوع کر لیا پھر میں نے اس کو دوسرے حیض کے بعد طہر میں طلاق دی میں نے پوچھا کیا آپ نے اس حیض والی طلاق کا اعتبار کیا تھا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں اس کا اعتبار نہ کرتا اگرچہ میں شرعی طریقہ سے عاجز رہا اور غیر شرعی طریقہ کی حماقت کی۔

دلیل نمبر 10:

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَدَعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا أَوْ يُمْسِكُهَا ......قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا صَنَعَتِ التَّطْلِيقَةُ قَالَ وَاحِدَةٌ اعْتَدَّ بِهَا

(صحیح مسلم ج1 ص476)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنا قصہ خود بتایا) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی اس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ رجوع کر لے پھر اس عورت کو چھوڑ دے حتی کہ جب وہ اس حیض سے پاک ہو جائے پھر دوسرا حیض آئے پس جب اس حیض سے پاک ہو تو اس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے یا اس کو روک لے عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا حیض والی طلاق کا اعتبار کیا گیا تھا انھوں نے جواب دیا اس ایک طلاق کا اعتبار کیا گیا تھا۔

دلیل نمبر 11:

عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ سُئِلَ الزُّهْرِيُّ كَيْفَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَٰلِكَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً وَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا

طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحَسَبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا (سنن النسائی ج2 ص81)

زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عدت سے پہلے طلاق کیسے ہوتی ہے انھوں نے جواب دیا کہ مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سالم رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی اس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رجوع کر لے پھر اس عورت کو روک لے حتی کہ اس کو دوسرا حیض آئے اور جب وہ اس حیض سے پاک ہو تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اگر چاہے تو اس کو دوسری طلاق دیدے پس یہ ہے وہ طلاق عدت سے پہلے جس کے واقع کرنے کا اللہ عزوجل نے طریقہ بتایا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رجوع کیا اور میں نے اس عورت کیلئے اس حیض والی طلاق کو بھی شمار کیا۔

دلیل نمبر 12:

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى مُسْتَقْبَلَةً سِوَى حَيْضَتِهَا الَّتِي طَلَّقَهَا فِيهَا فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ حَيْضَتِهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا......وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَحُسِبَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَرَاجَعَهَا عَبْدُ اللَّهِ كَمَا أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحَسَبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا (صحیح مسلم ج1 ص476)

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (میرے باپ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا

کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی (میرے دادا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے پھر فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم کرو کہ وہ رجوع کرلے حتی کہ اس عورت کو اس طلاق والے حیض کے بعد دوسرا حیض آجائے پھر اگر چاہے تو صحبت کرنے سے پہلے اس کو دوسری طلاق دیدے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیوی کو ایک طلاق دی تھی اور یہ حیض والی طلاق شمار کی گئی اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس طلاق سے رجوع کیا اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میرے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رجوع کیا تھا اور میں نے اس حیض والی طلاق کو بھی شمار کیا تھا۔

دلیل نمبر 13:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ امْرَأَتِهِ الَّتِي طَلَّقَ فَقَالَ طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا لِطُهْرِهَا قَالَ فَرَاجَعْتُهَا ثُمَّ طَلَّقْتُهَا لِطُهْرِهَا قُلْتُ فَاعْتَدَدْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ الَّتِي طَلَّقْتَ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ مَا لِيَ لَا أَعْتَدُّ بِهَا (صحیح مسلم ج 1 ص 477)

عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی اس بیوی کے متعلق پوچھا جس کو انھوں نے طلاق دی تھی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے اسے حالت حیض میں طلاق دی تھی پس اس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر ہوا تو انھوں نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ رجوع کرلے پھر جب وہ عورت طلاق والے حیض کے بعد دوسرے حیض سے پاک ہو پھر اگر چاہے تو اس کو دوسری طلاق دیدے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ میں نے رجوع کیا پھر دوسرے طہر میں اسے طلاق دیدی انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ نے اس حیض والی طلاق کا بھی اعتبار کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں اس کا اعتبار نہ کرتا۔

دلیل نمبر 14:

عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ قَالَ :قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ حَائِضًا قَالَ أَتَعْرِفُ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ حَائِضًا فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَّهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا حَاضَتْ ثُمَّ طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَ قُلْتُ أَعْتَدَدْتَّ بِتِلْكَ التَّطْلِيْقَةِ قَالَ نَعَمْ (سنن الدارقطنی ج4 ص10)

خالد حذاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیا آپ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہیں اس نے حالت حیض میں طلاق دی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اسے کہو کہ رجوع کر لے پھر جب وہ عورت دوسرے حیض سے پاک ہو جائے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اگر چاہے تو اسے دوسری طلاق دیدے اور اگر چاہے تو روک لے میں نے پوچھا کیا آپ نے اس طلاق کو شمار کیا تھا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں!

دلیل نمبر 15:

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ :طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا إِنْ شَاءَ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَتُحْتَسَبُ بِتِلْكَ التَّطْلِيْقَةِ قَالَ نَعَمْ (سنن الدارقطنی ج4 ص5)

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی اس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو رجوع کرنے کا حکم دیجئے پھر جب وہ عورت دوسرے حیض سے پاک ہو جائے تو اگر وہ چاہے اس کو دوسری طلاق دیدے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا اس طلاق کو بھی شمار کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کو بھی شمار کیا جائے گا۔

دلیل نمبر 16:

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ :أَنَّ رَجُلًا أَتٰى عُمَرَ فَقَالَ ...... اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ اَلْبَتَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حِيْنَ فَارَقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهٗ أَنْ يَّرْتَجِعَهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَمَرَهٗ أَنْ يُّرَاجِعَ امْرَأَتَهٗ بِطَلَاقٍ بَقِيَ لَهٗ وَأَنْتَ لَمْ تُبْقِ مَا تَرْتَجِعُ امْرَأَتَكَ (سنن الدارقطنی ج4 ص7)

عبیداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ، نافع رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں پکی طلاق دی ہے (یعنی اکٹھی تین طلاقیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی اس آدمی نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رجوع کرنے کا حکم دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم اس طلاق کی وجہ سے دیا تھا جو طلاق رہتی تھی لیکن تو نے کوئی طلاق باقی

نہیں رکھی جس کی وجہ سے تو رجوع کرتا۔(کیونکہ تو نے تین طلاقیں دیدی ہیں اور آزاد عورت کیلئے کل طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں)

دلیل نمبر 17:

عَنْ فَرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ :طَلَّقَ بْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَاحِدَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَمَرَهُ اَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الطَّلَاقَ فِيْ عِدَّتِهَا وَتُحْتَسَبُ بِهٰذِهِ التَّطْلِيْقَةِ الَّتِيْ طَلَّقَ أَوَّلَ مَرَّةً(سنن الدار قطنی ج 4 ص 11)

فراس رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ کو بتایا آپ نے حکم فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رجوع کرلے پھر اگر چاہے تو شرعی طریقے کے مطابق باقی طلاقیں دیدے اور جو اس نے حالت حیض میں طلاق دی ہے اس کو بھی شمار کیا جائے (اور اس طلاق کے علاوہ دو طلاقوں کا حق باقی ہے)

دلیل نمبر 18:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ ، حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ جُبَيْرٍ ، قَالَ :سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ قُلْتُ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ "فَقَالَ :أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ؟ قُلْتُ " :نَعَمْ "قَالَ :فَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ، وَهِيَ حَائِضٌ ، فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُّرَاجِعَهَا ، ثُمَّ يُطَلِّقَهَا فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهَا ،قَالَ قُلْتُ فَيُعْتَدُّ بِهَا ؟ قَالَ نَعَمْ ،وَبِهٰذَا الْمَعْنٰى رَوَاهُ أَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ ، وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ ، وَأَبُوْ الزُّبَيْرِ ، وَغَيْرُهُمْ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِيْهِ (السنن الصغیر للبیہقی ج 3 ص 113)

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدے اس کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مسئلہ پوچھا آپ نے حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رجوع کر لے پھر اس حیض کے بعد دوسرے طہر میں اس کو طلاق دے یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اس حیض والی طلاق کو بھی شمار کیا جائے گا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اس کو بھی شمار کیا جائے گا اور اسی مضمون کے حدیث انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو الزبیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تابعین نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نیز اس کو محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے اور انھوں نے اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

دلیل نمبر 19:

أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَيْمَنَ مَوْلَى عُرْوَةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ قَالَ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا قَالَ طَلَّقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَرَدَّهَا عَلَيَّ وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا وَقَالَ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ (سنن ابی داؤد ج 1 ص 297)

ابو الزبیر رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ کے غلام عبدالرحمٰن بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور ابو الزبیر رحمۃ اللہ علیہ سن رہے تھے اس نے پوچھا کہ جو آدمی

اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو میری طرف لوٹا دیا اور اس طلاق کو صحیح نہ سمجھا اور فرمایا جب وہ عورت اس حیض کے بعد دوسرے حیض سے پاک ہو جائے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کو دوسری طلاق دے یا اس کو روک لے۔

فائدہ 1......(نکارتِ حدیث ابی الزبیر اور لَمْ یَرَهَا شَیْئًا کا معنی)

اولا............تو یہ حدیث منکر ہے بلکہ انکر ہے چنانچہ

۞......علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ جَاءَتِ الْاَحَادِیْثُ کُلُّهَا بِخِلَافِ مَارَوَاهُ اَبُوْ الزُّبَیْرِ وَقَالَ اَهْلُ الْحَدِیْثِ لَمْ یَرْوِ اَبُوْ الزُّبَیْرِ حَدِیْثًا اَنْكَرَ مِنْ هٰذَا

(معالم السنن ج ۲ ص ۲۸۹، طرح التثریب ج ۷ ص ۲۴۲)

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو الزبیر کی روایت کردہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری تمام احادیث کے خلاف ہے اور محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ ابوالزبیر کی احادیث میں سے یہ حدیث سب سے زیادہ منکر ہے۔

۞......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قَوْلُهٗ وَلَمْ یَرَهَا شَیْئًا مُنْكَرٌ وَلَمْ یَقُلْهُ اَحَدٌ غَیْرُ اَبِیْ الزُّبَیْرِ وَلَیْسَ بِحُجَّةٍ فِیْمَا خَالَفَهٗ فِیْهِ مِثْلُهٗ فَكَیْفَ بِخِلَافِ مَنْ هُوَ اَثْبَتُ مِنْهُ

(طرح التثریب ج ۷ ص ۲۴۲)

حدیث میں یہ لفظ ولم یرہا شیئا منکر ہے ابوالزبیر کے علاوہ کسی راوی نے یہ لفظ ذکر نہیں کیا اور ابوالزبیر کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر اس جیسا راوی اس کے خلاف روایت کرے تو

اس کے مقابلہ میں ابوالزبیر کی حدیث حجت نہیں ہوتی اور جب اس سے ثقہ ترین راوی اس کی مخالفت کرر ہے ہیں تو اس صورت میں اس کی حدیث کیسے حجت ہو سکتی ہے۔

ثانیا...... مذکورہ بالا 18 احادیث ابن عمر رضی اللہ عنہ دلیل ہیں کہ ابوالزبیر کی حدیث ابن عمر میں **لَمْ یَرَهَا شَیْئًا** کا معنی یہ ہے کہ (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض میں دی گئی طلاق کو درست نہ سمجھا یعنی شرعی طلاق نہ سمجھا (۲) یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس طلاق کو رجوع میں مانع نہ سمجھا یعنی طلاق واقع ہو گئی لیکن شرعی اعتبار سے یہ طلاق درست نہیں اور رجوع میں مانع بھی نہیں (۱)

---

(۱)...... (۳) یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس حیض کو اور اس کے متصل بعد والے طہر کو محل طلاق نہ جانا اسی لئے آپ نے اس طہر میں نئی طلاق دینے سے منع فرمایا۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری ج ا ص ۳۴۸ میں اسی کے مطابق مسئلہ لکھا ہے ے **ذُکِرَ فِیْ الْاَصْلِ اَنَّهَا اِذَا طَهُرَتْ ثُمَّ حَاضَتْ ثُمَّ طَهُرَتْ طَلَّقَهَا اِنْ شَاءَ وَهٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّ بِالْمُرَاجَعَةِ لَا یَعُوْدُ الطُّهْرُ الَّذِیْ عَقِیْبَ الْحَیْضِ مَحَلًّا لِلطَّلَاقِ السُّنِّیِّ** یعنی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت حیض میں عورت کو طلاق دے تو وہ عورت جب اس حیض سے پاک ہو جائے پھر حیض آ جائے تو اس کے بعد والے طہر میں اگر چاہے تو دوسری طلاق دے اس میں اشارہ ہے کہ حیض والی طلاق سے جب خاوند نے رجوع کر لیا تو اس حیض کے بعد والا طہر شرعی طلاق کیلئے محل نہیں رہتا یہ اس لیے کہ حالت حیض والی طلاق کو اس طہر میں شمار کر کے انتہاءً کسی حد تک اس غیر شرعی فعل کا تدارک ہو جائے (۴) یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس طلاق والے حیض کا عدت کے تین حیضوں میں شمار نہ کیا اور اس کا معنی یہ نہیں کہ آپ نے اس طلاق کا اعتبار نہ کیا اور وہ طلاق واقع نہ ہوئی یہ معنی مذکورہ بالا 18 احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں بلکہ اس کے پہلے بیان کردہ چار معنی ہی درست ہیں۔

اس کی تائید ملاحظہ کیجئے!

﴿۱﴾...... ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اس کا معنی یہ لکھتے ہیں!

وَلَوْ صَحَّ لَكَانَ مَعْنَاهُ عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَلَمْ يَرَهَا عَلَى اسْتِقَامَةٍ أَيْ وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا مُسْتَقِيْمًا لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ طَلَاقُهُ لَهَا عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ

(فتح المالك بتبويب التمهيد لابن عبد البرعلى موطأ الامام مالك ج 7ص 320،طرح التثريب ج٧ص٢٤٢)

بالفرض اگر حدیث میں یہ لفظ صحیح ہوتو میرے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طلاق کو درست نہ سمجھا کیونکہ یہ شرعی طریقہ کے مطابق نہ تھی۔

﴿۲﴾......علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ اس کا معنی لکھتے ہیں۔

وَقَدْ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْنَاهُ لَمْ يَرَهُ شَيْئًا تَامًّا تَحْرُمُ مَعَهُ الْمُرَاجَعَةُ وَلَا تَحِلُّ لَهُ اِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ اَوْ لَمْ يَرَهُ شَيْئًا جَائِزًا فِي السُّنَّةِ مَاضِيًا فِيْ حُكْمِ الْاِخْتِيَارِ وَاِنْ كَانَ لَازِمًا لَهُ عَلٰى سَبِيْلِ الْكَرَاهَةِ

(معالم السنن ج۳ص۲۸۹،طرح التثریب ج۷ص۲۴۲)

اور یہ بھی احتمال ہے کہ لم یرہا شیئا کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی طلاق کو ایسی کامل حرمت والی طلاق نہ سمجھا کہ جس کے ساتھ رجوع حرام ہوجائے اور وہ عورت بغیر حلالہ کے اس کیلئے حلال نہ ہو یا معنی یہ ہے کہ حیض والی طلاق کو حالت اختیار میں شرعی طلاق نہ سمجھا اگرچہ مکروہ ہونے کے باوجود اس پر لازم ہوگئی۔

﴿۳﴾......نواب صدیق حسن خان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا مطلب یہ لکھتے ہیں معنی آن باشد کہ لَمْ يَرَهَا شَيْئًا تَحْرُمُ مَعَهُ الرَّجْعَةُ اَوْ لَمْ يَرَهَا شَيْئًا جَائِزًا فِي السُّنَّةِ۔ ......لم یرہا شیئا کا معنی یہ ہے کہ اس طلاق کو ایسی طلاق نہ سمجھا جس کے ساتھ

رجوع حرام ہو جائے (یعنی طلاق بائنہ) یا معنی یہ ہے کہ حیض میں دی گئی طلاق کو طلاق شرعی نہ سمجھا (بدور الاہلہ ج1 ص184)

فائدہ2......(نتائج احادیث مذکورہ)

ان مذکورہ بالا احادیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے واضح طور پر تین چیزیں معلوم ہوئیں

① ......حالت حیض میں طلاق دینا غیر شرعی طلاق ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ناراض ہوئے (فَتَغَيَّظَ) اگر حالت حیض میں دی گئی طلاق شرعی ہوتی تو آپ ناراض نہ ہوتے کیونکہ شریعت کے مطابق کام کرنے پر نبی ناراض نہیں ہوتا۔اور صرف طلاق دینے پر آپ ناراض نہیں ہوئے کیونکہ آپ نے خود ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ طلاق والے حیض کے بعد دوسرے طہر میں اگر چاہے تو دوسری طلاق دیدے اور اگر چاہے تو بیوی کو اپنے پاس روک لے۔

② ......حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے کیونکہ مذکورہ بالا احادیث میں صراحت ہے کہ اس طلاق کو تین طلاقوں میں شمار کیا گیا نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم دیا اور رجوع طلاق واقع ہونے کے بعد ہوتا ہے اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو نہ رجوع کرنے کی ضرورت تھی اور نہ آپ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم دیتے۔

③ ......اگر شوہر حالت حیض میں طلاق دیدے تو اس کو چاہیے کہ اس حیض کے بعد متصل والے طہر میں دوسری طلاق نہ دے تا کہ حیض والی طلاق اس طہر کی طرف منتقل ہو جائے اور چونکہ شوہر کا دو طلاقوں کا حق ابھی باقی ہے اس لیے اگر وہ دوسری طلاق دینا چاہے تو اس کے بعد والے طہر میں دے اسی طرح تیسری طلاق تیسرے طہر میں دے پس اس طور پر انجام کار تین طلاقیں تین طہروں میں ہو جاتی ہیں اور اس غیر شرعی فعل کا ایک حد تک تدارک ہو جاتا ہے۔

مؤیدات

۞......نواب صدیق حسن خان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایات میں سے

چند روایات نقل کر کے لکھتے ہیں ”واین روایات دال است بر وقوع طلاق بدعی و باین رفتہ اند جمہور“ یہ روایات غیر شرعی طلاق کے وقوع پر دلالت کرتی ہیں اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے (بدور الاہلہ ص183 ج1)

۞......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

فَهٰذِهِ الْآثَارُ كُلُّهَا تُوْضِحُ لَكَ مَا قُلْنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَفِيْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهَا طَلْقَةٌ لِاَنَّهٗ لَايُؤْمَرُ بِالْمُرَاجَعَةِ اِلَّا لِمَنْ لَزِمَتْهُ الطَّلْقَةُ وَلَوْ لَمْ تَلْزَمْهُ لَقَالَ دَعْهُ فَلَيْسَ هٰذَا بِشَيْءٍ اَوْ نَحْوَ هٰذَا

(فتح المالک بتبویب التمہید لابن عبدالبر علی موطأ الامام مالک ج7 ص320)

ان آثار سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پیش آمدہ قصہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ رجوع کرلے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک طلاق دی تھی اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ پر لازم بھی ہوگئی تھی اگر طلاق لازم نہ ہوتی تو آپ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو یوں فرماتے کہ اس طلاق کو چھوڑ دیجئے اور شمار نہ کیجئے کیونکہ یہ طلاق نہ ہونے جیسی ہے لیکن آپ نے اس طلاق کی نفی نہیں کی اور نہ اس کو کالعدم سمجھا

۞......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول!

قَالَ الشَّافِعِيُّ رحمه الله بُيِّنَ يَعْنِيْ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الطَّلَاقَ يَقَعُ عَلَى الْحَائِضِ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا يُؤْمَرُ بِالْمُرَاجَعَةِ مَنْ لَزِمَهُ الطَّلَاقُ فَاَمَّا مَنْ لَّمْ يَلْزَمْهُ الطَّلَاقُ فَهُوَ بِحَالِهٖ قَبْلَ الطَّلَاقِ (سنن کبریٰ للبیہقی ج7 ص532)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حالت حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے کیونکہ طلاق سے رجوع کرنے کا حکم اسی

کو دیا جاتا ہے جس پر طلاق لازم ہو چکی ہو اور جس پر طلاق لازم نہ ہوئی ہو وہ طلاق سے پہلے والی حالت پر قائم ہے تو اس کو رجوع کا حکم دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

۞......علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

وَفِيْهِ دَلِيْلٌ :عَلٰى أَنَّ الطَّلَاقَ فِيْ الْحَيْضِ يَقَعُ ، وَيَلْزَمُ وَهُوَ مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ خِلَافًا لِمَنْ شَذَّ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَقَعُ ثُمَّ إِذَا حَكَمْنَا بِوُقُوْعِهَا اعْتُدَّ بِهَا لَهٗ مِنْ عَدَدِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ كَمَا قَالَ نَافِعٌ ، وَابْنُ عُمَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج13 ص68)

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے جمہور کا مذہب یہی ہے البتہ سواد اعظم سے جدا ہو کر بعض نے یہ مذہب اختیار کیا ہے حیض والی طلاق واقع نہیں ہوتی پھر جب ہم نے اس طلاق کے وقوع کا حکم لگایا ہے تو اس طلاق کا تین طلاقوں کے شمار میں اعتبار کیا جائے گا جیسا کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول اسی حدیث میں مذکور ہے۔

۞...... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى وُقُوْعِ الطَّلَاقِ مَعَ كَوْنِهٖ حَرَامًا

(مرقاۃ المفاتیح ج6 ص415 باب الخلع والطلاق فصل اول)

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے لیکن اس کے باوجود واقع ہو جاتی ہے

۞...... مجلہ بحوث اسلامیہ ص۳۴ میں لکھا ہے **اَمَّا كَوْنُهٗ عَاصِيًا فِى الطَّلَاقِ فَغَيْرُ مَانِعٍ صِحَّةَ وُقُوْعِهٖ لِمَا دَلَّلْنَا عَلَيْهِ فِيْ مَا سَلَفَ وَمَعَ ذٰلِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الظِّهَارَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَحُكِمَ مَعَ ذٰلِكَ بِصِحَّةِ وُقُوْعِهٖ**

وَكَوْنُهٗ عَاصِيًا لَا يَمْنَعُ لُزُوْمَ حُكْمِهٖ وَالْاِنْسَانُ عَاصٍ لِلّٰهِ فِيْ رِدَّتِهٖ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَمْ يَمْنَعْ عِصْيَانُهٗ مِنْ لُزُوْمِ حُكْمِهٖ وَفِرَاقِ امْرَاَتِهٖ وَقَدْ نَهَاهُ اللّٰهُ مِنْ مُّرَاجَعَتِهَا ضِرَارًا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوْا فَلَوْ رَاجَعَهَا وَهُوَ يُرِيْدُ ضِرَارَهَا لَثَبَتَ حُكْمُهَا وَصَحَّتْ رَجْعَتُهٗ

خلاف شرع طریقہ سے طلاق دینے والے کا نافرمان ہونا اور اس کا معصیت کے ساتھ مرتکب ہونا طلاق کے وقوع میں مانع نہیں اس کے دلائل پیچھے گذر چکے ہیں علاوہ ازیں اللہ تعالی نے ظہار کو بری بات اور جھوٹ قرار دیا ہے لیکن اس کے باوجود ظہار واقع ہو جاتا ہے پس آدمی کا نافرمان ہونا لزوم حکم میں مانع نہیں بنتا، اسلام سے مرتد ہونا سخت نافرمانی ہے لیکن اس کی یہ نافرمانی اس پر حکم کے لازم ہونے میں اور اس کی بیوی کے جدا ہونے میں مانع نہیں بنتی اسی طرح اللہ تعالی نے طلاق رجعی سے رجوع کرنے والے کو ضرر پہنچانے کے ارادہ سے رجوع کرنے سے منع فرمایا ہے فرمان الٰہی ہے "اور نہ روکو تم ان بیویوں کو ضرر پہنچانے کیلئے تاکہ تم ان پر زیادتی کرو" لیکن اس کے باوجود اگر رجوع کرنے والے کے نیت ضرر پہنچانے کی ہو تو یہ اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی ہے لیکن رجوع ہو جائے گا اور رجوع کا حکم اس پر مرتب ہو جائے گا۔ (پس اسی طرح غیر شرعی طریقہ طلاق میں اگرچہ نافرمانی ہے لیکن اس کے باوجود طلاق لازم ہو جاتی ہے)

۞...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے "بَابُ الطَّلَاقُ يَقَعُ عَلَى الْحَائِضِ وَاِنْ كَانَ بِدْعِيًّا" اس مسئلہ کا بیان کہ حالت حیض میں طلاق اگرچہ غیر شرعی ہے تاہم واقع ہو جاتی ہے (سنن کبری للبیہقی ج 7 ص 532، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج 11 ص 27)

۞...... علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں باب قائم کیا ہے "بَابُ تَحْرِيْمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا وَاَنَّهٗ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا" اس باب

میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ حالت حیض میں عورت کو بغیر اس کی رضا مندی کے طلاق دینا حرام ہے لیکن اگر کوئی آدمی اس کے خلاف کرے اور بیوی کو طلاق دیدے تو واقع ہو جائے گی اور اس آدمی کو رجوع کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ (شرح مسلم للنووی ج1 ص475)

۞......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے ''بَابُ اِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تُعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ ''اس باب میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ جب کوئی آدمی عورت کو حالت حیض میں طلاق دیدے تو اس طلاق کا اعتبار کیا جائے گا (صحیح للبخاری ج2 ص790)

ہمارے دو سوال

سوال نمبر ا......حالت حیض میں دی گئی طلاق شرعی ہے یا غیر شرعی؟ اگر شرعی ہے تو اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں اور اگر غیر شرعی ہے تو اس کے واقع نہ ہونے پر کوئی ایک صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں اور مذکورہ بالا ۱۸ احادیث کا جواب بھی قرآن وحدیث کے صریح دلائل سے پیش فرمائیں؟ یہ کہنا کہ چونکہ اکٹھی تین طلاقیں دینا غیر شرعی طریقہ ہے لہذا اس سے طلاق نہ ہوگی یہ نہ فرمان خدا ہے اور نہ فرمان رسول ہے بلکہ مذکورہ بالا اٹھارہ احادیث کے مقابلہ میں ابلیسی قیاس ہے ایسے ہی قیاس کے بارے میں کہا گیا ہے اول من قاس ابلیس۔

سوال نمبر۲......ایک مجلس کی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع کرنا یہ طریقہ شرعی ہے یا غیر شرعی اگر شرعی ہے تو اس کے شرعی ہونے پر صحیح صریح حدیث پیش کریں جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شرعی طریقہ ہونے کی صراحت فرمائی ہو اور اگر غیر شرعی طریقہ ہے تو غیر مقلدین کے نزدیک ایک بھی نہیں ہونی چاہیئے؟

باب اول: اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر دلائل

اکٹھی تین طلاق میں سنی موقف

اہل السنّت کا تین طلاق کے مسئلہ میں موقف یہ ہے کہ ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دینا خلاف شرع ہونے کی وجہ سے حرام معصیت اور گناہ ہے مگر تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ اگر ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اب ہر فریق پر لازم ہے کہ وہ پہلے مجلس واحد کی تعریف کرے پھر اپنے موقف پر دلائل پیش کرے اہل السنّت کے نزدیک مجلس واحد کی تعریف یہ ہے مجلس کا معنی بیٹھنے کی جگہ اور مجلس واحد سے مراد یہ ہے کہ خاص کام کیلئے لگا تار ایک نشست کرنا جو کبھی مختصر ہوتی ہے کبھی طویل پس اگر کوئی آدمی مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور واپس آیا تو یہ اس کی الگ مجلس شمار ہوگی اسی طرح جس کام کیلئے نشست ہوئی اگر اس کو چھوڑ کر دوسرا کام شروع کر دیا جائے تو یہ بھی مجلس واحد نہ رہے گی چنانچہ قواعد الفقہ میں ہے **المجلس یتبدل باحد الامرین اما بالقیام او بعمل لایکون من جنس ما مضی** مجلس دو چیزوں میں سے ایک کے ساتھ بدل جاتی ہے یا مجلس سے کھڑے ہو جانے کے ساتھ یا مجلس والے کام کے علاوہ دوسرے کام میں مشغول ہونے کے ساتھ ۔ اہل السنّت کے نزدیک مجلس واحد یا متعدد مجالس میں دی گئی تین طلاقوں کا حکم ایک ہے یعنی تینوں واقع ہو جاتی ہیں اگرچہ یہ طلاقیں خلاف شرع ہیں جن میں گناہ ہے لیکن واقع ہو جاتی ہیں

غیر مقلدین بھی پہلے مجلس واحد کی تعریف پر صحیح صریح حدیث پیش کریں پھر مجلس واحد کی تین طلاقوں کا اور مختلف مجالس کی تین طلاقوں کا حکم بیان کریں اس کے بعد اپنے موقف پر دلائل دیں۔

فیصلہ از قرآن

دلیل نمبر 1:

سورۃ الطلاق میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا (سورۃ الطلاق آیت نمبر 2 پ 28) اور جو کوئی (طلاق دینے میں) اللہ تعالی سے ڈرتا ہے (یعنی شرعی طریقے کے مطابق طلاق دیتا ہے) تو اللہ تعالی اس کیلئے راستہ نکال دیتا ہے۔ یعنی اگر کوئی آدمی اللہ سے ڈرے اور شرعی طریقہ کے مطابق تین طہروں میں متفرق طور پر طلاق دے تو اس کیلئے اللہ تعالی نے پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش رکھی ہے۔

چونکہ اس آیت میں رجوع والی گنجائش کو اللہ تعالی سے ڈرنے کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اللہ تعالی نے اس کیلئے گنجائش رکھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اللہ تعالی سے نہ ڈرے اور خلاف شرع اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو اس کیلئے رجوع کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور اگر اللہ تعالی سے ڈرنے اور نہ ڈرنے کی دونوں صورتوں میں رجوع کر سکتا ہو تو اللہ تعالی سے ڈرنے کی شرط بے معنی اور بے فائدہ بن جاتی ہے۔

مؤیدات:

۞......اس آیت سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع پر استدلال کیا ہے ملاحظہ کیجئے صحابہ کے فیصلوں میں فیصلہ نمبر 6، 7، 8، 23۔ 27، اور حدیث نمبر 13 یعنی حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ

۞......سعودی عرب کی شرعی کونسل نے اپنے فیصلہ میں صاف لکھا ہے وَیَدُلُّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فِیْ نَسَقِ الْخِطَابِ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا (یَعْنِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ) اَنَّہٗ

اِذَاوَقَعَ الطَّلَاقُ عَلٰی مَاامَرَہُ اللّٰہُ کَانَ لَہٗ مَخْرَجًا مِمَّا اَوْقَعَ اِنْ لَحِقَہٗ نَدَمٌ وَّھُوَ الرَّجْعَۃُ وَعَلٰی ھٰذَا الْمَعْنٰی تَاَوَّلَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ حِیْنَ قَالَ لِلسَّائِلِ الَّذِیْ سَاَلَہٗ وَقَدْ طَلَّقَ ثَلَاثًا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَاِنَّکَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰہَ فَلَمْ اَجِدْ لَکَ مَخْرَجًا عَصَیْتَ رَبَّکَ وَبَانَتْ مِنْکَ امْرَاَتُکَ وَکَذٰلِکَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ لَوْ اَنَّ النَّاسَ اَصَابُوْا حَدَّ الطَّلَاقِ مَا نَدِمَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ۔

(مجلّہ البحوث الاسلامیہ ج 1 شمارہ نمبر 3 سن 1397 ھ ص 34 بعنوان الطلاق الثلاث)

اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب آدمی نے اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دی تو اس کیلئے دوبارہ زوجین کے درمیان ازدواجی تعلق قائم رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے گنجائش رکھی ہے کہ اگر طلاق دہندہ طلاق دینے پر نادم ہوا اور گھر آباد رکھنا چاہے تو وہ رجوع کر لے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سائل کے جواب میں یہی تفسیر فرمائی تھی سائل نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی (طلاق دینے میں) اللہ سے ڈرتا ہے (اور اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دیتا ہے) اسی کیلئے اللہ تعالیٰ نے گنجائش رکھی ہے اور تو اللہ سے نہیں ڈرا (کہ تو نے اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں جو حکم الٰہی کے خلاف ہے) اس لئے میں تیرے لیے گنجائش نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی اسی لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر لوگ شریعت کے مطابق طلاق دیتے تو اپنی بیوی کو طلاق دینے والا آدمی نادم نہ ہوتا۔

دلیل نمبر 2:

قرآن کریم میں سورۃ الطلاق میں اجمالاً اور حدیث میں تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ عورتوں کو طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ خاوند ایک طہر میں ایک طلاق دے، دوسرے

طہر میں دوسری طلاق دے، تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ پھر فرمایا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ (پ۲۸ سورۃ الطلاق آیت نمبر۱) جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا (یعنی تین طلاقیں اکٹھی دیدیں) اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ حدود اللہ سے تجاوز اور اپنے نفس پر ظلم تب ہوگا جب تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں اور اگر اکٹھی تین طلاقوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہو تو یہ نہ حدود اللہ سے تجاوز ہے اور نہ اپنے نفس پر ظلم ہے۔ حدود اللہ سے تجاوز اور اپنے اوپر ظلم اسی صورت میں ہوتا ہے جب تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں اور بلاشبہ حدود اللہ سے تجاوز اور ظلم علی النفس معصیت ہے۔

دلیل نمبر 3:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا (پ۲۸ سورۃ الطلاق آیت نمبر۱) شاید اللہ تعالیٰ طلاق دینے کے بعد طلاق دہندہ کے دل میں ندامت پیدا کردے پس اگر اس نے تین طہروں میں متفرق طلاقیں دی ہوں گی تو پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کرسکتا ہے اس میں ندامت کی کوئی بات نہیں ندامت اس صورت میں ہوگی جب تین طلاقیں واقع ہوجائیں اور یہ رجوع نہ کرسکے۔

مؤیدات

﴿۱﴾...... امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَالرَّدُّ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ الخ یَعْنِیْ اَنَّ الْمُطَلِّقَ قَدْ یَکُوْنُ لَہٗ نَدَمٌ فَلَایُمْکِنُ تَلَافِیْہِ لِوُقُوْعِ الْبَیْنُوْنَۃِ

(اکمال المعلم ج5 ص20)

تین طلاقوں کو ایک قرار دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں رد ہے یعنی

کبھی طلاق دینے والا نادم ہوتا ہے کیونکہ جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس کیلئے تدارک کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ (اور اگر تین طلاقوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہو تو تدارک ہوسکتا ہے تو اس میں ندامت نہ ہوگی)

﴿۲﴾...... علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں

يَعْنِي اَنَّ الْمُطَلِّقَ ثَلَاثًا قَدْ يَحْدُثُ لَهٗ نَدَمٌ فَلَايُمْكِنُهُ التَّدَارُكُ لِوُقُوْعِ الْبَيْنُوْنَةِ فَلَوْكَانَتِ الثَّلٰثُ لَاتَقَعُ اِلَّا رَجْعِيًّا فَلَايُتَوَجَّهُ هٰذَا التَّهْدِيْدُ (مرقاۃ المفاتیح ج6 ص293)

(جمہور نے اللہ تعالی کے قول ''اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا'' سے دلیل اس طرح پکڑی ہے) کہ تین طلاقیں دینے والے کے دل میں کبھی ندامت پیدا ہوتی ہے لیکن خاوند بیوی کے درمیان جدائی کی وجہ سے تدارک ممکن نہیں ہوتا پس اگر تین طلاقوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہو تو یہ وعید بے موقع ہو جاتی ہے۔

﴿۳﴾...... امام محمد بن خلفہ الوشتانی الابی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 827ھ یا 828ھ صحیح مسلم کی شرح میں اکٹھی تین طلاق کے ایک طلاق رجعی ہونے کو خلاف قرآن ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَاتَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا لِاَنَّ الْمَعْنٰى لَاتَدْرِىْ اَيُّهَا الْمُطَلِّقُ ثَلَاثًا لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا اَىْ يُحْدِثُ لَكَ نَدَمًا فَلَا تَتَمَكَّنُ مِنَ الرَّجْعَةِ لِوُقُوْعِ الْبَيْنُوْنَةِ فَلَوْ كَانَ اِنَّمَا يَلْزَمُ الْوَاحِدَةُ لَمْ يَكُنْ لِلنَّدَمِ وَجْهٌ (اکمال اکمال المعلم ج4 ص109)

اکٹھی تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دینا قرآن کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا! اے اکٹھی تین طلاقیں دینے والا تو نہیں جانتا شاید اللہ تعالی تیرے دل میں ندامت پیدا کر دے اور جدائی واقع ہو جانے کی وجہ سے تیرے لیے رجوع کرنا ممکن

نہ ہوگا تو اسے طلاق دینے والے تو ہمیشہ نادم رہے گا اور اگر ایک طلاق رجعی واقع ہو تو ندامت کی کوئی وجہ نہیں۔

اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَا طَلَّقَ رَجُلٌ طَلَاقَ السُّنَّةِ فَيَنْدَمَ اَبَدًا (سنن بیہقی ج7 ص532) شرعی طریقہ کے مطابق طلاق دینے والا کبھی نادم نہیں ہوتا۔

﴿۴﴾...... علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاحْتَجَّ الْجُمْهُوْرُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی (وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا) قَالُوْا مَعْنَاهُ اَنَّ الْمُطَلِّقَ قَدْ يَحْدُثُ لَهٗ نَدَمٌ فَلَا يُمْكِنُهٗ تَدَارُكُهٗ لِوُقُوْعِ الْبَيْنُوْنَةِ ، فَلَوْ كَانَتِ الثَّلَاثُ لَا تَقَعُ لَمْ يَقَعْ طَلَاقُهٗ هٰذَا اِلَّا رَجْعِيًّا فَلَا يَنْدَمُ . (شرح النووی علی مسلم ج1 ص478)

جمہور فقہاء و مجتہدین نے تین طلاقوں کے واقع ہونے پر اللہ کے اس ارشاد سے دلیل پکڑی ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں جس نے اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کیا تحقیق اس نے اپنے اوپر ظلم کیا تو نہیں جانتا کہ شاید اللہ تعالی اس کے بعد اس کے دل میں ندامت پیدا کردے جمہور اس آیت سے حجت پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ (اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تو اس) طلاق دینے والے کو ندامت ہوگی اور اس ندامت کا اس کیلئے تدارک کرنا ناممکن ہوگا کیونکہ تین طلاقوں سے بینونت کبری واقع ہو چکی ہے پس اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوں تو یہ طلاق رجعی واقع ہوگی تو اس کو ندامت نہ ہوگی (کیونکہ وہ رجوع کرسکتا ہے)

﴿۵﴾...... عَلٰی اَنَّ فِیْ فَحْوَی الْاٰيَةِ الَّتِیْ فِيْهَا ذِكْرُ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ دَلَالَةٌ عَلٰی وُقُوْعِهَا اِذَا طَلَّقَ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ فَلَوْلَا اَنَّهٗ اِذَا طَلَّقَ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَقَعَ مَا كَانَ ظَالِمًا لِنَفْسِهٖ بِاِيْقَاعِهٖ وَلَا كَانَ ظَالِمًا لِنَفْسِهٖ بِطَلَاقِهٖ وَفِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰی

وُقُوْعِهَا اِذَا طَلَّقَ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ

(مجلّہ البحوث الاسلامیہ ج 1 شمارہ نمبر 3 سن 1397ھ ص 33 بعنوان الطلاق الثلاث)

علاوہ ازیں جس آیت میں عدت سے پہلے طہر میں طلاق دینے کا حکم ہے اس کے بعد والے فرمان الٰہی سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن کے مذکورہ بالا طریقہ کے خلاف طلاق دے تو وہ واقع ہو جاتی ہے وہ اللہ کا فرمان یہ ہے یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے پس اگر معصیت والے طریقہ سے طلاق دینے سے طلاق واقع نہ ہو تو اس طلاق کے واقع کرنے سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا نہ ہوگا پس اس آیت میں دلیل ہے کہ خلاف شرع طریقہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

دلیل نمبر 4:

قرآن کریم میں ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ الخ (پ 2 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 230) پس اگر اس عورت کو تیسری طلاق دیدی تو وہ پہلے شوہر کیلئے تب حلال ہوگی جب وہ عوت دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے (اور وہ دوسرا خاوند بعد از صحبت اس کو طلاق دے پھر عدت کے بعد وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے)۔

اس آیت سے ہمارا استدلال دو طریقہ سے ہے۔

(1)......اس میں حرف ''فاء'' ہے اور عربی میں ''فاء'' کا معنی ہے تعقیب مع الوصل یعنی ایک چیز کا دوسری چیز کے پیچھے فوراً اور متصل آنا۔ مثال کے طور پر اگر زید آیا اور اس کی آمد کے فوراً بعد بغیر وقفہ کے خالد چلا گیا تو اس کو عربی میں یوں ادا کریں گے جَاءَ زَيْدٌ فَذَهَبَ خَالِدٌ زید آیا تو فورا خالد چلا گیا اور اگر زید کی آمد کے بعد کچھ وقفہ اور تاخیر کر کے خالد گیا تو اس کو عربی میں یوں کہیں گے جَاءَ زَيْدٌ ثُمَّ ذَهَبَ خَالِدٌ زید آیا اس کے کچھ دیر

اور وقفہ کے بعد خالد چلا گیا۔لہذا فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ کا معنی یہ ہوگا کہ اگر دو رجعی طلاقوں کے بعد فوراً اور متصل تیسری طلاق دیدے تو وہ عورت اپنے پہلے شوہر کیلئے حلال نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر دوسری اور تیسری طلاق خاوند بغیر وقفہ کے اکٹھی دیدے تو یہ دونوں واقع ہو جاتی ہیں حالانکہ یہ ایک مجلس میں اکٹھی دی گئی ہیں پس اسی طرح اگر تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو وہ بھی واقع ہو جاتی ہیں۔

(2)......اس آیت میں اصل مقصود ہے تین طلاقوں کا حکم بیان کرنا کہ تین طلاقوں کے بعد عورت کا پہلے خاوند کیلئے حلال ہونا حلالہ کی شرط کے ساتھ مشروط ہے اور قرآن وحدیث اور آثار صحابہ وتابعین سے ثابت ہے کہ تین طلاقیں شرعی طریقہ سے دیجائیں یا غیر شرعی طریقہ سے دی جائیں، وقوع کے بعد دونوں کا حکم ایک ہے اس لئے فان طلقہا کا ظاہر تین طلاق کی ان دونوں قسموں کو شامل ہے رہا ان کا معصیت ہونا وہ قرآن وحدیث کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

مؤیدات

﴿1﴾...... علامہ احمد بن محمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

فَاِنْ طَلَّقَھَا اَیْ طَلْقَۃً ثَالِثَۃً سَوَاءٌ وَقَعَ الْاِثْنَتَانِ فِیْ مَرَّۃٍ اَوْ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُھَا ثَلَاثًا فِیْ مَرَّۃٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَاتَحِلُّ الخ کَمَا اِذَا قَالَ لَھَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا وَھٰذَا ھُوَ الْمُجْمَعُ عَلَیْہِ (تفسیر الصاوی ج1 ص172)

یعنی شوہر نے تیسری طلاق دی خواہ پہلی دو طلاقیں اکٹھی دیں ہوں یا دو بار دی ہوں اسی طرح اگر عورت کو تین طلاقیں اکٹھی دیں یا متفرق جیسے مرد کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں اس پر اجماع ہے۔

﴿۲﴾...... شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ وَحُجَّةُ الْجُمْهُوْرِ فِي اللُّزُوْمِ مِنْ حَيْثُ النَّظْرِ ظَاهِرَةٌ جِدًّا وَهُوَ اَنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَاتَحِلُّ لِلْمُطَلِّقِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَلَافَرْقَ بَيْنَ مَجْمُوْعِهَا وَمُفَرَّقِهَا لُغَةً وَشَرْعًا (فتح الباری ج9 ص456)

اکٹھی تین طلاقوں کے لازم ہونے پر جمہور کی دلیل یہ ہے جس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں وہ طلاق دہندہ کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے وہ عورت نکاح نہ کرے اور لغۃً و شرعاً اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق ہوں۔

﴿۳﴾...... علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَاتَحِلُّ لَهٗ الخ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فَهٰذَا يَقَعُ عَلَى الثَّلٰثِ مَجْمُوْعَةً وَّمُفَرَّقَةً وَلَايَجُوْزُ اَنْ يُّخَصَّصَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ بَعْضُ ثَلٰثٍ دُوْنَ بَعْضٍ بِغَيْرِ نَصٍّ (المحلی ص1756 مسئلہ 1950)

یہ عام ہے تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق دونوں کو شامل ہے اور اس آیت کو بغیر صریح دلیل کے بعض صورتوں کے ساتھ مختص کرنا جائز نہیں۔

فائدہ: (اکٹھی تین طلاقیں گناہ ہیں یا نہیں)

اس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طلاق غیر شرعی ہے اس لیے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مگر گناہ بھی ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بھی طلاق شرعی ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں اس اختلاف کے باوجود یہ سب ائمہ اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع پر متفق ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِمْضَاءِ الطَّلَاقِ الثَّلٰثِ وَاِنْ كُنَّ مَجْمُوْعَاتٍ (ان احادیث کا بیان جن سے اکٹھی تین طلاقوں کا نافذ ہونا ثابت ہوتا ہے) اس باب کے شروع میں لکھتے ہیں اللہ عزوجل

نے فرمایا اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ نیز فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَاتَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یہ لکھ کر آگے لکھتے ہیں قَالَ الشَّافِعِيُّ (فی الام ص183 ج5) فَالْقُرْآنُ (والله اعلم) يَدُلُّ عَلٰی اَنَّ مَنْ طَلَّقَ زَوْجَةً لَهٗ دَخَلَ بِهَا اَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا ثَلَاثًا لَمْ تَحِلَّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (سنن بیہقی ص ۳۴۵ ج ۷) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں (بیک کلمہ) دیدے خواہ اس سے صحبت ہوئی ہے یا نہیں۔ تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک وہ عورت دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

دلیل نمبر 5:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

(پ2 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 229)

طلاق رجعی دو مرتبہ ہے پھر دستور کے مطابق روکنا ہے یا خوش اسلوبی کے ساتھ چھوڑنا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں طلاقوں اور طلاقوں کے بعد رجوع کی کوئی حد متعین نہ تھی حتی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں نہ تجھے آزاد کروں گا نہ بیوی بنا کر رکھوں گا بیوی نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا میں تجھے طلاق دوں گا اور جب عدت ختم ہونے کے قریب ہوگی تو رجوع کرلوں گا اسی طرح میں طلاق دیتا رہوں گا اور رجوع کرتا رہوں گا پس نہ تو بیوی ہوگی اور نہ آزاد اس عورت نے پریشان ہو کر اس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں حکم دیا گیا کہ جس طلاق کے بعد رجوع ہوسکتا ہے (یعنی طلاق رجعی) وہ صرف دو طلاقیں ہیں تین طلاقوں کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا اس آیت میں اصل مقصود طلاق رجعی کی تحدید ہے جو دو طلاقیں ہیں اگر کوئی آدمی دو طلاقیں دو طہروں میں دے تب بھی یہی حکم ہے ایک

مجلس میں دو مرتبہ دے یا دو مجلسوں میں یا دو دنوں میں یا دو راتوں میں یا ایک دن میں دے دوسری رات میں دے یا بیک کلمہ دو طلاقیں دے تب بھی یہی حکم ہے یعنی رجوع کر سکتا ہے پس ظاہری عموم کے لحاظ سے الطلاق مرتان شرعی و غیر شرعی دونوں طریقوں کو شامل ہے مگر غیر شرعی طریقہ کا حرام و معصیت ہونا دوسرے دلائل سے ثابت ہے اور جیسے دو طلاقیں غیر شرعی طریقہ سے واقع ہو جاتی ہیں اور ان پر رجوع والا حکم مرتب ہوتا ہے اسی طرح غیر شرعی طریقہ سے تین طلاقیں بھی واقع ہو جائیں گی اور ان پر حرمت رجوع والا حکم مرتب ہوگا۔

مؤیدات

﴿۱﴾......صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۱ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے **بَابُ مَنْ اَجَازَ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ** اس کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آیت اور تین حدیثوں سے اکٹھی تین طلاقوں کا وقوع اور نفاذ ثابت کیا ہے آیت وہی ہے **اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ** اس کی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے دو صورتیں لکھی ہیں **وَھِیَ بِاِیْقَاعِ الثَّلٰثِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ تَکُوْنَ مَجْمُوْعَۃً اَوْ مُفَرَّقَۃً** طلاق مغلظہ تین طلاقوں سے واقع ہوتی ہے خواہ وہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق

(فتح الباری ج 5 ص 453، 457)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال اس آیت سے دو طرح پر ہے۔

ایک...... یہ کہ رجعی طلاقیں دو ہیں، خواہ جدا جدا ہوں خواہ اکٹھی ہوں۔ اور اگر یہ معنی ہو کہ طلاق رجعی دو مرتبہ ہے تو بھی عام ہے کہ دو مرتبہ دو طہروں میں ہوں یا ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ ہوں مثلاً یوں کہے تجھے طلاق، تجھے طلاق تو یہ ایک مجلس میں دو مرتبہ ہیں اور ایک مجلس میں اکٹھی بھی ہیں لہذا یہ واقع ہو جائیں گیں۔ اور جیسے دو اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں اسی طرح تین بھی اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں۔

دوسرا ...... یہ کہ تَسْرِیْحٌ بِالْاِحْسَانٍ (خوش اسلوبی سے چھوڑ دینا) یہ معنی عام ہے جو متفرق تین طلاقوں کو بھی شامل ہے اور اکٹھی تین طلاقوں کو بھی، پس دونوں صورتوں میں اکٹھی تین طلاقوں کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس صورت میں فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ الخ اللہ تعالی کے فرمان تسریح بالاحسان کی تفسیر ہوگی۔

﴿۳﴾ ...... صحیح بخاری کے شارح علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ بِهٖ اَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ مَعْنَاهُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ فَاِذَا جَازَ الْجَمْعُ بَيْنَ اثْنَتَيْنِ جَازَ بَيْنَ الثَّلٰثِ وَاَحْسَنُ مِنْهُ اَنْ يُّقَالَ اَنَّ تَسْرِيْحٌ بِالْاِحْسَانِ عَامٌّ مُتَنَاوِلٌ لِاِيْقَاعِ الثَّلٰثِ دُفْعَةً وَّاحِدَةً

(عمدۃ القاری ج 20 ص 332، فتح الباری ج 9 ص 457)

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ الطلاق مرتان کا معنی ہے طلاق ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ ہے (جیسے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) پس جب دو طلاقوں کا جمع کرنا جائز ہے تو تین کو جمع کرنا بھی جائز ہے اور اس سے بہتر دوسرا طریقہ ہے وہ یہ کہ تسریح باحسان عام ہے یہ تین طلاقیں اکٹھی واقع کرنے کو بھی شامل ہے۔

﴿۴﴾ ...... علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1195 لکھتے ہیں

اَلتَّطْلِيْقُ اِثْنَانِ مُطْلَقًا سَوَاءٌ وَقَعَا دُفْعَةً اَوْ مُتَفَرِّقًا لِمَا عَرَفْتَ اَنَّهٗ يَقَعُ الطَّلَاقُ وَاِنْ كَانَتْ دُفْعَةً (حاشیۃ القونوی علی التفسیر البیضاوی ج 5 ص 254)

طلاق رجعی دو ہیں خواہ اکٹھی ہوں یا جدا جدا ہوں کیونکہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ طلاقیں اکٹھی بھی واقع ہو جاتی ہیں رہا اکٹھی دو یا تین طلاقوں کا معصیت ہونا تو یہ وقوع کے منافی نہیں اور ان کا معصیت ہونا قرآن وحدیث کے متعدد دلائل سے ثابت ہے۔

﴿۵﴾ ﴿۶﴾......اس آیت سے اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع پر استدلال کرنے والے محققین علماء میں سے چند یہ ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، الشیخ محمد الامین الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ

(مجلّہ البحوث الاسلامیہ ج 1 شمارہ نمبر 3 سن 1397ھ ص 34، 35 بعنوان الطلاق الثلاث)

ہمارا سوال

قرآن کریم سے زیادہ سے زیادہ اکٹھی دو یا تین طلاقوں کا غیر شرعی (یعنی بدعی ہونا) ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن زیر بحث مسئلہ غیر شرعی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کا ہے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اپنے عقیدہ اور اپنے اصول کے مطابق اکٹھی تین طلاقوں کے عدم وقوع پر قرآن کریم کی کوئی ایک صریح آیت پیش کریں جس میں اپنی یا کسی دوسرے امتی کے رائے شامل نہ ہو؟ نیز یہ فرمائیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اکٹھی تین طلاقوں کو جائز اور شرعی طلاق مانتے ہیں اور ان کے وقوع کے قائل ہیں اس سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ قرآن کے منکر ہوئے ہیں یا نہیں؟ اور یہ اہل سنت ہیں یا اہل بدعت؟



فیصلہ از احادیث مرفوعہ (16)

فائدہ: (حدیث کے صحیح وضعیف ہونے کے قواعد)

احادیث مرفوعہ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور آثار تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی صحت وضعف میں مندرجہ ذیل متفقہ قواعد کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

قاعدہ نمبر۱...... اگر ایک مضمون کی متعدد احادیث وآثار ضعیف ہوں تو ایک دوسرے کیلئے مؤید ہونے کی وجہ سے ان کا ضعف دور ہو جاتا ہے

قاعدہ نمبر۲...... اگر ضعیف احادیث کثیر تعداد میں ہوں تو ان کا قدر مشترک مضمون متواتر شمار ہوتا ہے اس کو اصطلاحی طور پر قدر مشترک یا تواتر معنوی کہا جاتا ہے جیسے احادیث معجزات اور احادیث وضوء وغیرہ۔

قاعدہ نمبر۳...... اگر ضعیف حدیث کی قرآن کے ساتھ موافقت ہو یا اس پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہو یا اس پر اجماع امت ہو یا صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر فتوی ہو تو اس سے اس کا ضعف دور ہو جاتا ہے اور وہ حدیث صحیح شمار ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر۴...... اگر کوئی حدیث سنداً صحیح ہو لیکن مضمون ومعنی کے اعتبار سے قرآن یا سنت مشہورہ یا راوی حدیث صحابی کے فتوی کے خلاف ہو یا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم یا اجماع امت کے خلاف ہو تو وہ حدیث ضعیف شمار ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر۵...... اگر عہد صحابہ میں کوئی حدیث رد کر دی گئی تو اس حدیث کو بعد میں حجت نہیں بنایا جا سکتا جیسا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی حدیث کو صحابہ کرامؓ نے رد کر دیا تو اب اس کو

مسجد میں نماز جنازہ کے جواز کیلئے دلیل میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

محدثین وفقہاء کے ان مذکورہ بالا قواعد کے مطابق باب اول میں مذکور کوئی حدیث اور کوئی اثر بھی ضعیف نہیں۔

حدیث نمبر 1:............حدیث محمود بن لبید رضی اللہ عنہ

عن مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَقْتُلُهُ

(سنن النسائی ج2 ص82)

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی تھیں (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کیوجہ سے کھڑے ہو گئے (۲) پھر فرمایا میرے ہوتے ہوئے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جاتا ہے حتی کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا اے رسول خدا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟

اس حدیث پر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے **اَلثَّلٰثُ الْمَجْمُوْعَةُ وَمَا فِيْهِ مِنَ التَّغْلِيْظِ** تین اکٹھی طلاقیں دینے کے بارے میں سختی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام اور گناہ ہے لیکن واقع ہو جاتی ہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولا، فعلا غصہ کا اظہار نہ فرماتے یعنی غصہ سے نہ کھڑے ہوتے اور نہ یہ ناراضگی والے کلمات ارشاد فرماتے بلکہ آپ فرماتے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق ہوتی ہے لیکن یہ نہیں فرمایا۔

حدیث نمبر 2:............حدیث عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ ...... أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ......فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح البخاری ج2 ص791)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس کہا اے اللہ کے رسول فرمائیے کہ اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے آدمی کو پائے تو کیا وہ اس کو قتل کردے پھر تم اس کو (قصاص میں) قتل کرو گے یا وہ کیا کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں اللہ نے حکم نازل فرمادیا ہے پس جا اور اس کو لے آ، سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا کہ ان دونوں نے لعان کیا جب دونوں لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! اب اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے، یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے انھوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں،

سنن ابی داود ج2 ص306 پر ہے فَطَلَّقَهَا ثَلٰثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سُنَّةً۔ یعنی حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تین طلاقوں کو نافذ کردیا اور یہی طریقہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا بطور شرعی حکم کے جاری ہوگیا۔ اس کی وضاحت ایک دوسری حدیث میں ہے اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا (مسند ابی حنیفہ ج1 ص326) لعان کرنے والے مرد وعورت نکاح میں دوبارہ کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے

اس حدیث سے استدلال سمجھنے کیلئے پہلے لعان کا مسئلہ سمجھ لیجئے اگر خاوند اپنی بیوی پر صراحتا زنا کی تہمت لگا دے تو اس صورت میں خاوند بیوی دونوں لعان کرتے ہیں بشرطیکہ لعان کی شرطیں پوری پائی جائیں ان شرطوں کی مکمل تفصیل اور عدالتی کاروائی کا پورا طریقہ کار فقہ میں مذکور ہے لعان یہ ہے کہ پہلے مرد چار مرتبہ کہے میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی فلاں بنت فلاں پر جو زنا کی تہمت لگائی ہے میں اس میں سچا ہوں پانچویں مرتبہ اپنی مذکورہ قسم اور گواہی کے بعد یہ الفاظ بھی کہے اگر میں اپنی اس بیوی پر تہمت لگانے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔اس کے بعد بعد عورت چار مرتبہ کہے میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں کہ میرا شوہر مجھ پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ مذکورہ قسم اور گواہی کے ساتھ یہ بھی کہے کہ اگر میرا یہ شوہر مجھ پر زنا کی تہمت لگانے میں سچا ہو تو میرے اوپر اللہ کا غضب ہو جب خاوند بیوی دونوں نے لعان کرلیا تو اس لعان میں نکاح ختم نہیں ہوتا لیکن مذکورہ بالا مرفوع حدیث کے مطابق لعان کرنے والے مرد و عورت نکاح میں دوبارہ کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتے اس لیے یا قاضی خاوند بیوی کے درمیان تفریق کردے یعنی نکاح فسخ کردے یا خاوند اپنی اس بیوی کو قاضی کے سامنے اکٹھی تین طلاقیں دیدے جیسا کہ عویمر عجلانی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اکٹھی تین طلاقیں دیں۔

حدیث بالا میں ہے عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی نے دربار نبوت میں لعان کیا، لعان کرنے کے بعد عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر میں لعان کے بعد اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے زنا کی تہمت لگانے میں اس پر جھوٹ بولا ہے لہذا میری طرف سے اس کو تین طلاقیں ہیں ۔ اس پر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے گویا آپ ﷺ نے اپنے سکوت سے دو چیزوں کی تصدیق کردی۔

(ا)...... لعان سے نکاح ختم نہیں ہوتا کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ طلاق نکاح والی عورت کو دی

جاتی ہے اگر لعان سے نکاح ختم ہو جاتا تو عویمرؓ اپنی بیوی کو لعان کے بعد طلاق نہ دیتا اور اگر لعان سے نکاح ختم ہو جاتا ہے تو عویمر رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے سے بقاء نکاح کا شبہ ہوتا ہے نیز اس صورت میں طلاق دینا ہے بھی غلط، اس لیے اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصب نبوت کے مطابق ضرور اس غلطی پر عویمرؓ کو تنبیہ فرماتے اور بقاء نکاح کے شبہ کو دور کرتے اور خاموش نہ رہتے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی دلیل ہے لعان کے بعد بقاء نکاح پر اسی لیے لعان کے بعد ضروری ہے کہ یا قاضی خاوند بیوی کے درمیان فسخ نکاح کا فیصلہ کر کے ان کو جدا کردے یا خود خاوند قاضی کے سامنے اکٹھی تین طلاقیں دے کر عورت کو جدا کردے۔

(۲)......تین طلاقیں اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں اور اس کے ساتھ خاوند بیوی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سامنے پیش آمدہ امر پر سکوت کو علم حدیث کی اصطلاح میں حدیث تقریری کہا جاتا ہے پس اس حدیث تقریری سے اکٹھی تین طلاقوں کا وقوع ثابت ہوا اور اکٹھی تین طلاقوں کا معصیت ہونا اس محل میں ہے جہاں رجوع کی یا بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش ہو پھر کوئی آدمی اکٹھی تین طلاقیں دے کر اپنے لیے رجوع یا دوبارہ نکاح کا راستہ بند کر لے اور چونکہ لعان کے بعد مرد و عورت کبھی بھی دوبارہ جمع نہیں ہو سکتے اس لیے لعان کے بعد اکٹھی تین طلاقیں دینا معصیت نہیں ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکٹھی تین طلاقوں پر یہاں سکوت فرمایا جبکہ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ کے غضبناک ہونے کا ذکر ہے۔ کہ وہاں پر شرعی طریقہ طلاق کے بعد رجوع یا دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش باقی تھی مگر تین اکٹھی طلاقوں سے یہ گنجائش ختم ہوگئی اس لیے آپ نے اس پر غصہ کا اظہار فرمایا۔

حدیث نمبر 3:............حدیث رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ

أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي

وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ الْقُرَظِيَّ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ (صحیح بخاری ج2 ص791 سنن بیہقی ج7 ص545)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی (تُمیمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول بے شک رفاعہ رضی اللہ عنہ نے مجھے طلاق دی ہے **فَبَتَّ طَلَاقِيْ** یعنی مجھے پکی طلاق دی ہے پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زَبِیر قرظی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا لیکن وہ شادی کے قابل نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تو رفاعہ رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے۔تو اس وقت تک نہیں لوٹ سکتی جب تک کہ تم دونوں ایک دوسرے کا تھوڑا سا شہد نہ چکھ لو(جس کا ادنی درجہ یہ ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں سپاری چھپ جائے اس سے شرط پوری ہو جاتی ہے)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پکی طلاق سے مراد تین طلاقیں ہیں کیونکہ انھوں نے اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع اور جواز پر دلیل کے طور پر اس حدیث کو ذکر کیا ہے اگر اکٹھی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی اور تین طہروں میں متفرق تین طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہوتیں تو اس فرق کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے کہ رفاعہ رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں یا تین طہروں میں جدا جدا لیکن آپ نے یہ نہیں پوچھا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مگر اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ ہے اور تین طہروں میں جدا جدا طلاق دینا گناہ نہیں۔

حدیث نمبر 4:............حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ قَالَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ (صحیح البخاری ج2 ص791)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک آدمی (رفاعہ نضری) نے اپنی بیوی (عائشہ نضریہ) کو تین طلاقیں دیں پھر اس عورت نے دوسرے خاوند (عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ) سے نکاح کیا، دوسرے خاوند نے بھی طلاق دیدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا یہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہوگئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے خاوند کیلئے تب حلال ہوگی جب دونوں ایک دوسرے کا شہد چکھ لیں۔

اگر اکٹھی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی اور تین طہروں میں متفرق تین طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہوتیں تو اس فرق کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے کہ رفاعہؓ نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں یا تین طہروں میں جدا جدا لیکن آپ نے یہ نہیں پوچھا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مگر اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ ہے اور تین طہروں میں جدا جدا طلاق دینا گناہ نہیں۔

حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری ج20 ص336 میں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ج9 ص459 میں فرماتے ہیں **فَالتَّمَسُّكُ بِظَاهِرِ قَوْلِهِ طَلَّقَهَا ثَلٰثًا فَإِنَّهُ ظَاهِرٌ فِيْ كَوْنِهَا مَجْمُوْعَةً** یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال **طَلَّقَهَا ثَلٰثًا** کے الفاظ سے ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ تین طلاقیں اکٹھی تھیں۔ اور تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر حلالہ کے پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کی اجازت نہ دی۔

حدیث نمبر 5 :............حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ

(صحیح البخاری ج2 ص792، ج2 ص803)

لیث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے نافع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب اس آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے اگر آپ نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ طلاق دی ہے تو پھر رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا حکم دیا تھا اور اگر تو نے تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی حرام ہوگئی یہاں تک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

اگر تین طہروں میں متفرق تین طلاقیں دینے اور اکٹھی تین طلاقیں دینے میں وقوع طلاق کے لحاظ سے فرق ہوتا جیسا کہ غیر مقلدین فرق کرتے ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سائل سے پوچھتے کہ ان تین طلاقوں کی کون سی صورت ہے اگر تین طہروں میں متفرق تین طلاقیں دی ہیں تو رجوع نہیں کر سکتا اور اگر اکٹھی ہیں تو رجوع کر سکتا ہے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تفصیل پوچھے بغیر فرمایا تین طلاق کے بعد عورت حرام ہو جاتی ہے معلوم ہوا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

پس اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی خاوند پر حرام ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر 6:............حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا وَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ (صحیح مسلم ج1 ص476)

جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طلاق رجعی کے متعلق پوچھا جاتا تو سائل کو

کہتے اگر تو نے اپنی بیوی کو ایک یا دو مرتبہ طلاق دی ہے تو رجوع کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور اگر تو نے تین طلاقیں دیدیں تو بیوی تجھ پر حرام ہوگئی جب تک وہ تیرے علاوہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے اور تو نے اپنی بیوی کو طلاق دینے میں اللہ تعالی کے اس حکم کی نافرمانی کی ہے جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔

اکٹھی تین طلاقوں کو اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی کہنے سے اور پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کی حلت کیلئے دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح کی شرط لگانے سے معلوم ہوا کہ اکٹھی تین طلاقیں معصیت ہیں مگر واقع ہوجاتی ہیں اور بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا

حدیث نمبر 7 :............حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ يَقُولُ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا وَأَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ(صحیح مسلم ج1ص476)

نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہو تو فرماتے اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو اس صورت میں رسول اللہ ﷺ نے رجوع کرنے کا حکم دیا ہے اگر تو نے تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں تو اکٹھی تین طلاقیں دینے میں تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اس کے باوجود بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔

پس ثابت ہوا کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا معصیت ہے لیکن تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اس سے خاوند بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوجاتی ہے۔

حدیث نمبر 8:............حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِمْضَاءِ الطَّلَاقِ الثَّلٰثِ وَاِنْ كُنَّ مَجْمُوْعَاتٍ یعنی تین طلاقیں اگرچہ اکٹھی ہوں نافذ ہوجاتی ہیں اس کے تحت اس دعوی پر انھوں نے متعدد احادیث مرفوعہ وموقوفہ سے استدلال کیا ہے حدیث 14955 میں ہے

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ :أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ...... فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم -فَرَاجَعْتُهَا ......فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا كَانَ يَحِلُّ لِي أَنْ أُرَاجِعَهَا؟ قَالَ : كَانَتْ تَبِينُ مِنْكَ وَتَكُونُ مَعْصِيَةً

(السنن الکبری للبیہقی ج7 ص330)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رجوع کرلیا اس کے بعد میں نے کہا یارسول اللہ فرمایئے اگر میں نے اس کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہوتیں تو میرے لیے رجوع کرنا حلال تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ تجھ سے جدا ہوجاتی اور یہ معصیت ہوتی، جدا ہونے کی وجہ تین طلاق کا وقوع ہے اور معصیت کی دو وجہ ہیں ایک حالت حیض میں طلاق دینا دوسری تین اکٹھی طلاقیں دینا۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ تین طلاقیں اکٹھی دینے کے بارے میں سوال تھا کیونکہ معصیت یہی ہے متفرق تین طلاقیں معصیت نہیں اس حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فیصلہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا معصیت ہے لیکن اس کے باوجود تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

حدیث نمبر 9:............حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

۞...... عَنْ سَلْمَةَ بْنِ اَبِيْ سَلْمَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ حَفْصَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ

فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ فِىْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَبَانَهَا مِنْهُ النَّبِىُّ ﷺ (سنن دارقطنی ج4 ص12)

سلمہ بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو حضرت حفص رضی اللہ عنہ سے جدا کر دیا۔

۞...... عَنْ سَلْمَةَ بْنِ اَبِىْ سَلْمَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ بِمَرَّةٍ مَكْرُوْهٌ فَقَالَ طَلَّقَ حَفْصُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ ثَلَاثًا فَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَطَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا فَلَمْ يَعِبْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ اَحَدٌ

(السنن الکبری للبیہقی ج7 ص329، سنن الدارقطنی ج4 ص10)

سلمہ بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ذکر کیا گیا کہ اکٹھی تین طلاق دینا مکروہ ہے تو انھوں نے کہا حفص بن عمرو بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دی تھیں۔ پس ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیوجہ سے اس پر انکار فرمایا ہو اسی طرح عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو (ایک کلمہ کے ساتھ) تین طلاقیں دیں تو اس پر بھی کسی نے انکار نہ کیا۔

اس حدیث سے بیک کلمہ تین طلاقوں کا وقوع ثابت ہوا اور معصیت ہونا دوسرے دلائل اور دوسری احادیث سے ثابت ہے اس لیے ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ردوقدح کا علم نہ ہونا اس کے غیر معصیت ہونے پر دلیل نہیں ہوسکتا۔

۞...... عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِىِّ قَالَ سَاَلْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ كَيْفَ كَانَ اَمْرُهَا قَالَتْ طَلَّقَنِىْ زَوْجِىْ ثَلَاثًا جَمِيْعًا (المعجم الکبیر ج24 ص383)

عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ کا معاملہ کیسے تھا اس نے کہا مجھے میرے خاوند نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

۞...... حَدَّثَنَا عَامِرٌ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَيْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ فَحَدَّثَتْنِي اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ اَخُوْهُ اخْرُجِيْ مِنَ الدَّارِ ...... قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَخِيْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا جَمِيْعًا (مسند احمد ج6 ص373، ج6 ص416)

عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے شوہر نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلاق دی تھی پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہادی لشکر میں بھیجا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے خاوند کے بھائی نے مجھے کہا کہ آپ اس گھر سے چلی جائیں (پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اس کے بھائی کو بلا کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا) یا رسول اللہ بے شک میرے بھائی نے اس فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تین اکٹھی طلاقیں دی ہیں۔

۞...... عَنْ سَلْمَةَ بْنِ اَبِيْ سَلْمَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ حَفْصَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ فَاطِمَةَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبہانی ج6 ص497، معرفۃ الصحابۃ لابن مندہ ج1 ص446)

سلمہ بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دی تھیں۔

۞......سنن ابن ماجہ ص145 پر باب ہے بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلٰثًا فِيْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ اس باب میں امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اس کے تحت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کرتے ہیں

قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ فَأَجَازَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ فرماتی ہیں میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دیں جبکہ وہ یمن کی طرف گئے ہوئے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ تین طلاقیں ایک مجلس میں تھیں اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے ان کو نافذ کر دیا۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الطلاق میں 23 اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَاحْتَجَّ الشَّافِعِيُّ اَيْضًا بِحَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا اَلْبَتَّةَ ثَلَاثًا (سنن بیہقی ج 7 ص 538) نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو پکی طلاق یعنی تین طلاقیں دیں۔ پھر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرنے پر ایک واقعہ لکھا کہ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تذکرہ ہوا کہ اکٹھی تین طلاقیں مکروہ ہیں تو ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حفص بن عمرو بن المغیرۃ رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو یوں کہہ کر طلاق دی تجھے تین طلاقیں ہیں ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ سے دو باتیں ثابت کی ہیں (۱) اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں (۲) اکٹھی تین طلاقیں واقع کرنا معصیت نہیں۔ اس دوسری بات پر اپنے عدم علم کو دلیل بنایا ہے حالانکہ کسی چیز کا عدم علم اس کے عدم کی دلیل نہیں ہوتا جبکہ دوسری احادیث میں اکٹھی تین طلاقوں کا معصیت و منکر ہونا اور اس پر آپ کا غضبناک ہو جانا صراحتاً مذکور ہے۔

فائدہ: (حدیث کی صحت)

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث میں دو قسم کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

(۱) وہ الفاظ جو تین طلاقوں کے اکٹھے ہونے میں صریح اور محکم ہیں یعنی طلق بكلمة واحدة ثلاثا ـ طلق ثلاث تطليقات في كلمة واحدة ،طلقني زوجي ثلاثا

جمیعا ،ان اخی طلقها ثلاثا جمیعا

(۲) وہ الفاظ جن میں اکٹھی تین طلاقوں کا بھی احتمال ہے اور متفرق ہونے کا بھی پھر متفرق ہو کر موافق شرع ہوں یا خلاف شرع ہوں جیسے **فطلق آخر ثلاث تطليقات** اس میں موافق شرع متفرق تین طلاقوں کا بھی احتمال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دیں حتی کہ آخری تیسری طلاق بھی دیدی اور کوئی طلاق باقی نہ رکھی اسی طرح البتہ اور بائن میں بھی طلاق بائنہ اور تین طلاق کا احتمال ہے کیونکہ دونوں میں خاوند سے جدائی ہو جاتی ہے اسی طرح ثلاث تطلیقات میں بھی دونوں احتمال ہیں کہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا تین طلاقیں متفرق ہوں اور قاعدہ یہ ہے کہ محتمل کو محکم پر اور مبہم کو مفصل پر محمول کر کے محتمل ومبہم کا وہ مفہوم مراد لیا جاتا ہے جو محکم اور مفصل میں واضح اور تفصیلی طور پر مذکور ہوتا ہے چونکہ پہلی قسم کی احادیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں تین طلاقوں کے اکٹھے ہونے میں صریح اور واضح ہیں اس لئے دوسری قسم کی محتمل احادیث میں بھی یہی معنی مراد ہوگا تا کہ ان سب حدیثوں میں توافق پیدا ہو جائے اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابن ماجہ نے اسی حدیث پر ایک مجلس میں تین طلاق دینے کا ترجمۃ الباب قائم کیا ہے

حدیث نمبر 10:............حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ أَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَتَّةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ وَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتَ إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُكَانَةُ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِي زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 300 باب فی البتہ)

(رکانہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے) نافع سے روایت ہے کہ (ان کے چچا) حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دی پھر اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی اور قسم اٹھا کر کہا اللہ کی قسم میں نے البتہ کے ساتھ ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تین مرتبہ) ان کو قسم دے کر پوچھا اللہ کی قسم تو نے ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا؟ رکانہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا اللہ کی قسم میں نے ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو رکانہؓ کی طرف لوٹا دیا (یعنی رجوع بالنکاح کی اجازت دے دی کہ رکانہ رضی اللہ عنہ دوبارہ نکاح کر لے) پھر حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری طلاق دی (نیز دیکھئے الاستذکار ج ۶ ص ۱۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ سے نیت کے بارے میں سوال کرنے اور پھر ایک طلاق کے ارادہ پر اللہ کی قسم اٹھوانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ تین طلاقوں کا ارادہ کرتے تو تین نافذ ہو جاتیں اور اس عورت کے ساتھ دوبارہ ڈائریکٹ نکاح کی گنجائش نہ رہتی ورنہ اگر ایک طلاق کے ارادے کی صورت میں بھی ایک طلاق ہو اور تین طلاق کا ارادہ ہو تب بھی ایک ہو تو پھر نیت کا پوچھنا اور اس پر قسم اٹھوانا بے فائدہ کام بن جاتا ہے جس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پاک ہے۔

مؤیدات

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث سے اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں فَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ لَوْ اَرَادَ الثَّلٰثَ لَوَقَعْنَ وَاِلَّا فَلَمْ يَكُنْ لِتَحْلِيْفِهٖ مَعْنًى (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۴۷۸) پس یہ قسم دینا دلیل ہے کہ اگر حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کا ارادہ کیا ہوتا تو تین واقع ہو جاتیں ورنہ قسم اٹھوانا بے فائدہ اور بے مقصد ہے

۞......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

قَالَ الشَّافِعِیُّ وَطَلَّقَ رُکَانَۃُ امْرَاَتَہٗ اَلْبَتَّۃَ وَھِیَ تَحْتَمِلُ وَاحِدَۃً وَتَحْتَمِلُ الثَّلٰثَ فَسَاَلَہُ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ نِیَّۃٍ وَّاَحْلَفَہٗ عَلَیْھَا وَلَمْ نَعْلَمْہُ نَھٰی اَنْ یُّطَلِّقَ اَلْبَتَّۃَ یُرِیْدُ بِھَا ثَلٰثًا (سنن بیہقی ج7 ص539)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو کہا تجھے طلاق البتہ ہے اور البتہ کے لفظ میں ایک طلاق کا بھی احتمال ہے اور تین کا بھی احتمال ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نیت پوچھی اور اس پر اس سے قسم اٹھوائی لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ کے لفظ سے تین طلاق کی نیت کرنے سے منع کیا ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی البتہ کے لفظ سے تین طلاقوں کی نیت کرے تو وہ واقع ہو جاتی ہیں۔

۞......امام محمد بن خلفہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

فَلَوْ کَانَتْ وَاحِدَۃً لَمْ یَکُنْ لِتَحْلِیْفِہٖ فَائِدَۃٌ (اکمال اکمال المعلم ج4 ص109)

یعنی اگر البتہ کے لفظ سے ایک طلاق کی نیت کرنے سے ایک طلاق واقع ہو اور تین طلاقوں کی نیت کرنے سے بھی ایک طلاق رجعی واقع ہو تو رکانہؓ سے قسم اٹھوانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ہم نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو محدثین کے نزدیک راجح اور اصح ہے محدثین کے ترجیح دینے کے بعد اضطراب والا اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور اگر کسی کو اضطراب پر اصرار ہو تو یہ حدیث دونوں فریقوں کی دلیل نہیں بن سکتی اس صورت میں رجوع ہوگا دوسرے دلائل کی طرف اس دلیل کے سقوط کے بعد ہمارے پاس متعدد احادیث مرفوعہ کے دلائل موجود ہیں جبکہ منکرین فقہ کے پاس صرف ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ رہ جاتی ہے جو انتہائی کمزور ترین دلیل ہے جس پر ہمارے ۳۴ سوالات ہیں۔

حدیث نمبر 11:..........حدیث حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ الْخَثْعَمِيَّةُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ لِتَهْنِئْكَ الْخِلَافَةُ قَالَ بِقَتْلِ عَلِيٍّ تُظْهِرِينَ الشَّمَاتَةَ اذْهَبِي فَأَنْتِ طَالِقٌ يَعْنِي ثَلَاثًا قَالَ فَتَلَفَّعَتْ بِثِيَابِهَا وَقَعَدَتْ حَتَّى قَضَتْ عِدَّتَهَا فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِبَقِيَّةٍ بَقِيَتْ لَهَا مِنْ صَدَاقِهَا وَعَشَرَةِ آلَافٍ صَدَقَةً فَلَمَّا جَاءَهَا الرَّسُولُ قَالَتْ مَتَاعٌ قَلِيلٌ مِنْ حَبِيبٍ مُفَارِقٍ فَلَمَّا بَلَغَهُ قَوْلُهَا بَكَى ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ جَدِّي أَوْ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَرَاجَعْتُهَا.

(السنن الکبری للبیہقی ج7ص336)

عائشہ خثعمیہ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو عائشہ خثعمیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کہا آپ کو خلافت مبارک ہو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوشی ظاہر کر رہی ہے جا تجھے تین طلاقیں ہیں عدت گذرنے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار ۱۰۰۰۰ عطیہ بھیجا جب قاصد اس عورت کے پاس مال لے کر پہنچا تو اس مطلقہ نے کہا یہ جدا کرنے والے محبوب کے عوض قلیل سامان ہے جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو عائشہ خثعمیہ کا یہ جملہ پہنچا تو رو پڑے اور فرمایا اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا نانا کی حدیث مجھ سے میرے باپ نے بیان نہ کی ہوتی تو میں طلاق سے رجوع کر لیتا (وہ حدیث یہ ہے) جو آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں تین طہروں میں دیدے یا اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مذہب، فتوی اور فیصلہ یہ ہے اکٹھی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 12:............حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ :إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَيَذُوْقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُسَيْلَةَ صَاحِبِهٖ(سنن الدار قطنی ج4 ص32)

ام محمد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے (خواہ اکٹھی ہوں یا متفرق) تو وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں جب تک وہ عورت دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے اور نکاح کے بعد ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے شہد کا تھوڑا سا ذائقہ نہ چکھ لے۔

حدیث نمبر 13:............حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ طَلَّقَ بَعْضُ آبَائِيْ امْرَأَتَهُ أَلْفًا فَانْطَلَقَ بَنُوْهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَانَا طَلَّقَ أُمَّنَا أَلْفًا فَهَلْ لَّهُ مِنْ مَّخْرَجٍ فَقَالَ إِنَّ أَبَاكُمْ لَمْ يَتَّقِ اللّٰهَ فَيَجْعَلَ لَّهُ مِنْ أَمْرِهٖ مَخْرَجًا بَانَتْ مِنْهُ بِثَلَاثٍ عَلٰى غَيْرِ السُّنَّةِ وَتِسْعُمِائَةٍ وَّسَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ إِثْمٌ فِيْ عُنُقِهٖ

(سنن الدار قطنی ج4 ص20، المؤتلف والمختلف للدار قطنی ج4 ص29، تاریخ دمشق ج64 ص303 جامع الأحاديث ج7ص104، جمع الجوامع أو الجامع الكبير للسيوطى ج 1ص6893 ، كنز العمال ج9 ص647 ،الدر المنثور ج10ص34 ، تاريخ بغداد ج14ص 227 ،الكامل فى ضعفاء الرجال لابن عدى ج4ص324) المطالب العالية للحافظ ابن حجر العسقلانى ج5ص 252)

ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادہ بن صامت رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور عبید اللہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دادا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے آباء میں سے بعض نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی پھر اس کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول بے

شک ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ایک ہزار طلاق دی ہے پس اس کیلئے کوئی گنجائش ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمھارا باپ اللہ سے ڈرتا تو اللہ اس کیلئے گنجائش پیدا کر دیتا (لیکن وہ نہیں ڈرا اس لیے اس کیلئے کوئی گنجائش نہیں) اس سے بیوی خلاف شرع طریقے سے اکٹھی تین طلاقوں کیوجہ سے جدا ہوگئی اور باقی نوسوستانوے طلاقیں اس کی گردن پر گناہ ہیں۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ طَلَّقَ جَدِّیْ امْرَأَةً لَّهٗ أَلْفَ تَطْلِيْقَةٍ فَانْطَلَقَ أَبِیْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَمَا اتَّقَی اللّٰهَ جَدُّكَ أَمَّا ثَلَاثٌ فَلَهٗ وَأَمَّا تِسْعُ مِائَةٍ وَّسَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَعُدْوَانٌ وَّظُلْمٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص393، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج10 ص241، الدر المنثور ج2 ص76، مجمع الزوائد ج4 ص621، المحلی لابن حزم ص1753 حدیث نمبر 1950)

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں داود بن عبادہ بن صامت رحمۃ اللہ علیہ سے داود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی پھر میرے والد (اور میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا دادا اللہ سے ڈرا نہیں؟ بہرحال ان میں سے تین طلاقیں اس کیلئے ہیں اور نوسوستانوے طلاقیں گناہ اور ظلم ہے اگر اللہ تعالی چاہے تو اس کیوجہ سے اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اس کو بخش دے

حدیث نمبر 14:............حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ :يَا مُعَاذُ مَنْ طَلَّقَ لِلْبِدْعَةِ وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَلْزَمْنَاهُ بِدْعَتَهٗ (سنن الدارقطنی ج4 ص44)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! جو آدمی غیر شرعی طریقہ سے

ایک یا دو یا تین طلاقیں دے گا ہم اس پر یہ غیر شرعی طلاق لازم کر دیں گے۔

حدیث نمبر 15:..........حدیث سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مرسلا

عَنْ أَشْهَبَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ إِنَّ لَكَ عَلَيْهَا رَجْعَةً، فَانْطَلَقَتِ امْرَأَتُهُ حَتّٰى وَقَفَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِيْ طَلَّقَنِيْ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بِنْتِ مِنْهُ وَلَا مِيْرَاثَ بَيْنَكُمَا " (المدونۃ ج2 ص4،5)

اشہب رحمۃ اللہ علیہ، قاسم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ، سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت ہے کہ اسلم قبیلہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اس کو اس کے بعض دوستوں (جن کو تین طلاقوں کے بعد کی حرمت کا علم نہ تھا) نے کہا کہ تجھے رجوع کرنے کا حق ہے اس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس نے بتایا کہ میرے خاوند نے مجھے بیک کلمہ تین طلاقیں دی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس سے جدا ہو گئی اور تم ایک دوسرے کے وارث بھی نہیں ہو سکتے۔

فائدہ..........(مرسل احادیث کا حکم)

مرسل احادیث کا حکم یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک حجت ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی حجیت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل میں امام شافعی کی عائد کردہ شرطیں پائی جاتی ہیں اس لیے وہ حجت ہے۔

۞......صاحب ظفر الامانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں **فَإِذَا وُجِدَ هٰذِهِ الشُّرُوْطُ فَالْمُرْسَلُ حُجَّةٌ وَّلِذَا نَصَّ الشَّافِعِيُّ عَلٰى قُبُوْلِ مَرَاسِيْلِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ لِأَنَّهَا وُجِدَتْ**

مَسَانِيدُ مِنْ جِهَةٍ أُخْرٰى وَمِنَ الشَّافِعِيَّةِ قَالُوْا مَرَاسِيْلُ التَّابِعِيْنَ لَيْسَتْ بِحُجَّةٍ عِنْدَنَا إِلَّا مَرَاسِيْلَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ (ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی ص ۳۸۲)

پس جب یہ شرطیں پائی جائیں تو مرسل حجت ہے اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی مراسیل حجت ہیں کیونکہ سعید بن میبّب کی مراسیل دوسری مرفوع متصل اسناد کے ساتھ ثابت ہوتی ہیں اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک مرسل تابعی حجت نہیں مگر سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل احادیث حجت ہیں۔

۞...... یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَصَحُّ الْمَرَاسِيْلِ مَرَاسِيْلُ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مرسل احادیث میں سے سعید بن میبّب رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل احادیث سب سے زیادہ صحیح ہیں (کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب ص ۴۰۴) اور سعید بن المسیب کی مرسل حدیثوں کی حجیت کا کسی معتبر محدث نے صراحۃ انکار نہیں کیا۔

حدیث نمبر 16: حدیث صفوان رحمۃ اللہ علیہ مرسلا

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عِمْرَانَ الطَّائِيِّ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ نَائِمًا مَعَ امْرَأَتِهِ فَقَامَتْ فَأَخَذَتْ سِكِّينًا فَجَلَسَتْ عَلَى صَدْرِهِ وَوَضَعَتِ السِّكِّينَ عَلٰى حَلْقِهِ وَقَالَتْ لَتُطَلِّقَنِّي ثَلَاثًا الْبَتَّةَ وَإِلَّا ذَبَحْتُكَ، فَنَاشَدَهَا اللّٰهَ، فَأَبَتْ عَلَيْهِ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَاقَيْلُولَةَ فِي الطَّلَاقِ

(سنن سعید بن منصور ج 1 ص 314)

صفوان بن عمران الطائی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ سویا ہوا تھا وہ کھڑی ہوئی اور اس نے چھری پکڑی اور اپنے شوہر کے سینہ پر بیٹھ کر چھری اس کے حلق پر رکھدی اور مطالبہ کیا کہ تو مجھے پختہ طور پر تین طلاقیں دے ورنہ میں تجھے ذبح کردوں گی اس نے عورت کو اللہ کی قسم دی لیکن عورت نے انکار کردیا سو اس نے تین طلاقیں دیدیں اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

طلاق میں اقالہ نہیں ہے۔ (یعنی اگر چہ یہ جبری طلاق ہے لیکن طلاق واقع ہونے کے بعد باطل نہیں ہوسکتی)

اگر چہ یہ حدیث مرسل تابعی ہے اور جب حدیث مرسل کی احادیث صحیحہ مرفوعہ اور موقوفہ کے ساتھ تائید وتقویت ہو جائے تو وہ باتفاق ائمہ اربعہ حجت ہوتی ہے پس دوسری احادیث کی تائید کی وجہ سے مذکورہ بالا حدیث حجت ہے۔

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے!

(۱) اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں (۲) جبری طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔

ہمارے تین سوال

(۱)......کسی ایک معروف محدث سے ثابت کریں جس نے اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع پر دلالت کرنے والی مذکورہ بالا احادیث کے جواب میں تین اکٹھی طلاقوں کے وقوع کی تردید کر کے تین طلاقوں کے ایک ہونے کو ثابت کیا ہو۔

(۲)......یہ فرمائیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن تین احادیث سے اکٹھی تین طلاقوں کے جواز اور وقوع پر استدلال کیا ہے یہ احادیث غلط ہیں یا صحیح؟ بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہوا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

(۳)......صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صحیح ہے یا غلط؟ اور اس حدیث سے ثابت شدہ مسئلہ یعنی اکٹھی تین طلاقوں کا وقوع صحیح ہے یا غلط؟



خلفاء راشدین کے فیصلے (19)

(1) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے (8)

نمبر 1...... عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ :أَنَّ بَطَّالاً كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَطَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْفًا فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ :إِنَّمَا كُنْتُ أَلْعَبُ فَعَلَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالدِّرَّةِ وَقَالَ :إِنْ كَانَ لَيَكْفِيكَ ثَلَاثٌ.

(سنن بیہقی ج 7 ص 334 حدیث 14957، مصنف عبدالرزاق ج 6 ص 393، مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 12 باب نمبر 12،)

زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک مزاحیہ آدمی رہتا تھا اس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دیدی اس کا معاملہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے کہا میں تو دل لگی کر رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درہ اٹھایا اور فرمایا تجھے تین کافی تھیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

نمبر 2...... عَنْ شَقِيقٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ :هِيَ ثَلَاثٌ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَكَانَ إِذَا أُتِيَ بِهِ أَوْجَعَهُ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 7 ص 334)

شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی کو ملاپ کرنے سے پہلے اکٹھی تین طلاقیں (بیک کلمہ) دیدے یہ تین طلاقیں ہو گئیں وہ عورت خاوند کیلئے حلال نہیں

جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھی تین طلاق دینے والا آدمی لایا جاتا تو آپ اس کو دردناک سزا دیتے۔

نمبر3:......عَنْ أَنَسٍ قَالَ : كَانَ عُمَرُ إِذَا أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِيْ مَجْلِسٍ أَوْجَعَهُ ضَرْبًا وَفَرَّقَ بَيْنَهُما. (مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص11)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب ایسا آدمی لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی دردناک پٹائی کرتے اور خاوند بیوی کو جدا کردیتے۔

نمبر4......عَنْ عَبْدِالْكَرِيْمِ أَبِيْ أُمَيَّةَ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ جَعَلَ أَمْرَ امْرَأَتِهٖ بِيَدِهَا فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا جَعَلْتُ أَمْرَكِ بِيَدِكِ إِلَّا فِيْ وَاحِدَةٍ فَتَرَافَعَا إِلٰى عُمَرَ فَاسْتَحْلَفَهُ عُمَرُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا جَعَلْتُ أَمْرَهَا بِيَدِهَا إِلَّا فِيْ وَاحِدَةٍ فَحَلَفَ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص521)

عبدالکریم ابی امیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیدیا اس نے اپنے نفس کو تین طلاقیں دیدیں (جن کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا) اس کے بعد اس آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ اللہ کی قسم میں نے تجھے صرف ایک طلاق کا اختیار دیا تھا (جس کے بعد رجوع ہوسکتا ہے) خاوند بیوی نے اپنا مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے یہ قسم اٹھوائی اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنی بیوی کو صرف ایک ہی طلاق کا اختیار دیا تھا اس نے قسم اٹھالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو اس آدمی کی طرف لوٹا دیا

فائدہ...... واضح رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین الفاظ طلاق کے بارے میں نیت پر قسم نہیں لی بلکہ عورت کو طلاق کے اختیار دینے کے بارے میں نیت پر قسم لی ہے کہ اس نے اختیار دیتے وقت ایک طلاق کی نیت کی تھی یا تین کی۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر وہ اختیار دیتے وقت تین طلاقوں کے اختیار کی نیت کر لیتا اور عورت تین طلاقوں کو اختیار کر لیتی تو تین طلاقیں واقع ہو جاتیں۔

نمبر 5...... عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ قُدَامَةَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْجُمَحِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا تَدَلّٰى يَشْتَارُ عَسَلًا فَجَاءَتْهُ امْرَاَتُهٗ فَوَقَفَتْ عَلَى الْحَبْلِ لِتَقْطَعَهٗ اَوْ لَتُطَلِّقَنَّ ثَلَاثًا فَذَكَّرَهَا اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ فَأَبَتْ اِلَّا ذٰلِكَ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرُفِعَ اِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَبَانَهَا مِنْهُ (مسند الفاروق لابن کثیر ج 1 ص 416)

قدامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ ابراہیم جمحی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتا ہے کہ ایک آدمی (کنویں میں رسی کے ذریعے) لٹک کر شہد اتار رہا تھا کہ اس کی بیوی آئی اور رسی کے پاس کھڑی ہو کر اس کو دھمکی دی کہ تو مجھے تین طلاقیں دے یا میں رسی کاٹتی ہوں خاوند نے اس کو اسلام اور اللہ کا واسطہ دیا لیکن اس نے انکار کر دیا اور طلاق پر اصرار کیا سو اس نے اسے تین طلاقیں دیدیں یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا۔

نمبر 6......عَنْ عُمَرَ بنِ شَرَاحِيلَ الْمَعَافِرِيِّ، قَالَ : كَانَتِ امْرَأَةٌ مُبْغِضَةً لِزَوْجِهَا فَأَرَادَتْهُ عَلَى الطَّلَاقِ فَأَبَى فَجَاءَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمَّا رَأَتْهُ نَائِمًا، قَامَتْ وَأَخَذَتْ سَيْفَهُ، فَوَضَعَتْهُ عَلَى بَطْنِهِ ثُمَّ حَرَّكَتْهُ بِرِجْلِهَا فَقَالَ :وَيْلَكِ مَا لَكِ؟ قَالَتْ وَاللَّهِ لَتُطَلِّقَنِّي وَإِلَّا أَنْفَذْتُكَ بِهِ، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَشَتَمَهَا، فَقَالَ :مَا حَمَلَكِ عَلَى مَا صَنَعْتِ؟ قَالَتْ بُغْضِي إِيَّاهُ فَأَمْضَى طَلَاقَهَا (سنن سعید بن منصور ج 1 ص 313)

عمر بن شراحیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک عورت جو اپنے خاوند کے ساتھ بغض رکھتی تھی اس نے طلاق کا مطالبہ کیا خاوند نے انکار کر دیا آخر اس نے ایک رات دیکھا کہ اس کا شوہر سویا ہوا ہے وہ اس کے پاس کھڑی ہوگئی اور تلوار نکال کر اس کے پیٹ پر رکھ دی پھر اس کو اپنا پاؤں مار کر جگایا خاوند نے کہا تجھے کیا ہوگیا اس نے کہا اللہ کی قسم یا تو مجھے طلاق دے گا یا میں یہ تلوار تیرے آر پار کر دوں گی سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیدیں پھر یہ معاملہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور اس کو اس پر ڈانٹ ڈپٹ کی پھر پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میرے دل میں اس کے ساتھ بغض ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان اکٹھی تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

نمبر 7......عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ زَمَنَ عُمَرَ حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ فَاسْتَحْلَفَهٗ عُمَرُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَقَالَ أَرَدْتُّ الطَّلَاقَ ثَلَاثًا فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص369)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ کہا "تیری رسی تیرے کندھے پر ہے، تیری رسی تیرے کندھے پر ہے، تیری رسی تیرے کندھے پر ہے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے قسم اٹھوائی تو اس نے کہا کہ میں نے تین طلاقوں کا ارادہ کیا تھا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

نمبر 8......عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ أَصَابَهَا وَأَنْكَرَ أَنْ يَّكُوْنَ طَلَّقَهَا فَشَهِدَ عَلَيْهِ بِطَلَاقِهَا قَالَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا ......قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّبَلَغَنِيْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى بِذٰلِكَ

(مصنف عبدالرزاق ج7 ص340)

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو

اکٹھی تین طلاقیں دیدے پھر اس کے ساتھ صحبت کرے ازاں بعد طلاق کا انکار کردے لیکن طلاق پر شہادت مل جائے تو ان کے درمیان جدائی کردی جائیگی ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا

(2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلے (3)

نمبر 9/1......عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِيْ يَحْيٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عُثْمَانَ فَقَالَ : إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ مِائَةً قَالَ ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ وَسَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ عُدْوَانٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص13)

معاویہ بن ابی یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کو تجھ پر حرام کر دیا ہے اور باقی ستانوے طلاقیں گناہ ہیں۔

نمبر 10/2......عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ عَدَدَ الْعَرْفُجِ قَالَ تَاخُذُ مِنَ الْعَرْفُجِ ثَلَاثًا وَتَدَعُ سَائِرَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْالْحُوَيْرِثِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مِثْلَ ذٰلِكَ

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص394)

شریک بن ابی نمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو عرفج درخت کی تعداد کے برابر طلاقیں دی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین عرفج درخت تو پکڑ لے اور باقی چھوڑ دے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوالحویرث رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی جیسا فیصلہ کیا تھا

نمبر 11/3......عَنِ السُّمَيْطِ السَّدُوسِيِّ قَالَ " :خَطَبْتُ امْرَأَةً، فَقَالُوا لِي: لَا نُزَوِّجُكَ حَتّٰى تُطَلِّقَ امْرَأَتَكَ ثَلَاثًا .فَقُلْتُ :إِنِّي قَدْ طَلَّقْتُ ثَلَاثًا،

فَزَوَّجُونِی، ثُمَّ نَظَرُوا فَإِذَا امْرَأَتِی عِنْدِی، فَقَالُوا :أَلَیْسَ قَدْ طَلَّقْتَ ثَلَاثًا؟ فَقُلْتُ :بَلَی، کَانَتْ عِنْدِی فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانٍ فَطَلَّقْتُهَا، وَفُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانٍ فَطَلَّقْتُهَا، وَأَمَّا هَذِهِ فَلَمْ أُطَلِّقْهَا .فَأَتَیْتُ شَقِیقَ بْنَ مَجْزَأَةَ بْنِ ثَوْرٍ وَهُوَ یُرِیدُ أَنْ یَخْرُجَ إِلَی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَافِدًا، فَقُلْتُ لَهُ :سَلْ أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ عَنْ هَذِهِ. فَخَرَجَ إِلَیْهِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ عُثْمَانُ :نِیَّتُهُ (سنن سعید بن منصور ج۱ص۲۸۸،مصنف ابن أبي شیبۃ ج۴ص۳۲ ،المطالب العالیۃ للحافظ ابن حجر العسقلانی ج۵ص۲۴۲، جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی ج۱ص۱۷)

سمیط سدوسی کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا اس کے متولیوں نے مجھے کہا کہ ہم اس عورت کا تیرے ساتھ تب نکاح کریں گے کہ تو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے میں نے اسی وقت کہا کہ میں نے تین طلاقیں دیں انھوں نے اس عورت کا مجھ سے نکاح کر دیا پھر انھوں نے دیکھا کہ میری بیوی میرے پاس ہے انھوں نے کہا کیا تو نے تین طلاقیں نہیں دی تھیں؟ میں نے کہا جی ہاں میرے پاس فلاں بنت فلاں تھی میں نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں اور رفلاں بنت فلاں بھی تھی اس کو بھی تین طلاقیں دیں لیکن اس بیوی کو میں نے طلاق نہیں دی تھی سمیط کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں شقیق بن مجزاۃ کے پاس آیا اور وہ اس وقت امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف بطور قاصد کے جانے کا ارادہ رکھتے تھے میں نے اسے کہا کہ امیر المؤمنین سے میری اس بیوی کے متعلق مسئلہ پوچھنا شقیق نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ مسئلہ پوچھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمیط کی نیت کا اعتبار ہے (یعنی اس نے جس جس بیوی کو طلاق دی ہے اسی پر طلاق واقع ہوگی اور جس کو طلاق نہیں دی اس پر واقع نہ ہوگی)اس واقعہ میں سمیط نے اکٹھی تین طلاقیں دی تھیں جن کو اس واقعہ سے متعلقہ تمام افراد نے نیز شقیق اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو نافذ قرار دیا

(3) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے فیصلے (8)

نمبر 12 / 1......عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ :طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفًا قَالَ :ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ (مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص13، سنن بیہقی ج7 ص335، سنن دارقطنی ج4 ص21)

ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کو تجھ پر حرام کر دیا ہے۔

نمبر 13 / 2...... عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ كَانَ بِالْكُوفَةِ شَيْخٌ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ :إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ يُرَدُّ إِلَى وَاحِدَةٍ وَالنَّاسُ عُنُقًا وَاحِدًا إِذْ ذَاكَ يَأْتُونَهُ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ قَالَ :فَأَتَيْتُهُ فَقَرَعْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيَّ شَيْخٌ فَقُلْتُ لَهُ :كَيْفَ سَمِعْتَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ :سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ :إِذَا طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ يُرَدُّ إِلَى وَاحِدَةٍ .قَالَ فَقُلْتُ لَهُ :أَيْنَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؟ قَالَ :أُخْرِجُ إِلَيْكَ كِتَابًا فَأَخْرَجَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ :إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.قَالَ قُلْتُ :وَيْحَكَ هَذَا غَيْرُ الَّذِي تَقُولُ. قَالَ :الصَّحِيحُ هُوَ هَذَا وَلَكِنْ هَؤُلَاءِ أَرَادُونِي عَلَى ذَلِكَ.

(سنن بیہقی ج7 ص339، تفسیر درمنثور ج2 ص669)

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوفہ میں ایک شیخ ظاہر ہوا جو اس طرح حدیث بیان کرتا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے انھوں نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو ایک

مجلس میں تین طلاقیں دے تو اس کو ایک قرار دیا جائے گا لوگ قطار در قطار اس کے پاس جاتے اور اس سے یہ حدیث سنتے، میں اس کے پاس آیا، دروازہ کھٹکھٹایا، شیخ موصوف باہر نکلے، میں نے اس سے کہا! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ نے کیا سنا ہے، اس نے کہا! میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدے تو ان تین کو ایک طلاق قرار دیا جائے گا، اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کہاں سنی ہے تو اس نے کہا میں آپ کے پاس کتاب لے آتا ہوں چنانچہ وہ کتاب لے آیا اس میں یہ حدیث اس طرح تھی'' میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ سنا انھوں نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو وہ بیوی اس سے جدا ہوگئی وہ عورت جب تک دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح نہ کرلے اس کیلئے حلال نہیں''۔ میں نے کہا تیری خرابی، یہ حدیث تو اس سے مختلف ہے جو تو بیان کرتا ہے اس نے کہا صحیح یہی ہے لیکن یہ لوگ مجھ سے وہ دوسری حدیث سننا پسند کرتے ہیں۔

نمبر 14 / 3......عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

(السنن الکبری للبیہقی ج7 ص334)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

نمبر 15 / 4......عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (السنن الکبری للبیہقی. ج7 ص335)

امام جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے (بیک کلمہ) تین طلاق

دیدے تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرلے۔

نمبر 16 / 5......عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :إِذَا طَلَّقَ الْبِكْرَ وَاحِدَةً فَقَدْ بَتَّهَا وَإِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص18 باب نمبر 18)

جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب خاوند نے اپنی کنواری بیوی کو کہا تجھے ایک طلاق ہے تو اس نے بیوی کو اپنے سے جدا کردیا (یعنی طلاق بائنہ ہوگئی) اور جب اس کو یوں کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

نمبر 17 / 6......عَنِ الْحَكَمِ اَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالُوْا اِذَاطَلَّقَ الْبِكْرَ ثَلَاثًا فَجَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَاِنْ فَرَّقَهَا بَانَتْ بِالْاُوْلٰى وَلَمْ تَكُنِ الْاُخْرَيَانِ شَيْئًا (مصنف عبدالرزاق ج6 ص336)

حکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اس نے غیر مدخولہ بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے وہ پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہے اور اگر تین طلاقیں جدا جدا کرکے دیں (یعنی یوں کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے) تو وہ پہلی کے ساتھ جدا ہوجائے گی اور آخری دو لغو ہیں۔

نمبر 18 / 7......عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِىْ نَمِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ اِنِّىْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِىْ عَدَدَ الْعَرْفُجِ قَالَ تَاخُذُ مِنَ الْعَرْفُجِ ثَلَاثًا وَتَدَعُ سَائِرَهُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْالْحُوَيْرِثِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مِثْلَ ذٰلِكَ

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص394)

شریک بن ابی نمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو عرفج درخت کی تعداد کے برابر طلاقیں دی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین عرفج درخت تو پکڑ لے اور باقی چھوڑ دے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوالحویرث رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی جیسا فیصلہ کیا تھا

نمبر 19 / 8......عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ حَمْلَ بَعِيْرٍ قَالَ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (مصنف ابن أبي شيبة ج 4 ص 60)

جعفر رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھے اونٹ کے بار کے برابر طلاق ہے وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

ہمارا سوال

ہم نے خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے پر 19 فیصلے باحوالہ نقل کیے ہیں منکرین فقہ کسی خلیفہ راشد سے اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر کوئی ایک صریح فیصلہ کتب حدیث سے مع سند و متن باحوالہ نقل کریں۔



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے (57)

(1)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فیصلے (۲۴)

نمبر1...... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ قَالَ :طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ لَهُ فَسَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَا :لَا نَرَى أَنْ تَنْكِحَهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ :إِنَّمَا كَانَ طَلَاقِي إِيَّاهَا وَاحِدَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : إِنَّكَ أَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ (السنن الکبری للبیہقی ج7 ص335)

محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیں پھر اس نے چاہا کہ دوبارہ نکاح کرلے وہ پوچھنے کیلئے گیا میں بھی اس کے ساتھ چلا گیا اس نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا ہم تجھے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتے جب تک وہ تیرے علاوہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ وہ کہنے لگا میری مراد تو ایک ہی طلاق تھی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے اپنے ہاتھ سے ہی وہ زیادتی چھوڑ دی جو تیرے اختیار میں تھی۔ (تیرے اختیار میں تھا تو ایک طلاق دیتا زیادہ نہ دیتا اب تو تو نے زیادہ طلاقیں دے دی ہیں لہذا اب کچھ نہیں ہوسکتا وہ عورت تیرے لیے حلال نہیں)

نمبر2......عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ :إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا

فَمَاذَا تَرَيَانِ؟ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ :إِنَّ هَذَا لَأَمْرٌ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ اذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ :أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ :الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ.

(سنن بیہقی ج 7 ص 335 حدیث 14966، مصنف ابن اَبی شیبۃ ج 4 ص 18، شرح معانی الآثار للطحاوی ج 3 ص 57)

معاویہ بن ابی عیاش انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ محمد بن ایاس آیا اس نے کہا ایک دیہاتی نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے (بیک کلمہ) تین طلاقیں دے دی ہیں آپ دونوں کیا حکم دیتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں، میں ان دونوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ آیا ہوں ان دونوں سے جا کر مسئلہ پوچھئے پھر واپس آ کر ہمیں بھی بتا دیجئے، چنانچہ محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوہریرہ آپ فتوی دیجئے! اور آپ کے پاس یہ پیچیدہ مسئلہ آیا ہے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک طلاق (غیر مدخولہ) عورت کو خاوند سے جدا کر دیتی ہے اور تین طلاقیں اس کو حرام کر دیتی ہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر لے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا۔

نمبر 3......عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابَاهُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلُوْا عَنِ الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثَلَاثًا فَكُلُّهُمْ قَالُوْا لَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى

تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص333)

محمد بن ایاس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی) تین طلاقیں دیدے تو کیا حکم ہے تو تینوں حضرات نے جواب دیا کہ وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔

نمبر 4......عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَیَاسِ بْنِ بُکَیْرٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ فِیْ الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ یَّدْخُلَ بِهَا قَالُوْا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص19)

محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو صحبت سے پہلے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں انھوں نے فرمایا وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

نمبر 5......عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ رَجُلٍ جَعَلَ اَمْرَامْرَاَتِهٖ بِیَدِ اَبِیْهِ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَ اَبُوْهُ هِیَ طَالِقٌ ثَلَاثًا کَیْفَ السُّنَّةُ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلٰی بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُوَیٍّ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَیَاسِ بْنِ بُکَیْرٍ اللَّیْثِیَّ وَکَانَ اَبُوْهُ شَهِدَ بَدْرًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ قَالَ بَانَتْ عَنْهُ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ وَاَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَسَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْبَکْرٍ الْبُرْقَانِیُّ فِیْ کِتَابِهِ الْمُخَرَّجِ عَلَی الصَّحِیْحَیْنِ (المنتقی من اخبار المصطفی ج2 ص602)

یونس بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے طلاق کا معاملہ اپنے باپ کے اختیار میں دیدیا اس کے باپ نے کہا کہ اس عورت کو تین طلاقیں ہیں اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ جس کے والد بدری صحابی ہیں اس نے محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے ایسے آدمی کے بارے میں فرمایا کہ اس کی بیوی اس سے جدا ہو جاتی ہے اور جب تک دوسرے آدمی سے اس عورت کا نکاح نہ ہو پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں پھر محمد بن ایاس نے بالترتیب یہی مسئلہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے وہی جواب دیا جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا اس حدیث کو ابوبکر البرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المخرج علی الصحیحین'' میں روایت کیا ہے۔

نمبر 6......عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحَمُوقَةَ ثُمَّ يَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ (وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا) وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ

(السنن الکبری للبیہقی ج 7 ص 331)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

فرمایا تم میں سے ایک بے وقوفی کی پیٹھ پر سوار ہو جاتا ہے (یعنی اکٹھی تین طلاقیں دیدیتا ہے اور پریشان ہوکر) آوازیں دیتا ہے اے ابن عباس! اے ابن عباس (اور مسئلہ پوچھتا ہے) اور بے شک اللہ جل شانہ نے فرمایا جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور تو اللہ تعالی سے نہیں ڈرا پس میں تیرے لیے راستہ نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

نمبر 7 ......عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَوْمًا فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ ثَلَاثًا فَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَحَرُمَتْ عَلَيْكَ امْرَأَتُكَ وَلَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَيَجْعَلْ لَّكَ مَخْرَجًا تُطَلِّقُ فَتَتَحَمَّقُ ثُمَّ تَقُوْلُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ قَالَ وَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ أَنَّهُ كَانَ فِي الْمَجْلِسِ مَعَ بْنِ عَبَّاسٍ فَسَمِعَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ مُجَاهِدٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ (سنن الدارقطنی ج4 ص59)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی نے آ کر کہا اے ابوعباس (یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں نے اپنی بیوی کو (اکٹھی) تین طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی کیونکہ تو اللہ سے نہیں ڈرا اگر تو اللہ سے ڈرتا (اور شرعی طریقہ سے طلاق دیتا) تو اللہ تعالی تیرے لیے گنجائش رکھتا اور چونکہ تو اللہ سے نہیں ڈرا اس لیے تیرے لیے گنجائش نہیں تو طلاق دینے میں حماقت کرتا ہے اور پھر آ کر کہتا ہے اے ابوعباس شرعی طریقہ یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اے نبی اپنی امت کو کہہ دو کہ جب تمہارا اپنی عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ

ہوتو ان کو طلاق دو ان کی عدت کیلئے عدت سے پہلے (یعنی طہر میں) سعید بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن امیہ نے عبید اللہ بن ابی یزید سے بیان کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے پس اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ سب کچھ سنا جس کو حضرت مجاہد نے اس حدیث میں بیان کیا ہے۔

نمبر 8......عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ :أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ قَالَ :عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَيَجْعَلَ لَكَ مَخْرَجاً (السنن الکبری للبیہقی ج7 ص331، 337 سنن دارقطنی ج4 ص13)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدی ہوں تو فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی کیونکہ تو اللہ تعالی سے نہیں ڈرا (یعنی تو نے شرعی طریقہ کے برعکس اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں) پس تیرے لیے (رجوع کی) کوئی گنجائش نہیں۔

نمبر 9......عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا وَأَنَا غَضْبَانٌ فَقَالَ إِنَّ أَبَا عَبَّاسٍ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحِلَّ لَكَ مَا حَرَّمَ عَلَيْكَ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَحَرُمَتْ عَلَيْكَ امْرَأَتُكَ إِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَيَجْعَلْ لَّكَ مَخْرَجًا (سنن الدارقطنی ج4 ص13)

مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک قریشی آدمی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا اے ابو عباس (یہ ابن عباس کی کنیت ہے) میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو (اکٹھی) تین طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو چیز تیرے لیے حرام کردی گئی ابو عباس اس کو حلال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی کیونکہ اگر تو اللہ سے ڈرتا تو اللہ تیرے لیے راستہ بنا دیتا لیکن تو اللہ سے نہیں ڈرا۔

نمبر 10 ...... عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةً قَالَ تَأْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدَعُ سَبْعًا وَتِسْعِينَ. (السنن الکبری للبیہقی ج 7 ص 337)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو کہا ہے تجھے سو طلاق، آپ نے فرمایا تو ان میں سے تین پکڑ اور ستانوے چھوڑ دے (یعنی تین مؤثر ہیں اور ستانوے لغو ہیں)

نمبر 11 ...... عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْفًا قَالَ أَمَّا ثَلَاثٌ فَتُحَرِّمُ عَلَيْكَ امْرَأَتَكَ وَبَقِيَّتُهُنَّ عَلَيْكَ وِزْرٌ اتَّخَذْتَ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا.

(السنن الکبری للبیہقی ج 7 ص 332، مصنف عبدالرزاق ج 6 ص 397)

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہوں تو فرمایا تین طلاقوں نے تیری بیوی کو تجھ پر حرام کر دیا ہے اور باقی طلاقیں تیرے ذمہ گناہ ہیں کہ تو نے اللہ کی آیات کو مذاق بنایا ہے۔

نمبر 12 ...... أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ :أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ : طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفًا فَقَالَ تَأْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدَعُ تِسْعَمِائَةٍ وَسَبْعَةً وَتِسْعِينَ.

(السنن الکبری للبیہقی ج 7 ص 337)

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو کہا ہے تجھے ایک ہزار طلاق، آپ نے فرمایا ان میں سے تین کو پکڑ اور نو سو ستانوے چھوڑ دے (یعنی تین طلاقیں مؤثر ہیں باقی لغو ہیں)

نمبر 13 ......عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفًا وَمِائَةً قَالَ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ وِزْرٌ ، اتَّخَذْتَ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا. (مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 12)

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھے ایک ہزار ایک سو طلاق ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تین طلاقوں کی وجہ سے تجھ سے جدا ہوگئی اور باقی طلاقیں گناہ ہیں کہ تو نے اللہ تعالی کی آیات کو استہزاء بنایا ہے۔

نمبر14......عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ النُّجُوْمِ فَقَالَ أَخْطَأَ السُّنَّةَ حَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ

(سنن الدارقطنی ج4 ص21)

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو کہا تجھے ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے شرعی طریقہ کے خلاف کیا ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی ہے

نمبر15......عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةً قَالَ تَأْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدَعُ سَبْعًا وَتِسْعِينَ. (السنن الکبری للبیہقی ج7 ص337)

عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو کہا ہے تجھے سو طلاق، آپ نے فرمایا تو ان میں سے تین کو پکڑ اور ستانوے چھوڑ دے (یعنی تین مؤثر ہیں اور ستانوے لغو ہیں)

نمبر16......عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَلَوْ قَالَهَا تَتْرٰى بَانَتْ بِالْاُوْلٰى.

(مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص21)

عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے اور اگر لگاتار جدا جدا تین طلاقیں دے تو وہ عورت فقط پہلی طلاق کے ساتھ خاوند سے جدا ہو جاتی ہے۔

نمبر 17......عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ النُّجُومِ فَقَالَ :إِنَّمَا يَكْفِيكَ رَأْسُ الْجَوْزَاءِ.

(السنن الکبری للبیہقی ج7 ص337).

عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو کہا تجھے ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق، آپ نے فرمایا صرف تجھے جوزاء کا سر کافی ہے (یعنی بیوی کے جدا ہونے کیلئے تین طلاقیں کافی ہیں)

نمبر 18......عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ عَمِّي طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ إِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللَّهَ فَأَنْدَمَهُ اللَّهُ وَأَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا قَالَ أَفَلَا يُحَلِّلُهَا لَهُ رَجُلٌ؟ فَقَالَ مَنْ يُخَادِعِ اللَّهَ يَخْدَعْهُ. (السنن الکبری للبیہقی ج7 ص337، سنن سعید بن منصور ج1 ص300، مصنف ابن أبی شیبۃ ج4 ص10، مصنف عبدالرزاق ج6 ص266)

مالک بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا بے شک تیرے چچا نے اللہ تعالی کی نافرمانی اور شیطان کی فرماں برداری کی ہے پھر اللہ نے اس کو نادم کر دیا لیکن اس کیلئے (رجوع کی) گنجائش نہیں رکھی اس نے کہا کیا اس عورت کو اس کیلئے دوسرا آدمی حلال نہیں کر دے گا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اللہ کے ساتھ دھوکے کا معاملہ (نافرمانی) کرتا ہے اللہ اس کو دھوکے کی سزا دیتا ہے (جس کی

صورت یہ ہے کہ اللہ نے حلالہ کا حکم دیا ہے اور باعزت، غیرت مند مرد کیلئے یہ بڑی سخت سزا ہے البتہ بے غیرتوں کے نزدیک یہ سزا صرف عورت کیلئے ہے مرد کیلئے کچھ نہیں)

نمبر 19......عَنْ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ وَإِنَّمَا قُلْتُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً فَتَبِيْنُ مِنِّيْ بِثَلَاثٍ أَمْ هِيَ وَاحِدَةٌ ؟ فَقَالَ بَانَتْ بِثَلَاثٍ وَعَلَيْكَ وِزْرُ سَبْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص12)

عنترۃ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے ابن عباس میں نے اپنی بیوی کو کہا تجھے سو طلاقیں ہیں اور میں نے یہ کلمہ ایک مرتبہ کہا ہے تو کیا وہ مجھ سے تین طلاقوں کے ساتھ جدا ہو جائے گی یا یہ ایک طلاق ہوگی؟ آپ نے فرمایا وہ تجھ سے تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہوگئی اور باقی ستانوے طلاقیں تجھ پر گناہ ہیں۔

نمبر 20......عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَا فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا :لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص18)

حکم رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو صحبت سے پہلے کہا ہو تجھے تین طلاقیں انھوں نے فرمایا وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

نمبر 21......عَنْ عُبَيْدَةَ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا :إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص20)

عبیدۃ رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب آدمی نے صحبت کرنے سے پہلے اپنی بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

نمبر22......عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَ عُقْدَةٌ كَانَتْ فِيْ يَدِهٖ اَرْسَلَهَا جَمِيْعًا اِذَا كَانَتْ تَتْرٰى فَلَيْسَتْ بِشَيْءٍ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ فَاِنَّهَا تَبِيْنُ بِالْاُوْلٰى وَلَيْسَتِ الثِّنْتَانِ بِشَيْءٍ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص333)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدے اس نے تین طلاقیں اکٹھی دے کر وہ گرہ کھول دی جو اس کے ہاتھ میں تھی (یعنی تین طلاقیں نافذ ہوگئیں) اور اگر لگاتار جدا جدا تین طلاقیں دیں یعنی یوں کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تو وہ عورت پہلی طلاق کے ساتھ خاوند سے جدا ہو جائے گی اور دوسری دو طلاقیں لغو ہیں۔

نمبر23......عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَاَتٰى ابْنَ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهٗ وَعِنْدَهٗ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِحْدَى الْمُعْضَلَاتِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاحِدَةٌ تَبِيْنُهَا وَثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ زَيَّنْتَهَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَوْ قَالَ نَوَّرْتَهَا اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا يَعْنِيْ اَصَابَ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص334)

محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدیں پھر اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر مسئلہ پوچھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ پیچیدہ مسائل میں سے یہ ایک مسئلہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ ایک طلاق ایسی عورت کو خاوند سے جدا کردیتی ہے (یعنی طلاق بائنہ واقع ہوجاتی ہے) اور (بیک کلمہ) تین طلاقیں اس کو حرام کردیتی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو ہریرہ آپ نے خوب صورت مسئلہ بیان فرمایا یا یوں فرمایا کہ آپ نے مسئلہ کو روشن کردیا یا اس جیسا کوئی اور تعریفی کلمہ کہا مقصد یہ تھا کہ آپ نے مسئلہ درست بتایا ہے۔

نمبر 24......عَنْ طَاوٗسٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ یُّطَلِّقُ امْرَاَتَہٗ ثَلَاثًا قَالَ لَوِ اتَّقَیْتَ اللّٰہَ جَعَلَ لَکَ مَخْرَجًا (مصنف عبدالرزاق ج6 ص396)

طاوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے متعلق مسئلہ پوچھا جاتا جو اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اگر تو اللہ سے ڈرتا (یعنی شرعی طریقہ کے مطابق طلاق دیتا) تو اللہ تعالی نے تیرے لیے (رجوع کی) گنجائش رکھی ہے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے کا فیصلہ آٹھ اسناد کے ساتھ نقل کر کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف تین اکٹھی طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا جو فتوی منسوب کیا گیا ہے اس کی تردید کی ہے کہ وہ شاذ اور مضطرب ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے آٹھ سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی نقل کیا کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں وہ آٹھ سندیں یہ ہیں

(1)......اسماعیل بن عبداللہ بن کثیر عن مجاہد عن ابن عباس۔

(2)......حمید اعرج وغیرہ عن مجاہد عن ابن عباس

(3)......شعبہ عن عمرو بن مرۃ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔

(4)......ایوب عن عکرمہ بن خالد عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔

(5)......ابن جریج عن عکرمہ بن خالد عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔

(6)......ابن جریج عن عبدالحمید بن رافع عن عطاء عن ابن عباس۔

(7)......اعمش عن مالک بن الحارث عن ابن عباس۔

(8)......ابن جریج عن عمرو بن دینار عن ابن عباس۔

پھر ایک سند سے نقل کیا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک ہیں وہ سند یہ ہے ایوب عن عکرمہ عن ابن عباس۔ پس یہ فتوی شاذ ہے علاوہ ازیں ایوب کے دو شاگرد ہیں حماد بن زید اور اسماعیل بن ابراہیم ان میں سے حماد اس فتوی کو ابن عباس کا فتوی بتاتے ہیں جبکہ اسماعیل اس کو عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی بتاتے ہیں لہذا یہ فتوی سنداً مضطرب ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول شاذ اور مضطرب ہے اور جب مرفوع حدیث شاذ ہو تو وہ احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتی تو موقوف حدیث جو شاذ اور مضطرب ہو کیسے حجت بن سکتی ہے۔ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب مذکورہ بالا فتوی کا شاذ و مضطرب ہونا بیان کر کے آگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب بتانے کیلئے اجمالا ایک واقعہ نقل کیا ہے فرمایا قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَصَارَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْمَا حَدَّثَنَا الخ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب وہ ہے جو درج ذیل حدیث میں مذکور ہے محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (بیک کلمہ) اکٹھی تین طلاقیں دیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے سب نے جواب دیا کہ وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی واقعہ معاویہ بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے جو اس قصہ کا مشاہدہ کرنے والے ہیں معاویہ بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو دونوں نے کہا کہ آپ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس

جایئے میں نے ان دونوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا ہے ان ہر دو حضرات نے وہی جواب دیا جو پیچھے گذر چکا ہے۔

مذکورہ قصہ کی مزید تفصیل کیلئے صحابہ کرام کے فیصلوں میں فیصلہ نمبر 2 ملاحظہ کیجئے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب باطل مذہب (اکٹھی تین طلاق سے ایک طلاق رجعی ہوتی ہے) کی تردید کی ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ امام موصوف نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اکٹھی تین طلاق کے تین ہونے کے سات فتوی نقل کیے ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، عکرمۃ رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، مالک بن حارث رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن ایاس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ نیز معاویہ بن ابی عیاش انصاری رحمۃ اللہ علیہ سب حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتوی نقل کرتے ہیں اِنَّهٗ اَجَازَ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ وَاَمْضَاهُنَّ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کو جائز قرار دیا ہے اور ان کو نافذ کیا ہے۔ (سنن بیہقی ج 2 ص 552، 553)

(2)......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ المتوفی 32ھ کا فیصلہ

نمبر 25 / 1......عَنْ هِشَامٍ قَالَ :سُئِلَ مُحَمَّدٌ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا فِيْ مَقْعَدٍ وَّاحِدٍ قَالَ لَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ بَأْسًا ، قَدْ طَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا فَلَمْ يَعِبْ عَلَيْهِ ذٰلِكَ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ج 4 ص 11)

ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدے اس کا کیا حکم ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے علم کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو (ایک مجلس میں) تین طلاقیں دی تھیں تو ان پر کوئی اعتراض نہ کیا گیا (یعنی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں واقع بھی ہو جاتی ہیں اور جائز بھی ہیں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے)

(3)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المتوفی 33ھ کے فیصلے (۷)

نمبر 26 / 1......عن عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ أَتَى رَجُلٌ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَارِحَةَ مِائَةً قَالَ قُلْتَهَا مَرَّةً وَاحِدَةً؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ تُرِيدُ أَنْ تَبِينَ مِنْكَ امْرَأَتُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُوَ كَمَا قُلْتَ قَالَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَارِحَةَ عَدَدَ النُّجُومِ قَالَ قُلْتَهَا مَرَّةً وَاحِدَةً؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ تُرِيدُ أَنْ تَبِينَ امْرَأَتُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُوَ كَمَا قُلْتَ .

(السنن الکبری للبیہقی ج7ص335)

علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ایک آدمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں نے اپنی (غیر مدخولہ) بیوی کو گذشتہ رات سو طلاق دی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو نے یہ طلاقیں ایک ہی مرتبہ کہہ دی تھیں؟ اس نے کہا جی ہاں! ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا ارادہ یہی تھا کہ تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جائے اس آدمی نے کہا جی ہاں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جیسے تو نے کہا وہ تجھ سے (تین طلاقوں کے ساتھ) جدا ہوگئی۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دوسرا آدمی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک آدمی نے گذشتہ رات اپنی (غیر مدخولہ) بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق دی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے ایک ہی مرتبہ کہا تھا؟ اس نے کہا جی ہاں! ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا ارادہ یہی تھا کہ تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جائے اس نے کہا جی ہاں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جیسے تو نے کہا وہ تجھ سے (تین طلاقوں کے ساتھ) جدا ہوگئی۔

نمبر 27 / 2......عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ مَرَّةً قَالَ فَمَا قَالُوْا لَكَ؟ قَالَ قَالُوْا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَقَدْ أَرَادُوْا أَنْ يَّبْقُوْا عَلَيْكَ ، بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ عُدْوَانٌ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج4ص12)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو کہا تجھے ننانوے طلاقیں، آپ نے فرمایا دوسرے صحابہ نے تجھے کیا کہا ہے، اس نے کہا کہ انھوں نے بتایا ہے کہ وہ تجھ پر حرام ہوگئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا انھوں نے تجھے نرمی کے ساتھ جواب دیا ہے، وہ تجھ سے تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہوگئی اور باقی طلاقیں حد سے تجاوز ہے۔

نمبر 28 / 3......عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ قَالَ حَرَّمَتْهَا ثَلَاثٌ وَّسَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ عُدْوَانٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص12)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہوں آپ نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کو خاوند پر حرام کردیا ہے باقی ستانوے طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

نمبر 29 / 4......عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ مِائَةً فَقَالَ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ مَعْصِيَةٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص12)

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھے سو طلاقیں آپ نے فرمایا! وہ تجھ سے تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہوگئی باقی طلاقیں معصیت ہیں۔

نمبر 30 / 5......عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِی الَّتِیْ تُطَلَّقُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص331)

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس کو خاوند صحبت کرنے سے پہلے ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں دیدیتا ہے کہ وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

نمبر 31 / 6......عَنْ زِرٍّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا كَانَ يَرَاهَا بِمَنْزِلَةِ الَّتِىْ قَدْ دَخَلَ بِهَا

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص331، مصنف ابن أبی شیبۃ ج4 ص19)

زر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے (ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی) تین طلاقیں دیدے تو وہ غیر مدخولہ بیوی اس عورت کی طرح ہے جو مدخولہ ہو۔(یعنی مدخولہ کی طرح اس پر تین طلاقیں بیک کلمہ واقع ہوجاتی ہیں)

نمبر 32 / 7...... عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسُئِلَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اِخْتَارِىْ فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَالَ اخْتَارِىْ فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَالَ لَهَا الثَّالِثَةَ اخْتَارِىْ فَقَالَتْ قَدِ اخْتَرْتُ نَفْسِىْ قَالَ هِىَ ثَلَاثٌ

(مصنف عبدالرزاق ج7 ص12، المعجم الکبیر ج9 ص334)

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو (بہ نیت طلاق) کہا اختاری تو اختیار کروہ عورت خاموش رہی پھر اس نے دوبارہ کہا تو اختیار کر عورت پھر خاموش رہی اس نے تیسری بار کہا تو اختیار کر عورت نے تین مرتبہ کے بعد کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس عورت کو تین طلاقیں ہوگئیں۔

(4)......حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۷ھ کا فیصلہ

نمبر 33 / 1...... عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا ، ثُمَّ جَعَلَ يَغْشَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ عَمَّارٌ ، فَقَالَ عَمَّارٌ ، لَئِنْ قَدَرْتُ عَلٰى هٰذَا لَأَرْجُمَنَّهٗ. عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَلَّاسٍ عَنْ عَمَّارٍ بِنَحْوِهٖ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج6 ص513)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہے اس کے بعد اس بیوی کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے بس میں ہو تو میں اس کو رجم کروں۔

(5)......حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ المتوفی ۴۵ھ کا فیصلہ

نمبر 34 / 1......عَنِ الْحَكَمِ اَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالُوْا اِذَا طَلَّقَ الْبِكْرَ ثَلَاثًا فَجَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ فَرَّقَهَا بَانَتْ بِالْاُوْلٰى وَلَمْ تَكُنِ الْاُخْرَيَانِ شَيْئًا

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص336، سنن سعید بن منصور ج1 ص304)

حکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آدمی اپنی کنواری بیوی کو ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے لیکن اگر تین طلاقیں متفرق کلمات کے ساتھ دے تو وہ عورت پہلی طلاق کے ساتھ خاوند سے جدا ہو جاتی ہے۔اور دوسری تیسری طلاق (کے وقت وہ محل طلاق نہیں رہی اس لیے دو طلاقیں) لغو ہیں۔

(6)......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۰ھ کا فیصلہ

نمبر 35 / 1......عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ :سَأَلَ رَجُلٌ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً قَالَ ثَلَاثٌ تُحَرِّمُ وَسَبْعٌ وَتِسْعُونَ فَضْلٌ.

(سنن بیہقی ج7 ص336 حدیث 14970، مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص13)

ایک آدمی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو سوطلاقیں دیتا ہے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقیں حرام کردیتی ہیں اور ستانوے زائد ہیں

(7)......حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۰ھ کا فیصلہ

نمبر 36 / 1......عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ الْخَثْعَمِيَّةُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ لِتَهْنِئْكَ الْخِلَافَةُ قَالَ بِقَتْلِ عَلِيٍّ تُظْهِرِينَ الشَّمَاتَةَ اذْهَبِي فَأَنْتِ طَالِقٌ يَعْنِي ثَلَاثًا قَالَ فَتَلَفَّعَتْ بِثِيَابِهَا وَقَعَدَتْ حَتَّى قَضَتْ عِدَّتَهَا فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِبَقِيَّةٍ بَقِيَتْ لَهَا مِنْ صَدَاقِهَا وَعَشَرَةِ آلَافٍ صَدَقَةً فَلَمَّا جَاءَهَا الرَّسُولُ قَالَتْ مَتَاعٌ قَلِيلٌ مِنْ حَبِيبٍ مُفَارِقٍ فَلَمَّا بَلَغَهُ قَوْلُهَا بَكَى ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ جَدِّي أَوْ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَرَاجَعْتُهَا.

(السنن الکبری للبیہقی ج7 ص336)

عائشہ خثعمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو عائشہ خثعمیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کہا آپ کو خلافت مبارک ہو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوشی ظاہر کررہی ہے جا تجھے تین طلاقیں ہیں عدت گذرنے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کا بقیہ مہر اور دس

ہزار ۱۰۰۰۰ عطیہ بھیجا جب قاصد اس عورت کے پاس مال لے کر پہنچا تو اس نے کہا یہ جدا کرنے والے محبوب کے عوض قلیل سامان ہے جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو عائشہ خثعمیہ کا یہ جملہ پہنچا تو رو پڑے اور فرمایا اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا نانا کی حدیث مجھ سے میرے باپ نے بیان نہ کی ہوتی تو میں طلاق سے رجوع کر لیتا (وہ حدیث یہ ہے) جو آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں تین طہروں میں دیدے یا اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر لے۔

(8)...... حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۰ھ (9)...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۲ھ کا فیصلہ

نمبر 37 / 1، 38 / 1 ...... عَنْ حُمَيْدِ بْنِ وَاقِعِ بْنِ سَحْبَانَ :أَنَّ رَجُلًا أَتَى عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ :رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ فِي مَجْلِسٍ قَالَ :أَثِمَ بِرَبِّهِ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ قَالَ :فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِأَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ عَيْبَهُ فَقَالَ أَلَا تَرَى أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَكْثَرَ اللّٰهُ فِينَا مِثْلَ أَبِي نُجَيْدٍ. (السنن الکبری للبیہقی ج7 ص332، مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص10)

حمید بن واقع بن سحبان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں (اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا وہ اپنے رب کے ہاں گناہ گار ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہے۔ حمید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ آدمی چلا گیا اور جا کر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے سامنے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان پر اعتراض وطعن کے طور پر کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے حضرت ابوموسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ نے (عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے تصدیق وتصویب کرتے ہوئے فرمایا) اللہ تعالی ہم میں ابونجید (یہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) جیسے لوگ زیادہ کرے۔

(10)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا المتوفاۃ ۵۷ھ کا فیصلہ

نمبر 39 / 1...... عَنْ أُسَيْدِ بْنِ عَرْفَجَةَ عَنْ عَائِشَةَ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَاحِدَةً كَأَلْفٍ قَالَ :لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

.(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص60)

اسید بن عرفجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو کہے کہ تجھے ہزار جیسی ایک طلاق ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح نہ کرے

(11)......حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۷ھ کے فیصلے (۵)

نمبر 40 / 1......عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَيَاسِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ فِيْ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالُوْا :لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.(مصنف ابن أبی شیبۃ ج4 ص19)

محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو صحبت سے پہلے کہا تجھے تین طلاقیں انھوں نے فرمایا وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

نمبر 41 / 2، 42 / 3، 43 / 4، 44 / 5......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مزید فیصلے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فیصلوں میں فیصلہ نمبر ۲، فیصلہ نمبر ۳، فیصلہ نمبر ۵، فیصلہ نمبر ۲۶ ملاحظہ فرمائیں

(12)......حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۷ھ کا فیصلہ

نمبر 45 / 1......عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ مُغَفَّلٍ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالَ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (مصنف ابن أبی شیبۃ ج 4 ص 19)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (بیک کلمہ تین) طلاق دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

(13)......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا المتوفاۃ ۶۲ھ کا فیصلہ

نمبر 46 / 1......عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ سَلْمَةَ سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَتْ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى يَطَأَهَا زَوْجُهَا

(مصنف ابن أبی شیبۃ ج 4 ص 19)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ جو آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدے تو اس کا کیا حکم ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو جواب دیا وہ میں نے خود سنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک اس کا دوسرا خاوند اس کے ساتھ صحبت نہ کرے۔

(14)......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۳ھ کا فیصلہ

نمبر 47 / 1......عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَقَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ إِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو :إِنَّمَا أَنْتَ قَاصٌّ الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

(سنن کبری بیہقی ج 7 ص 335، مصنف ابن أبی شیبۃ ج 4 ص 18، سنن سعید بن منصور ج 1 ص 307، مصنف عبدالرزاق ج 6 ص 334)

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس آدمی کے متعلق فتوی طلب کیا جس نے صحبت کرنے سے پہلے بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں ہیں، عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے کہا کنواری عورت کی طلاق ایک ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا تو محض واعظ ہے (یعنی تو وعظ کر فتوی نہ دے) کنواری عورت کی ایک طلاق، طلاق بائنہ ہوتی ہے اور تین طلاقیں (بیک کلمہ) اس کو شوہر پر حرام کر دیتی ہیں جب تک وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں۔

(15)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۳ھ کے فیصلے (۷)

نمبر 48 / 1......عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا فَقَدْ عَصٰی رَبَّهٗ وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهٗ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 11 سنن دار قطنی ج 4 ص 32)

نافع رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس سے جدا ہوگئی

نمبر 49 / 2......عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ یَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ مِائَةَ مَرَّةٍ، قَالَ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ یُحَاسِبُكَ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 13)

سعید مقبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا اے ابو عبدالرحمٰن (یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں نے اپنی بیوی کو کہا ہے تجھے سو طلاقیں آپ نے فرمایا وہ تجھ سے تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہوگئی اور قیامت کے دن ستانوے طلاقوں کی وجہ سے اللہ تعالی تیرا محاسبہ کرے گا۔

نمبر 50 / 3 ......عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ...... إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ يَقُولُ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ .فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -أَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا وَأَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلاَثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلاَقِ امْرَأَتِكَ .وَبَانَتْ مِنْكَ.

(صحیح مسلم ج4 ص180، سنن دارقطنی ج4 ص28، السنن الکبری للبیہقی ج7 ص367، مسند أحمد ج2 ص6، مستخرج أبی عوانۃ ج5 ص219)

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینے کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فتوی پوچھتا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو (اسی صورت میں) حکم دیا تھا کہ وہ رجوع کرے پھر بیوی کو مہلت دے حتی کہ جب دوسرا حیض گذر جائے اور اس سے پاک ہو جائے تو پھر اس کو جماع کرنے سے پہلے دوسری طلاق دے اور اگر تو نے تین طلاقیں دی ہیں تو رب تعالی نے جس طریقہ سے تجھے طلاق دینے کا حکم دیا ہے اس میں تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

نمبر 51 / 4......عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ثَلاَثًا فَسَأَلَ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ لَا تَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص311، سنن کبری بیہقی ج7 ص336)

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں کہا ہے تجھے تین طلاقیں ہیں آپ نے فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو چکی ہے "وہ تیرے لیے اس وقت تک حلال نہ ہو گی جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کر لے۔

نمبر 52 / 5......عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا طُلِّقَتْ وَعَصٰى رَبَّهٗ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص395)

سالم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو وہ عورت تین طلاقوں کے ساتھ مطلقہ ہوگئی اور اس آدمی نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے۔

نمبر 53 / 6......عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ أَمْرَ امْرَأَتِهٖ بِيَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا فَسَأَلَ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ مَهْرٌ قَالَ مَهْرٌ أَحْمَقُ عَمَدْتَّ أِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ يَدِكَ فَجَعَلْتَهٗ فِيْ يَدِهَا فَقَدْ بَانَتْ مِنْكَ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص519)

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ،عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ ،نافع رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتوی نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دیدیا پھر اس عورت نے اپنے نفس کو تین طلاقیں دیں اس سلسلہ میں اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا مہر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مہر بڑا بیوقوف ہے کہ اللہ تعالی نے جو چیز تیرے اختیار میں رکھی تھی تو نے وہ چیز اپنی بیوی کے اختیار میں دیدی ہے پس وہ عورت تجھ سے جدا ہوگئی ہے۔

نمبر 54 / 7......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ اِذَا نَكَحْتُ فُلَانَةً فَهِيَ طَالِقٌ فَهِيَ كَذٰلِكَ اِذَا نَكَحَهَا وَاِنْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوِ اثْنَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَهُوَ كَمَا قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

(موطاامام محمد ج1 ص258)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی یوں کہے کہ جب میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو ایک طلاق ہے یا یوں کہے کہ اس کو دوطلاقیں ہیں یا اس

طرح کہے کہ اس کو تین طلاقیں ہیں تو جب اس عورت کے ساتھ نکاح کرے گا تو جتنی طلاقیں اس نے نکاح کے ساتھ معلق کی تھیں اتنی طلاقیں واقع ہوجائیں گی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم اسی کو لیتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(16)......حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۴ھ کا فیصلہ

نمبر 55 / 1......عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ فِىْ الَّذِىْ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

(مصنف ابن أبی شیبۃ ج4 ص18)

حکم رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (بیک کلمہ تین) طلاق دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

(17)......حضرت انس رضی اللہ عنہ المتوفی ۹۳ھ کے فیصلے

نمبر 56 / 1......عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ شَيْخٍ يُّقَالُ لَهٗ سُفْيَانٌ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا اِلٰى مَجْلِسِهٖ فَمَرَّ بِنَا فَلَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْنَا حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَجْلِسِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَسَاَلْنَاهُ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا وَيُوْجِعُهٗ ضَرْبًا (مصنف عبدالرزاق ج6 ص332)

ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے پس وہ ہماری خاطر اپنی نشست گاہ کی طرف نکلے اور ہمارے پاس سے گذرے اور انھوں نے ہمیں سلام نہ کیا حتی کہ اپنی نشست گاہ کی طرف پہنچے پھر ہماری طرف رخ کر کے کہا السلام علیکم پس ہم نے اس سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو کنواری

بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدیتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے خاوند بیوی کو جدا کر دیتے اور ایسے آدمی کو دردناک سزا دیتے۔

نمبر 57 / 2......عَنْ شَقِيقٍ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ :هِيَ ثَلَاثٌ، لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ .وَكَانَ عُمَرُ إِذَا أُتِيَ بِهِ أَوْجَعَهُ

(سنن سعید بن منصور ج1 ص302، مصنف ابن أبی شیبۃ ج4 ص19)

شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ جو آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (بیک کلمہ) اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو وہ تین ہی ہوتی ہیں اور وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے اور جب ایسا آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو سزا دیتے۔

ابن قیم کی غلط فہمی......تین خلفاء راشدین کے ۱۹ اور سترہ دیگر صحابہ کرام کے ۵۷ فیصلوں سے ثابت ہو گیا کہ ابن قیم رحمہ اللہ کا یہ دعوی غلط ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں کا تین ہونا بیس صحابہ سے بھی ثابت نہیں۔

ہمارا سوال

ہم نے اکٹھی تین طلاقوں کے تین واقع ہونے پر صحابہ کرام کے ۵۷ صریح فیصلے نقل کیے ہیں جن پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے نہ ان کی کسی صحابی نے تردید کی ہے اور نہ کسی معروف محدث یا فقیہ نے تردید کی ہے، ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ منکرین فقہ اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر کسی ایک صحابی سے کوئی ایک صریح فیصلہ کتب حدیث سے نقل کریں جس پر صحابہ کرام کا اتفاق ہو اور اس کی کسی محدث نے تردید نہ کی ہو؟

تابعین اور تبع تابعین کے فیصلے (75)

(1)......مسروق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 62ھ کا فیصلہ

نمبر1 / 1...... عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا قَالَ " :لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَإِذَا قَالَ :أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، بَانَتْ بِالْأُولَى، وَلَمْ يَكُنِ الْأُخْرَيَانِ بِشَيْءٍ

(سنن سعید بن منصور ج1 ص304)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو (ایک کلمہ کے ساتھ) تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور اگر اس نے کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو پہلی طلاق کے ساتھ خاوند سے جدا ہو جائے گی اور آخری دو طلاقیں لغو ہیں۔

(2)......قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 80ھ کے فیصلے

نمبر2 / 1......عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ رَجُلٌ إِنِّيْ طَلَّقْتُهَا مِائَةً قَالَ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ إِسْرَافٌ وَمَعْصِيَةٌ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص13)

ایک آدمی نے کہا میں نے اپنی بیوی کو کہا تجھے سو طلاقیں ہیں، قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ تجھ سے تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہو گئی اور باقی طلاقیں حد سے تجاوز اور نافرمانی ہے۔

نمبر3 / 2...... عَنْ عِيْسَى بْنِ عَاصِمٍ قَالَ خَرَجَ قَوْمٌ فِيْ سَفَرٍ ، فَمَرُّوْا بِرَجُلٍ فَنَزَلُوْا بِهٖ ، فَطَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا ، فَمَضَى الْقَوْمُ فِيْ سَفَرِهِمْ ، ثُمَّ عَادُوْا فَوَجَدُوْهُ مَعَهَا ، فَقَدَّمُوْهُ إِلٰى شُرَيْحٍ فَقَالُوْا :إِنَّ هٰذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا وَوَجَدْنَاهُ مَعَهَا ،

فَأَنْكَرَ ، فَقَالَ :تَشْهَدُوْنَ أَنَّهُ زَانٍ ، فَأَعَادُوْا عَلَيْهِ ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا،وَلَمْ يَحُدَّهُمَا،وَأَجَازَ شَهَادَتَهُمْ.(مصنف ابن أبي شيبة ج6 ص514)

عیسی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ سفر میں نکلے وہ ایک آدمی کے پاس سے گذرے تو اس کے پاس مہمان بن کر ٹھہر گئے اس آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں وہ لوگ سفر میں چلے گئے پھر جب وہ واپس آئے تو اس آدمی کو اس کی بیوی کے پاس پایا چنانچہ وہ اسے لے کر قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں اور ہم نے اس کو اس کی بیوی کے پاس پایا ہے اس نے طلاق دینے کا انکار کردیا قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم اس پر زنا کی گواہی دیتے ہو انھوں نے اپنی بات کو دھرایا پس قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس خاوند بیوی کے درمیان جدائی کردی اور ان کو حد نہ لگائی اور ان کی گواہی کو نافذ کردیا۔

نمبر 4/3...... عَنِ الشَّعْبِيِّ؛ قَالَ :جَاءَتِ امْرَأَةٌ تُخَاصِمُ زَوْجَهَا إِلٰى شُرَيْحٍ فِيْ مَهْرِهَا، وَقَدْ كَانَتْ قَالَتْ لِزَوْجِهَا :طَلِّقْنِيْ، وَلَكَ مَا عَلَيْكَ، فَفَعَلَ، فَقَالَتْ :لَا حَتّٰى تُطَلِّقَنِيْ ثَلَاثاً، فَفَعَلَ، فَقَالَ :جُلَسَاءُ شُرَيْحٍ :أَمَّا امْرَأَتُكَ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَلَا نَرٰى مَالَكَ إِلَّا قَدْ ذَهَبَ؛ فَقَالَ: شُرَيْحٌ :لِمَ تَرَوْنَ ذٰلِكَ ؟وَاللّٰهِ إِنَّ الْإِسْلَامَ إِذاً أَضْيَقُ مِنْ حَدِّ السَّيْفِ؛ أَمَّا امْرَأَتُكَ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ، وَأَمَّا مَالُكَ فَلَكَ

.(أخبار القضاة ج2 ص"241، سنن سعيد بن منصور ج1 ص376، ج1ص375)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ حق مہر کا جھگڑا قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آئی اس عورت نے اپنے خاوند کو کہا تھا تو مجھے طلاق دیدے اور تیرے ذمہ جو میرا مہر ہے وہ تیرا ہے (یعنی حق مہر معاف ہے) چنانچہ خاوند نے ایک طلاق

دیدی اس عورت نے کہا نہیں تو تین طلاقیں دے چنانچہ اس نے تین طلاقیں دیدیں شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس آدمی کو کہا تیری بیوی تجھ پرحرام ہوگئی ہے جب تک وہ تیرے علاوہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے تیرے لیے حلال نہیں اور تیرا مال ہماری رائے کے مطابق تجھ سے چلا گیا (یعنی تجھے مال دینا پڑے گا) تو قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تم یہ کیوں رائے دے رہے ہو؟ اللہ کی قسم اگر ایسا ہوتا تو اسلام تلوار کی دھار سے زیادہ تنگ ہوگا (پھر اس آدمی سے مخاطب ہوکر کہا) تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی جب تک کہ وہ تیرے علاوہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے لیکن تیرا مال وہ تیرا ہی ہے (یعنی تجھے حق مہر نہیں دینا پڑے گا)

نمبر5/4......عَنْ عَامِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى شُرَيْحٍ، فَقَالَ :يَا أَبَا أُمَيَّةَ إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ؛ فَقَالَ أَمَّا ثَلَاثٌ فَلَكَ وَأَمَّا سَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ فَإِسْرَافٌ وَّمَعْصِيَةٌ. (أخبار القضاة ج2 ص261)

عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا اے ابوامیہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تین طلاقیں تیرے لیے ہیں اور ستانوے طلاقیں حد سے تجاوز اور اللہ کی نافرمانی ہیں۔

نمبر6/5...... عَنْ إِبْرَاهِيْمَ؛ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى شُرَيْحًا، فَقَالَ :إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ عَدَدَ النُّجُوْمِ؛ قَالَ :قَدْ بَانَتْ مِنْكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ :فَمَا تَرٰى ؟فَإِنِّيْ لَمْ أُطَلِّقْهَا الْعِدَّةَ، قَالَ :فَإِنِّيْ آمُرُكَ أَنْ تَشُدَّ رَاحِلَتَكَ، ثُمَّ تَرْكَبَ حَتّٰى إِذَا أَتَيْتَ وَادِي النُّوْكىٰ فَحُلَّ بِهٖ. (أخبار القضاة ج2 ص281)

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دی ہیں میرے لیے کیا حکم ہے؟ قاضی

شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی اس آدمی نے (بطور اعتراض) کہا آپ کیا کہہ رہے ہو میں نے اس کو شرعی طریقے کے مطابق طلاق نہیں دی (یعنی یہ غیر شرعی طلاق ہے لہذا واقع نہیں ہونی چاہیئے) قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنی سواری تیار کرا اور اس پر سوار ہو جا حتی کہ جب تو بیوقوفوں کی وادی میں آئے تو وہاں بسیرا کر (یعنی تو بیوقوف ہے کہ تو نے اکٹھی تین طلاقیں دیدی ہیں اب اپنی بیوقوفی کی سزا بھگت)

نمبر 7/6......عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ شُرَيْحٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ: لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ طَالِقٌ عَدَدَ النُّجُومِ :يَكْفِيهِ رَأْسُ الْجَوْزَاءِ

(. أخبار القضاة ج2 ص389)

عبید اللہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہا تجھے ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق ہے تو قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کو جوزاء کا سر (یعنی تین طلاقیں) کافی ہیں۔

نمبر 8/7...... .عَنْ خَلَّاسِ بْنِ عَمْرٍو؛ قَالَ :كَتَبَ هِشَامُ بْنُ هُبَيْرَةَ إِلَى شُرَيْحٍ :إِنِّيْ اسْتُعْمِلْتُ عَلٰى حَدَاثَةِ سِنِّيْ وَقِلَّةِ عِلْمِيْ، وَإِنِّيْ لَا بُدَّ لِيْ إِذَا أَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرٌ أَنْ أَسْأَلَكَ، فَأَسْأَلُكَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَةً ثَلَاثًا فِيْ صِحَّةٍ، أَوْ سُقْمٍ،...... قَالَ :فَقَالَ :شُرَيْحٌ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ، (أخبار القضاة ج1 ص298)

خلاس بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہشام بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط لکھا کہ میری کم علمی اور کم عمری کے باوجود مجھے گورنر بنا دیا گیا ہے اور میرے لیے ضروری ہے کہ جب مجھے کوئی مشکل پیش آئے تو میں آپ سے سوال کروں پس میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جو آدمی اپنی بیوی کو حالت صحت میں یا بیماری میں تین طلاقیں دیدے تو اس کا کیا حکم ہے ۔قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا کہ اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔

(3)......عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 81ھ،(4)......مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 103ھ،(5)......ابومالک رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

نمبر 9،10،11 / 1......عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عِقَالٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ وَّمُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ وَاَبَامَالِكٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا وَهِيَ حُبْلٰى فَقَالُوْا لَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص305، مصنف ابن اَبِی شیبۃ بحاشیہ محمد عوامہ ج9 ص561)

ولید بن عقال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور ابومالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی حاملہ بیوی کو تین طلاقیں دیں تو انھوں نے کہا کہ یہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک (وضع حمل کے بعد) دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

(6)......جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 93ھ کا فیصلہ

نمبر 12 / 1......عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ قَوْلُ قَتَادَةَ اَنَّهُمَا قَالَا يُفَرَّقُ بِشَهَادَةِ اثْنَيْنِ وَثَلَاثَةٍ ، وَيُرْجَمُ بِشَهَادَةِ أَرْبَعَةٍ

(. مصنف ابن اَبِی شیبۃ 6 ص513)

(ایک آدمی دو یا تین گواہوں کے سامنے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر انکاری ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اپنی اسی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے اس کے بارے میں) جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دو یا تین آدمیوں کی گواہی کی وجہ سے خاوند بیوی کے درمیان جدائی کردی جائے گی لیکن اس نے اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ جو صحبت (زنا) کی ہے اس کی وجہ سے رجم تب کیا جائے گا جب اس زنا پر چار گواہ گواہی دیں

(7)......سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 94ھ کے فیصلے

نمبر 13 / 1......عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا فَلَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص332)

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب آدمی اپنی کنواری بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

نمبر 14 / 2......عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيْدٍ فِيْ الْبَتَّةَ :اِنْ نَوٰى وَاحِدَةً فَوَاحِدَةٌ وَاِنْ نَوٰى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ. (مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص51)

سالم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو یوں کہے کہ تجھے طلاق بتہ (یعنی پکی طلاق) ہے اگر اس نے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق (بائنہ) ہوگی اور اگر تین طلاقوں کی نیت کی تو تین طلاقیں ہوجائیں گی۔

(8)......سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 95ھ کا فیصلہ

نمبر 15 / 1......أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ " :إِذَا قَالَ :أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

("سنن سعيد بن منصور ج1 ص305)

ابوبشر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح نہ کرے

(9)......ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 96ھ کے فیصلے

نمبر 16 / 1......عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيُطَلِّقُهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالَ اِنْ كَانَ قَالَ طَالِقٌ ثَلَاثًا كَلِمَةً وَّاحِدَةً لَمْ تَحِلَّ لَهٗ

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ (مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص19 سنن سعید بن منصور ج1 ص304)

مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور صحبت سے پہلے اس کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں آپ نے فرمایا اگر اس نے ایک ہی کلمہ سے یوں کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

نمبر 17 / 2......عَنِ الْحَسَنِ وَعَنْ أَبِیْ مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ ثَلٰثًا وَلَمْ یَدْخُلْ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ وَاِنْ قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ فَقَدْ بَانَتْ بِالْاُوْلٰی وَلَیْسَتِ اثْنَتَانِ بِشَیْءٍ وَیَخْطُبُهَا اِنْ شَاءَ قَالَ سُفْیَانُ وَهُوَ الَّذِیْ نَأْخُذُ بِهٖ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص332)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب آدمی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے بیک کلمہ تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے اور دوسرے آدمی سے نکاح کے بغیر اس کیلئے حلال نہیں ہوتی اور اگر اس نے تین دفعہ کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو وہ عورت پہلی طلاق کے ساتھ خاوند سے جدا ہوگئی اور دوسری دو طلاقیں لغو ہیں اس لئے یہ آدمی اگر چاہے تو (بغیر حلالہ کے) اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتا ہے سفیان ثوری نے کہا کہ ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔

نمبر 18 / 3......عَنْ أَبِیْ مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ الْبِکْرَ ثَلَاثًا جَمِیْعًا وَلَمْ یَدْخُلْ بِهَا قَالَ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ فَإِنْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ أَنْتِ طَالِقٌ أَنْتِ طَالِقٌ فَقَدْ بَانَتْ بِالْاُوْلٰی وَیَخْطُبُهَا

(مصنف عبدالرزاق ج6 ص336)

ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے

متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی کنواری بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے بیک کلمہ تین طلاقیں دیدیں تو انھوں نے کہا وہ بیوی اس کیلئے تب حلال ہوگی جب وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے اور اگر اس نے کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو صرف پہلی طلاق کے ساتھ جدا ہوگئی اس لیے یہ آدمی (بغیر حلالہ کے) اس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔

نمبر 19 / 4......عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص19)

حصین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابراہم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب آدمی اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے بیک کلمہ تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

نمبر 20 / 5......عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا :أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ قَالَ :بَانَتْ بِالْأُولَى، وَالثِّنْتَانِ لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا بِفَمٍ وَاحِدٍ لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(سنن سعید بن منصور ج1 ص303)

ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے کہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے اس کی بیوی پہلی طلاق کے ساتھ جدا ہو جائے گی اور آخری دو طلاقیں لغو ہیں اور اگر ایک ہی کلمہ کے ساتھ اس کو تین طلاقیں دیدیں (یعنی یوں کہا تجھے تین طلاقیں ہیں) تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں ہوگی جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے۔

(10)......عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 104ھ کا فیصلہ

نمبر 21 / 1......عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ قَالَ سُئِلَ عِكْرِمَةُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ بِكْرًا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَ اِنْ كَانَ جَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ

زَوْجًا غَیْرَہٗ وَاِنْ کَانَ فَرَّقَھَا فَقَالَ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ فَقَدْ بَانَتْ بِالْاُوْلٰی وَلَیْسَتِ الثِّنْتَانِ بِشَیْءٍ (مصنف عبدالرزاق ج6 ص336)

ابن طاوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی کنواری بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دیتا ہے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر اس نے اکٹھی تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ دی ہیں (مثلا اس نے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں) تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے اور اگر تین طلاقیں متفرق کلمات کے ساتھ دی ہیں جیسے اس نے کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو وہ عورت پہلی طلاق کے ساتھ خاوند سے جدا ہوگئی (اور وہ محل طلاق نہ رہی) اس لیے دوسری دو طلاقیں لغو ہیں۔

(11)......شعبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 104ھ کے فیصلے

نمبر 22 / 1...... عَنِ الشَّعْبِیِّ فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَأَتَہٗ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ یَّدْخُلَ بِھَا قَالَ :لَا تَحِلُّ لَہٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ(. مصنف ابن أبی شیبۃ ج4 ص19)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو صحبت سے پہلے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

نمبر 23 / 2 ......عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ سُئِلَ الشَّعْبِیُّ عَنْ رَجُلٍ خَیَّرَ امْرَأَتَہٗ فَسَکَتَتْ ثُمَّ خَیَّرَھَا الثَّانِیَۃَ فَسَکَتَتْ ثُمَّ خَیَّرَھَا الثَّالِثَۃَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَھَا قَالَ لَا تَحِلُّ لَہٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ (مصنف عبدالرزاق ج7 ص14)

اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا

گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق کا ایک مرتبہ اختیار دیا وہ خاموش رہی پھر اس نے دوسری مرتبہ طلاق کا اختیار دیا وہ خاموش رہی پھر اس نے تیسری مرتبہ طلاق کا اختیار دیا تین مرتبہ کے بعد اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا (اس کو تین طلاقیں ہو جائیں گی لہذا) وہ اس کیلئے حلال نہیں ہوگی جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کر لے۔

(12)......حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 105ھ کا فیصلہ

نمبر 24 / 1...... عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

(مصنف ابن أبي شيبة ج 4 ص 19 .)

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (غیر مدخولہ بیوی اکٹھی تین طلاقوں کے بعد) شوہر کیلئے تب حلال ہوگی جب دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرے۔

(13)......طاوس رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 106ھ کا فیصلہ

نمبر 25 / 1...... عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَدَّثَكَ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّهٗ كَانَ يَرْوِىْ طَلَاقَ الثَّلٰثِ وَاحِدَةً فَكَذِّبْهُ

(براہین الکتاب والسنۃ ص 83 بحوالہ ادب القضا للکرابیسی)

طاوس رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا اپنے باپ طاوس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتا ہے کہ طاوس نے کہا جو آدمی یہ کہے کہ طاوس رحمۃ اللہ علیہ تین طلاقوں کے ایک ہونے کی حدیث بیان کرتا ہے تو اس کو کہو کہ یہ جھوٹ ہے۔

(14)......حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 110ھ کے فیصلے

نمبر 26 / 1...... حَزْمُ بْنُ أَبِى حَزْمٍ، قَالَ :سَمِعْتُ الْحَسَنَ، وَسَأَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ " :يَا أَبَا سَعِيدٍ، رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَارِحَةَ ثَلَاثًا وَهُوَ شَارِبٌ؟ فَقَالَ:

يُجلَدُ ثمَانِينَ، وبَرِئَتْ مِنهُ (سنن سعید بن منصور ج1 ص308)

حزم بن ابی حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں سن رہا تھا کہ ایک آدمی نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا اے ابوسعید ایک آدمی نے گذشتہ رات شراب پی کر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کی بیوی اس سے جدا ہوگئی ہے۔

نمبر 27/2...... عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ فِي رَجُلٍ قَالَ لِأَرْبَعِ نِسْوَةٍ :قَسَمْتُ بَيْنَكُنَّ تَطْلِيقَةً قَالَ " :يُطَلَّقُ كُلُّ وَاحِدَةٍ وَاحِدَةً فَإِنْ قَالَ :خَمْسَ تَطْلِيقَاتٍ، طُلِّقَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ ثِنْتَيْنِ فَإِنْ قَالَ :تِسْعَ تَطْلِيقَاتٍ، طُلِّقَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ ثَلَاثًا

(" سنن سعید بن منصور ج1 ص322)

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو آدمی اپنی چار بیویوں کو یوں کہے کہ میں نے تمھارے درمیان ایک طلاق تقسیم کی تو چاروں بیویوں پر ایک ایک طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر یہ کہا کہ تم چاروں کو پانچ طلاقیں ہیں تو ہر بیوی پر دو طلاقیں واقع ہوجائیں گے اور اگر کہا کہ تم چاروں کو نو طلاقیں ہیں تو ہر ایک پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی

نمبر 28/3......عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ فَقَالَ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفًا قَالَ بَانَتْ مِنْكَ الْعَجُوزُ.

(مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص13)

فضل بن دلہم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دی ہیں تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ بڑھیا تجھ سے جدا ہوگئی۔

نمبر 29/4......عَنْ أَبِي مَوْدُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَفْقَلٌ رَاوِيَةُ الْفَرَزْدَقِ قَالَ طَلَّقَ

اَلْفَرَزْدُقُ امْرَاَتَهُ النَّوَّارَ ثَلَاثًا وَقَالَ لِیْ یَا شَفْقَلُ اِمْضِ بِنَا اِلَی الْحَسَنِ حَتّٰی نُشْهِدَهٗ عَلٰی طَلَاقِ النَّوَّارِ قُلْتُ اَخْشٰی اَنْ یَّبْدُوَ لَكَ فِیْهَا فَیَشْهَدُ عَلَیْكَ الْحَسَنُ فَتُجْلَدُ وَیُفَرَّقُ بَیْنَكُمَا فَقَالَ لَابُدَّ مِنْهُ فَمَضَیْنَا اِلَی الْحَسَنِ فِیْ حَلْقَتِهٖ فَقَالَ لَهُ الْفَرَزْدُقُ یَا اَبَا سَعِیْدٍ عَلِمْتَ اَنِّیْ قَدْ طَلَّقْتُ النَّوَّارَ ثَلَاثًا فَقَالَ قَدْ شَهِدْنَا عَلَیْكَ ثُمَّ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَاَعَادَهَا فَشَهِدَ عَلَیْهِ الْحَسَنُ فَفُرِّقَ بَیْنَهُمَا فَاَنْشَاَ الْفَرَزْدُقُ یَقُوْلُ

نَدِمْتُ نَدَامَةَ الْكُسَعِیِّ لَمَّا ...... مَضَتْ مِنِّیْ مُطَلَّقَةً نَوَّارُ

وَكَانَتْ جَنَّتِیْ فَخَرَجْتُ مِنْهَا ...... كَاٰدَمَ حِیْنَ اَخْرَجَهُ الضِّرَارُ

فَلَوْ اَنِّیْ مَلَكْتُ بِیَدِیْ وَقَلْبِیْ ...... لَكَانَ عَلَیَّ لِلْقَدْرِ الْخِیَارُ

(تاریخ الاسلام ج۳ص۱۳۶)

ابومودود کہتے ہیں کہ شفقل جو فرزدق سے بکثرت اشعار اور اس کی باتیں نقل کرتے ہیں اس نے ہم سے بیان کیا کہ فرزدق نے اپنی بیوی نوار کو (اکٹھی) تین طلاقیں دیں اور مجھے کہا اے شفقل ہمیں حسن بصری کی طرف لے چل تا کہ ہم اس کو نوار کی طلاق پر گواہ بنائیں میں نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ آپ اس کے پیچھے پڑ جائیں گے (یعنی رجوع کر کے ازدواجی تعلق قائم کریں گے) پھر آپ کے خلاف حسن گواہی دیں گے نتیجہ آپ کو کوڑے مارے جائیں گے اور تمھارے درمیان جدائی کردی جائے گی فرزدق نے کہا کہ حسن بصری کو ضرور گواہ بنانا ہے ہم حسن بصری کی طرف گئے اور وہ اس وقت اپنے شاگردوں کے حلقہ میں بیٹھے تھے فرزدق نے کہا اے ابوسعید (کنیت حسن بصری) آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی بیوی نوار کو تین طلاقیں دی ہیں حسن بصری نے کہا ہم آپ پر گواہ ہو گئے پھر بعد میں فرزدق نے نوار کو اپنے پاس واپس لانے کا ارادہ کر لیا چنانچہ وہ نوار کو اپنے پاس لے آیا اس

کے بعد حسن بصری نے فرزدق پر تین طلاق دینے کی گواہی دی اس لیے ان دونوں کو جدا کر دیا گیا جدا ہونے کے بعد فرزدق نے (درج ذیل اشعار) کہے

جب مجھ سے نوار مطلقہ ہو کر چلی گئی تو مجھے کسعی کی طرح ندامت ہوئی

اور نوار میری جنت تھی میں اس سے اس طرح نکلا جس طرح آدم کو (امر الٰہی کی) مخالفت نے جنت سے نکالا

پس اگر تحقیق میں اپنے ہاتھ اور دل پر قابو رکھتا تو میرے لیے تین طلاقوں کو جدا جدا کرنے کا اختیار تھا

اس سے معلوم ہوا کہ فرزدق نے اکٹھی تین طلاقیں دیں تھیں اور حسن بصری نے ان اکٹھی طلاقوں کو نافذ کیا اور ان کی وجہ سے فرزدق اور اس کی بیوی نوار کو جدا کر دیا۔

(15)......محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 110ھ کا فیصلہ

نمبر 30 / 1...... عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ :لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

(. مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص19)

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدیں تو وہ اس کیلئے حلال نہیں ہوگی جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے

(16)......مکحول رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 113ھ کا فیصلہ

نمبر 31 / 1...... عَنْ حَاتِمِ بْنِ وَرْدَانٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ فِيْمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

(. مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص19)

مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو بیک کلمہ تین طلاقیں دیدیں تو مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اس کیلئے حلال نہیں ہوگی جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

(17)......حکم رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 113ھ کا فیصلہ

نمبر 32 / 1...... مُطَرِّفٌ، عَنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ :إِذَا قَالَ " :هِيَ طَالِقٌ ثَلَاثًا، لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَإِذَا قَالَ :أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، بَانَتْ بِالْأُولَى، وَلَمْ تَكُنِ الْأُخْرَيَانِ بِشَيْءٍ .فَقِيلَ لَهُ :عَمَّنْ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟ فَقَالَ :عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللَّهِ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

(" سنن سعید بن منصور ج1 ص304)

مطرف رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب آدمی نے (اپنی غیر مدخولہ بیوی کے بارے میں) کہا اس کو تین طلاقیں ہیں تو وہ اس کیلئے حلال نہیں ہوگی جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے اور اگر کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو اس کی بیوی پہلی طلاق سے جدا ہو جائے گی اور آخری دو طلاقیں لغو ہوں گی ان سے پوچھا گیا اے ابو عبداللہ یہ کس کا فتوی ہے تو انھوں نے کہا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فتوی ہے۔

(18)......حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 114ھ کے فیصلے

نمبر 33 / 1...... عَنِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ أَصَابَهَا وَأَنْكَرَ أَنْ يَّكُوْنَ طَلَّقَهَا فَشَهِدَ عَلَيْهِ بِطَلَاقِهَا قَالَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا ......قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّبَلَغَنِيْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى بِذٰلِكَ

(مصنف عبدالرزاق ج7 ص340)

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے پھر اس کے ساتھ صحبت کرے ازاں بعد طلاق کا انکار کردے لیکن طلاق پر شہادت مل جائے تو ان کے درمیان جدائی کردی جائیگی ابن

جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا اگر اکٹھی تین طلاقوں کے حکم میں اور تین طہروں کی متفرق تین طلاقوں کے حکم میں فرق ہوتا تو عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ تفصیل پوچھتے لیکن انھوں نے تفصیل پوچھے بغیر فتوی دیا کہ تین طلاقوں کی وجہ سے ان کے درمیان جدائی کی جائے گی معلوم ہوا دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

نمبر 34 / 2......عَنْ عَطَاءٍ ، فِیْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً ، ثُمَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ یَّدْخُلَ بِهَا قَالَ یُفَرَّقُ بَیْنَهُمَا قَالَ اَبُوْ أَحْمَدَ وَأَنَا أَقُوْلُ لَیْسَ لَهٗ أَنْ یَّتَزَوَّجَهَا حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ (معجم ابن الأعرابی 4 ص 412)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں کہ جو آدمی کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے پھر اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے یک کلمہ تین طلاقیں دیدے تو ان کے درمیان جدائی کر دی جائے گی اور امام ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبداللہ بن الزبیر المتوفی ۲۰۳ھ) نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ اس آدمی کیلئے اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے

نمبر 35 / 3......عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَوْ قَالَ اخْتَارِیْ فَقَالَتْ اِخْتَرْتُ نَفْسِیْ ثُمَّ قَالَ اخْتَارِیْ فَقَالَتْ قَدِ اخْتَرْتُ نَفْسِیْ ثُمَّ قَالَ اخْتَارِیْ فَقَالَتْ قَدِ اخْتَرْتُ نَفْسِیْ كُلُّ ذٰلِكَ فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ كُنَّ ثَلَاثًا (مصنف عبدالرزاق ج 7 ص 13)

عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر خاوند نے کہا تجھے اختیار ہے اور عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر خاوند نے کہا تجھے اختیار ہے عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر خاوند نے کہا تجھے اختیار ہے عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور یہ سب کچھ ایک مجلس میں ہوا تو یہ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

(19)......حارث العکلی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

نمبر 36 / 1......عَنِ الْمُغِیْرَۃِ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِیِّ فِیْ رَجُلٍ قَالَ لِأَرْبَعٍ

نِسْوَةٍ لَهٗ :بَيْنَكُنَّ ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ، قَالَ :تَبِينُ كُلُّ وَاحِدَةٍ بِثَلَاثٍ، وَإِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ :أَنْتِ طَالِقٌ رُبُعًا، أَوْ ثُلُثًا، أَوْ نِصْفًا فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ تَامَّةٌ

(سنن سعید بن منصور ج1 ص323)

مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حارث عکلی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا کہ جو آدمی اپنی چار بیویوں کو مخاطب ہو کر کہے کہ تمھارے درمیان تین طلاقیں ہیں تو ہر بیوی تین طلاقوں کے ساتھ جدا ہو جائے گی (کیونکہ اس نے تین طلاقوں کی نسبت چار بیویوں کی طرف کی ہے لہذا یہ تین طلاقیں چار بیویوں کے درمیان بارہ حصوں پر تقسیم ہوں گی اور ہر ایک کے حصے میں ہر طلاق کے تین ربع آتے ہیں اور ہر ربع پوری طلاق شمار ہوگی) اور اگر اپنی ایک بیوی کو کہا کہ تجھے ایک طلاق کی چوتھائی یا تہائی یا نصف ہے تو یہ بھی پوری طلاق شمار ہوگی لہذا اس صورت میں اس عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی۔

(20)......امام قتادة رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 117ھ کے فیصلے

نمبر 37 / 1......عَنْ قَتَادَةَ فِي رَجُلٍ جَعَلَ أَمْرَ امْرَأَتِهِ بِيَدِ رَجُلَيْنِ فَطَلَّقَ أَحَدُهُمَا ثَلَاثًا وَرَدَّ الْآخَرُ قَالَ هِيَ طَالِقٌ ثَلَاثًا (مصنف عبدالرزاق ج7 ص6)

ایک آدمی نے اپنی بیوی کی تین طلاقوں کا دو آدمیوں کو اختیار دیدیا ان میں سے ایک نے تین طلاقیں دیدیں دوسرے نے تین طلاقیں رد کر دیں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا کہ وہ عورت تین طلاقوں کے ساتھ مطلقہ ہوگئی ہے۔

نمبر 38 / 2...... عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَتَادَةَ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ شَهِيدَيْنِ وَهُوَ غَائِبٌ ثَلَاثًا ثُمَّ قَدِمَ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَأَصَابَهَا وَقَالَ الشَّاهِدَانِ شَهِدْنَا لَقَدْ طَلَّقَهَا قَالَا يُحَدُّ مِئَةً وَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِذَا هُوَ جَحَدَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ شَهِدَ

هَاذَانِ عَلَيَّ بِبَاطِلٍ وَإِنِ اعْتَرَفَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ طَلَّقَهَا رُجِمَ

(مصنف عبدالرزاق ج7 ص339)

اور اگر ایک آدمی نے بیوی سے اوجھل ہو کر دو گواہوں کے سامنے اس کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں پھر گھر میں آ کر اپنی اسی بیوی کے ساتھ صحبت کی (اور بیوی کو علم نہ تھا) بعد میں ان دو گواہوں نے تین طلاقوں پر گواہی دی تو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتوی دیا کہ اگر اس آدمی نے طلاق دینے سے انکار کیا اور کہا کہ ان دونوں نے مجھ پر جھوٹی گواہی دی ہے تو اس کو سو کوڑے (بطور تعزیر) لگائے جائیں گے اور خاوند بیوی کو جدا کر دیا جائے گا اور اگر اس نے تین طلاقوں کا اقرار کر لیا تو (بوجہ اقرار حد شرعی میں) اس کو رجم کیا جائے گا۔

نمبر 39 / 3......عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ سُئِلَ سَعِيْدٌ عَنْ رَجُلَيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا لِطَائِرٍ :إِنْ لَّمْ يَكُنْ غُرَابًا فَامْرَأَتُهُ طَالِقٌ ثَلَاثًا ، وَقَالَ الْآخَرُ :إِنْ لَّمْ يَكُنْ حَمَامًا فَامْرَأَتُهُ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَحَدَّثَنَا عَنْ قَتَادَةَ قَالَ :إِذَا طَارَ الطَّائِرُ وَلَا تَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَا يَقْرُبُهَا هٰذَا وَلَا يَقْرُبُهَا هٰذَا.

(مصنف ابن أبي شيبة ج4 ص153، 154)

عبدالاعلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ دو آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر یہ پرندہ کوا نہ ہوا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں اور دوسرے نے کہا اگر یہ پرندہ کبوتر نہ ہوا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ہمیں بتایا کہ جب پرندہ اڑا اور یہ پتہ نہ چلا کہ وہ کیا ہے تو نہ یہ بیوی کے قریب جائے اور نہ وہ۔ (یعنی دونوں آدمیوں کی بیویاں تین طلاقوں کی وجہ سے حرام ہو گئیں جب تک پرندے کی تحقیق نہ ہو جائے)

(21)......قاضی ایاس رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 122ھ کا فیصلہ

نمبر 40 / 1...... وَكَانَ الْمُهَلَّبُ بْنُ الْقَاسِمِ مَاجِناً فَشَرِبَ يَوْماً، وَامْرَأَتُهُ بَيْنَ

يَدَيْهِ، فَنَاوَلَهَا الْقَدَحَ، فَأَبَتْ أَنْ تَشْرَبَهُ، وَوَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَيْهَا؛ فَقَالَ لَهَا :أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثاً إِنْ لَمْ تَشْرَبِيْهِ، فَقَامَ إِلَيْهَا نِسْوَةٌ؛ فَقُلْنَ اشْرَبِيْهِ، وَفِي الدَّارِ طَيْرٌ دَاجِنٌ، فَعَدَا، فَمَرَّ بِالْقَدَحِ فَكَسَرَهُ، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَحَدَ الْمُهَلَّبُ ذَاكَ وَقَالَ :لَمْ أُطَلِّقْكِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهَا شُهُوْدٌ إِلَّا نِسَاءٌ ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَحَوَّلُوْهَا فَاسْتَعْدَى الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَدِيَّ بْنَ أَرْطَاةٍ؛ وَقَالَ :غَلَبُوْا ابْنِيْ عَلٰى امْرَأَتِهٖ، فَغَضِبَ لَهُ عَدِيٌّ، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ فَخَاصَمَتْهُ إِلَى إِيَاسِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ قَاضٍ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، وَشَهِدَ لَهَا نِسَاءٌ ؛ فَقَالَ :إِيَاسٌ :لَئِنْ قَرَّبْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ، (أخبار القضاۃ ج1 ص314)

مہلب بن قاسم بے حیاء آدمی تھا اس نے ایک دن شراب پی اور اس کی بیوی اس کے سامنے بیٹھی تھی اس نے شراب کا پیالہ بیوی کو پیش کیا بیوی نے پینے سے انکار کر دیا اور پیالہ لے کر اپنے سامنے رکھ دیا مہلب نے بیوی کو کہا اگر تو نے اس کو نہ پیا تو تجھے تین طلاقیں ہیں عورتیں اس کی بیوی کے پاس آئیں اور کہا کہ تو اس شراب کو پی لے اور گھر میں ایک پالتو پرندہ تھا وہ دوڑا اور پیالہ کے پاس سے گذرا اس نے پیالہ کو توڑ دیا پس عورت جانے کیلئے کھڑی ہوگئی ادھر مہلب نے طلاق سے انکار کر دیا اور کہا میں نے تجھے طلاق نہیں دی اور اس کی بیوی کے پاس سوائے عورتوں کے اور کوئی گواہ نہ تھے ازاں بعد اس نے اپنے گھر والوں کے پاس پیغام بھیجا انھوں نے اس کو اپنے ہاں منتقل کر دیا پھر مہلب کے والد قاسم بن عبدالرحمٰن نے عدی بن ارطاۃ سے مدد طلب کی اور کہا کہ لوگ میرے بیٹے پر اس کی بیوی کے معاملہ میں غالب آ گئے ہیں عدی اس کی بات سن کر غصہ میں آ گیا اور اس عورت کو مہلب کی طرف لوٹا دیا پھر وہ عورت اپنا جھگڑا ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئی جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے قاضی تھے اس کے پاس عورتوں نے گواہی دی ان کی گواہی کے بعد قاضی ایاس رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ سنایا کہ اے مہلب اگر تو اس عورت کے قریب گیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔

(22)......امام زہری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 125ھ کے فیصلے

نمبر41 / 1......عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا جَمِيْعًا قَالَ: إِنَّ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ عَصٰى رَبَّهٗ وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهٗ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج4 ص11)

معمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہوں آپ نے فرمایا جس نے ایسا کیا اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس سے اس کی بیوی جدا ہوگئی۔

نمبر42 / 2...... عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْتَاهُ رَجُلٌ بِأَنْ يُّرَاجِعَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا قَالَ يُنْكَلُ الَّذِيْ أَفْتَاهُ وَيُفَرَّقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ وَيُغْرَمُ الصَّدَاقَ

(مصنف عبدالرزاق ج7 ص340)

معمر رحمۃ اللہ علیہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں پھر اس کو کسی مفتی نے فتوی دیا کہ وہ اس سے رجوع کرلے چنانچہ طلاق دہندہ نے رجوع کیا اور مطلقہ کے ساتھ صحبت کی تو ایسے مفتی کو سزا دی جائے گی اور عورت مرد کو جدا کر دیا جائے گا (چونکہ وطی بالشبہہ ہے اس لیے) وہ آدمی اس عورت کو مہر مثلی (عرف میں اس جیسی عورت کا جتنا حق مہر ہوتا ہے) ادا کرے۔

نمبر43 / 3......عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِامْرَأَتِهٖ اخْتَارِيْ فَقَالَتْ قَدِ اخْتَرْتُ نَفْسِيْ ثُمَّ قَالَ اخْتَارِيْ فَقَالَتْ قَدِ اخْتَرْتُ نَفْسِيْ ثُمَّ قَالَ اخْتَارِيْ فَقَالَتْ قَدِ اخْتَرْتُ نَفْسِيْ فَقَدْ ذَهَبَتْ مِنْهُ (مصنف عبدالرزاق ج7 ص13)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب آدمی نے اپنی بیوی کو کہا تجھے اختیار ہے اس نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر اس آدمی نے کہا تجھے اختیار ہے اس نے کہا میں نے

اپنے نفس کو اختیار کیا پھر خاوند نے کہا تجھے اختیار ہے اس عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو وہ عورت اس خاوند سے (تین طلاقوں کی وجہ سے) جدا ہو جائے گی۔

(23) قاضی ابوحبیب حارث بن مِخْمَر الشامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲٦ھ کا فیصلہ

نمبر 44/1......بَقِيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي حَبِيبٍ الْقَاضِيْ أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ الْحَصَا فَقَالَ لَهُ أَبُو حَبِيبٍ :يَأْخُذُ ثَلَاثاً وَسَائِرُهُنَّ فِيْ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْأَبْعَدِ (. أخبار القضاۃ ج3 ص212)

بقیہ بن صفوان بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابوحبیب رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کنکریوں کی تعداد کے برابر طلاقیں دیں اس کو قاضی ابوحبیب نے کہا کہ ان میں سے تین طلاقیں پکڑ لے اور باقی طلاقیں بیوی سے دور ترین جگہ میں ہیں (یعنی وہ لغو ہیں)

(24) امام جعفر صادق المتوفی 148ھ کے فیصلے

نمبر 45/1......عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلَبَ قَالَ :سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ بَانَتْ مِنْهُ وَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَقُلْتُ لَهُ أُفْتِي النَّاسَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ (سنن دارقطنی ج4 ص45)

ابان بن تغلب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر بن محمد الصادق رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں انھوں نے فرمایا وہ عورت اس آدمی سے جدا ہو گئی ہے اور وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔ ابان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس پر فتوی دینے کی اجازت طلب کی انھوں نے کہا جی ہاں تو اس پر فتوی دے سکتا ہے۔

اگر اکٹھی تین طلاقوں اور تین طہروں کی متفرق تین طلاقوں کے حکم میں فرق ہوتا تو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تفصیل پوچھنے کے بعد جواب دیتے لیکن انھوں نے یہ نہیں پوچھا معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

نمبر 2/46...... عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ جَعْفَرٍ الْاَحْمَسِیْ قُلْتُ لِجَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ إِنَّ قَوْمًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا بِجِهَالَةٍ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ، تَجْعَلُوْنَهَا وَاحِدَةً، يَرْوُوْنَهَا عَنْكُمْ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ مَا هٰذَا مِنْ قَوْلِنَا مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فَهُوَ كَمَا قَالَ (سیر أعلام النبلاء ج6 ص260)

مسلمہ بن جعفر الاحمسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو آدمی جہالت سے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو اس کو سنت کی طرف لوٹایا جائے گا اور تم اس کو ایک شمار کرتے ہو وہ لوگ تم سے یہ مسئلہ نقل کرتے ہیں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کی پناہ یہ ہمارا قول نہیں ہے جو تین طلاقیں دے گا وہ ویسے ہی تین ہوں گی جیسے اس نے کہا۔

(25) عثمان بتی المتوفی 143ھ (26) عبید اللہ بن الحسن المتوفی 168ھ (27) حسن بن حی المتوفی 169ھ اور (28) لیث بن سعد المتوفی 175ھ کا مذہب

نمبر 47، 48، 49، 50 / 1......وَمِمَّنْ قَالَ بِاَنَّ الثَّلٰثَةَ فِیْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ تَلْزَمُ مُوْقِعَهَا وَلَاتَحِلُّ لَهٗ امْرَاَتُهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ مَالِكٌ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِیُّ وَاَصْحَابُهُمْ وَالثَّوْرِیُّ وَابْنُ اَبِیْ لَيْلٰى وَالْاَوْزَاعِیُّ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعُثْمَانُ الْبَتِّیِّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ وَالْحَسَنُ بْنُ حُيٍّ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

(الاستذکار ج6 ص8)

جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ تین طلاقیں بیک کلمہ واقع کرنے والے پر لازم ہوجاتی ہیں اور اس کی بیوی اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے ان میں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اور ان کے تلامذہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ عثمان بتی رحمۃ اللہ علیہ عبید اللہ بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(29)امام ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 150ھ(30)امام محمد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 189ھ اورتمام فقہاء تابعین وتبع تابعین کا فیصلہ

نمبر 51، 52 / 1......مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ ثَلَاثًا قَالَ يَذْهَبُ اَحَدُكُمْ فَيَتَلَطَّخُ بِالنَّتَنِ ثُمَّ يَاْتِيْنَا اِذْهَبْ فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ امْرَاَتُكَ لَاتَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَقَوْلُ الْعَامَّةِ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ (کتاب الآثار ص120)

محمد رحمۃ اللہ علیہ ،ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ،عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین رحمۃ اللہ علیہ :،عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ،عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فیصلہ منقول ہے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو (اکٹھی) تین طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بدبودار بات کے ساتھ لت پت ہوجاتا ہے (جیسے اکٹھی تین طلاق دینا) پھر ہمارے پاس آجاتا ہے، دفع ہوجا تونے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی ہے اب تیرے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہیں کرتی ۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم اسی کو لیتے ہیں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اورسب تابعین وتبع تابعین کا یہی قول ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

نمبر 53، 54 / 2......مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِیْ الَّذِیْ يُطَلِّقُ وَاحِدَةً وَهُوَ يَنْوِیْ ثَلَاثًا اَوْ يُطَلِّقُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَنْوِیْ وَاحِدَةً قَالَ اِنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ فَهِیَ وَاحِدَةٌ وَلَيْسَتْ نِيَّتُهٗ بِشَیْءٍ وَاِنْ تَكَلَّمَ بِثَلَاثٍ كَانَتْ

ثَلَاثًا وَلَیْسَتْ نِیَّتُهٗ بِشَیْءٍ قَالَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا كُلِّهٖ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ

(کتاب الآثار ص 120)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے اور حماد رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک طلاق دے اور نیت کرے تین کی یا طلاقیں دے تین اور نیت کرے ایک کی تو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک طلاق کی صورت میں ایک طلاق ہوگی اور تین طلاقوں کی صورت میں تین ہوں گی اور اس کی نیت کا اعتبار نہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اسی کو لیتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔

نمبر 55، 56 / 3......امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غیر مدخولہ بیوی کے بارے میں اکٹھی تین طلاقوں کا فیصلہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةُ مِنْ فُقَهَائِنَا لِاَنَّهٗ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا جَمِیْعًا فَوَقَعْنَ عَلَیْهَا جَمِیْعًا مَعًا وَلَوْ فَرَّقَهُنَّ وَقَعَتِ الْاُوْلٰی خَاصَّةً لِاَنَّهَا بَانَتْ بِالْاُوْلٰی قَبْلَ اَنْ یَّتَكَلَّمَ بِالثَّانِیَةِ وَلَاعِدَّةَ عَلَیْهَا

(موطا امام محمد ص 263)

ہم اسی کو لیتے ہیں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے سب اہل کوفہ فقہاء کا مذہب یہی ہے کیونکہ اس آدمی نے غیر مدخولہ بیوی کو بیک کلمہ تین طلاقیں دی ہیں پس یہ تین طلاقیں اس پر اکٹھی واقع ہو جائیں گی اور اگر تین طلاقیں جدا جدا کر کے دے (تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) تو وہ فقط پہلی طلاق واقع ہوگی کیونکہ وہ عورت دوسری دو طلاقوں کے تلفظ سے پہلے پہلی طلاق کے ساتھ جدا ہو جاتی ہے (اور دوسری تیسری طلاق کے تلفظ کے وقت وہ محل طلاق نہیں) اور اس عورت پر عدت نہیں ہے۔

نمبر 57، 58 / 4......مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِیْ اَلْبَتَّةَ اِنْ نَوٰی طَلَاقًا فَهُوَمَا نَوٰی وَاِنْ نَوٰی ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ وَاِنْ

نَوٰی وَاحِدَۃً فَوَاحِدَۃٌ بَائِنٌ وَاِنْ لَّمْ یَنْوِ طَلَاقًا فَلَیْسَ بِشَیْءٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِہٖ نَأْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ (کتاب الآ ثار ص 122)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد رحمۃ اللہ علیہ سے اور حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جو آدمی اپنی بیوی کو کہے کہ انت بتۃ (یعنی تو مجھ سے جدا ہے) اگر اس نے اس کے ساتھ طلاق کی نیت کی تو اس کی نیت کا اعتبار ہے یعنی اگر اس نے تین طلاقوں کی نیت کی تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر طلاق کی نیت نہ کی تو کوئی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اسی قول کو لیتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

نمبر 59، 60 / 5......مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ عُرْوَۃَ بْنَ الْمُغِیْرَۃِ اُبْتُلِیَ بِھَا وَھُوَ اَمِیْرُ الْکُوْفَۃِ فَاَرْسَلَ اِلٰی شُرَیْحٍ ......قَالَ شُرَیْحٌ اَرٰی قَوْلَہٗ اَنْتِ طَالِقٌ طَلَاقًا قَدْ خَرَجَ وَاَرٰی قَوْلَہٗ اَلْبَتَّۃَ بِدْعَۃً قِفْ عِنْدَ بِدْعَۃٍ فَاِنْ نَّوٰی ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ وَاِنْ نَّوٰی وَاحِدَۃً فَوَاحِدَۃٌ بَائِنٌ وَھُوَ خَاطِبٌ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِہٖ نَأْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ (کتاب الآ ثار ص 122)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی حماد رحمۃ اللہ علیہ سے انھوں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوفہ کا امیر عروہ بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ طلاق بتہ کے مسئلہ میں مبتلا ہوا (یعنی اس نے اپنی بیوی کو کہا انت طالق البتۃ یعنی تجھے طلاق بتہ ہے) سو اس نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قاصد بھیج کر مسئلہ دریافت کیا قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے انت طالق والے قول کی وجہ یہ طلاق ہے اور البتہ والے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے طلاق بدعت (غیر شرعی طلاق) دی ہے لہذا اس پر یہ طلاق بدعت نافذ ہو جائے گی پس اگر اس نے اس کے ساتھ تین طلاقوں کی نیت کی ہے تو تین واقع ہوں گی اور اگر ایک طلاق کی

نیت کی ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اس کو دوبارہ پیغام نکاح دینے کا حق ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اسی قول کو لیتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

(31) امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 157ھ کا مذہب

نمبر 1/61 ......وَاَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى اَنْ مَنْ طَلَّقَ زَوْجَةً اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اَنَّ ثَلَاثًا مِنْهَا تُحَرِّمُهَا عَلَيْهِ رُوِیَ مَعْنَی هٰذَا الْقَوْلِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَبِهٖ قَالَ مَالِكٌ وَالثَّوْرِیُّ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَبُوْعُبَيْدٍ

(الاشراف علی مذاہب العلماء لابن المنذر المتوفی 319ھ ج5 ص190)

سب اہل علم جن سے ہم علم محفوظ کرتے ہیں ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو آدمی بیوی کو تین سے زیادہ طلاقیں دیدے تو ان میں سے تین اس کی بیوی کو اس پر حرام کر دیتی ہیں یہی فتوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں

(32) سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 161ھ کے فیصلے (3)

نمبر 1/62 ......عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ فِیْ رَجُلٍ طَلَّقَ ثَلَاثًا ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَ يُدْرَاُ عَنْهَا الْحَدُّ وَيَكُوْنُ عَلَيْهَا الصَّدَاقُ

(مصنف عبدالرزاق ج7 ص339)

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر اس کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو اس سے حد زنا ساقط ہوگی مگر اس پر حق مہر لازم ہوگا۔

نمبر 63 / 2......عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ فِي رَجُلٍ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَالَ إِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَهِيَ ثَلَاثًا وَإِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَا شَيْءَ وَإِنْ خَيَّرَهَا وَاحِدَةً فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَهِيَ وَاحِدَةٌ وَهِيَ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا وَيَخْطُبُهَا إِنْ شَاءَ

(مصنف عبدالرزاق ج7ص14)

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کا اختیار دیا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر اس عورت نے اپنے نفس کو تین مرتبہ اختیار کرلیا تو اس کو تین طلاقیں ہوجائیں گی اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کرلیا تو کوئی طلاق نہ ہوگی اگر شوہر نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق کا اختیار دیا اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو ایک طلاق بائنہ ہوگی البتہ اگر خاوند چاہے تو اس عورت کو دوبارہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔

نمبر 64 / 3......عَنِ الْحَسَنِ وَعَنْ اَبِیْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ ثَلٰثًا وَلَمْ يَدْخُلْ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَاِنْ قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ فَقَدْ بَانَتْ بِالْاُوْلٰى وَلَيْسَتِ اثْنَتَانِ بِشَيْءٍ وَيَخْطُبُهَا اِنْ شَاءَ قَالَ سُفْيَانُ وَهُوَ الَّذِیْ نَاْخُذُ بِهٖ (مصنف عبدالرزاق ج6ص332)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب آدمی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے (بیک کلمہ) تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت اس سے جدا ہوجاتی ہے اور دوسرے آدمی سے نکاح کے بغیر اس کیلئے حلال نہیں ہوتی اور اگر اس نے تین دفعہ کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو وہ عورت پہلی طلاق کے ساتھ خاوند سے جدا ہوگئی اور دوسری دو طلاقیں لغو ہیں اس

لئے یہ آدمی اگر چاہے تو (بغیر حلالہ کے) اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتا ہے

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔

(33) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 179 اور فقہاء مدینہ کا فیصلہ

نمبر 65 / 1 ......عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ فَاذْهَبْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ مَالِك وَعَلَى ذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا (موطأ مالک ج4 ص821)

معاویہ بن ابی عیاش انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ آیا اس نے کہا ایک دیہاتی نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دے دی ہیں آپ دونوں کیا حکم دیتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں، میں ان دونوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ آیا ہوں ان دونوں سے جا کر مسئلہ پوچھئے پھر واپس آ کر ہمیں بھی بتا دیجئے، چنانچہ محمد بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوہریرہ آپ فتوی دیجئے! اور آپ کے پاس یہ پیچیدہ مسئلہ آیا ہے حضرت

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک طلاق (غیر مدخولہ) عورت کو خاوند سے جدا کر دیتی ہے اور تین طلاقیں اس کو حرام کر دیتی ہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر لے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے (یعنی فقہاء مدینہ کے) نزدیک حکم یہی ہے

نمبر 66 / 2......قُلْتُ :أَرَأَيْتَ إِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَهِيَ حَامِلٌ فِيْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ أَوْ مَجَالِسَ شَتّٰى أَيَلْزَمُهٗ ذٰلِكَ أَمْ لَا؟ قَالَ قَالَ مَالِكٌ :يَلْزَمُهٗ ذٰلِكَ وَكَرِهَ لَهٗ مَالِكٌ أَنْ يُّطَلِّقَهَا هٰذَا الطَّلَاقَ، (المدونۃ ج2 ص4)

سحنون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اگر خاوند اپنی بیوی کو حمل کی حالت میں ایک مجلس یا مختلف مجالس میں تین طلاقیں دیدے تو آپ کیا کہتے ہیں کیا یہ تین طلاقیں اس پر لازم ہو جائیں گی یا نہیں؟ تو ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ تین طلاقیں اس پر لازم ہو جائیں گی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے طلاق کے اس طریقہ کو مکروہ قرار دیا ہے

(34) قاضی حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 195ھ کے فیصلے

نمبر 67 / 1...... سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْخٍ قَالَ :كَانَ حَفْصُ بْنُ غَيَّاثٍ قَاضِيْ الْكُوْفَةِ إِذَا وَامَرُوْهُ فِيْ يَتِيْمَةٍ زَوْجِهَا؛قَالَ لِقَيَّامِهِ :سَلْ عَنْهُ؛ فَإِنْ كَانَ رَافِضِيًّا فَلَا تُزَوِّجْهُ، فَإِنَّهٗ يُطَلِّقُ ثَلَاثاً وَّيُقِيْمُ عَلَيْهَا، وَإِنْ كَانَ يُعَاقِرُ النَّبِيْذَ فَلَا تُزَوِّجْهُ، فَإِنَّهٗ يُسْكِرُ وَيُطَلِّقُ وَيُقِيْمُ عَلَيْهَا (.أخبار القضاۃ ج3 ص185)

سلیمان بن ابی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب لوگ یتیم لڑکی کے کسی آدمی کے ساتھ نکاح کے بارے میں کوفہ کے قاضی حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کرتے تو وہ اپنے منتظم کو کہتے کہ اس آدمی کے متعلق تحقیق کروا گر وہ رافضی ہے تو اس کے ساتھ نکاح مت کر کیونکہ وہ اس لڑکی کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر اس کے ساتھ ازدواجی زندگی برقرار رکھے گا اور اگر نشہ

آور نبیذ پینے کا عادی ہے تو اس کے ساتھ بھی نکاح نہ کرنا کیونکہ وہ نشہ سے مدہوش ہو کر طلاق دیدے گا اور زوجیت پر قائم رہے گا۔

نمبر 68 / 2......عَنْ طَلَقِ بْنِ غَنَامٍ قَالَ خَرَجَ حَفْصُ بْنُ غَيَّاثٍ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ وَأَنَا خَلْفَهُ فَقَامَتْ اِمْرَأَةٌ حَسْنَاءُ فَقَالَتْ لَهُ أَصْلَحَ اللّٰهُ الْقَاضِيْ زَوِّجْنِيْ فَإِنَّ لِيْ إِخْوَةً يَضُرُّوْنَ بِيْ قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا طَلَقُ اِذْهَبْ زَوِّجْهَا إِنْ كَانَ الَّذِيْ يَخْطُبُهَا كُفْئًا فَإِنْ كَانَ يَشْرَبُ النَّبِيْذَ حَتّٰى يُسْكِرَ فَلَا تُزَوِّجْهُ وَإِنْ كَانَ رَافِضِيًّا فَلَا تُزَوِّجْهُ قُلْتُ لِمَ أَصْلَحَ اللّٰهُ الْقَاضِيَ قَالَ إِنَّهُ إِنْ كَانَ رَافِضِيًّا فَإِنَّ الثَّلَاثَ عِنْدَهُ وَاحِدَةٌ وَإِنْ كَانَ يَشْرَبُ النَّبِيْذَ حَتّٰى يُسْكِرَ فَهُوَ يُطَلِّقُ وَلَا يَدْرِيْ (غریب الحدیث للخطابی ج3 ص117)

طلق بن غنام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قاضی حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ نماز کے ارادہ سے باہر تشریف لائے میں آپ کے پیچھے تھا ایک خوبصورت عورت کھڑی ہوئی اور قاضی حفص رحمۃ اللہ علیہ کو کہا اللہ تعالی قاضی کے احوال درست رکھے میرا نکاح کر دیجئے کیونکہ میرے بھائی مجھے تکلیف دیتے ہیں قاضی حفص رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے طلق جا اور اس کا نکاح کر دے اگر پیغام نکاح دینے والا اس عورت کا کفو ہو (اور یہ بھی تحقیق کر لینا) اگر وہ اتنا نبیذ پیتا ہے کہ اس کو نشہ آجاتا ہے تو اس سے اس عورت کا نکاح نہ کرنا اور اگر وہ رافضی ہو تو اس سے بھی اس عورت کا نکاح نہ کرنا میں نے کہا اللہ تعالی قاضی کے احوال درست رکھے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو قاضی حفص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیونکہ اگر وہ رافضی ہے تو اس کے نزدیک اکٹھی تین طلاق ایک ہوتی ہے اور اگر وہ نشہ آنے تک نبیذ پیتا رہتا ہے تو وہ طلاق دیدے گا اور اس کو پتہ ہی نہ چلے گا۔

نمبر 69 / 3...... عَنْ طَلَقِ بْنِ عَيَّاشٍ، قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى حَفْصٍ فَقَالَ لَهُ: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ إِنَّهُ قَدْ جَرٰى بَيْنِيْ وَبَيْنَ امْرَأَتِيْ كَلَامٌ فَقَالَتْ لِيْ :يَا نَذْلُ، فَقُلْتُ

لَهَا :إِنْ كُنْتُ نَذْلًا فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا، وَقَدْ خِفْتُ أَنْ تَكُونَ قَدْ حَرُمَتْ عَلَيَّ فَأَيُّ شَيْءٍ النَّذْلُ ؟قَالَ :أَتَشْتِمُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؟قَالَ :لَا قَالَ: فَلَسْتَ بِنَذْلٍ. (أخبار القضاة ج3 ص187)

طلق بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کوفہ کے قاضی حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا قاضی صاحب (اللہ آپ کے جملہ معاملات درست رکھے) قصہ یہ ہے کہ میرے اور میری بیوی کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی تو میری بیوی نے مجھے کہا اے نذل (یعنی اے بے دین) میں نے اسے کہا کہ اگر میں نذل (بے دین) ہوں تو تجھے تین طلاقیں ہیں اب مجھے ڈر ہے کہ وہ بیوی کہیں مجھ پر حرام تو نہیں ہوگئی مجھے یہ بتایئے کہ نذل کیا چیز ہے؟ قاضی نے کہا کیا تو محمد ﷺ کے صحابہ کو برا کہتا ہے اس نے کہا نہیں تو قاضی نے کہا کہ آپ نذل (یعنی بے دین) نہیں ہیں (یعنی بیوی آپ پر حرام نہیں ہوئی کہ تین طلاقیں مشروط تھیں تیرے نذل ہونے کے ساتھ جب تو نذل نہیں تو وہ طلاقیں واقع نہیں ہوئیں)

(35) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 204ھ کے فیصلے

نمبر 70 / 1...... (قال الشَّافِعِيُّ) إذا قال الرَّجُلُ لامْرَأَتِهِ التي لم يَدْخُلْ بها أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(الأم ج 5 ص183)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

نمبر 71 / 2......ولَوْ قال لِلْمَرْأَةِ غَيْرِ الْمَدْخُولِ بها أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا...... وَقَعْنَ مَعًا حين تَكَلَّمَ بِهِ ...... وَهَكَذَا لو كانت مَدْخُولًا بها (الأم ج 5 ص183)

جب شوہر اپنی غیر مدخولہ بیوی کو کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو یہ تین طلاقیں تلفظ کرنے کے ساتھ ہی واقع ہو جاتی ہیں اور مدخولہ بیوی کا حکم بھی یہی ہے۔

نوٹ ،،امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں (الاسامی والکنی لابی احمد الحاکم ج ۴ ص ۵۵ المقتنی فی سرد الکنی للذہبی ج ۱ ص ۲۰۴، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۴، مغانی الاخیار ج ۵ ص ۱۳۶ تبییض الصحیفہ ص ۱۲، الانساب للسمعانی ج ۳ ص ۳۷، الخیرات الحسان ۱۷ الفصل الثانی عشر انہ رای جماعۃ من الصحابۃ) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے اس لیے ان کا یہاں ذکر باب کے مذکورہ عنوان ’تابعین اور تبع تابعین کے فیصلے‘‘ کے مطابق ہے لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نہ تابعی ہیں نہ تبع تابعی ہیں (تقریب التہذیب ص ۱۰) مگر چونکہ ان کا شمار ائمہ اربعہ میں ہوتا ہے اس لیے ائمہ ثلاث کے ساتھ ضمنا وتبعا طرداللباب ان کا یہاں ذکر کردیا ہے اس لیے اب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ جات ملاحظہ کیجیے۔

(36) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 241ھ کے فیصلے

نمبر 72 / 1 ...... قَالَ سَمِعْتَ اَبِیْ سُئِلَ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ قَالَ اِنْ كَانَتْ غَیْرَ مَدْخُوْلٍ بِهَا فَاِنَّهَا وَاحِدَةٌ لِاَنَّهَا بَانَتْ بِالْاُوْلٰی وَاِنْ كَانَتْ مَدْخُوْلًا بِهَا فَاَرَادَ اَنْ یُّفْهِمَهَا وَیُعْلِمَهَا وَیُرِیْدُ الْاُوْلٰی فَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ وَاحِدَةً وَاِلَّا فَثَلَاثٌ قِیْلَ لَهٗ فَاِنْ طَلَّقَ الَّتِیْ لَمْ یَدْخُلْ بِهَا ثَلَاثًا قَالَ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ

(مسائل أحمد بن حنبل رواية ابنه عبد الله ج1 ص360، مسائل الإمام أحمد رواية ابنه أبي الفضل صالح ج1 ص441)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ میرے باپ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو تین مرتبہ کہتا ہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تو میرے باپ نے جو جواب دیا وہ میں نے سنا انھوں نے فرمایا کہ اگر وہ عورت غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی کیونکہ یہ عورت پہلے لفظ کے ساتھ خاوند سے

جدا ہوگئی (اس لئے دوسرا تیسرا لفظ لغو ہے)اور اگر بیوی مدخولہ ہے اور شوہر نے تین دفعہ کہا تا کہ بیوی سمجھ لے اور جان لے اور دوسری تیسری طلاق کے ساتھ اسی پہلی طلاق کا ارادہ کیا ہے (یعنی اسی پہلی طلاق کو دہرایا ہے)تو امید ہے کہ یہ ایک طلاق ہوگی ورنہ تین ہوں گی پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اگر شوہر غیر مدخولہ بیوی کو کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو فرمایا یہ بیوی اس کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے ۔

نمبر 73 / 2...... وَقَالَ اَبِیْ وَإِذَا قَالَ قَدْ طَلَّقْتُكُنَّ ثَلَاثًا فَقَدْ وَقَعَ عَلَيْهِنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا ثَلَاثًا (مسائل أحمد بن حنبل روایۃ ابنہ عبداللہ ج1 ص372)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ میرے باپ نے فرمایا کہ جب ایک آدمی اپنی چار بیویوں کو کہے کہ میں نے تم چاروں کو تین طلاقیں دیں تو ان میں سے ہر ایک تین طلاقوں کے ساتھ مطلقہ ہو جائے گی ۔

نمبر 74 / 3......قَالَ سَأَلْتُ اَبِیْ عَنْ رَجُلَيْنِ مَرَّ عَلَيْهِمَا طَيْرٌ فَقَالَ اَحَدُهُمَا امْرَأَتُهٗ طَالِقٌ ثَلَاثًا اِنْ لَّمْ يَكُنْ طَيْرًا (حَمَامًا) وَقَالَ الْآخَرُ امْرَأَتُهٗ طَالِقٌ ثَلَاثًا اِنْ لَّمْ يَكُنْ غُرَاباً فَطَارَ قَالَ اَبِیْ يَعْتَزِلَانِ نِسَاءَهُنَّ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

(مسائل أحمد بن حنبل روایۃ ابنہ عبداللہ ج1 ص373)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے ان دو آدمیوں کے بارے میں پوچھا کہ جن پر پرندہ گذرا ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر یہ فلاں پرندہ (مثلاً کبوتر)نہ ہوا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہیں اور دوسرے نے کہا اگر یہ کوا نہ ہوا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہیں اور وہ پرندہ اڑ گیا (اور معلوم نہ ہوا کہ وہ کون سا پرندہ تھا) میرے والد (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا وہ دونوں اپنی بیویوں سے جدا رہیں جب تک کہ واضح نہ ہو جائے کہ کونسا پرندہ ہے۔

نمبر 75/4......امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور استاذ مسدد بن مسرہد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مختلف فرقے موجود تھے جن کے درمیان مختلف مسائل میں اختلاف تھا مسدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان فتنوں کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط لکھا جس میں درخواست کی اکتب الی بسنة رسول الله ﷺ جب یہ خط امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو وہ خط دیکھ کر رو دیے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ رجعون اس بصری (مسدد بن مسرہد رحمۃ اللہ علیہ) کا خیال یہ ہے کہ اس نے طلب علم میں عظیم مال خرچ کیا ہے مگر حالت یہ ہے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا بھی علم نہیں ہے اس کے بعد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں مختلف مسائل لکھے اور طلاق کا مسئلہ یوں لکھا وَمَنْ طَلَّقَ ثَلَاثاً فِیْ لَفْظٍ وَّاحِدٍ فَقَدْ جَهَلَ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ زَوْجَتُهٗ وَلَا تَحِلُّ لَهٗ اَبَداً حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ جس نے ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دیں اس نے بے وقوفی کی لیکن اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی وہ جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے پہلے خاوند کیلئے ہرگز حلال نہیں ہوگی

(طبقات الحنابلة ج1ص 340 تا 343)

ہمارا سوال

ہم نے تابعین اور تبع تابعین سے اکٹھی تین طلاقوں کے تین واقع ہونے پر ۷۵ صریح فیصلے بحوالہ کتب حدیث نقل کیے ہیں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ منکرین فقہ اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر تابعین وتبع تابعین کے کتب حدیث سے ۱۰ فیصلے مع سند ومتن پیش کریں جن کو محدثین وفقہاء نے بھی تسلیم کیا ہو لیکن کسی غیر معتبر شخص کا شاذ قول پیش کر کے من شذ شذ فی النار کا مصداق نہ بنیں؟



اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم

اجماع صحابہ کیلئے یہ اصول ذہن نشین کر لیجئے۔

(1)......اگر خلفاء راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد نے فیصلہ کیا اور کسی صحابی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی اور نہ اس کا انکار کیا تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع شمار ہوتا ہے اس کا نام اجماع سکوتی ہے چنانچہ امام ابوزید دبوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اجماع کی دوسری قسم یہ ہے **وَاجْمَاعُهُمْ بِنَصِّ الْبَعْضِ وَسُكُوْتِ الْبَاقِيْنَ** (تقویم الادلۃ ص 31) بعض مجتہدین کا حکم پر صراحت کرنا اور باقیوں کا خاموش رہنا جیسا کہ تراویح کے مسئلہ میں جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح اور تین وتر باجماعت شروع کیے تو کسی صحابی نے بھی انکار اور اعتراض نہ کیا چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں **قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ يَقُوْمُ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَاٰی كَثِيْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِاَنَّهٗ اَقَامَهٗ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَلَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ** (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ج 23 ص 112) تحقیق یہ بات ثابت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھائے اس لئے بہت سے علماء کی رائے یہ ہے کہ یہی سنت ہے کیونکہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کی موجودگی میں یہ تراویح پڑھائی اور کسی نے بھی انکار نہ کیا۔

لہذا بیس تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع سکوتی ہو گیا اکٹھی تین طلاق کے تین ہونے پر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع سکوتی ہے۔

(2)......امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَالْمِائَةُ الْاَلْفِ الَّذِيْنَ تُوُفِّیَ عَنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَبْلُغُ عِدَّةُ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْفُقَهَاءِ مِنْهُمْ اَكْثَرَ مِنْ عِشْرِيْنَ كَالْخُلَفَاءِ وَالْعَبَادِلَةِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَقَلِيْلٍ وَالْبَاقُوْنَ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِمْ

وَيَسْتَفْتُوْنَ مِنْهُمْ وَقَدْ اَثْبَتْنَا النَّقْلَ عَنْ اَكْثَرِهِمْ صَرِيْحًا بِاِيْقَاعِ الثَّلٰثِ وَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ مُخَالِفٌ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ

(فتح القدیر لابن الہمام ج 7 ص 460، 461، مرقاۃ المفاتیح ج 10 ص 241، 242)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی لیکن ان میں سے مجتہدین کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں تھی جیسے چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اور غیر مجتہدین صحابہ مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے اور ان سے فتوی حاصل کرتے تھے اور اجماع صحابہ میں ان مجتہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے اور فتوی کا اعتبار ہے غیر مجتہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتبار نہیں اور جو مجتہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں ان کے تین طلاق کے تین ہونے کے فتاوی ہم نقل کر چکے ہیں اور اس پر کسی ایک صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ پس اس حق کے بعد محض گمراہی ہے۔

(3)......اجماع میں غیر مجتہد علماء وعوام کا اعتبار نہیں ہوتا چنانچہ

۞......امام ابوزید دبوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَلَاعِبْرَةَ لِمُخَالَفَةِ الْعَامَّةِ الَّذِيْنَ لَارَاْىَ لَهُمْ فِىْ الْبَابِ (تقویم الادلۃ ص 28)

عوام کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اور عوام وہ ہیں جنکی رائے کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ (اور شرعی احکام میں صرف مجتہدین کی رائے کا اعتبار ہوتا ہے)

۞......امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اَلْعِبْرَةُ فِىْ نَقْلِ الْاِجْمَاعِ نَقْلٌ عَنِ الْمُجْتَهِدِيْنَ لَا الْعَوَامِ

(فتح القدیر ص 330 ج 3)

اجماع میں مجتہدین کی نقل کا اعتبار ہے عوام کا اعتبار نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدخولہ بیوی کو تین الفاظ طلاق کہنے کی صورت میں تاکید کی نیت کا اعتبار نہ کرتے ہوئے تین طلاق کے وقوع اور نفاذ کا فیصلہ کیا تو کسی ایک صحابی نے انکار یا اختلاف نہ کیا گویا سب نے اس فیصلہ کو تسلیم کرلیا لہذا اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوگیا اور کسی ایک صحابی کا بھی اس میں اختلاف نہیں دکھایا جاسکتا اس اجماع کی متعدد محققین علماء نے صراحت کی ہے۔ ذیل میں ملاحظہ کیجئے!

(1)......علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 321ھ لکھتے ہیں!

فَخَاطَبَ عُمَرُ بِذٰلِكَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَفِيْهِمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْنَ قَدْ عَلِمُوْا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ وَلَمْ يَدْفَعْهُ دَافِعٌ فَكَانَ ذٰلِكَ اَكْبَرَ الْحُجَّةِ فِيْ نَسْخِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ لَمَّا كَانَ فِعْلُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَمِيْعًا فِعْلًا يَجِبُ بِهِ الْحُجَّةُ كَانَ كَذٰلِكَ اَيْضًا اِجْمَاعُهُمْ عَلَى الْقَوْلِ اِجْمَاعًا يَجِبُ بِهِ الْحُجَّةُ وَكَمَا كَانَ اِجْمَاعُهُمْ عَلَى النَّقْلِ بَرِيْئًا مِنَ الْوَهْمِ وَالزَّلَلِ كَانَ كَذٰلِكَ اِجْمَاعُهُمْ عَلَى الرَّاْيِ بَرِيْئًا مِنَ الْوَهْمِ وَالزَّلَلِ

(شرح معانی الآ ثار للطحاوی ج2 ص34)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے کے بارے میں لوگوں سے خطاب کیا جن میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے احوال واحکام سے واقف تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی نہ انکار کیا نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کو رد کیا پس یہ بڑی مضبوط دلیل ہے اس سے پہلے والے حکم کے منسوخ ہونے پر کیونکہ جب تمام صحابہ کا اجماعی فعل حجت ہے تو اسی طرح ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان پر اجماع ایسا اجماع ہے جو یقیناً حجت ہے اور جیسا کہ کسی بات کے نقل کرنے پر ان کا اجماع وہم اور

غلطی سے پاک ہے ایسے ہی ان کا اجماع ایک رائے پر یہ بھی وہم اور خطا سے پاک ہے۔

(2)......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 364ھ لکھتے ہیں!

قَالَ اَبُوْ عُمَرَ فَهٰؤُلَاءِ الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ قَائِلُوْنَ وَابْنُ عَبَّاسٍ مَعَهُمْ بِخِلَافِ مَا رَوَاهُ طَاوٗسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَلٰى ذٰلِكَ جَمَاعَاتُ التَّابِعِيْنَ وَاَئِمَّةُ الْفَتْوٰى فِيْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِيْنَ (الاستذکار ج 6 ص8)

ابوعمر ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تمام صحابہ بمع حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے کے قائل ہیں صرف طاوس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف روایت نقل کرتا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مذہب پر تابعین کی تمام جماعتوں کا اور عالم اسلام کے تمام ائمہ فتوی کا اتفاق ہے۔

(3) ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 474ھ لکھتے ہیں!

فَمَنْ اَوْقَعَ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ بِلَفْظَةٍ وَّاحِدَةٍ لَزِمَهٗ مَا اَوْقَعَهٗ مِنَ الثَّلٰثِ وَبِهٖ قَالَ جَمَاعَةُ الْفُقَهَاءِ وَحَكَى الْقَاضِيْ اَبُوْ مُحَمَّدٍ فِيْ اِشْرَافِهٖ عَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ يَلْزَمُهٗ طَلْقَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّعَنْ بَعْضِ اَهْلِ الظَّاهِرِ لَايَلْزَمُهٗ شَيْءٌ اِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى مَانَقُوْلُهٗ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ لِاَنَّ هٰذَا مَرْوِيٌّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَلَامُخَالِفَ لَهُمْ

(المنتقی شرح الموطا ج3 ص238)

پس جس شخص نے ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں واقع کیں (مثلاً تجھے تین طلاقیں ہیں) تو اس پر تین طلاقیں لازم ہو جائیں گی اور سب فقہاء کا یہی مذہب ہے اور قاضی ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اشراف میں نقل کیا ہے کہ بعض اہل بدعت کے نزدیک اکٹھی تین

طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی اور یہ قول صرف حجاج بن ارطاۃ اور محمد بن اسحاق سے مروی ہے اور فقہاء کے مذہب پر دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کیونکہ یہ مذہب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور کسی صحابی نے ان کی مخالفت نہیں کی۔

(4)......امام ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 543ھ لکھتے ہیں!

امام ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ حدیث ابی الصہباء کے جواب میں لکھتے ہیں۔

اَنَّہٗ مُنْبِئُکُمْ اَنَّ عُمَرَ رَدَّہٗ اِلَی الْاِمْضَاءِ وَمَاذَا تُرِیْدُوْنَ مِنْ حَدِیْثٍ رَدَّہٗ عُمَرُ وَالصَّحَابَۃُ مُتَوَافِرُوْنَ فَلَمْ یَکُنْ مِنْھُمْ مَنْ رَدَّ عَلَیْہِ

(عارضۃ الاحوذی شرح الترمذی لابن العربی ج1 ص115)

طلاق ثلث والی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو رد کر دیا اور تین طلاقوں کو نافذ کیا اور تم اس حدیث کو کیوں لیتے ہو جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رد کر دیا حالانکہ صحابہ کافی تعداد میں موجود تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تردید نہیں کی۔

معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر متفق تھے۔

(5)......علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد علامہ مجد الدین ابو البرکات عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 653ھ اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہو جانے کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتاوی نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وَھٰذَا کُلُّہٗ یَدُلُّ عَلٰی اِجْمَاعِھِمْ عَلٰی صِحَّۃِ وُقُوْعِ الثَّلٰثِ بِالْکَلِمَۃِ

الْوَاحِدَةِ (المنتقی باخبار المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ج2 ص602)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام فتاوی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

(6)......علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 762ھ لکھتے ہیں!

وَرُوِیَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَی ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ ثَمَانِیَ تَطْلِیْقَاتٍ فَقَالَ مَاذَا قِیْلَ لَكَ فَقَالَ قِیْلَ لِیْ بَانَتْ مِنْكَ قَالَ صَدَقُوْا هُوَ مِثْلُ مَا یَقُوْلُوْنَ ، ذَكَرَهُ فِی الْمُوَطَّإِ وَقَوْلُ الرَّجُلِ قِیْلَ لِیْ بَانَتْ مِنْكَ وَقَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ صَدَقُوْا دَلِیْلٌ عَلٰی إِجْمَاعِهِمْ عَلٰی ذٰلِكَ (تبیین الحقائق ج3 ص26)

(موطا امام مالک باب ما جاء فی البتہ میں) روایت کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تجھے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا بتایا ہے اس نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا انھوں نے سچ کہا یہ مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا انھوں نے کہا ہے (یہ حدیث نقل کر کے علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں) اس آدمی کا قول کہ ''مجھے بتایا گیا ہے کہ بیوی تجھ سے جدا ہوگئی'' اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ''انھوں نے سچ کہا'' دلیل ہے کہ اس مسئلہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

(7)......عبدالرحمٰن بن احمد ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 795ھ لکھتے ہیں

اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَمْ یَثْبُتْ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِیْنَ وَلَا مِنْ اَئِمَّةِ السَّلَفِ الْمُعْتَدِّ بِقَوْلِهِمْ فِی الْفَتَاوٰی فِی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ شَیْءٌ صَرِیْحٌ

فِیْ اَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ بَعْدَ الدُّخُوْلِ یُحْسَبُ وَاحِدَۃً اِذَا سِیْقَ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ

(شرح علل الترمذی لابن رجب ج1 ص253،)

جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ائمہ سلف رحمۃ اللہ علیہم کہ جن کا حلال وحرام میں قول معتبر ہے ان میں سے کسی ایک سے بھی اس بارے میں کوئی صریح قول منقول نہیں کہ تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ مدخولہ بیوی کے حق میں ایک شمار ہوتی ہے۔

(8)......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 852ھ لکھتے ہیں!

تَحْرِیْمُ الْمُتْعَۃِ وَاِیْقَاعُ الثَّلٰثِ لِلْاِجْمَاعِ الَّذِیْ انْعَقَدَ فِیْ عَھْدِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِکَ وَلَا یُحْفَظُ اَنَّ اَحَدًا فِیْ عَھْدِ عُمَرَ خَالَفَہٗ فِیْ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا...... فَالْمُخَالِفُ بَعْدَ ھٰذَا الْاِجْمَاعِ مُنَابِذٌ لَّہٗ وَالْجُمْھُوْرُ عَلٰی عَدَمِ اعْتِبَارِ مَنْ اَحْدَثَ الْاِخْتِلَافَ بَعْدَ الْاِتِّفَاقِ (فتح الباری ج9 ص457)

متعہ کی حرمت اور تین اکٹھی طلاقوں کا وقوع اس اجماع کی وجہ سے ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان دونوں مسئلوں پر منعقد ہوا اور عہد عمر رضی اللہ عنہ میں ان دونوں مسئلوں میں کسی ایک نے بھی مخالفت نہیں کی...... پس اس اجماع کے بعد اس کی مخالفت کرنے والا اجماع کا منکر ہے اور جمہور کے نزدیک اجماع واتفاق کے بعد اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

(9)......ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 861ھ لکھتے ہیں!

وَذَھَبَ جُمْھُوْرُ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنْ اَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی اَنَّہٗ یَقَعُ ثَلَاثٌ ......فِیْ الْمُوَطَّإِ أَیْضًا بَلَغَہٗ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ إِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ ثَمَانِیَ تَطْلِیْقَاتٍ فَقَالَ مَا قِیْلَ لَکَ فَقَالَ قِیْلَ لِیْ بَانَتْ مِنْکَ قَالَ صَدَقُوْا ھُوَ مِثْلُ مَا یَقُوْلُوْنَ وَظَاھِرُہُ الْإِجْمَاعُ عَلٰی ھٰذَا الْجَوَابِ (شرح فتح القدیر ج3 ص469)

جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم جمہور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے بعد کے ائمہ مسلمین رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تجھے کیا جواب دیا گیا اس نے کہا اس کا مجھے یہ جواب دیا گیا ہے کہ تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سچ فرمایا جواب وہی ہے جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا ہے (امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کلام کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

(10)......علامہ محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1253ھ لکھتے ہیں

وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى أَنَّهٗ يَقَعُ ثَلَاثٌ (حاشیۃ ابن عابدین ج 3 ص 233)

جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم جمہور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے بعد کے ائمہ مسلمین رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

(11)......شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1393ھ لکھتے ہیں!

وَكَذٰلِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَبَتَتِ الرِّوَايَةُ الصَّحِيْحَةُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَاءَهٗ رَجُلٌ وَّقَالَ لَهٗ اِنِّىْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِىْ اَلْفًا فَقَالَ تَكْفِيْكَ مِنْهَا ثَلَاثٌ تُحَرِّمُ زَوْجَتَكَ عَلَيْكَ وَعَلٰى هٰذَا مَضَى الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ وَمَذْهَبُ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَالظَّاهِرِيَّةُ مَعَهُمْ فِى الْمَشْهُوْرِ مِنْ مَذْهَبِهِمْ وَاَصْبَحَ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى اِمْضَاءِ الثَّلَاثِ يَقُوْلُ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَحَسْبُكَ اَنَّهٗ قَضَاءُ الْمُحَدَّثِ الْمُلْهَمِ اَىْ حَتّٰى لَوْ كَانَ اِجْتِهَادًا مِنْ عُمَرَ فَحَسْبُكَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ مُحَدَّثًا مُلْهَمًا وَعَلٰى هٰذَا مَضَى

الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اَنَّ الثَّلٰثَ ثَلٰثٌ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ مُخَيَّرٌ بَيْنَ اَنْ يَّقُوْلَ الثَّلَاثَ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ فَيَمْضِىْ عَلَيْهِ الثَّلَاثُ وَبَيْنَ اَنْ يَّقُوْلَهَا مُتَفَرِّقَةً وَّيُصِيْبُ السُّنَّةَ بِالتَّفَرُّقِ دُوْنَ الْجَمْعِ فَاِنْ جَمَعَهَا فَاِنَّهٗ مُبْتَدِعٌ وَآثِمٌ بِجَمْعِهٖ وَلَمَّا ابْتَدَعَ خَالَفَ شَرْعَ اللّٰهِ فَالْاَنْسَبُ فِيْهِ عُقُوْبَتُهٗ وَقَدْ قَدَّمْنَا هٰذَا اَنَّ مَنِ ابْتَدَعَ وَخَالَفَ السُّنَّةَ فِى الطَّلَاقِ فَالْاَشْبَهُ بِمِثْلِهٖ اَنْ يُّعَاقَبَ وَيُؤَاخَذَ وَعَلٰى هٰذَا مَضٰى قَضَاءُ الْاَئِمَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

(شرح زاد المستقنع للشنقیطی ج 8 ص 293)

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کے تلفظ کو مدخولہ بیوی کے حق میں تین طلاقیں قرار دیا ہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اکٹھی تین طلاقوں کے نفاذ کا فتوی دیا ہے چنانچہ ان سے یہ روایت ثابت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان میں سے تجھے تین کافی ہیں ان تین طلاقوں کی وجہ سے بیوی تجھ پر حرام ہوگئی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا فتوی بھی یہی ہے اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا مذہب بھی یہی ہے اور ظاہریہ کا مشہور قول بھی ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے ساتھ ہے اور اہل علم کا عمل اکٹھی تین طلاقوں کے نافذ کرنے پر ہے شیخ محمد بن عبدالوہاب کہتے ہیں کہ اس مذہب کے حق ہونے کیلئے یہ بات کافی ہے کہ یہ ایسی شخصیت کا فیصلہ ہے جو مُحَدَّث (جس کی زبان پر حق جاری کیا جائے) اور مُلْهَمْ (جس کے دل میں حق بات کا القاء کیا جائے) ہے یعنی اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اجتہادی فیصلہ ہو تب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ تعالی کی جانب سے محدث اور ملہم ہونا اس کے حق ہونے کیلئے کافی ہے۔ شرعی طریقہ یہ ہے کہ تین طلاقیں متفرق طور پر دی جائیں اکٹھی نہ دی جائیں تاہم اگر کوئی آدمی تین اکٹھی طلاقیں دیدے تو وہ بدعتی اور گناہ گار ہے اور جب اس نے اس بدعت والے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اس نے اللہ کے حکم کے خلاف کیا ہے پس اس

کیلئے عقوبت زیادہ مناسب ہے اور ہم نے پہلے یہ لکھا ہے کہ جو آدمی طلاق دینے میں بدعت کا ارتکاب اور سنت کی مخالفت کرے پس اس جیسے آدمی کے لائق یہ ہے کہ اس پر گرفت کی جائے اور اسے سزا دیجائے اس سلسلے میں ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا فیصلہ یہی ہے۔

(12)......ابن جبرین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۳۰ھ لکھتے ہیں!

طَلَاقُ الْبِدْعَةِ مِثْلُ :طَلَاقِ الثِّنتَيْنِ، وَطَلَاقُ الثَّلَاثِ، فَجَمْعُ الثَّلَاثِ طَلَاقُ بِدْعَةٍ، وَاخْتَلَفَ هَلْ يَقَعُ إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثاً، كَمَا لَوْ قَالَ :أَنتِ طَالِقٌ وَطَالِقٌ وَطَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثاً، أَوْ قَالَ :أَنْتِ طَالِقٌ مِائَةً أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّهُ يَقَعُ؛ وَذٰلِكَ لِأَنَّ هٰذَا هُوَ الَّذِیْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ، وَالْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ عَلٰى أَنَّ مَنْ جَمَعَ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ أَنَّهُ يُعَدُّ طَلَاقاً، وَأَنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ إِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ،

(شرح أخصر المختصرات -لابن جبرین ج8 ص66)

طلاق بدعت جیسے اکٹھی دو طلاقیں یا تین طلاقیں دینا پس اکٹھی تین طلاقیں غیر شرعی طلاق ہے جب کوئی آدمی اکٹھی تین طلاقیں دے مثلاً وہ کہے تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے، یا یوں کہے تجھے طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے، یا اس طرح کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں یا تجھے سو طلاق یا اس جیسا کوئی اور کلمہ کہے تو اس طلاق کے وقوع اور عدم وقوع میں اختلاف کیا گیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ان سب صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر اجماع ہے کہ جو آدمی اکٹھی تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ دے تو اس کے ساتھ ایسی طلاق واقع ہوتی ہے کہ جس کے بعد وہ عورت پہلے خاوند کیلئے دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کے بغیر حلال نہیں ہوتی۔

ہمارا سوال

اکٹھی تین طلاقوں کے تین واقع ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع رہا ہے ہم نے اس اجماع صحابہ پر محققین علماء کے ایک درجن (۱۲) صریح حوالے نقل کیے ہیں جن میں نو حوالے چوتھی صدی سے نوویں صدی تک کے علماء کے ہیں اور تین حوالے متاخرین علماء کے ہیں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ منکرین فقہ اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع پر چوتھی، پانچویں، چھٹی صدی کے کسی ایک محقق معتبر عالم کا کوئی ایک حوالہ پیش فرمائیں



اجماع امت

اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے پر اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء کا ہمیشہ اجماع رہا ہے۔تاریخی تسلسل کی روشنی میں اس اجماع کی تفصیل ملاحظہ کیجئے!

پہلی صدی

(1)......حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 113ھ

(1)......عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ أَنَّ رَجُلاً أَرَادَ أَنْ يُّطَلِّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثاً، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّلْفَظَ بِذٰلِكَ أَخَذَ رَجُلٌ عَلٰى فِيْهِ وَأَمْسَكَ بِالثَّلَاثِ ,فَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّهٗ ثَلَاثٌ. (مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راہویہ ج4 ص1921)

حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دینے کا ارادہ کیا جب اس نے تین طلاقوں کا تلفظ کرنا چاہا تو ایک آدمی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا لیکن وہ تین طلاقوں کے ساتھ چمٹا رہا (یعنی اسی حالت میں اس نے کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں یا ہاتھ کے ساتھ تین طلاقوں کا اشارہ کر دیا) تو اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

دوسری صدی

(2)......محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ الحنفی المتوفی 189ھ

(2)......عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ ثَلَاثًا

قَالَ يَذْهَبُ اَحَدُكُمْ فَيَتَلَطَّخُ بِالنَّتَنِ ثُمَّ يَأْتِينَا ـ اِذْهَبْ فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ امْرَاَتُكَ لَاتَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَوْلُ الْعَامَّةِ لَااخْتِلَافَ فِيْهِ

(کتاب الآ ثار لمحمد بن الحسن الشیبانی ص120)

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین اکٹھی طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی بدبو کے ساتھ خلط ملط ہوکر ہمارے پاس آجاتا ہے۔ دفع ہوجا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوچکی ہے اور دوسرے آدمی سے نکاح کے بغیر تیرے لیے حلال نہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم اسی کو لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سب علماء (تابعین و تبع تابعین) کا مذہب یہی ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

تیسری صدی

(3)......اصبغ بن الفرج المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 225ھ

(3)......وَقَالَ أَصْبَغُ :مَنْ نَكَحَ مَبْتُوتَةً عَالِمًا لَمْ يُحَدَّ لِلاخْتِلَافِ فِيهَا بِخِلَافِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا .(التاج والاکلیل ج12 ص100)

اصبغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو آدمی لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دیتا ہے اس کے بعد (بغیر حلالہ کے) اس مطلقہ عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ عورت اس پر حرام ہوچکی ہے اور اس کے ساتھ جماع کرلیتا ہے تو اس آدمی پر حدزنا جاری نہ ہوگی کیونکہ لفظ البتہ کے ساتھ طلاق کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کے

ساتھ کون سی طلاق واقع ہوتی ہے اور کتنی طلاقیں واقع ہوتی ہیں (اور اختلاف موجب شبہ ہے اور شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے) اور اگر اکٹھی تین طلاق کے بعد اس آدمی نے نکاح اور جماع کیا تو اس پر حد زنا جاری ہوگی (کیونکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمہم اللہ تبع تابعین رحمہم اللہ اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اجماع ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں لہذا اس وطی کے زنا ہونے میں کوئی شبہ نہیں)

(4)......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 279ھ حدیث رفاعہ رضی اللہ عنہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

(4)......قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ (سنن الترمذی ج1 ص213)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے اور سب اہل علم خواہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا ان کے علاوہ ہوں ان سب کا عمل اس بات پر ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے (خواہ اکٹھی ہوں یا جدا جدا) پھر وہ عورت دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے یہ دوسرا شوہر اس عورت کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدے تو وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوتی۔

(5)......محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ الشافعی المتوفی 294ھ

(5)......وَلَا اخْتِلَافَ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهَا اِذَا كَانَتْ مَدْخُولًا بِهَا فَقَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ، اَنْتِ طَالِقٌ ، اَنْتِ طَالِقٌ سَكَتَ اَوْ لَمْ يَسْكُتْ فِيمَا بَيْنَهُمَا اَنَّهَا طَالِقٌ ثَلَاثًا (اختلاف العلماء ص134)

اور اہل علم کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس عورت سے صحبت ہو چکی ہو اگر اس کو خاوند طلاق کی تین لفظ کہے کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے ان تین لفظوں کے درمیان خواہ وقفہ کرے یا نہ کرے یہ تین طلاقیں شمار ہوتی ہیں۔

چوتھی صدی

(6)......علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 319ھ لکھتے ہیں

(1/6)......وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِزَوْجَتِہٖ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اِلَّا وَاحِدَۃً اَنَّھَا تُطَلَّقُ تَطْلِیْقَتَیْنِ وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ اِنْ قَالَ لَھَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اِلَّا ثَلَاثًا اَنَّھَا تُطَلَّقُ ثَلَاثًا (الاجماع ج1 ص25)

فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے تجھے تین طلاقیں ہیں مگر ایک تو دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی اسی طرح اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اگر اپنی بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں ہیں مگر تین تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

(2/7)......وَاَجْمَعَ کُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْہُ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی اَنْ مَنْ طَلَّقَ زَوْجَۃً اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اَنَّ ثَلَاثًا مِنْھَا تُحَرِّمُھَا عَلَیْہِ رُوِیَ مَعْنٰی ھٰذَا الْقَوْلِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَبِہٖ قَالَ مَالِکٌ وَالثَّوْرِیُّ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَبُوْ عُبَیْدٍ

(الاشراف علی مذاہب العلماء لابن المنذر المتوفی 319ھ ج5 ص190)

جن اہل علم سے ہم علم محفوظ کرتے ہیں ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین سے زیادہ طلاقیں دیدے تو تین طلاقیں اس کو شوہر پر حرام کر دیتی ہیں اور اسی جیسا فتوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ،سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ ،امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں

(7)......علامہ ابوبکر الجصاص الرازی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 370ھ لکھتے ہیں:

(1/8)...... فَالْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَاِجْمَاعُ السَّلَفِ تُوْجِبُ اِيْقَاعَ الثَّلَاثِ مَعًا وَاِنْ كَانَتْ مَعْصِيَةً(احکام القرآن للجصاص المتوفی ج2 ص85)

پس کتاب وسنت اور سلف کا اجماع اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع کو واجب کرتا ہے اگر چہ یہ گناہ ہے۔

(2/9)......قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَّا وُقُوْعُ الثَّلَاثِ مَعًا عَلَى الْمَدْخُوْلِ بِهَا فَهُوَ اِجْمَاعُ السَّلَفِ مِنَ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَفُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ وَلَمْ يَجْعَلْ اَصْحَابُنَا قَوْلَ مَنْ نَفٰى وُقُوْعَ الثَّلَاثِ مَعًا خِلَافًا لِاَنَّهُمْ قَالُوْا فِيْمَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا مَعًا ثُمَّ وَطِئَهَا فِي الْعِدَّةِ اَنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ وَلَمْ يَجْعَلُوْا قَوْلَ مَنْ نَفٰى وُقُوْعَهٗ بِشُبْهَةٍ فِيْ سُقُوْطِ الْحَدِّ عَنْهُ(شرح مختصر الطحاوی للجصاص الرازی ج5 ص61)

ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس عورت کے ساتھ خاوند صحبت کر چکا ہے اگر اس کو خاوند اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو وہ واقع ہو جاتی ہیں ان تین طلاقوں کے وقوع پر سلف یعنی صدر اول (جماعت صحابہ) اور ان کے بعد تابعین اور عالم اسلام کے تمام فقہاء کا اجماع ہے اور جو بعض لوگ اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع کی نفی کرتے ہیں ہمارے علماء نے ان کے اس قول کا اعتبار نہیں کیا (اس لیے اس سے اجماع میں فرق نہیں آتا) حتی کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں پھر عدت میں اس کے ساتھ جماع کیا تو اس پر حد زنا واجب ہے اور جن لوگوں نے اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع کی نفی کی ہے ان کے اس قول کو سقوط حد میں موجب شبہ قرار نہیں دیا۔

(8)......علامہ احمد بن نصر الداودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 402ھ کا فرمان:

(1/10)......قِيْلَ لِاَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ الدَّاوُدِيِّ هَلْ تَعْرِفُ مَنْ يَقُوْلُ اِنَّ الثَّلٰثَ وَاحِدَةٌ؟ فَقَالَ لَا، قِيْلَ لَهُ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَثْبُتْ۔ (المعیار المعرب ج4 ص435)

امام احمد بن نصر داودی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آپ کوئی ایسا عالم جانتے ہیں جو اس بات کا قائل ہو کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں انھوں نے جواب دیا میں ایسا کوئی عالم نہیں جانتا، پھر ان سے پوچھا گیا کہ تین طلاقوں کے ایک ہونے کے متعلق جو حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی جاتی ہے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو انھوں نے کہا وہ حدیث ثابت نہیں۔

پانچویں صدی

(9)......علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ المالکی المتوفی 449ھ لکھتے ہیں

(1/11)......اِتَّفَقَ اَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى لُزُوْمِ اِيْقَاعِ طَلَاقِ الثَّلٰثِ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ مُخَالِفٌ لِلسُّنَّةِ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ السَّلَفِ وَالْخِلَافُ فِيْ ذٰلِكَ شُذُوْذٌ وَّاِنَّمَا تَعَلَّقَ بِهٖ اَهْلُ الْبِدْعِ وَمَنْ لَّا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِ لِشُذُوْذِهٖ عَنِ الْجَمَاعَةِ الَّتِيْ لَا يَجُوْزُ عَلَيْهَا التَّوَاطُؤُ عَلٰى تَحْرِيْفِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

(شرح صحیح البخاری لابن البطال ج7 ص390، 391)

اکٹھی تین طلاق کے وقوع کے لازم ہونے پر ائمہ فتوی کا اتفاق ہے اور جمہور سلف کے نزدیک یہ خلاف سنت ہے اور اس کی مخالفت کرنا جنتی جماعت سے جدا ہونا ہے اور اس شاذ قول کو صرف اہل بدعت نے اور ایسے لوگوں نے لیا ہے جو غیر معتبر ہیں کیونکہ انھوں نے ایسی جماعت سے الگ مذہب اختیار کیا ہے جن کا کتاب وسنت کی تحریف پر متفق ہونا محال ہے۔

(10)......علامہ ابن عبدالبر المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ لکھتے ہیں

(12/1)...... وَمِمَّنْ قَالَ بِاَنَّ الثَّلٰثَةَ فِیْ کَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ تَلْزَمُ مُوْقِعَهَا وَلَاتَحِلُّ لَهٗ امْرَاَتُهٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ مَالِكٌ وَاَبُوْحَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیُّ وَاَصْحَابُهُمْ وَالثَّوْرِیُّ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَالْاَوْزَاعِیُّ وَاللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعُثْمَانُ الْبِتِّیُّ وَعُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ وَالْحَسَنُ بْنُ حُیٍّ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقُ بْنُ رَاهْوَیْهِ وَاَبُوْثَوْرٍ وَاَبُوْعُبَیْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَرِیْرٍ الطَّبْرِیُّ وَمَااَعْلَمُ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ قَالَ بِغَیْرِ هٰذَااِلَّا الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَکِلَاهُمَا لَیْسَ بِفَقِیْهٍ وَلَاحُجَّةَ فِیْمَاقَالَهٗ ـ قَالَ اَبُوْعُمَرَ اِدَّعٰی دَاوٗدُ الْاِجْمَاعَ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَقَالَ لَیْسَ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ وَمَنْ قَالَ بِقَوْلِهٖ مِنَ الرَّافِضَةِ مِمَّنْ یُّعْتَرَضُ بِهٖ عَلَی الْاِجْمَاعِ لِاَنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ (الاستذکار ج6 ص8)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ،امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام شاگرد، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ،ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ ،امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ، لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ،عثمان بتی رحمۃ اللہ علیہ ،عبید اللہ بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ،حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ ،امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ،اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ ،ابوثور رحمۃ اللہ علیہ ،ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ ،اور محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں محل وقوع میں لازم ہوجاتی ہیں اور اس آدمی کیلئے اس کی بیوی اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے اور میں حجاج بن ارطاۃ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اہل السنّت والجماعت میں سے کسی کو نہیں جانتا جو اس کے علاوہ کوئی اور مذہب رکھتا ہو اور یہ دونوں فقیہ نہیں اور ان کی بات حجت نہیں۔ ابوعمر ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ داود نے اس مسئلے میں اجماع کا دعوی کیا ہے اور کہا ہے کہ حجاج بن ارطاۃ اور جو رافضی اجماع کے خلاف مذہب رکھتے ہیں یہ ان لوگوں میں نہیں کہ

جن کی وجہ سے اجماع پر اعتراض کیا جا سکے کیونکہ یہ اہل فقہ میں سے نہیں ہیں۔

(2/13)......امام ابو عمر ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے موطأ امام مالک باب ما جاء فی البتۃ کی دو حدیثیں لکھی ہیں ایک یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فتوی دیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدے تو اس کی بیوی تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہو جاتی ہے دوسری حدیث یہ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آٹھ اکٹھی طلاقیں دینے والے کو کہا کہ اس کی بیوی اس سے جدا ہو گئی یہ حدیثیں نقل کر کے اس کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں قَالَ اَبُوْ عُمَرَ لَيْسَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبْرَيْنِ ذِكْرُ الْبَتَّةَ وَاِنَّمَا فِيْهِمَا وُقُوْعُ الثَّلٰثَةِ مُجْتَمِعَاتٍ غَيْرَ مُتَفَرِّقَاتٍ وَلُزُوْمُهَا وَهُوَمَا لَا خِلَافَ فِيْهِ بَيْنَ اَئِمَّةِ الْفَتْوٰى بِالْاَمْصَارِ وَهُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ جُمْهُوْرِ السَّلَفِ وَالْخِلَافُ فِيْهِ شُذُوْذٌ تَعَلَّقَ بِهٖ اَهْلُ الْبِدْعِ وَمَنْ لَايُلْتَفَتُ اِلٰى قَوْلِهٖ لِشُذُوْذِهٖ عَنْ جَمَاعَةٍ لَايَجُوْزُ عَلٰى مِثْلِهَا التَّوَاطُؤُ عَلٰى تَحْرِيْفِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ (الاستذکار ج 6 ص 3) کہ ان دو حدیثوں میں لفظ البتہ کا ذکر نہیں ہے ان میں صرف اکٹھی طلاقوں کے وقوع اور لزوم کا ذکر ہے اور اس میں ائمہ فتوی کے درمیان کہیں پر بھی کوئی اختلاف نہیں اور جمہور سلف سے یہی مذہب منقول ہے اور اہل بدعت کا اس میں اختلاف کرنا شاذ ہے کیونکہ اہل بدعت نے ایسی جماعت سے جدا مذہب اختیار کیا ہے کہ ان کا کتاب وسنت کی تحریف پر متفق ہونا محال ہے۔

(3/14)......وَرِوَايَةُ طَاوٗسٍ وَهْمٌ وَغَلَطٌ لَمْ يَعْرُجْ عَلَيْهَا اَحَدٌ مِّنْ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالْمَغْرِبِ وَالْمَشْرِقِ وَالشَّامِ

(الاستذکار ج 6 ص 6)

اور طاوس کا یہ نقل کرنا کہ عہد نبوت، عہد صدیقی اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے شروع میں اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں سراسر وہم اور غلط ہے حجاز، عراق، شام اور مشرق ومغرب کا کوئی فقیہ بھی اس کا قائل نہیں۔

(4/15)......وَرَوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ خِلَافُ مَا رَوٰى طَاوٗسٌ فِيْ طَلَاقِ الثَّلٰثِ اَنَّهَا لَازِمَةٌ فِي الْمَدْخُوْلِ بِهَا وَغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا اَنَّهَا ثَلٰثٌ لَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَعَلٰى هٰذَا جَمَاعَةُ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْحَدِيْثِ وَهُمُ الْجَمَاعَةُ وَالْحُجَّةُ وَاِنَّمَا يُخَالِفُ فِيْ ذٰلِكَ اَهْلُ الْبِدْعِ الْخَشْبِيَّةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْخَوَارِجِ عَصَمَنَا اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ (التمہید لابن عبدالبرج23ص378)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو مذہب نقل کیا ہے وہ طاوس کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں لازم ہوجاتی ہیں خواہ عورت کے ساتھ صحبت ہوچکی ہو یا صحبت نہ ہوئی ہو اور وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے حجاز، عراق، شام اور مشرق و مغرب کے تمام علماء، فقہاء اور محدثین کا مذہب یہی ہے اور یہ جماعت ہے اور حجت ہے (اور حدیث میں جماعت کے ساتھ لازم رہنے کا حکم ہے اور جماعت سے جدا ہونے پر نارِ جہنم کی وعید ہے) صرف اور صرف ان کی مخالفت اہل بدعت خشبیہ (فرقہ رافضیہ) معتزلہ اور خوارج نے کی ہے اللہ ہمیں اپنی رحمت سے اس برے مذہب سے محفوظ رکھے۔

(5/16)......وَلَمْ يَخْتَلِفْ فُقَهَاءُ الْاَمْصَارِ وَاَئِمَّةُ الْهُدٰى فِيْمَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِيْ طُهْرٍ مَسَّ فِيْهِ اَوْ لَمْ يَمَسَّ فِيْهِ اَوْ فِيْ حَيْضٍ اَنَّهٗ يَلْزَمُهٗ طَلَاقُهٗ وَلَاتَحِلُّ لَهٗ امْرَاَتُهٗ اِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ (الکافی فی فقہ اہل المدینۃ ج2ص571)

اس میں عالم اسلام کے فقہاء اور ائمہ ہدیٰ (ائمہ مجتہدین) کا کوئی اختلاف نہیں کہ جو آدمی بیوی کو طہر میں جماع سے قبل یا جماع کے بعد تین طلاقیں دے یا حالت حیض

میں تین طلاقیں دے تو یہ تین طلاقیں اس پر لازم ہو جاتی ہیں اور اس کیلئے اس کی مطلقہ بیوی تب حلال ہو گی جب وہ عورت دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے۔

(11)......ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 474ھ

(1/17)......فَمَنْ اَوْقَعَ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ بِلَفْظَةٍ وَّاحِدَةٍ لَزِمَهٗ مَا اَوْقَعَهٗ مِنَ الثَّلٰثِ وَبِهٖ قَالَ جَمَاعَةُ الْفُقَهَاءِ وَحَكَى الْقَاضِيْ اَبُوْ مُحَمَّدٍ فِيْ اِشْرَافِهٖ عَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ يَلْزَمُهٗ طَلْقَةٌ وَّاحِدَةٌ وَعَنْ بَعْضِ اَهْلِ الظَّاهِرِ لَا يَلْزَمُهٗ شَيْءٌ اِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى مَا نَقُوْلُهٗ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ لِاَنَّ هٰذَا مَرْوِيٌّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَلَا مُخَالِفَ لَهُمْ

(المنتقی شرح الموطا ج3 ص238)

پس جس شخص نے ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں واقع کیں (مثلاً کہا تجھے تین طلاقیں ہیں) تو اس پر تین طلاقیں لازم ہو جائیں گی اور سب فقہاء کا یہی مذہب ہے اور قاضی ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اشراف میں نقل کیا ہے کہ بعض اہل بدعت کے نزدیک اکٹھی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی اور یہ قول صرف حجاج بن ارطاۃ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور فقہاء کی مذہب پر دلیل صحابہ کرام کا اجماع ہے کیونکہ یہ مذہب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور کسی صحابی نے ان کی مخالفت نہیں کی۔

(12)............محمد بن الفرج القرطبی المتوفی ۴۹۷ھ لکھتے ہیں

وَتَعَلَّقَ بِهٰذَا بَعْضُ اَصْحَابِ الظَّاهِرِ وَرَاَوْا اَنَّ الطَّلَاقَ فِي الْحَيْضِ

لَایَلْزَمُ اِلَّا مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا اَوْ آخِرَ تَطْلِیْقَۃٍ فَاِنَّہٗ یَلْزَمُ بِاِجْمَاعٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ کُلِّھِمْ

(اقضیۃ رسول اللہ ﷺ ج اص ۲۷ لمحمد بن الفرج القرطبی المتوفی ۴۹۷ھ)

(1/18)......اس کے ساتھ بعض اصحاب ظاہر نے اس بات پر دلیل پکڑی ہے کہ حالت حیض میں طلاق لازم نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ آدمی اکٹھی تین طلاقیں دے یا آخری تیسری طلاق دے تو سب علماء کا اجماع ہے کہ وہ لازم ہوجاتی ہیں۔

چھٹی صدی

(13)......علامہ ابن رشد المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 520ھ لکھتے ہیں۔

(1/19)......لَایَجُوْزُ عِنْدَ مَالِکٍ اَنْ یُّطَلِّقَھَا ثَلَاثًا فِیْ کَلِمَۃٍ وَّاحِدَۃٍ فَاِنْ فَعَلَ لَزِمَہٗ ذٰلِکَ وَھُوَ مَذْھَبُ جَمِیْعِ الْفُقَھَاءِ وَعَامَّۃِ الْعُلَمَاءِ لَایَشُذُّ فِیْ ذٰلِکَ عَنْھُمْ اِلَّا مَنْ لَّا یُعْتَدُّ بِخِلَافِہٖ مِنْھُمْ

(المقدمات الممہد ات لابن رشد المالکی المتوفی 520ھ ص 501، 502)

ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی تین طلاق دینا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں تاہم اگر کوئی اس طرح تین طلاقیں اکٹھی دیدے تو وہ لازم ہوجاتی ہیں اور تمام فقہاء اور جمہور علماء کا مذہب یہی ہے اور جو ان سے جدا مذہب اختیار کرے اس کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(2/20)......کسی مفتی نے تین طلاق کے ایک ہونے کا فتوی دیا تو اس کے بارے میں وقت کے حاکم نے خط لکھ کر علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا اس کے جواب میں علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

وَالْقَوْلُ بِاَنَّ الْمُطَلَّقَۃَ ثَلَاثًا فِیْ کَلِمَۃٍ وَّاحِدَۃٍ لَاتَحِلُّ لِمُطَلِّقِھَا اِلَّا

بَعْدَ زَوْجٍ مِمَّا اَجْمَعَ عَلَيْهِ فُقَهَاءُ الْاَمْصَارِ وَلَمْ يَخْتَلِفُوْا فِيْهِ فَالْكَاتِبُ الَّذِیْ ذَكَرْتَ عَنْهُ اَنَّهٗ يُحِلُّهَا قَبْلَ زَوْجٍ وَيَكْتُبُ فِیْ ذٰلِكَ مُرَاجَعَةً رَجُلٌ جَاهِلٌ قَلِيْلُ الْمَعْرِفَةِ ضَعِيْفُ الدِّيْنِ فَعَلَ مَالَايَسُوْغُ لَهٗ بِاِجْمَاعٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذْ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ الْاِجْتِهَادِ فَتَسُوْغُ لَهٗ مُخَالَفَةُ مَااَجْمَعَ عَلَيْهِ فُقَهَاءُ الْاَمْصَارِ مَالِكٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهُمْ وَاِنَّمَا فَرْضُهٗ تَقْلِيْدُ عُلَمَاءِ وَقْتِهٖ فَلَا يَصِحُّ لَهٗ اَنْ يُّخَالِفَهُمْ بِرَاْيِهٖ فَالْوَاجِبُ اَنْ يُّنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ فَاِنْ لَّمْ يَنْتَهِ عَنْهُ اُدِّبَ عَلَيْهِ وَكَانَتْ جَرْحَةً فِيْهِ تُسْقِطُ اِمَامَتَهٗ وَشَهَادَتَهٗ۔

وَاَجَابَ مَنْ يَّنْقُلُ رَدَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا فِیْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ دُوْنَ زَوْجٍ لَيْسَ هُوَ بِجَرْحَةٍ اِلَّا اَنْ يَّعْتَقِدَ هٰذَا وَيَرَاهُ حَقًّا اَوْ ثَبَتَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَهٗ فِیْ خَاصَّتِهٖ اَوْ اَفْتٰى غَيْرَهٗ بِهٖ فَهُوَ يُسْقِطُ شَهَادَتَهٗ لِتَعَلُّقِهٖ بِقَوْلٍ شَاذٍّ عَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ وَبَعْضِ اَهْلِ الظَّاهِرِ وَتَرْكِ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ فَاِنْ كَانَ اِنَّمَا عَنٰى بِقَوْلِهٖ اَنَّهٗ رَاٰى بِهٰذَا الْقَوْلِ لِمَنْ قَالَهٗ اَوْ سَمِعَهٗ مِنْهُ فَلَيْسَ بِجَرْحَةٍ

(فتاوی ابن رشد المالکی المتوفی ص1393،1397)

یہ مذہب کہ اکٹھی تین طلاقوں کے بعد عورت طلاق دینے والے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوتی مگر دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کے بعد ایسا مذہب ہے جس پر عالم اسلام کے فقہاء کا اجماع ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں پس جو شخص دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح سے پہلے محض رجوع کرنے کے ساتھ اس عورت کے پہلے خاوند کیلئے حلت کا فتوی دیتا ہے وہ جاہل اور قلیل العلم ہے اور دین کے اعتبار سے کمزور ہے اس نے ایسا کام کیا ہے کہ اہل علم یعنی عالم اسلام کے فقہاء امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان فقہاء کے تلامذہ کے اجماع کی وجہ سے اس کیلئے جائز نہیں، حکام پر واجب ہے کہ اکٹھی تین طلاق

کے بعد رجوع کے فتوی دینے والے مفتی کو اس سے روکا جائے اور اگر وہ اس سے نہ رکے تو اس پر تعزیر لگائی جائے اور اس کا اجماع کے خلاف عقیدہ وفتوی ایسی جرح ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی امامت اور شہادت ساقط ہو جاتی ہے۔ جو آدمی اکٹھی تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے پہلے خاوند کیلئے اس عورت کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور اس کو حق سمجھتا ہے یا اپنے بارے میں اس پر عمل کرتا ہے یا دوسروں کو یہی فتوی دیتا ہے تو اس سے وہ مردود الشہادت ہے کیونکہ اس نے اجماع کو چھوڑ کر بعض اہل بدعت کے شاذ قول کو پکڑا ہے اور متقدمین اور متاخرین جمہور علماء کے قول کو چھوڑ دیا ہے۔ البتہ اگر اس کا یہ عقیدہ نہ ہو اور اس پر فتوی بھی نہ دے اور اس پر عمل بھی نہ کرے اور محض دوسرے کا قول نقل کرے تو یہ جرح نہیں (جیسا کہ قرآن کریم میں یہود ونصاری کے اقوال بیان ہوئے ہیں یا جیسے اہل حق اپنی کتابوں میں اہل باطل کا باطل قول نقل کر دیتے ہیں)

(14)......ابو عبداللہ محمد بن علی بن عمر المازری المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۳۶ھ

نمبر 1/21......قَالَ الْاِمَامُ طَلَاقُ الثَّلٰثِ فِیْ مَرَّةٍ وَّاحِدَةٍ وَاقِعٌ لَازِمٌ عِنْدَ کَافَّةِ الْعُلَمَاءِ...... وَذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الظَّاهِرِ اِلٰی اَنَّ اِیْقَاعَ الثَّلٰثِ وَاحِدَةٌ وَهُوَ مَذْهَبُ طَاؤسٍ وَقِیْلَ هُوَ مَذْهَبُ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَقَدْ رُوِیَ عَنْهُمَا اَنَّهٗ لَا یَلْزَمُ مِنْهَا شَیْءٌ وَهٰذَانِ قَوْلَانِ لَمْ یَقُلْ بِهِمَا اَحَدٌ مِنْ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ وَاَئِمَّةِ الْفَتْوٰی (اکمال المعلم ج5 ص10، 11)

امام مازری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں سب علماء کے نزدیک لازم اور واقع ہو جاتی ہیں اور بعض ظاہریہ اس طرف گئے ہیں کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں اور طاوس، حجاج بن ارطاۃ اور محمد بن اسحاق کا مذہب یہی ہے، حجاج بن ارطاۃ اور محمد بن اسحاق سے یہ روایت بھی ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں سے ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی اور یہ دونوں قول ایسے ہیں کہ عالم اسلام کے فقہاء اور ائمہ فتوی میں سے کوئی بھی ان کا قائل نہیں۔

(15)......علامہ ابن العربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۳ھ لکھتے ہیں

نمبر 22/1......فَأَمَّا مَنْ قَالَ إِنَّ مَعْنَاهُ الطَّلَاقُ الْمَشْرُوعُ فَصَحِيحٌ ؛ لَكِنَّ الشَّرْعَ يَتَضَمَّنُ الْفَرْضَ وَالسُّنَّةَ وَالْجَائِزَ وَالْحَرَامَ ، فَيَكُونُ الْمَعْنَى بِكَوْنِهِ مَشْرُوعًا أَحَدُ أَقْسَامِ الْمَشْرُوعِ الثَّلَاثَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ ، وَهُوَ الْمَسْنُونُ ؛ وَقَدْ كُنَّا نَقُولُ بِأَنَّ غَيْرَهُ لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ ، لَوْلَا تَظَاهُرُ الْأَخْبَارِ وَالْآثَارِ وَانْعِقَادُ الْإِجْمَاعِ مِنْ الْأُمَّةِ بِأَنَّ مَنْ طَلَّقَ طَلْقَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَنَّ ذَلِكَ لَازِمٌ لَهُ ، وَلَا احْتِفَالَ بِالْحَجَّاجِ وَإِخْوَانِهِ مِنَ الرَّافِضَةِ ، فَالْحَقُّ كَائِنٌ قَبْلَهُمْ .فَأَمَّا مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ فِي أَنَّهُ حَرَامٌ فَلَا مَعْنَى لِلِاشْتِغَالِ بِهِ هَاهُنَا فَإِنَّهُ مُتَّفِقٌ مَعَنَا عَلَى لُزُومِهِ إِذَا وَقَعَ.

(أحکام القرآن لابن العربی ج1 ص377)

بہر حال جس نے کہا کہ الطلاق مرتان سے مراد طلاق مشروع ہے اس کا یہ قول صحیح ہے لیکن شریعت چار حکموں کو شامل ہے فرض، سنت، جائز اور حرام، آیت کا معنی یہ ہے کہ طلاق مشروع کی مذکورہ تین قسموں میں سے ایک قسم طلاق مسنون ہے اگر اس بات پر احادیث اور آثار متواتر نہ ہوتے اور امت کا اجماع منعقد نہ ہوتا کہ جو آدمی دو یا تین طلاقیں دے وہ لازم ہو جاتی ہیں تو ہم بھی کہتے کہ اس مسنون طریقہ طلاق کے علاوہ مشروع نہیں ہیں (لیکن احادیث و آثار اور اجماع کی وجہ سے دو یا تین طلاق اکٹھی دینا بھی مشروع ہے) اور حجاج اور اس کے رافضی بھائیوں کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ حق وہ ہے جو ان سے پہلے موجود تھا، رہا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب کہ دو اور تین اکٹھی طلاقیں دینا حرام ہیں تو اس مقام میں اس کے درپے ہونا بے معنی ہے کیونکہ وہ دو اور تین اکٹھی طلاقوں کے لازم ہونے پر ہمارے ساتھ متفق ہیں۔

نمبر 23/2......قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ الْمَالِكِيُّ زَلَّ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ فَقَالُوْا إِنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ فِيْ كَلِمَةٍ لَايَلْزَمُ وَجَعَلُوْهُ وَاحِدَةً وَّنَسَبُوْهُ إِلَى السَّلَفِ

الْاَوَّلِ فَحَکَوْهُ عَنْ عَلِيٍّ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَعَزَوْهُ اِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةٍ الضَّعِيْفِ الْمَنْزِلَةِ الْمَغْمُوْرِ الْمَرْتَبَةِ وَرَوَوْا فِىْ ذٰلِكَ حَدِيْثًا لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ وَغَوٰى قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَسَائِلِ فَتَبِعُوْا لِهٰؤُلَاءِ الْمُبْتَدِعَةِ فِيْهِ وَقَالُوْا اِنَّ قَوْلَهٗ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا كِذْبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُطَلِّقْ ثَلَاثًا كَمَالَوْ قَالَ طَلَّقْتُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُطَلِّقْ اِلَّا وَاحِدَةً وَكَمَالَوْ قَالَ اَحْلِفُ ثَلَاثًا كَانَتْ يَمِيْنًا وَّاحِدَةً

(مُنَبِّهَةٌ) وَّلَقَدْ طَوَّفْتُ فِىْ الْآفَاقِ وَلَقِيْتُ مِنْ عُلَمَاءِ الْاِسْلَامِ وَاَرْبَابِ الْمَذَاهِبِ كُلِّ صَقَّاقٍ آفَاقٍ فَمَاسَمِعْتُ لِهٰذِهِ الْمَقَالَةِ بِخَبَرٍ وَّلَا اَحْسَسْتُ لَهَا بِاَثَرٍ اِلَّا الشِّيْعَةَ الَّذِيْنَ يَرَوْنَ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ جَائِزًا وَّلَا يَرَوْنَ الطَّلَاقَ وَاقِعًا وَلِذٰلِكَ قَالَ فِيْهِمْ ابْنُ سَكَرَةَ السُّنِّيُّ الْهَاشِمِيُّ "يَامَنْ يَّرَى الْمُتْعَةَ فِىْ دِيْنِهٖ ......حَلَالًا وَّاِنْ كَانَتْ بِلَامَهْرٍ ......وَلَا يَرٰى سَبْعِيْنَ طَلْقَةً ......تَبِيْنُ مِنْهُ رَبَّةُ الْخِدْرِ ......مِنْ هَاهُنَا طَابَتْ مَوَالِيْدُكُمْ ......فَاغْتَنِمُوْهَا يَا بَنِىْ صَخْرٍ "وَقَدِ اتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْاِسْلَامِ وَاَرْبَابُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ فِىْ الْاَحْكَامِ عَلٰى اَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ فِىْ كَلِمَةٍ وَّاِنْ كَانَ حَرَامًا فِىْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ وَبِدْعَةً فِىْ قَوْلِ آخَرِيْنَ لَازِمٌ وَاَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْبُؤَسَاءُ مِنْ عَالِمِ الدِّيْنِ وَعَلَمِ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيِّ وَقَدْ قَالَ فِىْ صَحِيْحِهٖ بَابُ جَوَازِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ وَذَكَرَ حَدِيْثَ اللِّعَانِ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُغَيِّرْ عَلَيْهِ النَّبِىُّ ﷺ وَلَا يُقِرُّ عَلَى الْبَاطِلِ وَلِاَنَّهٗ جَمَعَ مَا فُسِحَ لَهٗ فِىْ تَفْرِيْقِهٖ فَاَلْزَمَتْهُ الشَّرِيْعَةُ حُكْمَهٗ وَمَانَسَبُوْهُ اِلَى الصَّحَابَةِ كِذْبٌ بَحْتٌ لَا اَصْلَ لَهٗ فِىْ كِتَابٍ وَّلَا رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَحَدٍ وَّقَدْ اَدْخَلَ مَالِكٌ فِىْ مُوَطَّئِهٖ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْحَرَامَ

ثَلَاثٌ لَازِمَةٌ فِیْ كَلِمَةٍ فَهٰذَا فِیْ مَعْنَاهُ فَكَيْفَ إِذَا صَرَّحَ بِهٖ وَاَمَّا حَدِيْثُ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةٍ فَغَيْرُ مَقْبُوْلٍ فِی الْمِلَّةِ وَلَا عِنْدَ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ فَاِنْ قِيْلَ فَفِیْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّذَكَرَ حَدِيْثَ اَبِی الصَّهْبَاءِ الْمَذْكُوْرَ قُلْنَا هٰذَا لَا مُتَعَلَّقَ فِيْهِ مِنْ خَمْسَةِ اَوْجُهٍ اَلْاَوَّلُ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ مُّخْتَلَفٌ فِیْ صِحَّتِهٖ فَكَيْفَ يُقَدَّمُ عَلٰی اِجْمَاعِ الْاُمَّةِ ؟ وَلَمْ يُعْرَفْ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ خِلَافٌ اِلَّا عَنْ قَوْمٍ انْحَطُّوْا عَنْ رُتْبَةِ التَّابِعِيْنَ وَقَدْ سَبَقَ الْعَصْرَانِ الْكَرِيْمَانِ وَالْاِتِّفَاقُ عَلٰی لُزُوْمِ الثَّلَاثِ فَاِنْ رَوَوْا ذٰلِكَ عَنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ فَلَا تَقْبَلْ مِنْهُمْ اِلَّا مَا يَقْبَلُوْنَ مِنْكُمْ نَقْلَ الْعَدْلِ عَنِ الْعَدْلِ وَلَا تَجِدُ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةَ مَنْسُوْبَةً اِلٰی اَحَدٍ مِّنَ السَّلَفِ الْاَوَّلِ اَبَدًا اَلثَّانِیْ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَمْ يُرْوَ اِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّلَمْ يُرْوَ عَنْهُ اِلَّا مِنْ طَرِيْقِ طَاوٗسٍ فَكَيْفَ يُقْبَلُ مَا لَمْ يَرْوِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ اِلَّا وَاحِدٌ وَّمَا لَمْ يَرْوِهٖ عَنْ ذٰلِكَ الصَّحَابِیِّ اِلَّا وَاحِدٌ؟ وَّكَيْفَ خَفِیَ عَلٰی جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ وَسَكَتُوْا عَنْهُ اِلَّا ابْنَ عَبَّاسٍ ؟ وَّكَيْفَ خَفِیَ عَلٰی اَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا طَاوٗسٍ

(الناسخ والمنسوخ لابن العربی ج ۲ ص ۸۷ تا ۹۰، اضواء البیان ج 1 ص 130، تہذیب السنن لابن القیم ج ۳ ص ۱۲۸)

ابن عربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پھسل گئی پس انھوں نے کہا کہ تین طلاقیں بیک کلمہ لازم نہیں ہوتیں اور انھوں نے ان تین طلاقوں کو ایک قرار دیا ہے اور اس مذہب کو انھوں نے پہلے سلف کی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ انھوں نے یہ مذہب حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اس کو کمزور و ہیچ مرتبہ حجاج بن ارطاۃ کی طرف منسوب کیا ہے اور انھوں نے اس بارے میں ایک ایسی حدیث نقل کی ہے جس کی

کوئی اصل نہیں ہے اور اہل مسائل کی ایک قوم گمراہ ہوئی پس انھوں نے اس مسئلہ میں ان اہل بدعت کی اتباع کی اور چونکہ ان کے نزدیک تین طلاقیں ایک ہیں اس لیے انھوں نے کہا کہ طلاق دہندہ کا بیوی کو یہ کہنا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں یا میں نے تجھے تین طلاقیں دیں جھوٹ ہے کیونکہ اس نے تین طلاقیں نہیں دیں بلکہ ایک طلاق دی ہے جیسا کہ اگر وہ یہ کہے کہ میں تین قسمیں اٹھاتا ہوں تو وہ ایک قسم ہوتی ہے۔

تنبیہ: تحقیق میں دنیا کے کونے کونے میں پھرا ہوں اور اسلام کے تمام علماء اور تمام مذاہب والے ماہرین سے ملا ہوں میں نے اس مسئلہ (کہ تین طلاق ایک ہے) کی (کسی کے پاس) خبر نہیں پائی اور نہ میں نے اس کا نشان کہیں پایا ہے سوائے شیعوں کے جو نکاح متعہ کو جائز سمجھتے ہیں اور (اکٹھی تین) طلاق کو واقع نہیں سمجھتے اسی لیے ان کے بارے میں ابن سکرہ سنی ہاشمی ان پر تعریض اور طعن کرتے ہوئے کہتے ہیں

شعر

اے وہ شخص جو اپنے دین میں متعہ کو جائز سمجھتا ہے اگر چہ بغیر مہر کے ہو

اور نہیں سمجھتا کہ ستر طلاقوں سے بھی پردہ نشین عورت جدا ہو جائے گی

اسی (متعہ اور تین طلاقوں کے بعد رجوع کی) وجہ سے تمھاری اولادیں بہترین ہیں

پس اے بنو صحران اولادوں کو غنیمت جانو

تمام علماء اسلام اور ماہرین شریعت اس بات پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ (دی جائیں تو) لازم ہو جاتی ہیں اگر چہ بعض علماء کے قول میں یہ حرام اور بعض علماء کے قول میں بدعت ہیں۔

کہاں یہ علمی یتیم اور کہاں عالم دین اور اسلام کے علم بردار امام محمد بن اسماعیل بخاری انھوں نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں کہا ہے ''باب جواز الطلاق الثلاث لقولہ تعالی الطلاق مرتان'' کہ یہ باب تین طلاقوں کے جائز ہونے کے بارے میں ہے اللہ تعالی کے

اس ارشاد کی وجہ سے کہ رجعی طلاقیں دو ہیں (خواہ دو اکٹھی ہوں یا جدا جدا یہی حکم تین طلاق کا ہے)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں حدیث لعان ذکر کی ہے کہ حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی تبدیلی نہ کی حالانکہ آپ باطل کو برقرار نہیں رکھ سکتے نیز جس چیز کو جدا جدا کر کے دینے میں اس کیلئے وسعت تھی اس نے ان کو جمع کر دیا ہے پس شریعت نے اس کے حکم کو لازم کر دیا ہے اور انھوں نے جو (اکٹھی تین طلاق کا ایک ہونا) صحابہ کی طرف منسوب کیا ہے یہ خالص جھوٹ ہے اس کی کوئی اصل نہیں نہ کسی کتاب میں نہ کسی روایت میں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ لفظ حرام کے ایک مرتبہ بولنے سے تین طلاقیں لازم ہو جاتی ہیں پس جب اس لفظ کے مفہوم سے تین اکٹھی طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں تو تین اکٹھی طلاقوں کیلئے صریح لفظ بولنے سے تین طلاقیں کیوں واقع نہ ہوں گی، رہی بات حجاج بن ارطاۃ کی تو وہ نہ امت محمدیہ میں مقبول ہے اور نہ ہی کسی امام کے نزدیک مقبول ہے، اگر یہ سوال کیا جائے کہ صحیح مسلم میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس حدیث سے استدلال پانچ وجوہ کی بناء پر نہیں کیا جا سکتا (۱) پہلی وجہ یہ ہے اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے تو یہ حدیث اجماع امت پر کیسے مقدم ہو سکتی ہے؟ (حالانکہ صحیح حدیث جو خبر واحد ہو وہ بھی اجماع امت پر مقدم نہیں ہوتی اور اس کا تو صحیح ہونا بھی مختلف فیہ ہے) اس مسئلہ میں کوئی اختلاف معروف نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جو تابعین کے رتبہ سے کم درجہ کے ہیں تحقیق صحابہ و تابعین کے دو مبارک زمانے اس طرح گذرے ہیں کہ تمام صحابہ اور تابعین کا اکٹھی تین طلاق کے لازم ہونے پر اتفاق رہا ہے اگر یہ لوگ اپنا مذہب کسی سے نقل کریں تو اس کو قبول نہ کرنا مگر اسی طریقے سے جس طریقے سے وہ تجھ سے قبول کرتے ہیں یعنی صحیح سند کے ساتھ کہ اس کے تمام راوی عادل ہوں اور صحیح سند کے ساتھ یہ مسئلہ اسلاف یعنی صحابہ میں سے کسی سے بھی

ثابت نہیں (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کو صرف اور صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں ان کے علاوہ دوسرا کوئی صحابی اس کو نقل نہیں کرتا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صرف طاوس نقل کرتا ہے ان کا کوئی اور شاگرد اس حدیث کو نقل نہیں کرتا تو ایسی حدیث کیسے قبول کی جاسکتی ہے کہ جس کو تمام صحابہ میں سے صرف ایک صحابی نقل کرے پھر اس صحابی کے شاگردوں میں سے صرف اکیلا ایک ہی شاگرد نقل کرے؟ سوال یہ ہے کہ ایسا عام مسئلہ تمام صحابہ پر کیسے مخفی رہا اور سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سب اس سے خاموش رہے اور سوائے طاوس کے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے باقی سب شاگردوں پر یہ مسئلہ کیسے مخفی رہا؟

(16)......قاضی عیاض المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں

نمبر 24 / 1......وَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ مَا عَدَا مَاوَصَفَ فِيْهِ طَلَاقُ بِدْعَةٍ لٰكِنْ اَجْمَعَ اَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى لُزُوْمِهٖ اِذَا وَقَعَ اِلَّا مَنْ لَّا يُعْتَدُّ بِهٖ مِنَ الْخَوَارِجِ وَالرَّوَافِضِ (اکمال المعلم للقاضی عیاض ج5 ص8)

جو کچھ حدیث میں ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حدیث میں بیان کردہ طریقہ طلاق کے ماسوا غیر شرعی طلاق ہے لیکن ائمہ فتوی کا اس کے لازم اور واقع ہونے پر اجماع ہے مگر خوارج اور روافض کا مذہب اس سے مختلف ہے لیکن ان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں

(17)......علامہ ابوالمظفر یحیی بن محمد الشیبانی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 560ھ لکھتے ہیں

نمبر 25 / 1......وَاتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ كَلِمَاتٍ فِيْ حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ فِيْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اخْتَلَفُوْا بَعْدَ وُقُوْعِهٖ وَنُفُوْذِهٖ هَلْ هُوَ طَلَاقُ سُنَّةٍ اَوْ بِدْعَةٍ؟ (اختلاف الائمۃ العلماء ص167 ج2)

اور مجتہدین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ ہوں یا ایک مجلس میں مختلف کلمات کے ساتھ ہوں یا ایک طہر میں ہوں وہ نافذ اور واقع ہو جاتی ہیں پھر

اس میں مجتہدین کا اختلاف ہے کہ وقوع اور نفاذ کے بعد یہ شرعی طلاق ہے یا غیر شرعی۔

علامہ ابوالمظفر یحیی بن محمد بن ہبیرہ الشیبانی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵٦۰ھ حدیث ابوالصہباء ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

نمبر 26 / 2......هٰذَا الْحَدِيْثُ قَدْ وَرَدَ هٰكَذَا وَعَمِلَ الْاُمَّةُ عَلٰى خِلَافِهٖ وَمَا عَمِلَهٗ عُمَرُ قَدْ تَلَقَّتْهُ الْاُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ فَاَجْمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ اِلَّا مَنْ لَّايُعْتَدُّ بِخِلَافِهٖ

(الافصاح عن معانی الصحاح ج3 ص224 حدیث نمبر 1189)

یہ حدیث اس طرح مروی ہے جبکہ امت کا عمل اس کے خلاف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ کیا اس کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے سوائے ان لوگوں کے جن کی مخالفت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

(18)......علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 587ھ لکھتے ہیں

نمبر 27 / 1......وَاَمَّا حُكْمُ طَلَاقِ الْبِدْعَةِ فَهُوَ اَنَّهٗ وَاقِعٌ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اَنَّهٗ لَايَقَعُ وَهُوَ مَذْهَبُ الشِّيْعَةِ اَيْضًا

(بدائع الصنائع ج7 ص39)

طلاق بدعت کا حکم یہ ہے کہ وہ جمہور علماء کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور شیعہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

ساتویں صدی

(19)......علامہ قرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 671ھ لکھتے ہیں

نمبر 28 / 1......قَالَ عُلَمَاءُ نَا وَاتَّفَقَ اَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى لُزُوْمِ اِيْقَاعِ الطَّلَاقِ الثَّلٰثِ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ السَّلَفِ وَشَذَّ طَاوٗسٌ وَبَعْضُ اَهْلِ الظَّاهِرِ اِلٰى اَنَّ طَلَاقَ الثَّلٰثِ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ يَّقَعُ وَاحِدَةً ...... وَجُمْهُوْرُ

السَّلَفِ وَالْاَئِمَّةِ اَنَّهٗ لَازِمٌ وَاقِعٌ ثَلَاثًا وَلَافَرْقَ بَيْنَ اَنْ يُّوْقِعَ ثَلَاثًا مُجْتَمِعَةً فِيْ كَلِمَةٍ اَوْ مُتَفَرِّقَةً فِيْ كَلِمَاتٍ (تفسیر القرطبی ج3 ص129)

ہمارے علماء نے کہا ہے کہ ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع اور لزوم پر ائمہ فتوی کا اتفاق ہے اور جمہور سلف کا قول یہی ہے البتہ طاوس اور بعض اہل ظاہر کا شاذ قول یہ ہے کہ ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں واقع کی جائیں تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور جمہور سلف اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں خواہ یہ اکٹھی تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ واقع کی جائیں یا متفرق کلمات کے ساتھ۔

نمبر 29 / 2......وَقَوْلُهٗ (وَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَ ثَلَاثًا ؛ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ ، وَعَصَيْتَ اللّٰهَ ؛ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ مِنْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ مُحَرَّمٌ لَازِمٌ إِذَا وَقَعَ وَهُوَ مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ .

(المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم ج13 ص72)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ''اگر تو نے اکٹھی تین طلاقیں دیں تو بیوی تجھ پر حرام ہے جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے اور تو نے اللہ کی نافرمانی کی ہے'' دلیل ہے اس بات پر کہ ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے لیکن اس کے باوجود طلاق لازم ہوجاتی ہے۔ جمہور کا مذہب یہی ہے۔

نمبر 30 / 3......(أَلَمْ يَكُنْ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً ، فَقَالَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ ، فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَجَازَهٗ عُمَرُ عَلَيْهِمْ تَمَسَّكَ بِظَاهِرِ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ شُذُوْذٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ ، فَقَالُوْا إِنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ فِيْ كَلِمَةٍ يَقَعُ وَاحِدَةً ؛ وَهُمْ طَاوُوْسٌ ، وَبَعْضُ أَهْلِ الظَّاهِرِ وَقِيْلَ هُوَ مَذْهَبُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، وَالْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةٍ ، وَقِيْلَ عَنْهُمَا لَا يَلْزَمُ مِنْهُ شَيْءٌ.

وَهُوَ مَذْهَبُ مُقَاتِلٍ ، وَّالْمَشْهُوْرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةٍ وَّجُمْهُوْرُ السَّلَفِ وَالْأَئِمَّةِ :أَنَّهُ لَازِمٌ وَاقِعٌ ثَلَاثًا ، وَلَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يُّوْقِعَ مُجْتَمِعًا فِيْ كَلِمَةٍ أَوْ مُفَرَّقًا فِيْ كَلِمَاتٍ ، غَيْرَ أَنَّهُمْ اخْتَلَفُوْا فِيْ جَوَازِ إِيْقَاعِهِ

(المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم ج13 ص76)

(کیا تین طلاقیں ایک نہیں تھیں؟ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ ایک تھیں پھر جب حضرت عمرؓ کے دور میں لوگوں نے لگا تار اکٹھی طلاقیں دینی شروع کر دیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو نافذ کر دیا) ان روایتوں کے ظاہر سے سواد اعظم سے جدا ہونے والے بعض اہل علم نے دلیل پکڑی ہے انھوں نے کہا کہ ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے اس کے قائل طاوس اور بعض اہل ظاہر ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن اسحاق اور حجاج بن ارطاۃ کا مذہب بھی یہی ہے اور ان دونوں کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے نزدیک اس طرح تین طلاق دینے سے ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی جیسا کہ مقاتل کا یہی مذہب ہے اور حجاج بن ارطاۃ کا بھی مشہور مذہب یہی ہے۔ لیکن جمہور سلف وائمہ کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاق دینے سے تین طلاقیں لازم اور واقع ہو جاتی ہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ یہ تین طلاقیں اکٹھی ایک کلمہ کے ساتھ دی جائیں یا متفرق کلمات کے ساتھ دی جائیں البتہ جمہور کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے یا حرام ہے۔

(20)......علامہ ابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 682ھ لکھتے ہیں

نمبر 31 / 1......اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَهِيَ ثَلَاثٌ وَاِنْ نَّوٰى وَاحِدَةً لَا نَعْلَمُ فِيْهِ خِلَافًا (المغنی لابن قدامہ المتوفی ج16 ص473)

اور جب کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو یہ تین طلاقیں ہوں گی اگر چہ ایک طلاق کی نیت کی ہو اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

آٹھویں صدی

(21)......ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ الشافعی من علماء القرن الثامن الہجری

نمبر 32 / 1......اِتَّفَقَ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ عَلٰى اَنَّ الطَّلَاقَ فِيْ الْحَيْضِ لِمَدْخُوْلٍ بِهَا اَوْ فِيْ طُهْرٍ جَامَعَ فِيْهِ مُحَرَّمٌ اِلَّا اَنَّهٗ يَقَعُ وَكَذٰلِكَ جَمْعُ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ مُحَرَّمٌ وَّيَقَعُ وَاخْتَلَفُوْا بَعْدَ وُقُوْعِهٖ هَلْ هُوَ الطَّلَاقُ سُنَّةٌ اَوْ بِدْعَةٌ ؟ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ هُوَ طَلَاقُ بِدْعَةٍ وَّقَالَ الشَّافِعِيُّ هُوَ طَلَاقُ سُنَّةٍ وَّعَنْ اَحْمَدَ رِوَايَتَانِ كَالْمَذْهَبَيْنِ (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص 218)

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اس پر متفق ہیں کہ جس عورت کے ساتھ صحبت ہو چکی ہو اس کو حالت حیض میں طلاق دینا یا طہر میں صحبت کرنے کے بعد طلاق دینا حرام ہے لیکن حرام ہونے کے باوجود طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی طرح اکٹھی تین طلاق دینا بھی حرام ہے لیکن یہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ تین طلاقوں کے وقوع پر اتفاق کے بعد اس میں اختلاف ہے کہ یہ طلاق شرعی ہے یا غیر شرعی ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدی طلاق غیر شرعی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طلاق شرعی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں قول منقول ہیں۔

(22)......عبد الرحمٰن بن احمد ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 795ھ

نمبر 33 / 1......اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِيْنَ وَلَا مِنْ اَئِمَّةِ السَّلَفِ الْمُعْتَدِّ بِقَوْلِهِمْ فِيْ الْفَتَاوٰى فِيْ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ شَيْءٌ

صَرِیْحٌ فِیْ اَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ بَعْدَ الدُّخُوْلِ یُحْسَبُ وَاحِدَۃً اِذَا سِیْقَ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ (شرح علل الترمذی لابن رجب ج 1 ص 253، الاشفاق علی احکام الطلاق ص 41)

جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور وہ ائمہ سلف کہ جن کا حلال وحرام میں قول معتبر ہے ان میں سے کسی سے اس بارے میں کوئی صریح قول منقول نہیں کہ تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ مدخولہ بیوی کے حق میں ایک شمار ہوتی ہے۔

نمبر 2/34......وَقَالَ ابْنُ رَجَبَ لَانَعْلَمُ مِنَ الْاُمَّۃِ اَحَدًا خَالَفَ فِیْ ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ مُخَالَفَۃً ظَاھِرَۃً وَلَا حُکْمًا وَّلَا قَضَاءً وَّلَا عِلْمًا وَّلَا اِفْتَاءً وَّلَمْ یَقَعْ ذٰلِکَ اِلَّا مِنْ نَفَرٍ یَّسِیْرٍ جِدًّا وَقَدْ اَنْکَرَہٗ عَلَیْھِمْ مَنْ عَاصَرَھُمْ غَایَۃَ الْاِنْکَارِ وَکَانَ اَکْثَرُھُمْ یَسْتَخْفِیْ بِذٰلِکَ وَلَایُظْھِرُہٗ فَکَیْفَ یَکُوْنُ اِجْمَاعُ الْاُمَّۃِ عَلٰی اِخْفَاءِ دِیْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ شَرَعَہٗ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِہٖ وَاتِّبَاعِ اجْتِھَادِمَنْ خَالَفَہٗ بِرَاْیِہٖ فِیْ ذٰلِکَ ھٰذَا لَایَحِلُّ اعْتِقَادُہٗ اَلْبَتَّۃَ (الاشفاق ص 63،64)

علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں امت میں سے ہم کسی کو نہیں جانتے جس نے اس مسئلہ میں قضاء، فیصلہ، علم اور فتوی دینے میں واضح مخالفت کی ہو اور ایسا بہت ہی قلیل لوگوں سے ہوا ہے اور پھر ان کے ہم عصر علماء نے ان پر بہت زیادہ نکیر کی اور ان میں سے اکثر اس کو چھپاتے تھے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ امت کا کیسے اجماع ہو سکتا ہے اللہ تعالی کے اس دین کے چھپانے پر جس دین کو اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جاری کیا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنی رائے سے اجماع کی مخالفت کی ہے ان کے اجتہاد کی پیروی کرنے پر امت کا اجماع ہو جائے یہ ایسی بات ہے جس کا اعتقاد رکھنا بالکل جائز نہیں (اگر ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جائے تو یہ ناجائز اور باطل اعتقاد لازم آتا ہے)

نوویں صدی

(23)......علامہ محمد بن الابی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 827یا828ھ لکھتے ہیں

نمبر 35 / 1......مَذْهَبُ الْكَافَّةِ اَنَّ الْمُطَلِّقَ ثَلَاثًا فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ تَلْزَمُهُ الثَّلَاثُ وَقَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ وَّابْنُ مُقَاتِلٍ اِنَّمَا تَلْزَمُهُ وَاحِدَةٌ وَقَالَ بِهٖ طَاوٗسٌ وَّبَعْضُ الظَّاهِرِيَّةِ وَعَنْ حَجَّاجٍ اَيْضًا وَابْنِ اِسْحَاقَ لَايَلْزَمُهُ شَيْءٌ وَهٰذَانِ الْقَوْلَانِ لَمْ يَقُلْ بِهِمَا اَحَدٌ مِنْ اَئِمَّةِ الْفَتْوٰى

(اکمال اکمال المعلم ج4 ص109)

تمام مجتہدین اور محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینے والے پر تینوں طلاقیں لازم ہوجاتی ہیں البتہ حجاج بن ارطاۃ اور ابن مقاتل کا قول ہے کہ اس پر صرف ایک طلاق لازم ہوتی ہے طاوس اور بعض ظاہریہ بھی اسی کے قائل ہیں اور محمد بن اسحاق کے نزدیک ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی اور حجاج کا بھی دوسرا قول یہی ہے لیکن یہ دونوں قول ایسے ہیں کہ ائمہ فتوی میں سے کوئی بھی ان کا قائل نہیں۔

(24)......علامہ حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ الحنفی المتوفی 855ھ لکھتے ہیں:

نمبر 36 / 1......وَمَذْهَبُ جَمَاهِيْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْهُمُ الْاَوْزَاعِيُّ وَالنَّخْعِيُّ وَالثَّوْرِيُّ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَمَالِكٌ وَّاَصْحَابُهٗ وَالشَّافِعِيُّ وَاَصْحَابُهٗ وَاَحْمَدُ وَاَصْحَابُهٗ وَاِسْحَاقُ وَاَبُوْثَوْرٍ وَّاَبُوْعُبَيْدٍ وَّآخَرُوْنَ كَثِيْرُوْنَ عَلٰى اَنَّ مَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا وَقَعْنَ وَلٰكِنَّهٗ يَاْثَمُ وَقَالُوْا مَنْ خَالَفَ فِيْهِ فَهُوَ شَاذٌّ مُخَالِفٌ لِاَهْلِ السُّنَّةِ وَاِنَّمَا تَعَلَّقَ بِهٖ اَهْلُ الْبِدْعِ وَمَنْ لَّايُلْتَفَتُ اِلَيْهِ لِشُذُوْذِهٖ عَنِ الْجَمَاعَةِ الَّتِيْ لَايَجُوْزُ عَلَيْهِمُ التَّوَاطُؤُ عَلٰى

تَحْرِيْفِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ (عمدة القاری ج20 ص233)

جمہور تابعین اور تبع تابعین جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ ابوثور رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے دیگر فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے وہ واقع ہو جاتی ہیں اور وہ آدمی گناہ گار ہے اور ان حضرات نے کہا ہے کہ جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اہل السنّت (فرقہ ناجیہ) کی مخالفت کرتا ہے اور جنتی جماعت سے جدا ہونے والا ہے اور اس باطل مذہب کو اہل بدعت نے اور ایسے لوگوں نے اختیار کیا ہے کہ جن کی کوئی اہمیت اور اعتبار نہیں کیونکہ یہ ایسی جماعت حقہ سے جدا ہو گئے ہیں کہ جن کا کتاب وسنت کی تحریف پر متفق ہونا محال ہے۔

(25)......علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ الحنفی المتوفی 861ھ لکھتے ہیں

نمبر 37 / 1......وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى اَنَّهٗ يَقَعُ ثَلٰثٌ وَمِنَ الْاَدِلَّةِ فِيْ ذٰلِكَ ...... اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ ثَمَانِيَ تَطْلِيْقَاتٍ فَقَالَ مَاقِيْلَ لَكَ فَقَالَ قِيْلَ لِيْ بَانَتْ مِنْكَ قَالَ صَدَقُوْا هُوَ مِثْلُ مَايَقُوْلُوْنَ وَظَاهِرُهٗ الْاِجْمَاعُ عَلٰى هٰذَا الْجَوَابِ ...... اِنَّهٗ اِجْمَاعٌ سُكُوْتِيٌّ ...... وَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ مُخَالِفٌ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ وَعَنْ هٰذَا قُلْنَا لَوْ حَكَمَ حَاكِمٌ بِاَنَّ الثَّلٰثَ بِفَمٍ وَّاحِدٍ وَّاحِدَةٌ لَمْ يَنْفُذْ حُكْمُهٗ لِاَنَّهٗ لَايَسُوْغُ الْاِجْتِهَادُ فِيْهِ فَهُوَ خِلَافٌ لَا اخْتِلَافٌ

(فتح القدیر ج7 ص459، 460)

جمہور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ مسلمین کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی

تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اوراس مذہب کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تجھے دوسرے اصحاب نے کیا بتایا ہے اس نے کہا کہ انھوں نے مجھے یہ مسئلہ بتایا ہے کہ بیوی تجھ سے جدا ہوگئی حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے سچ کہا ہے اس کا حکم وہی ہے جوانھوں نے بتایا ہے۔(علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ)ظاہر یہ ہے کہ اس جواب پر صحابہ کا اجماع ہے یعنی اجماع سکوتی ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی مخالفت کرنے والا ظاہر نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حاکم یہ فیصلہ کرے کہ ایک کلمہ کے ساتھ دی گئی اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق ہے تو یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا پس یہی حق ہے اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں۔ کیونکہ اس میں اجتہاد جائز نہیں لہذا تین طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا قول اختلاف نہیں بلکہ مخالفت ہے۔

(26)......علاء الدین علی بن سلیمان المرداوی رحمۃ اللہ علیہ الحنبلی المتوفی 885ھ

نمبر 1/38......وَاِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا مَجْمُوْعَةً قَبْلَ رَجْعَةٍ وَّاحِدَةٍ طُلِّقَتْ ثَلَاثًا وَّاِنْ لَّمْ يَنْوِهَا عَلَى الصَّحِيْحِ مِنَ الْمَذْهَبِ نَصَّ عَلَيْهِ مِرَارًا وَعَلَيْهِ الْاَصْحَابُ بَلِ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَاَصْحَابُهُمْ فِي الْجُمْلَةِ

(الانصاف ج8 ص334)

اگر بیوی کو طلاق کے لفظ تین دفعہ کہے اور درمیان میں رجوع نہیں کیا تو عورت پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی اگر چہ خاوند نے تین طلاقوں کی نیت نہ کی ہو سب حنبلی علماء کا صحیح مذہب یہی ہے اور ائمہ اربعہ اوران کے متبعین علماء کا مذہب یہی ہے۔

دسویں صدی

(27)ابن المبرد جمال الدین یوسف بن الحسن المقدسی رحمۃ اللہ علیہ الحنبلی المتوفی 909ھ

نمبر 39 / 1......اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ فِیْ ذِکْرِ الثَّلَاثِ اِذَا اَتَتْ مُتَفَرِّقَۃً ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃُ لَاخِلَافَ فِیْھَا اِنَّھَا یَقَعُ ثَلَاثًا لَا لِجَمَالِ الدِّیْنِ وَلَا لِلشَّیْخِ تَقِیِّ الدِّیْنِ وَلَا لِابْنِ الْقَیِّمِ وَلَا لِاَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ وَلَا لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ بَلِ الْاِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلٰی اَنَّہٗ یَقَعُ وَتَحْرُمُ عَلَیْہِ اِلَّا اَنْ تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ بِالْکِتَابِ مِنْ قَوْلِہٖ فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَاتَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ (البقرۃ ۲۳۰)عَلٰی مَاذَکَرْنَاہُ وَفِی السُّنَّۃِ اَشْیَاءٌ کَثِیْرَۃٌ وَّالْاِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلَیْہِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ (سیر الحاث الی علم الطلاق الثلاث ص 67)

جب کوئی آدمی تین کلمات کے ساتھ تین طلاقیں دے تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تین واقع ہوجاتی ہیں اس میں جمال الدین شیخ تقی الدین اور ابن القیم یا ان کے علاوہ ائمہ میں سے کسی امام نے بلکہ مسلمانوں میں کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا بلکہ اس پر اجماع منعقد ہے کہ یہ تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور عورت خاوند پر حرام ہوجاتی ہے اور دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کے بغیر اس کیلئے حلال نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں اسی حکم کا بیان ہے فان طلقھا فلاتحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ اور سنت میں بھی اس پر بہت سارے دلائل ہیں اور اجماع اسی پر منعقد ہے۔

(28)......ابوالعباس احمد بن یحیی الونشریسی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 914ھ لکھتے ہیں

نمبر 40/1......وَاَجَابَ الْمَازِرِیُّ: مَذْھَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِیِّ وَالْحَنَفِیِّ لَاتَحِلُّ لَہٗ اِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ وَھُمْ فُقَھَاءُ الْاَقَالِیْمِ وَعُلَمَاءُ الْاَمْصَارِ وَھُوَ الَّذِیْ اَتَحَقَّقُ

وَلَاشَکَّ فِیْہِ......وَقَالَ اَیْضًا وَقَدْ شَذَّ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاۃٍ وَابْنُ مُقَاتِلٍ وَقَالَا لَاتَقَعُ ...... قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِیَاضٍ وَالْحَدِیْثُ مَا رَوَاہُ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ اَبَا الصَّھْبَاءِ الخ ......وَرَوٰی ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ حُصَیْنٍ عَنْ عِکْرَمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ رُکَانَۃُ بْنُ یَزِیْدٍ امْرَاَتَہٗ ثَلَاثًاالخ ......قَالَ الطَّحَاوِیُّ وَھٰذَانِ حَدِیْثَانِ مُنْکَرَانِ قَدْ خَالَفَھُمَا مَا ھُوَاَوْلٰی مِنْھُمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْمَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلَاثًا اَنَّہٗ عَصٰی رَبَّہٗ وَبَانَتْ مِنْہُ امْرَاَتُہٗ وَلَایَنْکِحُھَا اِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ رَوٰی عَنْہُ مِثْلَ ھٰذَا کَثِیْرٌ رَوَاہُ عَنْہُ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَمُجَاھِدٌ وَّعَطَاءٌ وَّعَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ وَّغَیْرُھُمْ وَرُوِیْ ھٰذَا اَیْضًا عَنْ عُمَرَوَ ابْنِہٖ وَعَلِیٍّ وَعُثْمَانَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَعَائِشَۃَ وَاَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَھُوَ الْمَشْھُوْرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ...... وَبِھٰذَاقَالَ جَمِیْعُ التَّابِعِیْنَ وَفُقَھَاءُ الْاَمْصَارِ ...... قَالَ اَبُوْ عُمَرَ وَقَدْ رُوِیَ ھٰذَا عَنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ وَعَطَاءٍ وَاَبِی الشَّعْثَاءِ وَسَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اَبُوعُمَرَ وَغَیْرُہٗ مِنْ اَئِمَّتِنَا اَلْقَوْلُ بِاللُّزُوْمِ مِمَّا لَاخِلَافَ فِیْہِ بَیْنَ اَئِمَّۃِ الْفَتْوٰی بِالْاَمْصَارِ کَمَالِکٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَغَیْرِھِمْ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَھُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ جُمْھُوْرِ السَّلَفِ وَالْخِلَافُ فِیْہِ شُذُوْذٌ (المعیار المعرب ج4 ص435،436)

اکٹھی تین طلاق کے استفتاء کے جواب میں علامہ المازری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاق کے بعد عورت جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے پہلے شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی اور عالم اسلام کے تمام ممالک اور شہروں میں ان ائمہ کی پیروی کی جاتی ہے اس مذہب کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں اور میں بھی اسی کو حق سمجھتا ہوں......البتہ حجاج بن ارطاۃ اور محمد بن

مقاتل نے جماعت حقہ سے جدا مذہب اختیار کر کے کہا ہے کہ تین اکٹھی طلاقوں سے طلاق ہی واقع نہیں ہوتی ...... محمد بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ابوالصہباء والی حدیث اور رکانہ بن یزید رضی اللہ عنہ والی حدیث جن میں تین طلاقوں کے ایک ہونے کا ذکر ہے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں حدیثیں احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں ان دونوں کے مقابلہ میں صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقیں دینے والے شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس سے جدا ہوگئی اور یہ بیوی اس کیلئے تب حلال ہوگی جب وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کے کثیر فتوے مروی ہیں جن کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے یہ حضرات ہیں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نیز یہی فتوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مشہور فتوی بھی یہی ہے اور تمام تابعین اور عالم اسلام کے فقہاء اسی کے قائل ہیں علامہ مازری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوعمر ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سب ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں لازم ہو جاتی ہیں اور عالم اسلام کے ائمہ فتوی (مالک رحمۃ اللہ علیہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں اور جمہور سلف سے بھی یہی منقول ہی اور اس کی مخالفت کرنا اہل السنّت سے جدا ہونا ہے۔

(29)......علامہ قسطلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 923ھ لکھتے ہیں

نمبر 41/1......وَاخْتَلَفُوْا مَعَ الْاِتِّفَاقِ عَلَى الْوُقُوْعِ ثَلَاثًا هَلْ يُكْرَهُ اَوْيَحْرُمُ اَوْ يُبَاحُ اَوْ يَكُوْنُ بِدْعِيًّا اَوْلَا (ارشادالساری للقسطلانی المتوفی ج8 ص132،133)

اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر اتفاق کے باوجود اس میں اختلاف ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا مکروہ ہے یا حرام ہے یا مباح ہے یا غیر شرعی ہے یا نہیں۔

(30)......علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ الحنفی المتوفی 970ھ لکھتے ہیں

نمبر 42/1......وَلَا حَاجَةَ إِلَى الِاشْتِغَالِ بِالْأَدِلَّةِ عَلَى رَدِّ قَوْلِ مَنْ أَنْكَرَ وُقُوعَ الثَّلَاثِ جُمْلَةً لِأَنَّهُ مُخَالِفٌ لِلْإِجْمَاعِ كَمَا حَكَاهُ فِي الْمِعْرَاجِ (البحرالرائق ج9 ص114)

جو آدمی اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع کا انکار کرتا ہے اس کے قول کو رد کرنے کیلئے دلائل میں مشغول ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ قول اجماع کے خلاف ہے جیسا کہ المعراج میں منقول ہے۔(اور اس قول کے باطل ہونے کیلئے اجماع کے خلاف ہونا ہی کافی ہے)

(31)......علامہ ابن حجر الہیتمی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 974ھ لکھتے ہیں

نمبر 43/1......فَمِمَّا خَرَقَ فِيْهِ الْاِجْمَاعَ قَوْلُهُ ......اِنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ يُرَدُّ اِلٰى وَاحِدَةٍ وَّكَانَ هُوَ قَبْلَ اِدِّعَاءِهٖ ذٰلِكَ نَقَلَ اِجْمَاعَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى خِلَافِهٖ (الفتاوی الحدیثیہ ج۱ ص۸۵)

جن مسائل میں ابن تیمیہ نے اجماع کی مخالفت کی ہے ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں کو ایک طلاق کی طرف لوٹایا جائے گا حالانکہ خود اس نے اس دعوی کرنے سے پہلے اس کے خلاف (یعنی تین طلاق کے تین ہونے پر) مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے

گیارھویں صدی

(32)......علامہ ملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ الحنفی المتوفی 1014ھ لکھتے ہیں

نمبر 44/1......وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى اَنَّهٗ يَقَعُ ثَلٰثٌ وَمِنَ الْاَدِلَّةِ فِيْ ذٰلِكَ ...... اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ ثَمَانِيَ تَطْلِيْقَاتٍ فَقَالَ مَاقِيْلَ لَكَ فَقَالَ قِيْلَ لِيْ بَانَتْ مِنْكَ قَالَ صَدَقُوْا هُوَ مِثْلُ مَايَقُوْلُوْنَ وَظَاهِرُهُ الْاِجْمَاعُ عَلٰى هٰذَا الْجَوَابِ ...... اِنَّهٗ اِجْمَاعٌ سُكُوْتِيٌّ ...... وَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ مُخَالِفٌ فَمَاذَابَعْدَ الْحَقِّ اِلَّاالضَّلَالُ وَعَنْ هٰذَا قُلْنَا لَوْ حَكَمَ حَاكِمٌ بِاَنَّ الثَّلٰثَ بِفَمٍ وَّاحِدٍ وَّاحِدَةٌ لَمْ يَنْفُذْ حُكْمُهٗ لِاَنَّهٗ لَايَسُوْغُ الْاِجْتِهَادُ فِيْهِ فَهُوَ خِلَافٌ لَا اخْتِلَافٌ

(مرقاۃ المفاتیح لملاعلی القاری المتوفی ج10 ص241، 242)

جمہور صحابہ اور تابعین اوران کے بعد کے ائمہ مسلمین کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اوراس مذہب کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تجھے دوسرے اصحاب نے کیا بتایا ہے اس نے کہا کہ انھوں نے مجھے یہ مسئلہ بتایا ہے کہ بیوی تجھ سے جدا ہوگئی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے سچ کہا ہے اس کا حکم وہی ہے جو انھوں نے بتایا ہے (ملاعلی القاری فرماتے ہیں کہ) ظاہر یہ ہے کہ اس جواب پر صحابہ کا اجماع ہے یعنی اجماع سکوتی ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی مخالفت کرنے والا ظاہر نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حاکم یہ فیصلہ کرے کہ ایک کلمہ کے ساتھ دی گئی اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق ہے تو یہ فیصلہ نافذ

نہ ہوگا پس یہی حق ہے اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں۔ کیونکہ اس میں اجتہاد جائز نہیں لہذا تین طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا قول اختلاف نہیں بلکہ مخالفت ہے

(33) ابوعبداللہ محمد بن احمد الفاسی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1072ھ لکھتے ہیں

نمبر 45/1......نَقَلَ ابْنُ عَبْدِ الْبِرِّ وَغَيْرُهٗ الْاِجْمَاعَ عَلٰى لُزُوْمِ الثَّلَاثِ فِيْ حَقِّ مَنْ اَوْقَعَهَا وَعَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ اَنَّهٗ اِنَّمَا يَلْزَمُ مُوْقِعَ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ ...... لَا فَرْقَ بَيْنَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا ثَلَاثًا فِيْ كَلِمَةٍ كَقَوْلِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اَوْ يُطَلِّقَهَا ثُمَّ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَهَا اِلَى الثَّلَاثِ اَلْحُكْمُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّهٗ فِيْ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ وَفِيْ كَلِمَةٍ فِيْهِ خِلَافٌ ضَعِيْفٌ

(الاتقان والاحکام فی شرح تحفۃ الحکام ج ا ص ۲۲۰، ۲۲۳)

اکٹھی تین طلاقوں کے لازم ہونے پر ابن عبد البر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے ......خواہ تین طلاقیں بیک کلمہ دے جیسے تجھے تین طلاقیں ہیں یا عورت کو ایک طلاق دے پھر رجوع کرے پھر اس کو طلاق دے پھر رجوع کرے پھر تیسری طلاق دے دونوں صورتوں کا حکم ایک ہی ہے لیکن تین مرتبہ طلاق دینے اور رجوع کرنے والی صورت میں اجماع ہے اور ایک کلمہ کی صورت میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض اہل بدعت کا قول یہ ہے کہ تین طلاقوں کے واقع کرنے سے ایک طلاق لازم ہوتی ہے (لیکن اہل بدعت کا اختلاف اجماع میں حارج نہیں ہوتا)

(34)......خیر الدین الرملی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1081ھ کے فتاوی میں ہے

نمبر 46/1......سُئِلَ فِيْ شَخْصٍ طَلَّقَ زَوْجَتَهٗ ثَلَاثًا مُجْتَمِعَةً فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ فَهَلْ يَقَعْنَ اَمْ لَا ؟ اَجَابَ نَعَمْ يَقَعْنَ اَعْنِي الثَّلَاثَ فِيْ قَوْلِ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ

الْمَشْهُوْرِیْنَ مِنْ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ وَلَا عِبْرَةَ بِمَنْ خَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اَوْ حَكَمَ بِقَوْلِ مُخَالِفِهِمْ (الفتاوی الخیریہ ج1ص48،49)

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں کیا وہ واقع ہوں گی یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں وہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی عالم اسلام کے سب مشہور علماء، فقہاء کا مذہب یہی ہے اور جس نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی ہے یا جس نے اس مخالف کے قول کے مطابق فیصلہ کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

بارھویں صدی

(35)......علامہ مرتضی زبیدی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1205ھ لکھتے ہیں

نمبر 47/1......وَاخْتَلَفُوْا مَعَ الْاِتِّفَاقِ عَلَی الْوُقُوْعِ ثَلَاثًا هَلْ یُكْرَهُ اَوْ یَحْرُمُ اَوْ یُبَاحُ اَوْ یَكُوْنُ بِدْعِیًّا اَوْ لَا (اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی التوفی ج5ص399،)

اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے پر اتفاق کے باوجود اس میں اختلاف ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا مکروہ ہے یا حرام یا مباح، غیر شرعی ہے یا نہیں۔

(36)......ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی التتوی السندی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1138ھ لکھتے ہیں

نمبر 48/1......كَانَ الْجُمْهُوْرُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلٰی وُقُوْعِ الثَّلَاثِ دَفْعَةً (حاشیۃ السندی علی النسائی ج6ص145)

جمہور متقدمین اور متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں

تیرھویں صدی

(37)......محمد بن احمد الدسوقی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1230ھ

(38)......احمد بن محمد الصاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1241ھ

نمبر 49، 50 / 1......وَنَقَلَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَغَيْرُهُ الْإِجْمَاعَ عَلٰى لُزُوْمِ الثَّلَاثِ فِيْ حَقِّ مَنْ اَوْقَعَهَا وَحُكِيَ فِي الْإِرْتِشَافِ عَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ اَنَّهُ اِنَّمَا يَلْزَمُهُ وَاحِدَةٌ وَنَقَلَ اَبُوالْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ اَنَّهُ قَالَ مَاذَبَحْتُ بِيَدِيْ دِيْكًا قَطُّ وَلَوْ وَجَدْتُّ مَنْ يَّرُدُّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَذَبَحْتُهُ بِيَدِيْ وَهٰذَا مِنْهُ مُبَالَغَةٌ فِي الزَّجْرِ عَنْهُ بَلْ وَقَدِ اشْتَهَرَ هٰذَا الْقَوْلُ عَنِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ قَالَ بَعْضُ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ اِبْنُ تَيْمِيَّةَ ضَالٌّ مُّضِلٌّ لِاَنَّهُ خَرَقَ الْاِجْمَاعَ وَسَلَكَ مَسْلَكَ الْاِبْتِدَاعِ وَبَعْضُ الْفَسَقَةِ نَسَبَهُ لِلْاِمَامِ اَشْهَبَ لِاَجَلِ اَنْ يُّضِلَّ بِهِ النَّاسَ وَقَدْ كَذَبَ وَافْتَرٰى عَلٰى هٰذَا الْاِمَامِ لِمَا عَلِمْتَ مِنْ اَنَّ ابْنَ عَبْدَ الْبَرِّ وَهُوَ الْاِمَامُ الْمُحِيْطُ قَدْ نَقَلَ الْاِجْمَاعَ عَلٰى لُزُوْمِ الثَّلَاثِ وَاَنَّ صَاحِبَ الْاِرْتِشَافِ نَقَلَ لُزُوْمَ الْوَاحِدَةِ عَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ (حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج9 ص40، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ج5 ص284)

جو آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے ان تین طلاقوں کے لازم ہونے پر ابن عبدالبر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اور ارتشاف میں بعض اہل بدعت سے نقل کیا گیا ہے کہ اس صورت میں صرف ایک طلاق لازم ہوگی اور ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں کہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ کبھی مرغ بھی ذبح نہیں کیا لیکن وہ آدمی جو اکٹھی تین طلاق والی عورت کو واپس کرتا ہے اگر مجھے مل جائے تو میں اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ ذبح کردوں گا اور یہ ابن العربی کی جانب سے اس بدعت سے روکنے میں

مبالغہ ہے اور یہ بدعی قول ابن تیمیہ سے مشہور ہوا ہے بعض ائمہ شافعیہ نے کہا کہ ابن تیمیہ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے کیونکہ وہ اجماع کی مخالفت کر کے بدعت کے راستے پر چل نکلا ہے اور بعض فاسق لوگوں نے اس قول کو امام اشہب کی طرف اس لیے منسوب کیا ہے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کریں حالانکہ یہ امام اشہب پر جھوٹ اور افتراء ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ابن عبدالبر ایسا امام ہے جس نے اہل حق کے مذاہب پر احاطہ کیا ہے اس نے تین طلاقوں کے لازم ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور صاحب ارتشاف نے ایک طلاق کا لازم ہونا بعض اہل بدعت سے نقل کیا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ اکٹھی تین طلاقوں کے نفاذ کے قائل اہل السنّت ہیں اور تین طلاقوں کے ایک ہونے کے قائل اہل بدعت ہیں)

علامہ احمد بن محمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نمبر 2/51......فَاِنْ طَلَّقَهَا اَیْ طَلْقَةً ثَالِثَةً سَوَاءٌ وَقَعَ الْاِثْنَتَانِ فِیْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِیْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَاتَحِلُّ الخ كَمَا اِذَاقَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا وَهٰذَاهُوَالْمُجْمَعُ عَلَیْهِ (تفسیر الصاوی ج1 ص172)

یعنی شوہر نے تیسری طلاق دی خواہ پہلی دو طلاقیں اکٹھی دیں ہوں یا دو بار دی ہوں اسی طرح اگر عورت کو تین طلاقیں اکٹھی دیں یا متفرق جیسے مرد کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں اس پر اجماع ہے۔

(39)......علامہ محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ الحنفی المتوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں

نمبر 52 / 1......وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ إِلٰی أَنَّهٗ یَقَعُ ثَلَاثٌ (حاشیۃ ابن عابدین ج3 ص233)

جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم جمہور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے بعد کے ائمہ مسلمین کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(40)......علامہ طحطاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1231ھ لکھتے ہیں

نمبر 1/53......وَفِی الْبَحْرِ مَنْ اَنْکَرَ وُقُوْعَ الثَّلَاثِ فَقَدْ خَالَفَ الْاِجْمَاعَ

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج2 ص105)

بحرالرائق میں ہے کہ جس نے اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہونے کا انکار کیا اس نے تحقیق اجماع کی مخالفت کی۔

(41)......ابی الحسن علی بن عبد السلام التسولی المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1258ھ لکھتے ہیں

نمبر 1/54......اِنَّھَا (الثَّلٰثُ) فِیْ کَلِمَۃٍ قَدْ جُمِعَتْ اَوْ طَلْقَۃً مِنْ بَعْدِ اُخْرٰی وَقَعَتْ اَیِ الثَّلَاثُ ھِیَ غَایَۃُ طَلَاقِ الْحُرِّ فَالطَّلَاقُ الزَّائِدُ عَلَیْہِ غَیْرُ لَازِمٍ وَحُکْمُھَا الَّذِیْ ھُوَ عَدَمُ حِلِّیَّتِھَا اِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ ......وَمَاذَکَرَہٗ مِنْ لُزُوْمِ الثَّلَاثِ وَلَوْ فِیْ کَلِمَۃٍ ھُوَ الَّذِیْ بِہِ الْقَضَاءُ وَالْفُتْیَا کَمَا فِی الْمُتَیْطِیَّۃِ بَلْ حَکٰی بَعْضُھُمْ عَلَیْہِ الْاِتِّفَاقَ وَبَعْضُھُمُ الْاِجْمَاعَ اُنْظُرِ الْمِعْیَارَ فَقَدْ اَجَادَ فِیْہِ وَانْظُرْ ابْنَ سَلْمُوْنَ وَالْمُتَیْطِیَّۃَ وَغَیْرَھُمَا وَمَا ذَکَرُوْا فِیْہِ مِنَ الْخِلَافِ دَاخِلَ الْمَذْھَبِ ضَعِیْفٌ جِدًّا حَتّٰی قَالُوْا اِنْ حَکَمَ الْحَاکِمُ بِہٖ یُنْقَضُ وَلَا یَکُوْنُ رَافِعًا لِلْخِلَافِ وَذَکَرَ الْبَرْزَلِیُّ فِیْ نَوَازِلِ الْاَیْمَانِ عَنِ ابْنِ الْعَرَبِیِّ وَالْمَازِرِیِّ اَنَّھُمَا قَالَا لَمْ یَنْقُلِ الْقَوْلَ الشَّاذَّ اِلَّا ابْنُ مُغِیْثٍ لَا اَغَاثَہُ اللّٰہُ قَالَھَا ثَلَاثًا (البہجۃ فی شرح التحفۃ ج1 ص547)

تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ ہوں یا متفرق کلمات کے ساتھ ہوں واقع ہو جاتی ہیں آزاد آدمی کی طلاق کی انتہاء یہی ہے اس سے زائد طلاق لازم نہیں ہوتی اور ان

تین طلاقوں کا حکم یہ ہے کہ تین طلاقوں کے بعد عورت اپنے پہلے شوہر کیلئے تب حلال ہوگی جب وہ دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے اور تین طلاقوں کا لازم ہونا خواہ ایک کلمہ کے ساتھ ہوں فتوی اور عدالتی فیصلہ اسی کے مطابق ہے جیسا کہ متیطیہ میں ہے بلکہ بعض نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے اور بعض نے اجماع نقل کیا ہے دیکھیے کتاب المعیار اس میں عمدہ طریقے سے یہ مسئلہ لکھا ہے نیز دیکھیے ابن سلمون اور متیطیہ وغیرہ اور اس مسئلہ میں جو اجماع کے خلاف قول ذکر کیا گیا ہے وہ انتہائی ضعیف ہے حتی کہ علماء نے کہا ہے کہ اگر حاکم نے اس خلاف اجماع قول کے ساتھ فیصلہ کیا تو اس فیصلہ کو توڑ دیا جائے گا اور حاکم کا فیصلہ خلاف اجماع والے اعتراض کو نہیں اٹھا سکتا برزلی نے نوازل الایمان میں ذکر کیا ہے کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور مازری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس شاذ قول کو صرف ابن مغیث نے نقل کیا ہے اللہ اس کی مدد نہ کرے یہ کلمہ تین دفعہ کہا ہے۔

(42)......ابی الحسن علی بن سعید الرجراجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نمبر 55 / 1...... **وَمَذَاهِبُ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ اَنَّهٗ يَلْزَمُهٗ مَااَوْقَعَهٗ مِنَ الطَّلَاقِ وَاَنَّهَالَاتَحِلُّ لَهٗ اِلَّا بَعْدَزَوْجٍ وَذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الظَّاهِرِ اِلٰى اَنَّهٗ لَايَلْزَمُهٗ شَيْءٌ مِنْ اَعْدَادِ الطَّلَاقِ ......وَحَكَاهُ الْقَاضِي اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْوَهَّابِ فِي الْاِشْرَافِ عَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ اَنَّهٗ يَلْزَمُهٗ طَلْقَةٌ وَّاحِدَةٌ** (مناہج التحصیل شرح المدونہ ص160ج4)

عالم اسلام کے فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ ایک کلمہ کے ساتھ دی گئی تین طلاقیں لازم ہوجاتی ہیں اور عورت پہلے خاوند کیلئے تب حلال ہوگی جب دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح ہو اور بعض اہل ظاہر یہ کہتے ہیں کہ کوئی طلاق بھی لازم نہیں ہوتی قاضی ابومحمد عبدالوہاب نے الاشراف میں بعض اہل بدعت کا قول نقل کیا ہے کہ ایک طلاق لازم ہوگی۔

(43)......علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1225ھ لکھتے ہیں

نمبر 56 / 1......أَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ مَنْ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا يَقَعُ ثَلَاثًا بِالْإِجْمَاعِ (التفسیر المظہری ج1 ص560)

اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو بالاجماع تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

(44)......علامہ محمد بن احمد بن علیش المالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1299ھ لکھتے ہیں

نمبر 57 / 1......وَنَقَلَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْاِجْمَاعَ عَلٰى لُزُوْمِ الثَّلٰثِ لِمَنْ اَوْقَعَهَا (منح الجلیل ج7 ص433)

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں کے لازم ہونے پر اجماع ہے۔

چودھویں صدی

(45)......علامہ عبدالحی لکھنوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1304ھ لکھتے ہیں

نمبر 58 / 1......وُقُوْعُهَا مَذْهَبُ اَهْلِ السُّنَّةِ اَیْ جُمْهُوْرِهِمْ وَلَا عِبْرَةَ بِمَنْ خَالَفَهُمْ......اَلثَّالِثُ اَنَّ الثَّلٰثَ تَقَعُ بِاِيْقَاعِهٖ سَوَاءٌ كَانَتِ الْمَرْاَةُ مَدْخُوْلَةً اَوْ غَيْرَ مَدْخُوْلَةٍ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَاَتْبَاعِهِمْ (عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح الوقایہ ج2 ص71)

ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقوں کا واقع ہونا جمہور اہل السنّت کا مذہب ہے اور جو ان کے مخالفین ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں......تیسرا مذہب یہ ہے کہ تین طلاقیں (ایک کلمہ) کے ساتھ واقع کرنے سے واقع ہو جاتی ہیں خواہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ جمہور صحابہ تابعین ائمہ اربعہ اوران کے علاوہ مجتہدین اوران کے متبعین کا یہی مذہب ہے۔

(46)......عبدالرحمٰن الجزیری الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1360ھ لکھتے ہیں

نمبر 1/59......وَيُحْسَبُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ الْبِدْعِيُّ سَوَاءٌ كَانَ وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَخَالَفَهُمْ بَعْضُ الشَّوَاذِّ الَّذِيْنَ لَا يُعَوَّلُ عَلٰى آرَائِهِمْ

(الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ج4 ص153)

ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آدمی غیر شرعی طریقہ سے ایک طلاق یا ایک سے زیادہ طلاقیں دیدے تو وہ واقع ہو جاتی ہیں البتہ بعض ایسے لوگ جن کی رائے کی کوئی وقعت نہیں انھوں نے جدا مذہب اختیار کر کے ائمہ اربعہ کی مخالفت کی ہے (یہ لوگ من شذ شذ فی النار کا مصداق ہیں)

(47)......علامہ الشیخ خلیل احمد سہارنپوری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نمبر 1/60......وَقَعَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمْضَاهُنَّ وَهٰذَا بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِيْ زَمَنٍ تَوَفُّرِهِمْ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهَا اَحَدٌ فَاَوَّلًا لَا يُظَنُّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنْ يُّخَالِفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْاَمْرِ الصَّرِيْحِ الشَّائِعِ ثُمَّ لَا يُظَنُّ بِالصَّحَابَةِ اَنْ لَّا يُنْكِرُوْا عَلَيْهِ فِيْمَا يُخَالِفُ فِيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَارَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا يُمْكِنُ اِجْمَاعُهُمْ عَلٰى بَاطِلٍ فَالْحَقُّ الصَّرِيْحُ اَنَّهٗ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا مَجْمُوْعًا اَوْ مُفَرَّقًا يَكُوْنُ ثَلَاثًا لَا وَاحِدًا وَهُوَ الَّذِيْ اَدِيْنُ اللّٰهَ بِهٖ (بذل المجہود ج3 ص280)

حدیث میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کو نافذ کر دیا اور یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا اور اس زمانہ میں ہوا جب صحابہ رضی اللہ عنہم کافی تعداد میں موجود تھے اور کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں کی اس لیے اولاً تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے ایک صریح اور مشہور حکم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ ثانیاً

دوسرے صحابہ کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس چیز میں نکیر نہ کریں جس میں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور ثالثاً صحابہ کرام کا اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر اجماع ہو گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک باطل حکم پر اجماع کرنا ممکن نہیں اس لیے صریح حق یہی ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے یا جدا جدا کلمہ کے ساتھ تو تین ہی ہوں گی نہ کہ ایک اور میں اسی کو دینی حکم سمجھتا ہوں۔

(48)......علامہ شیخ محمد بخیت الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نمبر 61 / 1......اِعْلَمْ اَنَّهُمُ اخْتَلَفُوْا فِيْ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ اِذَاوَقَعَ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ اَوْ بِالْفَاظٍ مُّتَتَابِعَةٍ فِيْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ هَلْ يَقَعُ ثَلَاثًا وَهُوَقَوْلُ جُمْهُوْرِ الصَّحَابَةِ وَجَمِيْعِ مُجْتَهِدِيْ اَهْلِ السُّنَّةِ مِنْ بَعْدِهِمْ (القول الجامع ص36)

جان لیجئے کہ جب تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ یا ایک مجلس میں متفرق لفظوں کے ساتھ دی جائیں تو تین واقع ہوں گی یا ایک؟ جمہور صحابہ اور ان کے بعد اہل السنّت والجماعت کے تمام مجتہدین کا مذہب یہ ہے کہ تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

شیخ محمد بَخِیت رحمۃ اللہ علیہ اکٹھی تین طلاق کے تین ہونے پر اجماع کے بارے میں مذاہب اربعہ کے علماء کے حوالے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

نمبر 62 / 2......وَبِالْجُمْلَةِ فَجَمِيْعُ عُلَمَاءِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ قَدِاتَّفَقُوْا عَلٰى نَقْلِ هٰذَاالْاِجْمَاعِ وَعَلٰى اَنَّهٗ لَايُخَالِفُهٗ اِلَّا كُلُّ مُبْتَدِعٍ شَاذٍّ (القول الجامع ص46)

خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے تمام علماء اکٹھی تین طلاق کے تین ہونے کے بارے میں اجماع کے نقل کرنے پر متفق ہیں اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اس کا مخالف صرف اور صرف وہی شخص ہے جو بدعتی اور سواد اعظم سے جدا ہے (یعنی وہ من شذ شذ فی النار کا مصداق ہے اور اتبعو االسوادالاعظم کا مخالف ہے)۔

(49)......علامہ وہبہ زحیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نمبر 63 / 1......وَتَنْفُذُ الطَّلْقَاتُ الثَّلَاثُ بِالْاِتِّفَاقِ، سَوَاءٌ طَلَّقَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ، أَمْ جَمَعَ الثَّلَاثَ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ بِأَنْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثاً، عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ (الفقہ الاسلامی واُدلتہ ج9 ص364)

جمہور کے نزدیک بالاتفاق تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں خواہ وہ آدمی عورت کو یکے بعد دیگرے تین طلاقیں دے (جیسے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) یا ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں دے جیسے اس نے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں۔

(50)......علامہ الشیخ محمد زاہد الکوثری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1371ھ اکٹھی تین طلاقوں کے واقع ہو جانے پر دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

نمبر 64 / 1......وَبِهٰذَا الْبَيَانِ الْوَاسِعِ اسْتَبَانَ قَوْلُ الْاُمَّةِ جَمْعَاءَ فِي الْمَسْئَلَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ وَالْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ سُقْنَاهَا لَا تَدَعُ قَوْلًا لِقَائِلٍ بِوُقُوْعِ الثَّلَاثِ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ (الاشفاق ص44)

اس وسیع بیان سے زیر بحث مسئلہ میں صحابہ تابعین وغیرہ پوری امت کا مذہب ظاہر ہو گیا اور جو احادیث ہم نے ذکر کی ہیں ان کے بعد ایک لفظ کے ساتھ تین طلاق کے وقوع کے قائل کیلئے کسی اور قول کی گنجائش نہیں رہتی۔

(51)......مفتی کفایت اللہ دہلوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نمبر 65 / 1......اور تین طلاق جو ایک ہی جلسہ میں دی جائیں وہ ائمہ اربعہ اور جماہیر علماء امت کے نزدیک تین ہی قرار پاتی ہیں اور راجح اور قوی دلیل کے لحاظ سے یہی صحیح ہے صورت مسئولہ میں ضرورت شدیدہ کی بھی کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی سوائے اس کے کہ تحلیل (حلالہ) زید کو گوارا نہیں تو یہ بات ایک ایسے مسئلہ میں جو ائمہ اربعہ اور جماہیر امت کا متفق علیہ ہو وجہ عدول نہیں ہو سکتی محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی ج٦ ص٣٤٠)

نمبر 66 / 2......ایک مجلس کی تین طلاقیں یا ایک لفظ سے تین طلاقیں تمام صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین وجمہور علمائے اہل السنّت والجماعت کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں اور تین ہی سمجھی جاتی ہیں ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور اسی پر سلفا خلفا تمام مسلمانوں کا عمل ہے اور یہی قرآن مجید واحادیث نبویہ وفتاوی اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے پس جو اس کا خلاف کرے وہ اہل السنّت والجماعت کا مخالف ہے اور گروہ مبتدعین میں داخل ہے۔(کفایت المفتی ج۶ص۳۲۵)

نمبر 67 / 3......ایک وقت میں اگر تین طلاقیں دی جائیں تو تینوں واقع ہوں گی یہی مذہب ہے جمہور صحابہ وتابعین اور ائمہ مسلمین کا البتہ فرقہ امامیہ کے نزدیک ایک طلاق شمار کی جاتی ہے لیکن یہ مذہب بالاتفاق مردود ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ محضر صحابہ میں خود اس پر شاہد ہے پس مذہب اہل السنّت والجماعت کے موافق اس شخص کو قبل التحلیل رجوع حرام ہے (کفایت المفتی ج۶ص۳۲۱)

(52)......الشیخ سلامۃ القضاعی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1376ھ لکھتے ہیں

نمبر 68 / 1......اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِیْ الْاِجْمَاعِ وَهُوَ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰی لُزُوْمِ الثَّلَاثِ لِمَنْ اَتٰی بِهَا مَجْمُوْعَةً مِنْ عَهْدِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰی ظُهُوْرِ الْمُبْتَدِعَةِ ...... اِعْلَمْ فَقَّهَكَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَمْ یُحْفَظْ عَنْ صَحَابِیٍّ وَّاحِدٍ بَعْدَ اِعْلَانِ عُمَرَ لِحُکْمِ اللّٰهِ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ اَنَّهٗ خَالَفَ عُمَرَ فَاَفْتٰی بِاَنَّ الثَّلَاثَ وَاحِدَةٌ وَلَا احْتَجَّ عَلَیْهِ بِحَدِیْثٍ وَلَا آیَةٍ وَاِنَّمَا الْمَحْفُوْظُ عَنْ اَکَابِرِ الصَّحَابَةِ وَالْمُجْتَهِدِیْنَ مِنْهُمْ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ وَبَعْدَهُ الْفَتْوٰی بِلُزُوْمِ الثَّلَاثِ لِمَنْ جَمَعَهَا فِیْ کَلِمَةٍ صَرِیْحَةٍ اَوْ مُحْتَمَلَةٍ لَّهَا وَاَرَادَ الثَّلَاثَةَ فَقَدْ صَحَّ نَقْلُ هٰذِهِ الْفُتْیَا عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَالْعَبَادِلَةِ الْاَرْبَعَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَاَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ وَعَائِشَةَ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَلَيْسَ لَهُمْ مُخَالِفٌ وَلَا مِنْهُمْ مُنْكِرٌ عَلٰى مَنْ اَفْتٰى بِذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلِ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ حِيْنَ اَفْتٰى اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ رَاْيُ عُمَرَ اَوْ اَفْتَيْتُ اِقْتِدَاءً بِعُمَرَ اَوْ جَرْيًا عَلٰى حُكْمِ عُمَرَ وَهَلِ الْاِجْمَاعُ اِلَّا ذٰلِكَ ؟

(براہین الکتاب والسنۃ الناطقۃ علی وقوع الطلقات المجموعۃ منجزۃ اومعلقۃ ص 73)

چوتھی فصل میں اس بات کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے اہل بدعت کے ظاہر ہونے تک صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے تمام مجتہدین کا اس پر اجماع رہا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں لازم ہوجاتی ہیں ...... جان لیجئے (اللہ آپ کو دین کی گہری سمجھ نصیب کرے) کہ تین طلاق کے مسئلہ میں یہ بات ثابت نہیں کی جاسکتی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم الٰہی کا اعلان کیا تو اس کے بعد کسی ایک صحابی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی ہو اور اس صحابی نے فتوی دیا ہو کہ تین طلاق ایک ہے اور نہ یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ اس صحابی نے تین طلاق کے ایک ہونے پر کسی حدیث یا کسی آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہو عہد عمر رضی اللہ عنہ میں موجود اکابر صحابہ خصوصا وہ صحابہ جو مجتہد تھے ان سے اور عہد عمر رضی اللہ عنہ کے بعد والے مجتہدین سے صرف اور صرف یہ فتوی ثابت ہے کہ جو آدمی اکٹھی تین طلاقیں ایسے ایک کلمہ کے ساتھ دے جو تین طلاق میں صریح ہو (مثلاً تجھے تین طلاقیں ہیں) یا ایسے کلمہ کے ساتھ دے جس میں تین طلاقوں کا احتمال ہو اور وہ آدمی تین طلاقوں کی نیت کرے (مثلاً تجھے پکی طلاق ہے) اس سے تین طلاقیں لازم ہو جاتی ہیں یہ فتوی صحیح اسناد کے ساتھ مندرجہ ذیل صحابہ سے ثابت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبادلہ اربعہ یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ اور کوئی ایک صحابی بھی ایسا نہیں جو اس فتوی میں ان کا مخالف ہو اور ایک صحابی بھی ایسا نہیں جس نے مندرجہ بالا فتوی (اکٹھی تین

طلاقیں تین ہیں) دینے والے صحابی پر اعتراض کیا ہو اور نہ ہی مندرجہ بالا فتوی دینے والے صحابہ کرام میں سے کسی نے فتوی دینے کے وقت یہ کہا ہو کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے یا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی میں یہ فتوی دیا ہے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے جاری ہونے کی وجہ سے میں نے یہ فتوی دیا ہے اور اجماع صحابہ اسی کا نام ہے۔

(53)......علامہ حبیب احمد الکیرانوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نمبر 69 / 1......اَلْحَقُّ هُوَ مَاقَالَ جَمَاهِيْرُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الثَّلَاثَ وَاقِعَةٌ مُّجْتَمِعَةٌ وَّمُفَرَّقَةٌ فِيْ الْمَدْخُوْلِ بِهَا

(الانقاذ من الشبہات مع اعلاء السنن ج 11 ص 179)

حق وہی ہے جو جمہور اہل اسلام صحابہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ تین طلاقیں مدخولہ بیوی پر واقع ہو جاتی ہیں اکٹھی ہوں یا جدا جدا۔

(54)......محمد امین بن محمد مختار الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1393ھ

نمبر 70 / 1...... فَلَا يَخْفٰى أَنَّ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ وَأَتْبَاعَهُمْ وَجُلَّ الصَّحَابَةِ وَأَكْثَرَ الْعُلَمَاءِ عَلٰى نُفُوْذِ الثَّلَاثِ دَفْعَةً بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ، وَّادَّعٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَلٰى ذٰلِكَ إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ (أضواء البيان ج 1 ص 139)

یہ بات مخفی نہیں کہ ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین، اکابر صحابہ اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایک لفظ کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور متعدد علماء نے اس پر صحابہ وغیرہ کے اجماع کا دعوی کیا ہے

(55)......غیر مقلد عالم ابو سعید شرف الدین دہلوی لکھتے ہیں

نمبر 71 / 1......محدثین کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں

بھی کلام ہے یہ سخت مغالطہ ہے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ تابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سوسال تک سلف صالحین صحابہ وتابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں ......اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین وتبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سوسال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتوی کے پابند اوران کے معتقد ہیں یہ فتوی شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتوی دیا تو بہت شور ہوا شیخ الاسلام اوران کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی قید کئے گئے اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی ص ۳۱۸ اور سبل السلام شرح بلوغ المرام مطبع فاروقی دہلی ص ۹۸ ج ۲ اور التاج المکلل مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب ص ۲۸۶ میں ہے کہ امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں التاج المکلل ص ۲۸۸، ۲۸۹ ۔ہاں تو جب کہ متاخرین علماء اہل حدیث عموما شیخ الاسلام ابن تیمیہ اوران کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں اس لیے وہ بے شک اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے اس لیے ہمارے اصحاب اس کو فورا تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں حالانکہ یہ فتوی یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا اور ائمہ اربعہ کی تقلید چوتھی صدی ہجری میں رائج ہوئی اس کی مثال ایسے ہے جیسے بریلوی لوگوں نے قبضہ غاصبانہ کر کے اپنے آپ کو اہل السنّت

والجماعت مشہور کررکھا ہے اوروں کو خارج یا جیسے مولوی مودودی کی جماعت نے اپنے آپ کو جماعت اسلامی مشہور کردیا ہے باوجودیکہ ان کا اسلام بھی خودساختہ ہے جو چودھویں صدی ہجری میں بنایا گیا ہے ولعل فیه كفاية لمن له دراية والله يهدی من يشاء الی صراط مستقيم يسئلونك احق هو قل ای وربی انه لحق (ابوسعید شرف الدین دہلوی)

(فتاوی ثنائیہ ج2 ص217،220)

پندرھویں صدی

(56)......ابن جبرین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1430ھ

نمبر 1/72 ...... هٰذَا هُوَ الَّذِیْ اجْتَمَعَ عَلَیْهِ الصَّحَابَةُ، وَالْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ عَلٰی أَنَّ مَنْ جَمَعَ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ أَنَّهٗ يُعَدُّ طَلَاقاً، وَأَنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهٗ إِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ،(شرح أخصر المختصرات لابن جبرین ج 8 ص66)

یہ (یعنی اکٹھی تین طلاقوں کا وقوع) وہ چیز ہے جس پر صحابہ کرام اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے یعنی جو آدمی اکٹھی تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ دے تو اس کے ساتھ ایسی طلاق واقع ہوتی ہے جس کے بعد وہ عورت پہلے خاوند کیلئے دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کے بغیر حلال نہیں ہوتی۔

(57)......مفتی اعظم، مفتی عبدالستار صاحب اور مفتی انور

نمبر 1/73 ...... بیک وقت دی جانے والی تین طلاق کے وقوع پر جمہور امت کا اجماع ہے اور اس کے خلاف قول شاذ و مردود ہے۔ بوقت ضرورت دوسرے کے مسلک پر عمل جائز ہے تو اس کا جواب روایت مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ عدم وقوع ثلاث کسی کا مسلک ہی نہیں لہذا یہ عمل بمسلک الغیر نہیں یہ عمل بالشاذ والمردود ہے (خیر الفتاوی ج۵ ص۲۱۲ تا ۲۱۴)

ضمیمہ اجماع امت

فقہاء مذاہب اربعہ اور محدثین وغیرہ کے فیصلے

اجماع امت کیلئے قاعدہ یہ ہے کہ جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ متفق ہوں وہ مسئلہ اجماعی شمار ہوتا ہے اور جو قول اس کے خلاف ہو وہ شاذ ہوتا ہے۔

(1)......شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ عقد الجید کے ص ۱۳ پر باب قائم کرتے ہیں

تَاكِيْد ......اِعْلَمْ اَنَّ فِيْ الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلِحَةً عَظِيْمَةً وَّفِيْ الْاِعْرَاضِ عَنْهَا كُلِّهَا مَفْسَدَةً كَبِيْرَةً

تاکید:......تو جان لے کہ مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے میں عظیم مصلحت ہے اور ان سب سے اعراض کرنے میں بڑا فساد ہے۔

نیز لکھتے ہیں......**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ وَلَمَّا انْدَرَسَتِ الْمَذَاهِبُ الْحَقَّةُ اِلَّا هٰذِهِ الْاَرْبَعَةَ كَانَ اِتِّبَاعُهَا اِتِّبَاعًا لِلسَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَالْخُرُوْجُ عَنْهَا خُرُوْجًا عَنِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواد اعظم کی اتباع کرو اور جب سوائے مذاہب اربعہ کے باقی مذاہب حقہ ناپید ہو گئے تو مذاہب اربعہ کی اتباع سواد اعظم کی اتباع ہے اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہے

(2)......علامہ ابن حجر الہیتمی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

لَا يَجُوْزُ تَقْلِيْدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ لِاَنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاهِبِهِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْكَامُهَا وَخَدَمَهَا تَابِعُوْهُمْ وَحَرَّرُوْهَا فَرْعًا فَرْعًا ...... بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ فَاِنَّ مَذَاهِبَهُمْ لَمْ

تُحَرَّرْ وَ تُدَوَّنْ كَذٰلِكَ فَلَاتُعْرَفُ لَهَا قَوَاعِدُ (فتح المبین شرح الاربعین للنووی ص 221)

ائمہ اربعہ (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کے علاوہ کسی اور مذہب کی تقلید جائز نہیں کیونکہ ان ائمہ کے مذاہب کے قواعد معلوم ہو چکے ہیں اور ان کے تحقیق کردہ احکام بھی محفوظ ہیں اور ان کے پیروکار علماء نے ان مذاہب کی ایک ایک جزئی کو تحریر کر دیا ہے جبکہ دوسرے ائمہ کے مذاہب اور قواعد معروف نہیں ہوئے۔

(3)......قاضی ثناء اللہ پانی پتی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

فَإِنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ قَدِ افْتَرَقَ بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ اَوِ الْاَرْبَعَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ مَذَاهِبَ وَلَمْ يَبْقَ مَذْهَبٌ فِيْ فُرُوْعِ الْمَسَائِلِ سِوٰى هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ فَقَدِانْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ الْمُرَكَّبُ عَلٰى بُطْلَانِ قَوْلٍ يُّخَالِفُ كُلَّهُمْ (تفسیر مظہری ج2 ص94)

تین یا چار صدیوں کے بعد اہل السنّت کے چار مذاہب بن گئے اور فروعی مسائل میں ان کے علاوہ کوئی مذہب باقی نہ رہا نتیجۃً اس پر اجماع مرکب منعقد ہو گیا کہ جو قول مذاہب اربعہ کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔

(4)......علامہ سید احمد طحطاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں!

وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِيْ مَذَاهِبَ اَرْبَعَةٍ وَهُمُ الْحَنَفِيُّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّوْنَ وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ وَمَنْ كَانَ خَارِجًامِنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ فِيْ هٰذَاالزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج4 ص153 کتاب الذبائح)

اس زمانہ میں ناجی جماعت مذاہب اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی میں منحصر ہے اور جو ان مذاہب اربعہ سے خارج ہے وہ اہل بدعت اور اہل نار سے ہے۔

(5)......علامہ ابن نجیم المصری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

مَا خَالَفَ الْاَئِمَّةَ الْاَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَاِنْ كَانَ فِيْهِ خِلَافٌ لِغَيْرِهِمْ فَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيْرِ اَنَّ الْاِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلٰى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ لِلْاَرْبَعَةِ (الاشباہ والنظائر ج۱ص۱۴۳فن اول قاعدۃ اولی)

جو مذاہب اربعہ کے مخالف ہو وہ اجماع کا مخالف ہے اگر چہ اس میں کسی اور کا اختلاف ہو کیونکہ التحریر میں صراحت ہے کہ جو قول مذاہب اربعہ کے خلاف ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔

(6)......علامہ تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

مَاخَالَفَ الْمَذَاهِبَ الْاَرْبَعَةَ فَهُوَ كَالْمُخَالِفِ لِلْاِجْمَاعِ

(الاشباہ والنظائر للسیوطی ج ا ص ۱۰۵)

جو مذاہب اربعہ کا مخالف ہو وہ ایسے ہے جیسے وہ اجماع کا مخالف ہو۔

مذکورہ بالا تصریحات کے بعد اب مذاہب اربعہ کے حوالے نقل کیے جاتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور چونکہ مذاہب اربعہ اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے پر متفق ہیں اس لئے مذاہب اربعہ کے حوالہ جات بھی اجماع امت کے حوالہ جات شمار ہوں گے

فیصلہ فقہاء حنفیہ (45 حوالہ جات)

(1)......ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل المرغینانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 593ھ

وَطَلَاقُ الْبِدْعَةِ أَنْ يُّطَلِّقَهَا ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ أَوْ ثَلَاثًا فِيْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ فَإِذَافَعَلَ ذٰلِكَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَكَانَ عَاصِيًا

(الهداية شرح البداية ج1 ص 227)

غیر شرعی طلاق یہ ہے کہ عورت کو تین طلاقیں بیک کلمہ یا تین طلاقیں ایک طہر میں

دی جائیں لہذا جب اس طرح طلاق دی جائے تو طلاق دینے والا گناہ گار ہے مگر طلاق واقع ہو جائے گی۔

بدایۃ المبتدی ج1 ص68

(2)......ابوالحسین احمد بن محمد البغدادی القدوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 428ھ

وَطَلَاقُ الْبِدْعَةِ :اِنْ يُّطَلِّقَهَا ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ أَوْ ثَلَاثًا فِيْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَبَانَتْ مِنْهُ وَكَانَ عَاصِيًا

(المختصر للقدوری ج1 ص87)

غیر شرعی طلاق یہ ہے کہ عورت کو تین طلاقیں بیک کلمہ یا تین طلاقیں ایک طہر میں دی جائیں لہذا جب اس طرح طلاق دی جائے تو طلاق دینے والا گناہ گار ہے مگر طلاق واقع ہو جائے گی اور بیوی اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی۔

(3)...... معلٰی بن منصور الرازی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 211ھ

کتاب النوادر ص294

(4)......ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 321ھ

شرح معانی الآثار ج3 ص443

مختصر اختلاف العلماء الطحاوی ج2 ص95

(5)......ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 370ھ

شرح مختصر الطحاوی للجصاص ج5 ص61)

(6)......ابوالليث نصر بن محمد السمر قندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 375ھ

عیون المسائل ج1 ص96

(7)......قاضی القضاۃ علی بن الحسین السغدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 461ھ

النتف فی الفتاوی ج1 ص340

(8)......علاء الدین السمر قندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 539ھ

تحفۃ الفقہاء ج2 ص175

(9)......علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 587ھ

بدائع الصنائع ج7 ص30

(10)......فخر الدین حسن بن منصور الفرغانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 592ھ

(فتاوی قاضی خاں ج۱ ص۴۵۲، ۴۵۳)

(11)......محمد بن محمد السجاوندی رحمۃ اللہ علیہ کان حیا حوالی 596ھ

فتاوی سراجیہ ص92

(12)......علی بن احمد المکی الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 598ھ

(خلاصۃ الدلائل شرح القدوری ج1 ص14)

(13)...... برہان الدین محمود بن احمد النجاری المعروف ابن مازہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 616ھ

المحیط البرہانی ج3 ص402

(14)......یوسف بن احمد الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 634ھ

الفتاوی الصغری ج1 ص33

(15)......عبداللہ بن محمود الموصلی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 683ھ

(الاختیار لتعلیل المختار ج3 ص138)

(16)......فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 743ھ

تبیین الحقائق ج6 ص153، 154

(17)......صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 747ھ

شرح الوقایۃ ج2 ص70، 73)

(18)......محمد بن محمد البابرتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 786ھ

العنایۃ شرح الہدایۃ ج5 ص165

(19)......علامہ عالم بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 786ھ

الفتاوی التاتارخانیہ ج3 ص346

(20)......ابوبکر بن علی الیمنی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 800ھ

الجوہرۃ النیرۃ ج4 ص104

(21)......بدرالدین محمود بن اسرائیل الشہیر بابن قاضی سماونہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 823ھ

جامع الفصولین ج1 ص58)

(22)......محمد بن محمد الکردری الخوارزمی المعروف بالبزازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 827ھ

فتاوی بزازیہ بہامش الفتاوی الہندیہ ج۴ ص۱۷۱)

(23)......محمود بن اسرائیل الخیربیتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 843ھ

(الدرۃ الغراء فی نصیحۃ السلاطین والقضاۃ والامراء ص۳۰۰)

(24)......علاء الدین علی بن خلیل الطرابلسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 844ھ

(معین الحکام فیمایتردد بین الخصمین من الاحکام ص۲۹)

(25)......محمود بن احمد بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 855ھ

البنایۃ شرح الہدایۃ ج5 ص284

(26)......کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 861ھ

فتح القدیر ج3 ص468

(27)......محمد بن فراموز ملاخسرو رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 885ھ

درر الحکام شرح غرر الأحکام ج4 ص211

(28)......ابراہیم بن محمد الحلبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 956ھ

ملتقی الأبحر ج1 ص7

(29)......زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم المصری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 970ھ

البحر الرائق ج9 ص113

الفتاوی الزینیہ ص30

(30)......عبد الرحمٰن بن محمد شیخی زادہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1078ھ

مجمع الأنہر ج3 ص206

(31)......علاء الدین محمد بن علی الحصفکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1088ھ

الدر المختار ج3 ص232

(32)......علی آفندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1118ھ

فتاوی علی آفندی ج1 ص89

(33)......گیارہویں بارہویں صدی کے فقہاء ہند احناف

الفتاوی الہندیہ ج1 ص349

(34)......احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1231ھ

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج2 ص105

(35)......شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1239ھ

فتاوی عزیزی ج2 ص40

(36)......محمد امین المعروف بابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1253ھ

حاشیۃ ابن عابدین ج3 ص233

(37)......عبد الغنی الغنیمی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1298ھ

اللباب فی شرح الکتاب ج1 ص265

(38)......عبدالحی اللکھنوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1304ھ

عمدۃ الرعایۃ ج2 ص71)

النافع الکبیر ج1 ص191

(39)......محمد العباسی المہدی الازہری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1315ھ

الفتاوی المہدیہ ج1 ص157

(40)......خلیل بن عبدالقادر الشیبانی النحلاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1350ھ

(الدرر المباحۃ للنحلاوی ج 1 ص65)

(41)......علی حیدر خواجہ امین آفندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1353ھ

(درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ج۱ ص۱۰۲)

(42)......مولوی فخر الدین الیاس رحمۃ اللہ علیہ

شرح مختصر الوقایۃ بہامش شرح النقایۃ للقاری ج1 ص610

(43)......الشیخ عثمان بن عبداللہ القلعی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

الفتاوی الازہریہ ص14

(44)......الفتاوی الانقرویہ ج1 ص71

(45)......داود بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ

الفتاوی الغیاثیہ ج1 ص72

فیصلہ فقہاء مالکیہ (15 حوالہ جات)

(1)......احمد بن غنیم النفر اوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1126ھ

وَطَلَاقُ الثَّلَاثِ فِیْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ بِدْعَةٌ وَيَلْزَمُهٗ إِنْ وَقَعَ

(الفواکہ الدوانی ج1 ص62)

تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ بدعت (غیر شرعی) ہیں لیکن واقع ہونے کی صورت میں طلاق بدعت لازم ہوجاتی ہے

(2)......محمد بن احمد الجزی الغرناطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 741ھ

وَتَنْفُذُ الثَّلَاثُ سَوَاءٌ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ ...... أَوْ جَمَعَ الثَّلَاثَ فِیْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ (القوانین الفقہیۃ ج1 ص150)

تین طلاقیں نافذ ہوجاتی ہیں خواہ تین متفرق کلموں کے ساتھ دی جائیں یا تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ دی جائیں۔

(3)......عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن ابی زید القیر وانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 386ھ

رسالۃ القیر وانی ج1 ص93)

(4)......ابوعمر یوسف بن عبداللہ الشہیر با بن عبدالبر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ

الکافی فی فقہ اہل المدینۃ ج2 ص571)

(5)......خلیل بن اسحاق الجندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 776ھ

مختصر خلیل ج1 ص114)

(6)......ابراہیم بن علی ابن فرحون رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 799ھ

(تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیۃ ومناہج الاحکام ج۲ ص۲۹۹)

(7)......محمد بن محمد القیسی الغرناطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 829ھ

(تحفۃ الحکام فی نکت العقود والاحکام ص۴۹)

(8)......ابوعبداللہ محمد بن یوسف الشہیر بالمواق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 897ھ

التاج والاکلیل ج6 ص31)

(9)......شمس الدین محمد بن محمد الحطاب الرعینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 954ھ

مواہب الجلیل لشرح مختصر الخلیل ج5 ص301)

(10)......محمد بن احمد الفاسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1072ھ

الاتقان والاحکام فی شرح تحفۃ الحکام ج۱ص۲۲۰،۲۲۳)

(11)......محمد بن عبداللہ الخرشی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1101ھ

شرح خلیل للخرشی ج12 ص154)

(12)......علی بن احمد العدوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1189ھ

حاشیۃ العدوی کفایۃ الطالب ج5 ص217)

(13)......محمد بن احمد الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1230ھ

حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج9 ص40)

(14)......احمد بن محمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1241ھ

حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ج5 ص284)

(15)......محمد بن احمد العلیش رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1299ھ

منح الجلیل ج7 ص433)

فیصلہ فقہاء شافعیہ (12 حوالہ جات)

(1)......ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 450ھ

فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ وَقَعَتِ الثَّلَاثُ

(الحاوی فی فقہ الشافعی ج10 ص118)

پس اگر شوہر نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دیں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی

الإقناع للماوردی ج1 ص148)

(2)......ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 505ھ

الوسیط ج5 ص367)

(3)......ابوشجاع محمد بن علی بن شعیب ابن الدہان رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 592ھ

(تقویم النظر فی مسائل خلافیہ ذائعۃ ج۴ ص۲۰۱)

(4)...... محیی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 676ھ

المنہاج للنووی ج1 ص347)

(5)......حافظ عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 806ھ

طرح التغریب ج۱ ص۳۹۴)

(6)......زکریا بن محمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 926ھ

أسنی المطالب شرح روض الطالب ج16 ص133)

فتح الوہاب ج2 ص140)

منہج الطلاب ج1 ص93)

(7)......ابن حجر الہیتمی التوفی 974ھ

تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ج 33 ص 216)

(8)......محمد بن احمد الشربینی الخطیب رحمۃ اللہ علیہ التوفی 977ھ

الإقناع للشربینی ج 2 ص 444)

مغنی المحتاج ج 13 ص 412)

(9)......سلیمان بن عمر الجمل رحمۃ اللہ علیہ التوفی 1204ھ

حاشیۃ الجمل ج 18 ص 264)

(10)......عبد الحمید الشروانی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 1301ھ

حواشی الشروانی ج 8 ص 82)

(11)......ابوبکر الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 1302ھ

إعانۃ الطالبین ج 4 ص 23)

(12)......علامہ محمد زہری الغمراوی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 1337ھ

السراج الوہاج ج 1 ص 421)

فیصلہ فقہاء حنبلیہ (19 حوالہ جات)

(1)......شرف الدین موسی بن احمد الحجاوی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 960ھ

وَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا وَاسْتَثْنٰی بِقَلْبِہٖ إِلَّا وَاحِدَةً وَقَعَتِ الثَّلَاثُ

(الإقناع فی فقہ الإمام أحمد بن حنبل ج 4 ص 22)

اگر شوہر نے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں اور دل میں ایک طلاق کا استثناء کیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی

(2)......علاء الدین علی بن سلیمان المرداوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 885ھ

وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا مَجْمُوْعَةً قَبْلَ رَجْعَةٍ وَّاحِدَةٍ طُلِّقَتْ ثَلَاثًا وَإِنْ لَّمْ يَنْوِهَا عَلَى الصَّحِيْحِ مِنَ الْمَذْهَبِ نَصَّ عَلَيْهِ مِرَارًا وَعَلَيْهِ الْأَصْحَابُ بَلِ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَأَصْحَابُهُمْ فِي الْجُمْلَةِ.(الإنصاف ج8 ص334)

اگر تین طلاقیں اکٹھی دیدیں اور درمیان میں رجوع نہیں کیا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی اگرچہ اس کی نیت نہ کی ہو صحیح مذہب یہی ہے امام احمد نے اس کی بار بار صراحت کی ہے اور امام احمد کے شاگردوں کا بھی یہی مذہب ہے بلکہ ائمہ اربعہ اور ان کے تمام شاگردوں کا مذہب یہی ہے۔

(3)......منصور بن یونس البہوتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1051ھ

فَمَنْ طَلَّقَ زَوْجَتَهٗ ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَقَعَ الثَّلَاثُ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ قَبْلَ الدُّخُوْلِ كَانَ ذٰلِكَ أَوْ بَعْدَهٗ.

(الروض المربع شرح زاد المستقنع ج1 ص362)

جس نے اپنی بیوی کو ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں اس کی بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی جب تک کہ وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرلے۔

(شرح منتہی الإرادات ج9 ص230)

(کشاف القناع عن متن الإقناع ج18 ص47)

(4)......عبداللہ بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 620ھ

وَمَتٰى طَلَّقَهَا ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ أَوْ بِكَلِمَاتٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (الکافی فی فقہ ابن حنبل ج3 ص106)

جب شوہر نے اپنی بیوی کو ایک یا متفرق کلمات کے ساتھ تین طلاقیں دیں تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہ کر لے

(العمدۃ ج1 ص409)

المغنی ج16 ص206)

(5)......ابراہیم بن محمد ابن مفلح رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 884ھ

إِذَا اَوْقَعَ ثَلَاثًا فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّقَعَ الثَّلَاثُ (المبدع شرح المقنع ج7 ص242)

جب ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں واقع کیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی

(6)......ابو القاسم عمر بن الحسین الخرقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 334ھ

(متن الخرقی ج1 ص112)

(7)......ابو یعلی محمد بن الحسین الفراء رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 458ھ

المسائل الفقہیہ ج۱ ص۳۱۵)

(8)......ابو المظفر یحیی بن محمد بن ہبیرۃ الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 560ھ

(اختلاف الائمۃ العلماء ج۲ ص۱۶۷)

(8)......عبد الرحمٰن بن ابراہیم المقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 624ھ

العدۃ شرح العمدۃ ج2 ص55)

(9)......ابو البرکات عبد السلام بن عبد اللہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 652ھ

المحرر فی الفقہ ج2 ص51)

(10)......شمس الدین محمد بن احمد بن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 744ھ

(تنقیح التحقیق ج۴ ص۴۰۴)

(11)......شمس الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 772ھ

شرح الزرکشی ج2ص459)

(12)......مرعی بن یوسف الکرمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1033ھ

(دلیل الطالب لنیل المطالب ج1ص260)

(13)......عبدالرحمٰن بن عبداللہ البعلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1192ھ

کشف المخدرات ج2ص640)

(14)......محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1206ھ

(مختصر الإنصاف والشرح الکبیر ج1ص689)

(15)......مصطفیٰ بن سعد الرحیبانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1243ھ

(مطالب أولی النہی ج16ص23)

(16)......ابراہیم بن محمد ابن ضویان رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1353ھ

(منار السبیل ج2ص235)

(17)......عبدالرحمٰن بن محمد العاصمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1392ھ

(حاشیۃ الروض المربع ج6ص495)

(18)......عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن جبرین رحمۃ اللہ علیہ

(شرح أخصر المختصرات -لإبن جبرین ج8ص66)

(19)......صالح بن الفوزان رحمۃ اللہ علیہ

الملخص الفقہی ج2ص391)

فیصلہ محدثین عظام (۳۷ حوالہ جات)

(۱)......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 256ھ

باب من اجاز الطلاق الثلاث (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۱)

(۲)......امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 273ھ

باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۴۵)

(۳)......امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 275ھ

بَاب نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۹۸)

(۴)......امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 303ھ

بَاب نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ (سنن النسائی ج ۲ ص ۱۰۳)

(۵)......ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 224ھ

(الاشراف علی مذاہب العلماء لابن المنذر المتوفی 319ھ ج 5 ص 190)

(۶)......اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 238ھ

(الاستذکار ج 6 ص 8)

(۷)......ابوثور رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 240ھ

(الاستذکار ج 6 ص 8)

(۸)......ابوداود اور ابن ماجہ کے استاذ حسن بن حماد الحضرمی البغدادی سجادۃ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی

241ھ (تاریخ الاسلام ج ۵ ص ۱۱۱۳)

(۹)......محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 294ھ

(اختلاف العلماء ص 134)

(۱۰)......محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 310ھ

(الاستذکار ج6 ص8)

(۱۱)......ابوعوانۃ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 316ھ

باب الخبر المبین ان طلاق الثلاث کانت ترد علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر الی واحدة وبیان الاخبار المعارضة لهاالدالة علی ابطال استعمال هذا الخبروان المطلق ثلاثا لاتحل له حتی تنکح زوجاغیره

(مستخرج ابی عوانۃ ج۵ ص۲۳۱)

(۱۲)......امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 317ھ

باب الجمع بین التطلیقات الثلاث وطلاق البتة(شرح السنۃ ج۱ ص۵۷۳)

(۱۳)......ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 319ھ

(الاشراف علی مذاہب العلماء لابن المنذر المتوفی 319ھ ج5 ص190)

(۱۴)......امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 321ھ

باب الرجل یطلق امراته ثلاثا معا (شرح معانی الآ ثار ج ص)

(۱۵)......ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 354ھ

ذکر الخبر الدال علی ان طلاق المرء امراته مالم یصرح بالثلاث فی نیته یحکم له بها آ گے حدیث البتہ رکانہ والی ذکر کی ہے(صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۹۷)

(۱۶)......ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان المعروف با بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 385ھ

وَمَذْهَبِیْ الْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَالطَّلَاقُ ثَلَاثٌ جَمَعَهَاأَوْفَرَّقَهَافَهِیَ عَلَیْهِ حَرَامٌ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ وَاِنَّ الْمُتْعَةَ حَرَامٌ

(مستخرج الطوسی ج۱ ص۳۲۱، شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین ج۱ ص۳۲۲)

میرا مذہب یہ ہے (۱) مسح علی الخفین جائز ہے (۲) اور تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق بیوی کو خاوند پر حرام کر دیتی ہیں جب تک وہ عورت دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح نہ کرے وہ پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوتی (۳) اور متعہ حرام ہے

(۱۷)......علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 388ھ

(معالم السنن ج ۳ ص ۲۳۶)

(۱۸)......ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 449ھ

(شرح صحیح البخاری لابن البطال ج 7 ص 390، 391)

(۱۹)......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 458ھ

باب ما جاء فی امضاء الطلاق الثلاث و ان کن مجموعات (سنن کبری بیہقی ج ۷ ص ۳۳۳)

(۲۰)......ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ

(الاستذکار ج 6 ص 8)

(۲۱)......ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 543ھ

(أحکام القرآن لابن العربی ج 1 ص 377)

(۲۲)......قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 544ھ

(اکمال المعلم للقاضی عیاض ج 5 ص 8)

(۲۳)......امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 671ھ

(المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم ج 13 ص 72)

(۲۴)......ابن الزملکانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 727ھ

(طبقات الشافعیہ لابن قاضی شہبہ ج ۲ ص ۲۹۲، الدرر الکامنۃ ج ۵ ص ۳۲۹)

(۲۵)......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 748ھ

غیر مقلد عالم ابوسعید شرف الدین لکھتے ہیں

امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۲۰)

(۲۶)......تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 756ھ

(طبقات الشافعیہ ج ۱۰ ص ۳۰۸)

(۲۷)......ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 795ھ

(شرح علل الترمذی لابن رجب ج 1 ص 253، الاشفاق علی احکام الطلاق ص 41)

(۲۸)......حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 852ھ

باب امضاء الطلاق الثلاث بلفظ واحد اذا نوی (المطالب العالیہ ج ۵ ص ۲۴۸)

(۲۹)......حافظ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 855ھ

عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۳۱)

(۳۰)......علامہ کورانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 893ھ

(الکوثر الجاری الی ریاض احادیث البخاری ج ۹ ص ۱۱)

(۳۱)......ابن المبرد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 909ھ

(السیر الباحث فی علم الطلاق الثلاث ص ۳)

(۳۲)......علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 911ھ

الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۲۳۲)

(۳۳)......علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 923ھ

(ارشاد الساری للقسطلانی المتوفی ج 8 ص 132، 133)

(۳۴)......علامہ ابن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 974ھ

(الفتاوی الحدیثیۃ ج ا ص ۸۵)

(۳۵)......ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1014ھ

(مرقاۃ المفاتیح لملا علی القاری المتوفی ج 10 ص 241، 242)

(۳۶)......سات سو سال تک کے محدثین کا مذہب

غیر مقلد عالم ابوسعید شرف الدین لکھتے ہیں

اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ و تابعین و محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۷)

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں یہ حدیث بظاہرہ کتاب وسنت صحیحہ و اجماع صحابہ وغیرہ ائمہ محدثین کے خلاف ہے لہذا یہ حجت نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین و تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین (منکرین فقہ، غیر مقلد اہل حدیث یعنی نقلی اہل حدیث: ناقل) کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیۃ کے فتوی کے پابند اور ان کے معتقد ہیں یہ فتوی شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علماء اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۹)

ہاں تو جب کہ متاخرین علماء اہل حدیث عموما شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں اس لئے وہ بے شک اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے اس لیے ہمارے اصحاب فورا اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے

خلاف کو رد کر دیتے ہیں حالانکہ یہ فتوی یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے اور ائمہ اربعہ کی تقلید چوتھی صدی ہجری میں رائج ہوئی اس کی مثال ایسی ہے جیسے بریلوی لوگوں نے قبضہ غاصبانہ کر کے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت مشہور کر رکھا ہے اوروں کو خارج یا جیسے مولوی مودودی کی جماعت نے اپنے آپ کو جماعت اسلامی مشہور کر دیا ہے باوجودیکہ ان کا اسلام بھی خودساختہ ہے جو چودھویں صدی ہجری میں بنایا گیا

(فتاوی ثنائیہ ج۲ص۲۳۰)

(۳۷)......حجاز، عراق، شام، مشرق ومغرب کے محدثین کا مسلک

......وَرَوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ خِلَافُ مَا رَوٰی طَاوٗسٌ فِیْ طَلَاقِ الثَّلٰثِ اَنَّهَا لَازِمَةٌ فِی الْمَدْخُوْلِ بِهَا وَغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا اَنَّهَا ثَلٰثٌ لَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَعَلٰی هٰذَا جَمَاعَةُ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْحَدِيْثِ وَهُمُ الْجَمَاعَةُ وَالْحُجَّةُ وَاِنَّمَا يُخَالِفُ فِیْ ذٰلِكَ اَهْلُ الْبِدْعِ الْخَشْبِيَّةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْخَوَارِجِ عَصَمَنَا اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ (التمہید لابن عبدالبر ج23 ص378)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو مذہب نقل کیا ہے وہ طاوس کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں لازم ہو جاتی ہیں خواہ عورت کے ساتھ صحبت ہو چکی ہو یا صحبت نہ ہوئی ہو اور وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے حجاز، عراق، شام اور مشرق ومغرب کے تمام علماء، فقہاء اور محدثین کا مذہب یہی ہے اور یہ جماعت ہے اور حجت ہے (اور حدیث میں جماعت کے ساتھ لازم رہنے کا حکم ہے اور جماعت سے جدا ہونے پر نارِ جہنم کی وعید ہے) صرف اور صرف ان کی مخالفت اہل بدعت خشبیہ (فرقہ رافضیہ) معتزلہ اور خوارج نے کی ہے اللہ ہمیں اپنی رحمت سے اس برے مذہب سے محفوظ رکھے۔

فیصلہ اصحاب ظواہر

۞......علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 456ھ کا مذہب

فَإِنْ طَلَّقَهَا فِي طُهْرٍ لَمْ يَطَأْهَا فِيهِ فَهُوَ طَلَاقُ سُنَّةٍ لَازِمٌ كَيْفَمَا أَوْقَعَهُ إِنْ شَاءَ طَلْقَةً وَّاحِدَةً وَإِنْ شَاءَ طَلْقَتَيْنِ مَجْمُوعَتَيْنِ وَإِنْ شَاءَ ثَلَاثًا مَجْمُوعَةً

(المحلی لابن حزم ج۹ ص۳۶۴)

اگر بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دی جس میں اس کے ساتھ وطی نہیں کی تو یہ شرعی طلاق ہے اور وہ لازم ہو جاتی ہے جیسے بھی واقع کرے خواہ ایک طلاق دے یا دو یا تین اکٹھی طلاقیں دے۔

ابن حزم ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وَمَنْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ وَنَوٰى اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَهُوَ كَمَا نَوٰى سَوَاءٌ قَالَ ذٰلِكَ وَنَوَاهُ فِي مَوْطُوْءَةٍ أَوْ فِي غَيْرِ مَوْطُوْءَةٍ (المحلی لابن حزم ج۹ ص۴۰۵)

جس نے اپنی بیوی کو کہا تجھے طلاق ہے اور اس نے دو یا تین طلاقوں کی نیت کی تو نیت کے مطابق طلاق واقع ہوگی خواہ یہ قول اور اس سے دو یا تین طلاقوں کی نیت مدخولہ بیوی کے بارے میں ہو یا غیر مدخولہ بیوی کے بارے میں ہو دونوں کا حکم ایک ہے۔

۞......داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

قَالَ أَبُوْ عُمَرَ ادَّعٰى دَاوٗدُ الْإِجْمَاعَ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَقَالَ لَيْسَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةٍ وَمَنْ قَالَ بِقَوْلِهٖ مِنَ الرَّافِضَةِ مِمَّنْ يُّعْتَرَضُ بِهٖ عَلَى الْإِجْمَاعِ لِأَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ (الاستذکار ج6 ص8)

ابوعمر ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ داود ظاہری نے اس مسئلہ (یعنی اکٹھی تین

طلاقوں کے تین ہونے) میں اجماع کا دعوی کیا ہے اور کہا ہے کہ حجاج بن ارطاۃ اور روافض کے قول (اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق ہے) کیوجہ سے اجماع پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ لوگ اہل فقہ (ماہرین شریعت) میں سے نہیں ہیں

فیصلہ علماء نجد

۞......فیصلہ محمد بن عبدالوہاب

سُئِلَ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ طَلَاقِ الثَّلَاثِ ؟فَاَجَابَ الْمَسْئَلَةُ الَّتِیْ ذَکَرْتَهَامَرْوِيَّةٌ عَنِ الصَّحَابَةِ فِیْ مُسْلِمٍ وَّیَکْفِیْ فِیْ ذٰلِكَ مَاوَرَدَ فِیْهَاعَنِ الْمُحَدَّثِ الْمُلْهَمِ الَّذِیْ اُمِرْنَا بِاتِّبَاعِ سُنَّتِهٖ ثَانِیْ الْخُلَفَاءِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (الدررالسنیہ فی الکتب النجد یہ ج۸ص۲۸۱)

شیخ محمد بن عبدالوہاب سے اکٹھی تین طلاقوں کے متعلق پوچھا گیا شیخ نے جواب دیا کہ جس مسئلہ کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ صحابہ کرام سے مسلم میں نقل کیا گیا ہے اور اس کی تحقیق میں وہ فیصلہ کافی ہے جو اس مسئلہ کے بارہ میں اس شخصیت سے صادر ہوا ہے جس کی زبان پر حق جاری کیا جاتا ہے اور دل میں حق کا الہام کیا جاتا ہے اور جن کی سنت پر چلنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے یعنی خلفاء راشدین میں سے دوسرے خلیفہ راشد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

وَاَجَابَ اَیْضًا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَاَمَّاطَلَاقُ الثَّلَاثِ بِکَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ فَالَّذِیْ نُفْتِیْ بِهٖ اَنَّهٗ یَصِیْرُ ثَلَاثَ طَلْقَاتٍ کَمَااَلْزَمَ عُمَرُ وَتَابَعَهُ الصَّحَابَةُ عَلٰی ذٰلِكَ (الدررالسنیہ فی الکتب النجد یہ ج۸ص۲۸۳)

نیز شیخ محمد بن عبدالوہاب نے یہ جواب دیا بہر کیف تین طلاقیں بیک کلمہ کے بارے میں ہمارا فتوی یہ ہے کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اکٹھی تین طلاقیں لازم کیں اور سب صحابہ کرامؓ نے اس میں ان کی تابعداری کی۔

۞......فیصلہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب

عِنْدَنَا اَنَّ الْاِمَامَ ابْنَ الْقَیِّمِ وَشَیْخَہٗ اِمَامَا حَقٍّ مِّنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَکُتُبُھُمْ عِنْدَنَا مِنْ اَعَزِّ الْکُتُبِ اِلَّا اَنَّا غَیْرُ مُقَلِّدِیْنَ لَھُمْ فِیْ کُلِّ مَسْئَلَۃٍ فَاِنَّ کُلَّ اَحَدٍ یُّؤْخَذُ مِنْ قَوْلِہٖ وَیُتْرَکُ اِلَّا نَبِیَّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَمَعْلُوْمٌ مُخَالَفَتُنَا لَھُمَا فِیْ عِدَّۃِ مَسَائِلَ مِنْھَا طَلَاقُ الثَّلَاثِ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ مِّنْ مَّجْلِسٍ فَاِنَّا نَقُوْلُ بِہٖ تَبْعًا لِلْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ (حقیقۃ دعوۃ الامام محمد بن عبدالوہاب السلفیۃ ص۱۰۲، الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ ج۱ ص۲۴۰)

ہمارے نزدیک امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شیخ (ابن تیمیہ) امام برحق ہیں اور اہل السنّت سے ہیں اور ان کی کتابیں ہمارے نزدیک قیمتی کتب میں سے ہیں لیکن ہم (علماء نجد) ہر مسئلہ میں ان کے مقلد نہیں ہیں کیونکہ ہر ایک کے کچھ اقوال لیے جاتے ہیں اور کچھ چھوڑے جاتے ہیں مگر ہمارے نبی محمد ﷺ کی ہر بات لی جاتی ہے اور متعدد مسائل میں ابن قیم اور ابن تیمیہ کے ساتھ ہماری مخالفت معلوم ہے ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ تین طلاق بیک کلمہ ایک مجلس میں کیونکہ ہم ائمہ اربعہ کی اتباع میں اس چیز کے قائل ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا قَوْلُکُمْ اِنَّہٗ یُحْکٰی لَنَا اَنَّکُمْ اَحْلَلْتُمُ الْمَرْاَۃَ بَعْدَ طَلَاقِ الثَّلَاثِ فَنَقُوْلُ ھٰذَا کِذْبٌ وَّزُوْرٌ وَّبُھْتَانٌ عَلَیْنَا بَلْ نَقُوْلُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا طَلَّقَھَا زَوْجُھَا ثَلَاثًا لَاتَحِلُّ لَہٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ (الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ ج۱ ص۲۴۰)

بہرکیف تمھارا ہم پر یہ الزام جو ہمارے سامنے نقل کیا جاتا ہے کہ تم نے تین طلاقوں کے بعد بیوی کو اس کے شوہر کیلئے (بغیر حلالہ کے) حلال کیا ہے پس ہم کہتے ہیں

یہ خالص جھوٹ ہے اور ہم پر بہتان ہے اس مسئلہ میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ جب عورت کو اس کے خاوند نے اکٹھی تین طلاقیں دیدیں تو وہ اس کیلئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

۞......فیصلہ شیخ حمد بن ناصر

سُئِلَ الشَّیْخُ حَمْدُ بْنُ نَاصِرٍ عَمَّنْ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا ثَلَاثَ تَطْلِیْقَاتٍ ؟

فَاَجَابَ اِنْ کَانَ طَلَّقَھَا ثَلَاثًا بِکَلِمَۃٍ وَّاحِدَۃٍ حَرُمَتْ عَلَیْہِ وَلَمْ تَحِلَّ لَہٗ اِلَّا بَعْدَ الزَّوْجِ الثَّانِیْ بَعْدَ اَنْ یُّجَامِعَھَا وَلَاتَحِلَّ لِلْاَوَّلِ قَبْلَ جِمَاعِ الزَّوْجِ الثَّانِیْ وَاَمَّا اِنْ کَانَ طَلَّقَھَا ثَلَاثًا وَاحِدَۃً بَعْدَ وَاحِدَۃٍ فَاِنَّھَا تَبِیْنُ بِالْاُوْلٰی وَلَایَلْحَقُھَا بَقِیَّۃُ الطَّلَاقِ (الدرر السنیہ فی الکتب النجدیہ ج ۸ ص ۱۸۰)

شیخ حمد بن ناصر سے سوال کیا گیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دیدے اس کا حکم کیا ہے؟ شیخ نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر اس نے تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ دی ہیں (جیسے تجھے تین طلاقیں ہیں) تو وہ بیوی اس پر حرام ہوگئی اور وہ اس شوہر کیلئے تب حلال ہوگی جب دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح ہو اور وہ اس کے ساتھ جماع کرے اور دوسرے خاوند کے جماع کرنے کے بغیر محض نکاح کرنے سے وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہ ہوگی اور اگر اس نے تین طلاقیں جدا جدا دی ہیں (جیسے وہ کہے تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق) تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ جدا ہو جائیگی اور باقی دو طلاقیں واقع نہ ہوں گی۔

سُئِلَ حَمْدُ بْنُ نَاصِرٍ عَمَّنْ طَلَّقَ زَوْجَتَہٗ وَاخْتَلَّ عَقْلُہٗ ؟فَاَجَابَ اِنْ کَانَ حَالَ الطَّلَاقِ ثَابِتَ الْعَقْلِ وَطَلَّقَ مُخْتَارًا فَالطَّلَاقُ وَاقِعٌ فَاِنْ کَانَتْ آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِیْقَاتٍ لَمْ تَحِلَّ لَہٗ اِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ وَاِصَابَۃٍ وَّلَوِ اخْتَلَّ عَقْلُہٗ بَعْدَ

ذٰلِكَ وَلَوْ آلَ بِهِ الْاَمْرُ اِلَى الْجُنُوْنِ وَاِنْ كَانَ الطَّلَاقُ الَّذِىْ وَقَعَ بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ جَمَعَ فِيْهَا الطَّلَاقَ ثَلَاثًا فَكَذٰلِكَ عِنْدَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَهُوَ الَّذِىْ يُفْتٰى بِهٖ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّيْخِ تَقِيِّ الدِّيْنِ وَابْنِ الْقَيِّمِ اَنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ تُحْسَبُ طَلْقَةً وَّاحِدَةً وَحِيْنَئِذٍ فَلَهٗ رَجْعَتُهَا وَالْعَمَلُ عَلٰى كَلَامِ الْجُمْهُوْرِ

(الدرر السنیہ فی الکتب النجدیہ ج ۸ ص ۲۷۴)

حمد بن ناصر سے پوچھا گیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے اور اس کی عقل میں خرابی ہو تو اس کا کیا حکم ہے شیخ نے جواب دیا کہ اگر طلاق کے وقت اس کی عقل ٹھیک تھی اور طلاق اپنے اختیار سے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی پس اگر اس نے اکٹھی تین طلاقیں دیں تو یہ عورت پہلے خاوند کیلئے تب حلال ہوگی جب دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح کرے اور دوسرا خاونداس سے جماع کرے اور اگر اس کے بعد اس کی عقل میں جنون کی حد تک فساد آ جائے تو حکم تبدیل نہیں ہوگا اور اگر اس نے تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ دیں تو ائمہ اربعہ کے نزدیک یہی حکم ہے (یعنی تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی) اور ہمارے نزدیک فتوی اسی قول پر ہے اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور ابن قیم کے نزدیک تین طلاقیں بیک کلمہ ایک طلاق شمار ہوتی ہے اس کے مطابق اس آدمی کیلئے رجوع کرنا جائز ہے لیکن ہمارا عمل جمہور کے قول پر ہے۔

۞...... فیصلہ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبَا بَطِيْنِ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ ثَلَاثًا فَاِنَّهَا تَقَعُ الثَّلَاثُ وَلَوْ كَانَ عَلٰى عِوَضٍ

(الدرر السنیہ فی الکتب النجدیہ ج ۸ ص ۲۶۶)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین نے کہا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو وہ واقع ہو جاتی ہیں اگر چہ وہ تین طلاقیں عوض لے کر دے۔

۞......فیصلہ شیخ صالح الفوزان

اَلَّذِیْ عَلَیْهِ الْجُمْهُوْرُ وَهُوَ الصَّحِیْحُ اَنَّ الثَّلَاثَ تَقَعُ وَلَوْ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ

(مجموعۃ فتاوی الشیخ صالح بن الفوزان ج ۲ ص ۶۶۷)

وہ مذہب جس پر جمہور ہیں اور صحیح بھی یہی ہے، یہ ہے کہ تین طلاقیں اگرچہ ایک لفظ کے ساتھ ہوں واقع ہو جاتی ہیں۔

۞......فیصلہ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن

قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَسَنٍ وَاَمَّا طَلَاقُ الثَّلَاثِ فَاِنَّهٗ یَقَعُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ مُفَرَّقًا اَوْ مَجْمُوْعًا وَهُوَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْعَمَلُ سَلَفًا وَخَلَفًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَمَنْ بَعْدَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ عِنْدَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَهُوَ الْاَصَحُّ فِیْ مَذَاهِبِهِمْ عِنْدَ اَصْحَابِهِمْ (الدرر السنیہ فی الکتب النجدیہ ج ۸ ص ۲۹۳)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فرماتے ہیں تین طلاقیں جدا جدا ہوں یا اکٹھی جمہور کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد کے خلفاء کے وقت سے سلف وخلف کا عمل اسی پر ہے اور ائمہ اربعہ کا مذہب بھی یہی ہے اور ائمہ اربعہ کے متبعین علماء کے نزدیک اصح مذہب یہی ہے

۞......فیصلہ شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز العنقری

قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْعَنْقَرِیُّ الَّذِیْ طَلَّقَ زَوْجَتَهٗ ثَلَاثًا بِلَفْظَةٍ وَّاحِدَةٍ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ اَنَّهَا تَقَعُ ثَلَاثًا وَتَمْضِیْ عَلَیْهِ وَهٰذَا هُوَ الْمُفْتٰی بِهٖ عِنْدَ مَشَائِخِنَا وَلَا یَنْبَغِیْ الْعُدُوْلُ عَنْهُ (الدرر السنیہ فی الکتب النجدیہ ج ۸ ص ۲۹۴)

شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز العنقری فرماتے ہیں کہ جو آدمی اپنی بیوی کو ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیدے تو جمہور کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں ہمارے مشائخ کا فتوی اسی پر ہے اور اس سے انحراف مناسب نہیں۔

۞......فیصلہ شیخ وہبۃ الزحیلی

اِتَّفَقَ فُقَهَاءُ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَالظَّاهِرِيَّةُ عَلٰى اَنَّهٗ اِذَاقَالَ الرَّجُلُ لِغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًاوَقَعَ الثَّلَاثُ

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج۹ص ۳۶۹)

مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے فقہاء اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں (بیک کلمہ) دے تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

سعودی علماء کرام کی سپریم کونسل کا فیصلہ

حکومت سعودیہ نے اپنے ایک شاہی فرمان کے ذریعے حرمین شریفین اور ملک کے دوسرے نامور ترین علماء کرام پر مشتمل ایک تحقیقاتی مجلس قائم کر رکھی ہے جس کا فیصلہ تمام ملکی عدالتوں میں نافذ ہے بلکہ خود بادشاہ بھی اس کا پابند ہے اس مجلس میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ پیش ہوا مجلس نے اس مسئلہ سے متعلق قرآن وحدیث کی نصوص کے علاوہ تفسیر وحدیث کی ۴۷ کتابیں کھنگالنے اور سیر حاصل بحث کے بعد صاف اور واضح الفاظ میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ ایک مجلس میں ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقیں بھی تین ہی ہیں یہ بحث ربیع الثانی سن ۱۳۹۳ھ میں ہوئی تھی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا اس مجلس میں جو اکابر علماء موجود تھے ان کے نام یہ ہیں

(۱) الشیخ عبدالعزیز بن باز (۲) الشیخ عبداللہ بن حمید

(۳) الشیخ محمد الامین الشنقیطی (۴) الشیخ سلیمان بن عبید

(۵) الشیخ عبداللہ الخیاط (۶) الشیخ محمد الحرکان

(۷) الشیخ ابراہیم بن محمد آل الشیخ (۸) الشیخ عبدالرزاق عفیفی

(۹) الشیخ عبدالعزیز بن صالح (۱۰) الشیخ صالح بن غصوان

(۱۱)الشیخ محمد بن جبیر　(۲)الشیخ عبدالمجید حسن

(۱۳)الشیخ راشد بن حنین　(۱۴)الشیخ صالح بن الحید ان

(۱۵)الشیخ مھدار عقیل　(۱۶)الشیخ عبداللہ بن غدیان

(۱۷)الشیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع

ودیگر علماء کرام اس میں شریک تھے

ان حضرات نے قرآن وحدیث اور اجماع امت کی روشنی میں اپنے اکثریتی فیصلے میں یہ قرار دیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں قرآن کریم کی تین آیات تقریباً ساٹھ احادیث مرفوعہ وموقوفہ اور اتفاق جمہور سلف صالحین کی تیس تصریحات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مدخول بہا پر ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں سلف صالحین میں کوئی بھی قابل اقتداء ایسی شخصیت نہیں ہے جو اس کے خلاف کی قائل ہو (مجلۃ البحوث الاسلامیہ ص۴ ملحقہ خیر الفتاوی ج۵ از ص۴۴۹ تا ص۶۶۰)

سعودی علماء کرام کی سپریم کونسل نے بحث ومباحثہ کے بعد جو فیصلہ کیا وہ یہ تھا

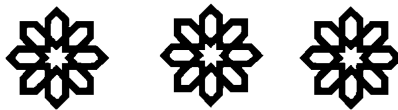
وَبَعْدَ دِرَاسَةِ الْمَسْئَلَةِ وَتَدَاوُلِ الرَّأْيِ وَاسْتِعْرَاضِ الْاَقْوَالِ الَّتِیْ قِيْلَتْ فِيْهَا وَمُنَاقَشَةِ مَا عَلٰى كُلٍّ مِنْ اِيْرَادٍ تَوَصَّلَ الْمَجْلِسُ بِاَكْثَرِيَّتِهٖ اِلٰى اخْتِيَارِ الْقَوْلِ بِوُقُوْعِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ ثَلَاثًا

(مجلۃ البحوث الاسلامیہ ج۳ ص۱۶۵)

مجلس میں مسئلہ کی خواندگی اور باہمی تبادلہ خیال اور اس مسئلہ کے بارے میں جو اقوال ہیں ان کو پیش کر کے ان پر مناقشہ وتحقیق کے بعد مجلس کی اکثریت نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ تین طلاقیں بیک کلمہ تین ہی ہوتی ہیں۔

ہمارا سوال

اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے پر ہمیشہ امت کا اجماع رہا ہے اس اجماع امت پر ہم نے پہلی صدی سے پندرھویں صدی تک تہتر حوالے محدثین اور فقہاء سے نقل کیے ہیں جن میں اجماع امت کی صراحت ہے اور مذاہب اربعہ (فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی ،فقہ حنبلی) کے تقریبا یک صد حوالے نقل کیے ہیں جن میں صراحت ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں اور مذہب اربعہ کا کسی مسئلہ پر متفق ہونا اجماع امت شمار ہوتا ہے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ منکرین فقہ اکٹھی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر اجماع امت کے صرف پچیس صریح حوالہ جات معتبر محدثین وفقہاء سے پیش فرمائیں۔



شاذ اقوال کا فتنہ

اہل باطل جہاں اپنے باطل نظریات کی بنیاد کتاب وسنت اور بعض معتبر ہستیوں کے اقوال میں تحریف پر رکھتے ہیں وہاں وہ ماضی کی بعض عجوبہ روزگار شخصیتوں کے بے وقعت اور غیر معتبر شاذ اقوال کا سہارا بھی لیتے ہیں حالانکہ نماز میں شاذ قراءت کی تلاوت جائز نہیں شاذ حدیث کو کسی مسئلہ میں دلیل بنانا جائز نہیں تو بعض شخصیات کے شاذ اقوال مذہب کی بنیاد کیسے بن سکتے ہیں لہذا غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ قرآن وحدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ واجماع امت سے ثابت مسئلہ کو تسلیم کر کے اس پر چلیں اور اگر شاذ اقوال کو لے کر اس کو مذہب کی بنیاد بنانا شروع کر دیا جائے تو دین کے بہت سے اجماعی مسائل شاذ اقوال کی نظر ہو جائیں گے اور اسلام شاذ اقوال کا مجموعہ بن کر رہ جائے گا اور دین کے بے شمار اجماعی اور متفق علیہ مسائل متروک ہو جائیں گے کتنے ہی ایسے اجماعی مسائل ہیں جن میں معتبر یا غیر معتبر کسی نہ کسی آدمی کا سچا یا جھوٹا قول مل ہی جاتا ہے جس سے اجماع میں فرق نہیں آتا بلکہ خلاف اجماع ہونے کی وجہ سے وہ قول باطل شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح شاذ قول پر کسی مفتی کا فتوی بھی شاذ قول کا حکم رکھتا ہے اس لیے شاذ فتوی پر عمل کرنا اور اس کو اپنے مذہب وعمل کی بنیاد بنانا جائز نہیں۔ قادیانیوں نے بھی اکٹھی تین طلاق کے ایک ہونے پر بعض شاذ حدیثوں اور شاذ اقوال کا سہارا لیا ہے منکرین فقہ کو چاہیئے کہ وہ اللہ رسول خلفاء راشدین صحابہ تابعین وتبع تابعین اجماع صحابہ اور اجماع امت کی پیروی کریں اور اس کے مقابلہ میں قادیانیوں کی طرح شاذ حدیثوں اور شاذ اقوال کو اپنا مذہب بنا کر جہنم کا ایندھن بننے سے بچیں۔

تین طلاق کا ایک ہونا شاذ، مردود اور اہل بدعت کا قول ہے

اکٹھی تین طلاق کے تین ہونے پر قرآن سے پانچ دلیلیں، 16احایث مرفوعہ ،19 آثار خلفاء راشدین، 57 آثار صحابہ، 75 آثار تابعین و تبع تابعین، اجماع صحابہ کے 12 حوالے، اجماع امت کے 73 حوالے اور فقہاء مذاہب اربعہ و محدثین کے 128 حوالے ہم نے ماقبل میں ذکر کیے ہیں لہذا اکٹھی تین طلاق کے ایک ہونے کا قول مذکورہ تمام امور کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر، غلط، مردود، باطل، شاذ اور بدعی قول ہے جو جہالت، قلت علم، خواہش نفس پر مبنی ہے اس لیے یہ قابل قبول نہیں۔ اس کی مؤیدات درج ذیل فقہاء، محدثین اور مفسرین کے اقوال سے ملاحظہ کیجئے

شمار	نام محدث وفقیہ	التوفی	تین طلاق کے ایک ہونے کے قول اور قائل کا حکم	صفحہ کتاب ہذا
1	ابن شہاب زہری	125ھ	لائق تعزیر	449
2	ابوبکر رازی حنفی	370ھ	غیر معتبر	463
3	ابن بطال مالکی	449ھ	غیر معتبر، شاذ، اہل بدعت	191
4	ابن عبدالبر مالکی	463ھ	غیر معتبر، شاذ، اہل بدعت، معتزلہ، خوارج، روافض، خلاف اجماع	191 تا 193
5	ابوالولید باجی مالکی	474ھ	اہل بدعت، مخالف اجماع	194، 195
6	فقیہ ابوابراہیم مالکی		اہل بدعت، غیر معتبر	452
7	علامہ سرخسی حنفی	483ھ	غیر معتبر	425

8	ابن رشد مالکی	520ھ	غیر معتبر، جاہل، قلیل العلم، ضعیف الدین، مخالف اجماع، شاذ، اہل بدعت، قابل تعزیر، مردود الشہادۃ	196 197
9	ابن العربی مالکی	543ھ	لائق ذبح، شاذ، گمراہ، علمی یتیم، رافضی شیعہ، گمراہ، اہل بدعت	457، 198 تا 203
10	قاضی عیاض مالکی	544ھ	غیر معتبر، خارجی، رافضی	204
11	اابوالمظفر حنبلی	560ھ	غیر معتبر	204
12	کاسانی حنفی	587ھ	شیعہ	205
13	قرطبی مالکی	671ھ	شاذ، گمراہ، مفتری علی اللہ، مفتری علی الرسول، جاہل، دھوکہ باز، سیدھے راستہ سے ہٹا ہوا	205 341
14	ابن رجب حنبلی	795ھ	شاذ	208
15	ابن حجر	852ھ	مخالف اجماع، غیر معتبر	181
16	حافظ عینی حنفی	855ھ	شاذ، غیر معتبر، اہل بدعت، مخالف سنت	210
17	علامہ ابن ہمام حنفی	861ھ	غیر معتبر	211
18	علامہ کورانی	893	گمراہ	357
19	احمد بن یحیی مالکی	914ھ	شاذ	213
20	ابن نجیم حنفی	970ھ	غیر معتبر، خلاف اجماع	215
21	ملا علی قاری حنفی	1014ھ	غیر معتبر	216

22	منصور بن یونس حنبلی	1051ھ	ضعیف الماخذ، غیر معتبر	465
23	علامہ رملی حنفی	1081ھ	غیر معتبر، گمراہ، شیعہ غیر طاہر القلب	429
24	احمد صاوی مالکی	1241ھ	اہل بدعت، ضال، مضل	219
25	محمد دسوقی مالکی	1230ھ	اہل بدعت، ضال، مضل	219
26	طحطاوی حنفی	1231ھ	مخالف اجماع	221
27	ابوالحسن تسولی مالکی	1258ھ	خلاف اجماع، شاذ	221
28	الرجراجی المالکی		اہل بدعت	222
29	عبدالحی لکھنوی حنفی	1304ھ	غیر معتبر	223
30	جزیری حنبلی	1360ھ	شاذ، غیر معتبر	224
31	شیخ بخیت حنفی		شاذ، اہل بدعت	225
32	مفتی کفایت اللہ		مخالف اہل السنّت، مبتدع، مردود، امامیہ	227
33	مفتی عبدالستار و مفتی انور صاحب		شاذ و مردود	231
34	مفتی عاشق الہی		قابل قبول نہیں، خلاف اجماع	435
35	مفتی تقی عثمانی		غلط، قابل قبول نہیں، خلاف اجماع،	436

ہمارا سوال

کوئی ایک حوالہ پیش کریں کہ پوری امت کے علماء میں سے کسی زمانہ میں کسی عالم نے کہا ہو کہ اکٹھی تین طلاقوں کا تین ہونا شاذ قول ہے اور اس کے قائلین اہل بدعت اور مبتدعہ ہیں

تین طلاق کا ایک ہونا کن کا مذہب ہے؟

موجودہ فرق باطلہ میں سے تین طلاق کا ایک ہونا تین باطل فرقوں کا عقیدہ ہے

(۱) رافضی فرقہ (۲) قادیانی فرقہ (۳) فرقہ غیر مقلدین،

اصل یہ مذہب رافضیوں کا تھا ان کا خیال یہ تھا کہ متعہ کو حرام قرار دینا اور تین طلاق کو تین قرار دینا یہ دونوں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذاتی فیصلے ہیں اس لیے انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ضد وعداوت کی وجہ سے ان کو ماننے سے انکار کر دیا اور متعہ کے جواز بلکہ متعہ کے عبادت ہونے کا اور تین طلاق کے ایک طلاق رجعی ہونے کا عقیدہ اختیار کر لیا پھر ان کے بعد قادیانیوں نے رافضیوں سے یہ عقیدہ لے لیا اور رافضیوں اور قادیانیوں کی طرح ان کے ہم ذوق فرقہ غیر مقلدین نے دونوں فرقوں کے اس مشترکہ عقیدہ کو اختیار کر کے تین طلاقوں کے ایک ہونے کی طرح یہ تینوں فرقے بھی اس مسئلہ میں ایک ہو گئے غیر مقلدین کا اس مسئلہ میں عقیدہ و مذہب سب کو معلوم ہے اور ان کے مذہب کے چند حوالہ جات گذر چکے ہیں البتہ رافضیوں اور قادیانیوں کا مذہب باحوالہ کتب ملاحظہ کیجئے۔

رافضی مذہب، اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق

(1)......شیخ طوسی شرعی اور غیر شرعی طریقہ طلاق کی وضاحت تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

فَالْمُحَرَّمُ عِنْدَنَا غَيْرُ وَاقِعٍ وَعِنْدَ الْمُخَالِفِ يَقَعُ وَالطَّلَاقُ الثَّلَاثُ بِلَفْظَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْفِىْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ مُتَفَرِّقًا لَايَقَعُ عِنْدَنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ وَعِنْدَهُمْ يَقَعُ الْجَمِيْعُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ بِدْعَةٌ وَقَالَ آخَرُوْنَ لَيْسَ بِبِدْعَةٍ

(المبسوط ج ۵ ص ۴ مؤلفہ شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی الطّوسی المتوفی ۴۶۰ھ)

ہمارے (یعنی روافض کے) نزدیک حرام طریقہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور

ہمارے مخالف (اہل السنّت والجماعت) کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے پس ہمارے (یعنی روافض) نزدیک تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ ہوں یا ایک طہر میں متفرق تین طلاقیں ہوں تو اس کے ساتھ صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔اور اہل السنّت کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں پھر ان میں سے بعض (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد) کے نزدیک یہ طریقہ طلاق غیر شرعی ہے اور بعض (امام شافعی، امام بخاری وغیرہ) کے نزدیک یہ طریقہ طلاق غیر شرعی نہیں ہے۔

(2)......ابو القاسم الخوئی طلاق کی مختلف صورتیں لکھتے ہوئے اکٹھی تین طلاقوں کا مسئلہ لکھ کر آگے ان سب صورتوں کا حکم لکھتے ہیں کہ باقی صورتوں میں طلاق باطل ہے لیکن اکٹھی تین طلاقوں کی صورت میں ایک طلاق واقع ہوگی چنانچہ لکھتے ہیں وَطَلَاقُ الثَّلَاثِ اِمَّا مُرْسَلًا بِاَنْ يَّقُوْلَ هِيَ طَالِقٌ ثَلَاثًا وَاِمَّا وَلَاءً بِاَنْ يَّقُوْلَ هِيَ طَالِقٌ هِيَ طَالِقٌ هِيَ طَالِقٌ وَّالْكُلُّ بَاطِلٌ عَدَا طَلَاقِ الثَّلَاثِ فَاِنَّ فِيْهِ تَصِحُّ وَاحِدَةٌ وَيَبْطُلُ الزَّائِدُ

(منہاج الصالحین ج 2 ص 287 فتاوی ابی القاسم الموسوی الخوئی)

تین طلاقیں اکٹھی چھوڑ دے مثلاً یوں کہے کہ اس کو تین طلاقیں ہیں یا لگا تار طلاق کے تین لفظ کہے مثلاً اس کو طلاق ہے، اس کو طلاق ہے، اس کو طلاق ہے تو باقی صورتوں میں طلاق باطل ہے لیکن اکٹھی تین طلاقوں کی صورت میں ایک طلاق صحیح ہوگی اس سے زائد طلاقیں باطل ہیں۔

(3)......علامہ حسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحلی المتوفی ۷۲۶ھ نے اپنی شرح میں طلاق کی دو قسمیں لکھی ہیں طلاق بدعت اور طلاق سنت پھر طلاق بدعت کی تین قسمیں لکھیں (۱) حائضہ غیر حاملہ عورت کو حالت حیض میں یا حالت نفاس میں طلاق دینا (۲) جس عورت کو حیض نہیں آتا اس کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد تین ماہ گذرنے سے پہلے طلاق دینا

(۳)......اکٹھی تین طلاقیں دینا۔ یہ لکھ کر ان تینوں کا حکم یوں لکھتے ہیں وَالْکُلُّ مِنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ بَاطِلٌ لَایَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ اِلَّا فِیْ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ مُرْسَلًا فَاِنَّهٗ یَقَعُ بِهٖ طَلَاقٌ وَّاحِـــدٌ یعنی طلاق کی یہ تینوں قسمیں باطل ہیں ان کے ساتھ طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن اکٹھی تین طلاقوں کی صورت میں ایک طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

(شرح تبصرۃ المتعلمین فی احکام الدین ج2 ص175)

(4)...... وَرَوٰی جَمِیْلُ بْنُ دَرَّاجٍ فِیْ الصَّحِیْحِ عَنْ اَحَدِهِمَا عَلَیْهِمَا السَّلَامُ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنِ الَّذِیْ یُطَلِّقُ فِیْ حَالِ طُهْرٍ فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ ثَلَاثًا قَالَ هِیَ وَاحِـدَةٌ (عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ ج3 ص378 مؤلفہ الشیخ المحقق محمد بن علی بن ابراہیم الاحصائی المعروف ابن ابی جمہور بحوالہ فروع کافی ج6 کتاب الطلاق باب من طلق ثلاثا علی طهر بشهود فی مجلس او اکثر انها واحدة)

جمیل بن دراج سے صحیح روایت ہے جس کو وہ امام جعفر صادق اور امام باقر علیہما السلام میں سے ایک سے روایت کرتا ہے کہ میں نے امام سے پوچھا کہ جو آدمی حالت طہر میں بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے امام نے کہا یہ تین طلاقیں ایک ہے۔

(5)...... وَلَوْ قَیَّدَ الْوَاحِدَةَ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ اَنْتِ طَالِقٌ بِالثَّلَاثِ لَغَتِ الثَّلَاثُ وَوَقَعَتْ وَاحِدَةٌ عِنْدَنَاوَتَقَعُ ثَلَاثَةٌ عِنْدَ الْقَوْمِ فَتَحْتَاجُ اِلٰی مُحَلِّلٍ (تحریر المجلہ مؤلفہ امام المسلمین آیت اللہ محمد الحسین آل کاشف الغطاء ج5 ص40)

اور اگر طلاق کو تین کی ساتھ مقید کر کے کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو ہمارے نزدیک تین طلاقیں لغو ہیں اور ایک طلاق واقع ہوجائے گی البتہ ایک قوم (اہل السنّت والجماعت) کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور پہلے خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح کیلئے وہ حلالہ کے محتاج ہوجاتے ہیں۔

(6)......آیت اللہ الحاج سید احمد خوانساری نے اپنا مذہب لکھا کہ اکٹھی دو یا تین طلاقیں واقع نہیں ہوتیں اس پر اپنے اس مذہب پر بطور دلیل فروع کافی کے حوالے سے مختلف روایات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَيَدُلُّ عَلَيْهِ الْاَخْبَارُ مِنْهَا مَا رَوَاهُ فِي الْكَافِيْ عَنْ زُرَارَةَ فِي الصَّحِيْحِ عَنْ اَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا فِيْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ وَّهِيَ طَاهِرٌ قَالَ هِيَ وَاحِدَةٌ وَفِي الصَّحِيْحِ اَوِ الْحَسَنِ عَنْ اَحَدِهِمَا قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الَّذِيْ يُطَلِّقُ فِيْ حَالِ طُهْرٍ فِيْ مَجْلِسٍ ثَلَاثًا قَالَ هِيَ وَاحِدَةٌ وَّفِي الصَّحِيْحِ عَنْ اَبِيْ بَصِيْرٍ الْاَسَدِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ الْحَلْبِيِّ وَعُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الطَّلَاقُ ثَلَاثًا فِيْ غَيْرِ عِدَّةٍ اِنْ كَانَتْ عَلٰى طُهْرٍ فَوَاحِدَةٌ وَّاِنْ لَّمْ تَكُنْ عَلٰى طُهْرٍ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ اِلٰى غَيْرِ مَا ذُكِرَ مِنَ الْاَخْبَارِ...... وَمَا رَوَاهُ الْكُلَيْنِيُّ فِي الصَّحِيْحِ عَنْ شِهَابِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثٍ قَالَ قُلْتُ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا فِيْ مَقْعَدٍ قَالَ تُرَدُّ اِلَى السُّنَّةِ فَاِذَا مَضَتْ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ اَوْ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ بِوَاحِدَةٍ وَّالْاَخْبَارُ الْمُخَالِفَةُ لِلْاَخْبَارِ الْمَذْكُوْرَةِ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى التَّقِيَّةِ وَالْمَعْرُوْفُ وُقُوْعُ الْوَاحِدَةِ مَعَ تَكْرِيْرِ الصِّيْغَةِ ثَلَاثًا (جامع المدارک ج4 ص509)

اور مذکورہ بالا مذہب مختلف روایات سے ثابت ہے ان میں سے ایک صحیح روایت وہ ہے جو فروع کافی میں زرارہ سے نقل کی گئی ہے زرارہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام میں سے ایک سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ میں نے امام سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جو اپنی بیوی کو بحالت طہر ایک مجلس میں تین طلاقیں دیتا ہے امام نے کہا کہ یہ تین طلاقیں ایک ہے اور صحیح یا حسن روایت ہے امام جعفر صادق اور امام باقر علیہما السلام میں سے

ایک سے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام سے پوچھا کہ جو آدمی حالت طہر میں ایک مجلس میں تین طلاقیں دیتا ہے امام نے کہا کہ وہ تین طلاقیں ایک ہے۔ اور صحیح روایت ہے جس کو ابو بصیر اسدی محمد بن علی حلبی اور عمر بن حنظلہ سب ابو عبداللہ امام جعفر صادق سے نقل کرتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں عدت میں رجوع کرنے اور جماع کرنے کے بغیر اگر طہر کی حالت میں ہوں تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر طہر میں نہ ہوں تو ایک بھی واقع نہیں ہوگی اور ایک صحیح روایت وہ ہے جس کو کلینی نے شہاب بن عبدربہ سے نقل کیا ہے اور شہاب نے امام ابی عبداللہ جعفر صادق سے نقل کیا ہے شہاب کہتا ہے میں نے کہا کہ ایک آدمی نے ایک مجلس میں عورت کو تین طلاقیں دی ہیں امام نے فرمایا کہ ان تین طلاقوں کو سنت (ایک طلاق) کی طرف لوٹایا جائے گا پھر جب تین مہینے یا تین حیض گذر جائیں تو وہ عورت اس شوہر سے ایک طلاق کے ساتھ جدا ہو جائے گی اور وہ روایات جو ان مذکورہ بالا روایات کے خلاف ہیں وہ تقیہ پر محمول ہیں اور ہمارا معروف مذہب یہ ہے کہ تین اکٹھی طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔

(7)......محمد حسین آل کاشف الغطاء لکھتے ہیں۔

وَقَدِ اتَّفَقَتِ الْإِمَامِيَّةُ اَيْضًا عَلٰى اَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ وَاحِدَةٌ فَلَوْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ وَيَجُوْزُ لَهٗ مُرَاجَعَتُهَا وَلَا تَحْتَاجُ اِلٰى مُحَلِّلٍ ......وَقَدْ خَالَفَ فِيْ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْاَكْثَرُ مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ فَجَعَلُوْا قَوْلَ الزَّوْجِ لِزَوْجَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا يُوْجِبُ تَحْرِيْمَهَا وَلَا تَحِلُّ لَهٗ اِلَّا بِمُحَلِّلٍ (اصل الشیعۃ واصولہا ص ۲۲۰)

امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک ہے پس اگر عورت کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو وہ مرد پر حرام نہیں ہوتی اور اس کیلئے رجوع کرنا جائز ہے اور حلالے کی ضرورت نہیں اور اس تین طلاق کے مسئلہ میں جمہور علماء اہل السنّت نے امامیہ کی مخالفت کی ہے پس انھوں نے کہا ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو اس سے بیوی

اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور بغیر حلالہ کے پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوتی۔اس کے بعد شیعہ مصنف نے ابوالصہباء والی حدیث مسلم کو اپنی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔

قادیانی مذہب، اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق

قادیانیوں کی تدوین فقہ کمیٹی کے نوارا کین کی مدون کردہ کتاب **فقہ احمدیہ** کے ص نمبر 80 پر لکھا ہے!

(1) ''احمدیہ کے نزدیک اگر تین طلاقیں ایک دفعہ ہی دیدی جائیں تو ایک رجعی طلاق متصور ہوگی'' آگے دلیل کے طور پر قادیانیوں نے وہی دو حدیثیں لکھی ہیں جو غیر مقلدین اپنے فتوی میں لکھا کرتے ہیں۔یعنی حدیث رکانہ اور حدیث ابی الصہباء جن کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ہیں۔

(2) ''حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں اگر تین طلاق ایک ہی وقت میں دی گئی ہوں تو اس خاوند کو یہ فائدہ دیا گیا ہے کہ وہ عدت کے گذرنے کے بعد بھی اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے'' یہ لکھ کر آگے الطلاق مرتان والی دلیل لکھی ہے۔جو غیر مقلدین پیش کیا کرتے ہیں۔

افاضات ملفوظات مرتبہ امت الشکور امجد بیگ ص ۱۴۵ پر لکھا ہے!

(3)''حضرت اقدس آپ پر سلامتی ہو نے فرمایا کہ......اگر تین طلاق ایک ہی وقت میں دی گئی ہوں تو اس خاوند کو یہ فائدہ دیا گیا ہے کہ وہ عدت گذرنے کے بعد بھی اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے کیونکہ یہ طلاق ناجائز طلاق تھی''

مجموعہ فتاوی احمدیہ ج ۲ ص ۳۲

(4) سوال: تین طلاق کے بعد پہلا خاوند نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... حضرت مسیح موعود، فقہاء نے ایک مرتبہ تین طلاق دینے کو جائز رکھا ہے لیکن اس میں یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ عدت کے بعد اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو وہ عورت اس خاوند سے نکاح کرسکتی ہے''

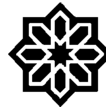
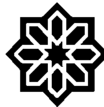
(5) صفحہ نمبر ۳۴ پر لکھا ہے اگر ایک ہی مرتبہ تین طلاق دی جائے اور پھر عدت گذرنے کے بعد وہی خاوند نکاح کرنا چاہے تو وہ نکاح کرسکتا ہے۔

(6) صفحہ نمبر ۳۵ فتوی یہ ہے کہ جب کوئی ایک ہی جلسہ (مجلس) میں (تین) طلاق دی تو یہ طلاق ناجائز ہے اور قرآن کے برخلاف ہے اس لیے رجوع ہوسکتا ہے صرف دوبارہ نکاح ہوجانا چاہیئے اسی طرح ہم ہمیشہ فتوی دیتے ہیں اور یہی حق ہے۔

(7) صفحہ نمبر ۴۰

سوال یک دفعہ تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے یا تین طلاقیں؟

جواب حکیم الامت (حکیم نورالدین خلیفہ اول مرزا قادیانی) ایک بار تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔

باب دوم: مغالطوں کے جوابات

غیر مقلدین کے فتوی وکتب میں دیے گئے مغالطوں کے جواب سے قبل حدیثوں کے صحت وضعف اور فہم حدیث کے متعلق چند مسلمہ اور متفقہ اصولوں کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے

اصل نمبر 1...... اگر کسی مسئلہ کے بارے میں مختلف قسم کی حدیثیں ہوں تو ان میں سے وہ حدیثیں صحیح اور قابل عمل ہوں گی جن کی کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا سنت خلفاء راشدین یا اجماع صحابہ یا اجماع امت یا جمہور صحابہ یا جمہور تابعین وتبع تابعین کے آثار کے ساتھ موافقت ہوگی یا جو قیاس شرعی کے موافق ہوں گی ۔ صحت حدیث اور درجہ عمل میں حدیث کے مقبول ومعمول بہ ہونے کے لیے تو مذکورہ بالا آٹھ امور میں سے کسی ایک کے ساتھ موافقت کافی ہے لیکن جس حدیث کی ان سب امور کے ساتھ موافقت ثابت ہو جائے تو وہ نہایت اعلی درجے کی صحیح اور قابل عمل حدیث قرار پائے گی ۔ یہ بھی واضح رہے کہ ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) جس مسئلے پر متفق ہوں وہ مسئلہ اجماعی شمار ہوتا ہے ۔

اصل نمبر 2...... اگر کسی حدیث میں مفہوم کے لحاظ سے مختلف احتمال ہوں ایک احتمال وہ ہے جو قاعدہ اول میں مذکور امور کے ساتھ موافقت رکھتا ہو اور دوسرا مفہوم موافقت نہ رکھتا ہو تو موافقت والے احتمال کو ترجیح ہوگی اور وہی مفہوم قابل عمل اور صحیح قرار پائے گا اور جو مفہوم ان کے خلاف ہوگا وہ غلط اور نا قابل عمل ہوگا ۔

اصل نمبر 3...... اگر کسی مسئلہ میں ایک صحابی سے مختلف قسم کی حدیثیں مروی ہوں یا اس کی بیان کردہ حدیث میں مفہوم کے لحاظ سے مختلف احتمال ہوں اور اسی مسئلہ کے بارے میں اس صحابی کا فتوی بھی موجود ہو تو وہ حدیث اور حدیث کا وہ مفہوم راجح اور صحیح ہوگا

جس کے مطابق اس صحابی کا فتوی ہے اور جس حدیث اور جس مفہوم حدیث پر خود راوی حدیث صحابی نے فتوی نہیں دیا تو وہ خود اس صحابی کے نزدیک نا قابل عمل ہے تو دوسروں کیلئے کیسے حجت اور قابل عمل ہوسکتی ہے۔

اصل نمبر 4......حدیث میں مفہوم کے لحاظ سے دو احتمال ہوں، ایک مفہوم کے مطابق، حدیثوں میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرے مفہوم کے مطابق توافق ۔تو حدیث کا وہ مفہوم صحیح اور راجح ہو گا جس کے مطابق حدیثوں میں توافق پیدا ہو جائے۔کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں تضاد نہیں ہوسکتا۔

مغالطہ نمبر 1:

ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دینا خلاف شرع ہے اس لئے واقع نہ ہوں گی۔

جواب :

اگر کوئی شخص بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دے تو وہ تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں یا نہیں ۔اہل بدعت (غیر مقلدین) کہتے ہیں کہ چونکہ یہ تین طلاقیں خلاف شرع ہیں اس لیے تین واقع نہیں ہوں گی بلکہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور سب اہل السنّت والجماعت علماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک یہ خلاف شریعت بھی نہیں اور یہ آدمی گناہ گار بھی نہیں لیکن جمہور اہل السنّت علماء کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے اور ایسا آدمی خلاف شرع طریقہ اختیار کرنے کی وجہ سے گناہگار ہے۔

اس سلسلے میں چند امور اور چند سوال عرض خدمت ہیں۔

امر اول ...... غیر مقلدین کا اختیار کردہ موقف (۱) قرآن، (۲) حدیث، (۳) خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فیصلے، (۴) اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم (۵)، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، (۶) آثار تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین رحمہم اللہ اور (۷) اجماع امت کے خلاف ہے جیسا کہ باب اول میں آپ معلوم کر چکے ہیں اس لیے یہ موقف غلط ہے۔

ہمارا سوال ...... غیر مقلدین سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ بھی اپنے موقف (غیر شرعی طلاق واقع نہیں ہوتی) پر اپنے دعوے کے مطابق قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، آثار تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین رحمہم اللہ، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم، اور اجماع امت سے صریح دلائل پیش کریں؟ اور اگر یہ ان کی اپنی یا کسی امتی کی رائے ہے تو ان کے نزدیک پیغمبر کی رائے بغیر وحی کے حجت نہیں تو ان کی یا ان کے معتمد علیہ امتیوں کی رائے کیسے حجت ہو سکتی ہے۔

امر دوم ......صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی، یہ غیر شرعی طلاق تھی اس کے باوجود طلاق واقع ہو گئی حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم دیا اور رجوع وقوعِ طلاق کے بعد ہوتا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۰ پر باب قائم کیا ہے ''**بَابُ اِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُّ بِذَالِكَ الطَّلَاق**'' (جب حیض والی عورت کو طلاق دی جائے تو اس طلاق کا اعتبار کیا جائے گا) اسی طرح سنن بیہقی ص ۵۲۸ پر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے ''**باب ما جاء فی طلاق السنة وطلاق البدعة**'' (یعنی طلاق شرعی اور طلاق غیر شرعی کا بیان) اس باب میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ حیض کی حالت میں دی گئی طلاق غیر شرعی ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حالت حیض میں بیوی کو طلاق دی تھی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی ظاہر فرمائی اور

رجوع کا حکم دیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ طلاق کی چار قسمیں ہیں دو حلال ہیں اور دو حرام ہیں حلال یہ ہیں کہ عورت کو حالت طہر میں صحبت کیے بغیر طلاق دے یا حاملہ کے حمل ظاہر ہونے کے بعد طلاق دے اور دو حرام طلاقیں یہ ہیں حالت حیض میں طلاق دینا یا حالت طہر میں صحبت کرنے کے بعد طلاق دینا۔ اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور باب قائم کیا **بَابُ الطَّلَاقِ يَقَعُ عَلَى الْحَائِضِ وَاِنْ كَانَ بِدْعِيًّا** ...... **قال الشافعي** الخ (یعنی حالت حیض میں طلاق اگرچہ غیر شرعی ہے تاہم واقع ہو جاتی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم دیا اور رجوع طلاق واقع ہونے کے بعد ہوتا ہے اور اگر طلاق واقع نہ ہو تو پھر طلاق سے قبل والی حالت قائم رہتی ہے پس اس صورت میں رجوع کا حکم دینا بے فائدہ ہے۔ پھر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں حالت حیض میں دی گئی طلاق کے وقوع اور معتبر ہونے پر گیارہ صریح حدیثیں پیش کی ہیں۔ اور ایک ایسی صریح مرفوع حدیث پیش کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کی غیر شرعی طلاق واقع ہو جاتی ہے وہ یہ ہے **عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** صلی اللہ علیہ وسلم **مَنْ طَلَّقَ لِلْبِدْعَةِ اَلْزَمْنَاهُ بِدْعَتَهٗ** جو آدمی غیر شرعی طلاق دے گا ہم اس پر وہ غیر شرعی طلاق لازم کر دیں گے (سنن بیہقی از ص 532 تا 536)

ہمارا سوال ...... غیر مقلدین کو چاہئے کہ وہ اپنی رائے پیش کرنے کی بجائے قرآن وحدیث سے صریح دلیل پیش کریں کہ اگر غیر شرعی طریقہ سے آدمی طلاق دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن غیر مقلدین نے اپنے موقف پر اب تک ایسی کوئی صریح ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کی اور نہ کر سکتے ہیں یہ محض ان کی رائے اور قیاس ہے حالانکہ ان کے نزدیک دین میں رائے شامل کرنا بے دینی ہے اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔

امر سوم......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو دو یا تین اکٹھی طلاقوں کو غیر شرعی مانتے ہی نہیں بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا جائز ہے اس میں نہ گناہ ہے نہ یہ خلاف شریعت ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری ج۲ ص۷۹۱ پر باب قائم کیا ہے بَابُ مَنْ اَجَازَ الطَّلَاقَ الثَّلٰث ان لوگوں کے مذہب کا بیان جنھوں نے اکٹھی تین طلاقوں کو جائز قرار دیا ہے اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی ایک آیت اور تین مرفوع حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں جائز ہیں اس کے ناجائز و غیر شرعی ہونے پر ایک حدیث بھی پیش نہیں کی۔ایک مجلس کی تین طلاقیں شرعی ہیں یا غیر شرعی؟ یہ ایک الگ بحث ہے تاہم اتنی بات صحیح بخاری سے بلاشبہ ثابت ہوجاتی ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ غیر مقلدین کو چاہئے کہ وہ حنفیوں پر غصہ نکالنے کی بجائے اللہ عزوجل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ، ائمہ محدثین رحمہم اللہ، ائمہ اربعہ رحمہم اللہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سعودی حکومت سمیت سب پر نکالیں کیونکہ ان سب کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں تین ہیں بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر تو ڈبل غصہ نکالیں کہ حنفی ایسے آدمی کو گناہ گار مانتے ہیں اور اس کو غیر شرعی طریقہ قرار دیتے ہیں مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو اس کو غیر شرعی طریقہ بھی نہیں سمجھتے اور اس آدمی کو گناہ گار بھی نہیں کہتے۔

ہمارے دو سوال

(۱)......اکٹھی تین طلاق کو تین قرار دینے کی وجہ سے غیر مقلدین احناف پر قرآن وحدیث کے منکر ہونے کا فتوی لگاتے ہیں جب کہ وہ اس کو حرام ومعصیت مانتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو معصیت نہیں مانتے غیر مقلدین کے اس فتوی کے مطابق امام بخاری قرآن وحدیث کے منکر بلکہ ڈبل منکر بنے ہیں یا نہیں؟

(۲)...... یہ بھی بتائیں جو شریعت کے حرام کو حلال اور شریعت کے ناجائز کو جائز بتائے وہ بدعتی ہے یا نہیں؟ اس سے امام بخاری بدعتی ہوئے یا نہیں؟

امر چہارم...... پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دے کر ایک طلاق رجعی واقع کرنا۔ بیوی کو ایک طلاق رجعی دینے کا یہ طریقہ شرعی ہے یا غیر شرعی؟ اگر شرعی طریقہ ہے تو قرآن وحدیث سے اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ یہ بھی شرعی طریقہ ہے یعنی اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ طریقہ ہے اور اگر غیر شرعی طریقہ ہے تو غیر مقلدین کے موقف کے مطابق ایک طلاق بھی نہ ہونی چاہئے اور نہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہونی چاہئے کہ وہ بھی غیر شرعی طریقہ ہے۔

معلوم ہوا کہ غیر شرعی طریقہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ

۞...... بیوی کو یہ کہنا کہ تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے اس کو قرآن نے جھوٹ اور بری بات کہا ہے (مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا) اس کے باوجود اس کلمہ سے ظہار ہو جاتا ہے۔ (یعنی کفارہ ظہار ادا کرنے تک بیوی اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے)

۞...... روزہ کی حالت میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے اس کے باوجود روزہ ہو جاتا ہے۔

۞...... محرم کو حکم ہے کہ حالت احرام میں بیوی کے ساتھ بے حجابی والی باتیں نہ کرے نہ کسی کو گالی دے نہ جھگڑا کرے (فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ) تاہم اگر کوئی شخص حالت احرام میں ان امور کا مرتکب ہو جائے تو وہ گناہ گار ہے مگر حج ہو جاتا ہے۔

۞...... اصل حکم یہ ہے کہ فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے حتی کہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو رسول اللہ ﷺ نے جلا دینے کی وعید سنائی ہے لیکن اس کے باوجود بغیر جماعت کے نماز ہو جاتی ہے لیکن جماعت چھوڑنے کا گناہ بھی ہے۔

۞...... قرآن کریم میں حکم ہے ولا تمسکوھن ضرارا (طلاق رجعی کے بعد عورتوں کو نہ روکو نقصان پہنچانے کیلئے) لیکن اس کے باوجود اگر کوئی آدمی عدت کے اندر رجوع کرے

اور نیت ہو عورت کو نقصان پہنچانے اور پریشان کرنے کی تو اس فاسد نیت کی وجہ سے گناہ گار ہے لیکن رجوع ہو جاتا ہے۔ پس اسی طرح تین طلاقیں ایک مجلس میں دینا گناہ ہے مگر تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اکٹھی تین طلاق کے تین ہونے پر اجماع صحابہ اور اجماع امت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وَاِنَّمَا تَعَلَّقَ بِرِوَایَةِ طَاوٗسٍ اَهْلُ الْبِدْعِ فَلَمْ یَرَوا الطَّلَاقَ لَازِمًا اِلَّا عَلٰی سُنَّتِهٖ فَجَعَلُوْا مُخَالِفَ السُّنَّةِ اَخَفَّ حَالًا فَلَمْ یُلْزِمُوْهُ طَلَاقًا وَهٰذَا جَهْلٌ وَّاضِحٌ لِاَنَّ الطَّلَاقَ لَیْسَ مِنَ الْقُرَبِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَا یَقَعُ اِلَّا عَلٰی سُنَّتِهٖ اِلٰی خِلَافِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ الَّذِیْنَ لَایَجُوْزُ عَلَیْهِمْ تَحْرِیْفُ السُّنَّةِ وَالْکِتَابِ

(الاستذکار ج6 ص8)

اس کے خلاف جو طاوس کی روایت ہے اس کو صرف اور صرف اہل بدعت نے لیا ہے اور ان کا بدعی عقیدہ یہ ہے کہ طلاق تب واقع ہوگی جب شرعی طریقے کے مطابق ہو تو گویا انھوں نے شریعت کے خلاف کرنے والے کے ساتھ رعایت کا معاملہ کیا ہے کہ اس پر تین طلاقوں کو لازم نہیں کیا اور ایسا کرنا کھلی جہالت ہے کیونکہ طلاق اللہ تعالی کی عبادات میں سے تو نہیں کہ بغیر شرعی طریقے کے واقع نہ ہو سکے (یعنی شرعی طریقے کے مطابق ہونا عبادات کے وقوع کیلئے شرط ہے جبکہ طلاق عبادت نہیں) اور اس میں ایسے سلف اور خلف کی مخالفت ہے کہ جن کا کتاب وسنت کی تحریف پر متفق ہو جانا محال ہے۔

ہمارا سوال...... جو آدمی خلاف شرع تین طلاقیں دے اس پر نبی رحمت غضبناک ہو جائیں ابن عباس رضی اللہ عنہ غصے ہو جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ درے لگائیں اور خاوند بیوی کو جدا کر دیں اب ہمارا سوال یہ ہے کہ ایسا آدمی اس رعایت کا مستحق ہے جو غیر مقلدین کرتے ہیں یا اس سزا کا حق دار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور متبعین رسول نے سزا دی ہے یعنی خاوند بیوی کو جدا کر دینا؟

مغالطہ نمبر 2:

قرآن کریم میں ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ طلاق دو مرتبہ ہے لہذا ایک ہی مرتبہ اکٹھی طلاقیں دینا قرآن کے خلاف ہے اس لئے واقع نہ ہوں گی۔ اور جب دو اکٹھی طلاقیں قرآن کے خلاف ہیں تو تین طلاقیں اکٹھی دینا بھی قرآن کے خلاف ہے۔

جواب:

غیر مقلدین اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک مجلس کی اکٹھی دو طلاقیں واقع نہیں ہوتیں حالانکہ اسی آیت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری ص۷۹۱ ج۲ پر ثابت کیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں نافذ ہوجاتی ہیں اور جائز بھی ہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے الطلاق مرتان کی دو تفسیریں کی جاتی ہیں

الطلاق مرتان کی پہلی تفسیر...... طلاق رجعی (یعنی جس طلاق کے بعد رجوع ہوسکتا ہے) دو طلاقیں ہیں اور عام ہے کہ وہ دو طلاقیں اکٹھی ہوں یا جدا جدا ہوں اس آیت میں جدا جدا ہونے کی شرط نہیں لگائی گئی شافعیہ نے اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے اور رجوع دونوں صورتوں میں ہوسکتا ہے عدت کے اندر رجوع قول وفعل کے ذریعے ہوتا ہے اور عدت کے بعد رجوع تجدید نکاح کی صورت میں ہوتا ہے شان نزول سے اسی معنی اور اسی تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں طلاقوں کی اور ان سے رجوع کرنے کی کوئی حد نہ تھی۔ چنانچہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو دھمکی لگائی کہ میں تجھے طلاق دوں گا پھر عدت ختم ہونے سے کچھ پہلے رجوع کرلوں گا پھر دوبارہ طلاق دوں گا اور عدت کے اخیر میں رجوع کرلوں گا ساری زندگی تیرے ساتھ یہی

معاملہ رکھوں گا۔اس عورت نے اپنی پریشانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ رجعی طلاق یعنی جس طلاق کے بعد رجوع ہوسکتا ہے وہ صرف دو ہیں پس شان نزول کے اعتبار سے اس کا معنی ومطلب یہی ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ ان دو طلاقوں میں یہ پابندی نہیں کہ وہ علیحدہ علیحدہ دی جائیں بلکہ وہ دو طلاقیں اکٹھی دینا بھی جائز ہے اور جدا جدا دینا بھی جائز ہے اور جیسے دو طلاقیں اکٹھی جائز ہیں اسی طرح تین طلاقیں اکٹھی بھی جائز ہیں۔

ہمارا سوال...... جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے اکٹھی تین طلاقوں کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے تو غیر مقلدین کو چاہیئے کہ وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر قرآن کے محرف یا منکر ہونے کا فتوی لگا کر اپنی حق گوئی کا ثبوت دیں۔

الطلاق مرتان کی دوسری تفسیر......دوسرا معنی یہ ہے کہ طلاق رجعی دو مرتبہ ہے احناف نے اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے اس تفسیر کے مطابق آیت میں اصالۃ یہ بتانا مقصود ہے کہ رجعی طلاقیں دو ہیں لیکن اس کیلئے قرآن میں الفاظ ایسے اختیار کیے گئے ہیں کہ جس سے تبعا اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے کہ وہ دو طلاقیں اکٹھی نہ دی جائیں بلکہ جدا جدا دی جائیں اس سے معلوم ہوا کہ دو طلاقیں دینے کی دو صورتیں ہیں ایک شرعی وہ یہ کہ ایک طہر میں ایک طلاق دوسرے طہر میں دوسری طلاق ہو دوسری صورت غیر شرعی مثلاً ایک مجلس میں بیوی کو ایک مرتبہ کہا تجھے طلاق ہے پھر دوسری مرتبہ اسی مجلس میں کہا تجھے طلاق ہے یا ایک طلاق ایک دن میں اور دوسری طلاق دوسرے دن میں دی یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں اوران دونوں صورتوں میں دونوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اسی طرح تین مرتبہ طلاق دینے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہر دو ترجمہ کے مطابق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا دعوی اور مذاہب اربعہ کا مسئلہ اس

آیت سے ثابت ہوجاتا ہے۔ آپ ذرا باب اول دلیل نمبر ۵ دوبارہ ملاحظہ کر لیجئے۔

عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ غیر مقلدین اپنے نظریہ کے مطابق اس مسئلہ میں صحیح بخاری کو غلط مان لیں اور لوگوں کو بتادیں کہ صحیح بخاری میں غلط مسئلے اور غلط دلائل بھی ہیں۔ جہاں تک ہماری بات ہے ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ غیر شرعی طریقہ سے طلاق دینے والا گناہ گار رہتا ہے مگر اس سے طلاق واقع ہوجاتی ہے جیسے حالت حیض میں طلاق واقع ہوجاتی ہے اور یہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔

ہمارا سوال...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء اہل السنّت کے نزدیک الطلاق مرتان کا معنی خواہ یہ ہو کہ رجعی طلاقیں دو ہیں یا یہ معنی ہو کہ رجعی طلاقیں دو مرتبہ ہیں اس سے زیادہ سے زیادہ اکٹھی تین طلاق کا خلاف شرع ہونے کی وجہ سے حرام ومعصیت ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن اکٹھی تین طلاقوں کا وقوع یا عدم وقوع اس سے ثابت نہیں ہوتا اس کیلئے دوسرے دلائل کی طرف رجوع ہوگا، اس کے وقوع پر ہم نے باب اول میں قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، آثار تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین رحمہم اللہ، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت سے دلائل پیش کیے ہیں۔ اس لیے ہم نے اس آیت کی وجہ سے اکٹھی تین طلاق کو حرام اور معصیت کہا ہے اور دوسرے دلائل کی وجہ سے اکٹھی تین طلاق کے معصیت ہونے کے باوجود وقوع اور لزوم کا قول کیا ہے۔ غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں کا تین ہونا اس آیت کے خلاف ہے وہ بھی اپنے موقف کی تائید میں قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، آثار تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین رحمہم اللہ، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت پیش کریں۔

مغالطہ نمبر 3:

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا۔

جواب

منکرین فقہ کی یہ دلیل انتہائی کمزور ہے کہ اس پر ہمارے بائیس (۲۲) سوالات ہیں جب تک وہ سوالات کے جوابات نہ دیے جائیں یہ حدیث دلیل بن ہی نہیں سکتی اور نہ یہ دعوے کو ثابت کر سکتی ہے۔

سوالات کی تفصیل سے پہلے ہم مغالطہ میں مذکور طلاق ثلاث والی حدیث رکانہ کی تین سندیں ذکر کرتے ہیں اس کے بعد سوالات پیش کریں گے۔

سند نمبر 1......ابن جريج عن بعض بنی ابی رافع عن عكرمة عن ابن عباس

(سنن ابی داود ج ا ص ۲۹۸، سنن کبری بیہقی ج ۷ ص ۳۳۹، مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۳۹۰)

سند نمبر 2......ابن جريج عن محمد بن عبيد الله بن ابی رافع عن عكرمة عن ابن عباس (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۴۹۱)

سند نمبر 3......محمد بن اسحاق عن داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس (سنن کبری بیہقی ج ۷ ص ۳۳۹، مسند ابی یعلی ج ۴ ص ۳۷۹، مسند احمد ج ا ص ۲۶۸)

سوال نمبر 1

سند نمبر 1 میں بعض بنی ابی رافع مجہول ہے اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ

۞......علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

فِیْ اِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَقَالٌ لِاَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ بَعْضِ

بَنِیْ اَبِیْ رَافِعٍ وَلَمْ یُسَمِّہٖ وَالْمَجْھُوْلُ لَاتَقُوْمُ بِہٖ الْحُجَّۃُ (معالم السنن ج۲ ص۲۸۹)

اس حدیث کی سند میں جرح ہے کیونکہ ابن جریج نے اس کو بعض بنی ابی رافع سے روایت کیا ہے اور اس کا نام ذکر نہیں کیا لہذا یہ مجہول ہے اور مجہول کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوسکتی۔

۞......علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 676ھ لکھتے ہیں۔

وَأَمَّا الرِّوَایَۃُ الَّتِیْ رَوَاھَا الْمُخَالِفُوْنَ ، أَنَّ رُکَانَۃَ طَلَّقَ ثَلَاثًا فَجَعَلَھَا وَاحِدَۃً ، فَرِوَایَۃٌ ضَعِیْفَۃٌ عَنْ قَوْمٍ مَّجْھُوْلِیْنَ (شرح النووی ج5 ص221)

جس روایت کو مخالفین نے نقل کیا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین کو ایک قرار دیا یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں۔

۞......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَشَیْخُ ابْنِ جُرَیْجٍ الَّذِیْ وَصَفَہٗ بِاَنَّہٗ بَعْضُ بَنِیْ اَبِیْ رَافِعٍ لَااَعْرِفُ مَنْ ھُوَ (الاصابۃ ج۴ ص۳۸۵)

ابن جریج کا استاذ جس کو سند میں ان لفظوں کی ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ ''بعض بنی ابی رافع'' میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟ یعنی یہ مجہول ہے۔

۞......غیر مقلد محمد رئیس ندوی نے بھی اس حدیث کے ضعف کو تسلیم کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ...... ''اس حدیث کو بہر حال مختلف فیہ قرار دیے بغیر چارہ نہیں لیکن اس حدیث کے ضعیف ہونے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس سے مستفاد ہونے والا یہ حکم بھی غیر ثابت وغیر صحیح ہے کہ مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ شرعاً ایک رجعی طلاق ہے''

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق ص۴۱۲)

اگرچہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے احتمال ہے کہ اس کا مصداق فضل بن عبید اللہ بن ابی رافع ہو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ محض بے دلیل احتمال سے

مصداق متعین کرنا درست نہیں اور نہ ہی اس بے دلیل احتمال کی وجہ سے یہ جہالت دور ہو سکتی ہے پھر ابن حجر کی یہ بات مستدرک حاکم کی سند کے ساتھ ٹکراتی ہے کہ اس میں بعض بنی ابی رافع کی جگہ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع کا ذکر ہے جو مجروح راوی ہے۔ آگے سند نمبر۲ میں اس محمد بن عبید اللہ پر جرح ملاحظہ کیجئے۔

سوال نمبر 2

سند نمبر۲ ضعیف ہے کیونکہ اس سند میں محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے جس کو جمہور محدثین نے ضعیف اور منکر الحدیث کہا ہے اس کے بارے میں محدثین کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

۞......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ (الضعفاء الصغیر ج۱ ص۱۰۸) ضَعِيْفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ (العلل للترمذی ج۱ ص۳۹۵) منکر الحدیث ہے نیز ضعیف اور باب حدیث میں گیا گذرا ہے۔

۞......یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَيْسَ بِشَیْءٍ قوی نہیں ہے (الکامل لابن عدی ج۶ ص۱۱۳) لَيْسَ بِثِقَةٍ ثقہ نہیں ہے (سوالات ابی اسحاق ابراہیم ج۱ ص۶۹)

یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عبید اللہ اور اس کے بیٹے معمر کے بارے میں فرماتے ہیں لَمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ لَاهُوَ وَلَا اَبُوْهُ (تاریخ بغداد ج۱۳ ص۲۵۹) معمر اور اس کا باپ محمد بن عبید اللہ دونوں محدث نہیں ہیں۔

۞......ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ جِدًّا ذَاهِبٌ انتہائی منکر الحدیث اور باب حدیث میں کمزور ہے (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۶۳۵، تہذیب التہذیب ج۹ ص۲۸۶)

۞......امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَتْرُوْكٌ لَهٗ مُعْضَلَاتٌ متروک ہے اور اس کی حدیثوں کی سندوں میں ایک یا کئی راوی گرے ہوئے ہوتے ہیں (تہذیب التہذیب ج۹ ص۲۸۶، سوالات البرقانی ج۱ ص۱۳۲) مَعْمَرٌ وَاَبُوْهُ ضَعِيْفَانِ معمر اور اس کا باپ دونوں

ضعیف ہیں (سنن دارقطنی ج۱ص۸۳)

۞......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **ضَعَّفُوْہُ** محدثین نے محمد بن عبید اللہ کو ضعیف قرار دیا ہے (الکاشف ج۲ص۱۹۷ المغنی ج۲ص۶۱۰، میزان الاعتدال ج۳ص۶۳۵)

۞......ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **وَهُوَ فِیْ عِدَادِ شِیْعَةِ الْکُوْفَةِ** (الکامل ج۶ص۱۱۴) کوفہ کے شیعوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

۞......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ضعیف محمد بن عبید اللہ ضعیف ہے

(تقریب التہذیب ج۱ص۴۹۴)

اس حدیث کو اگر چہ امام حاکم نے مستدرک میں صحیح کہا ہے مگر علامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس کی تردید کی ہے فرماتے ہیں **قلت محمد واہ والخبر خطا** میں کہتا ہوں کہ محمد بن عبید اللہ ضعیف راوی ہے اور یہ حدیث غلط ہے

(التلخیص للذہبی مع المستدرک ج۲ص۴۹۱)

۞......غیر مقلدین کے امام، علامہ ابن القیم اور علامہ البانی نے بھی محمد بن عبید اللہ کو ضعیف لکھا ہے چنانچہ علامہ ابن القیم لکھتے ہیں **مَعْمَرٌ وَاَبُوْہُ ضَعِیْفَانِ** معمر اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں (زاد المعاد ج۱ص۱۹۸) علامہ البانی لکھتے ہیں **قُلْتُ وَهٰذَا اِسْنَادٌ ضَعِیْفٌ جِدًّا مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ وَاَبُوْہُ کِلَاهُمَا مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ کَمَاقَالَ الْبُخَارِیُّ** (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ج۴ص۲۳۹)

میں کہتا ہوں کہ یہ سند انتہائی ضعیف ہے کیونکہ معمر اور اس کا باپ محمد بن عبید اللہ دونوں منکر الحدیث ہیں جیسا کہ امام بخاری کا قول یہی ہے۔

۞......غیر مقلد محمد رئیس ندوی لکھتے ہیں۔

متعدد ائمہ جرح وتعدیل نے محمد بن عبید اللہ کی تجریح کی ہے اور ابھی تک ہم کو

موصوف کی متابعت کرنے والا کوئی دوسرا راوی نہیں مل سکا ہے (تنویر الآفاق ص ۴۱۱)

نیز ...... اس حدیث میں طلاق مبہم ہے یعنی صرف اتنا ہے کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی لیکن اس حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ ابو رکانہ نے تین طلاقیں دی تھیں۔

سوال نمبر 3

سند نمبر ۳ میں محمد بن اسحاق مجروح راوی ہے۔

۞ ...... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بلوغ المرام میں یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں **فِیْ سَنَدِہٖ ابْنُ اِسْحَاقَ وَفِیْہِ مَقَالٌ** اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے اور اس کے بارے میں محدثین کی جرح ہے۔

۞ ...... **وَقَالَ مَالِكٌ دَجَّالٌ مِّنَ الدَّجَاجِلَةِ** امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق دجالوں میں سے ایک دجال ہے (یعنی بہت بڑا فریب کار اور دھوکہ باز ہے)

(تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۱، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۳۰)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن اسحاق کذاب ہے (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۹)

۞ ...... علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں **قُلْتُ لِیَحْیٰی بْنِ سَعِیْدِ الْقَطَّانِ کَانَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ بِالْکُوْفَةِ وَاَنْتَ بِهَا ؟قَالَ نَعَمْ قُلْتُ تَرَکْتَهٗ مُتَعَمِّدًا ؟قَالَ نَعَمْ تَرَکْتُهٗ مُتَعَمِّدًا وَلَمْ اَکْتُبْ عَنْهُ حَدِیْثًا قَطُّ** (الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۹۳)

میں نے یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ محمد بن اسحاق اور آپ کوفہ میں رہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں ہم دونوں کوفہ میں ہوتے ہیں میں نے کہا آپ نے اس کو جان بوجھ کر چھوڑ رکھا ہے یحیی بن سعید نے کہا جی ہاں میں نے اس کو قصدا چھوڑا ہوا ہے اور میں نے اس سے کبھی بھی حدیث نہیں لکھی۔

۞......ابوحفص فلاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم وہب بن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے اور جب لوٹے تو یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گذرے یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تم کہاں تھے قُلْنَا كُنَّا عِنْدَ وَهْبِ بْنِ جَرِيْرٍ يَعْنِىْ يَقْرَأُ عَلَيْنَا كِتَابَ الْمَغَازِىْ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ تَنْصَرِفُوْنَ مِنْ عِنْدِهٖ بِكِذْبٍ كَثِيْرٍ (الجرح والتعدیل ج ۷ص ۱۹۳) ہم وہب بن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے اور وہ ہمارے سامنے محمد بن اسحاق کی مغازی کتاب پڑھ رہے تھے یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم اس سے بہت سا جھوٹ لے کر لوٹے ہو۔

۞......یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَمْ يَزَلِ النَّاسُ يَتَّقُوْنَ حَدِيْثَ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ (الجرح والتعدیل ج ۷ص ۱۹۴) لوگ ہمیشہ محمد بن اسحاق کی حدیث سے بچتے رہے ہیں۔ اور کبھی یوں فرمایا لَيْسَ بِذَاكَ هُوَ ضَعِيْفٌ محمد بن اسحاق قوی نہیں بلکہ ضعیف ہے

۞......عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا انھوں نے فرمایا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ لَيْسَ عِنْدِىْ فِىْ الْحَدِيْثِ بِالْقَوِىِّ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ محمد بن اسحاق میرے نزدیک باب حدیث میں قوی نہیں بلکہ ضعیف الحدیث ہے۔

(الجرح والتعدیل ج ۷ص ۱۹۴)

۞......امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں لَيْسَ بِالْقَوِىِّ محمد بن اسحاق قوی نہیں۔

۞......امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَا يُحْتَجُّ بِهٖ اس کی حدیث کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاسکتی (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ص ۱۳۰)

۞......سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محمد بن اسحاق کذاب ہے

(میزان الاعتدال ج ۳ص ۴۶۹)

۞......ہشام بن عروۃ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محمد بن اسحاق کذاب ہے (میزان الاعتدال ج ۳ص ۴۶۹)

۞......یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحَاقَ كَذَّابٌ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۷۱) میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق بہت بڑا جھوٹا ہے۔

۞......علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَاِذَاقَالُوْا مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ اَوْ ذَاهِبُهٗ اَوْ كَذَّابٌ فَهُوَسَاقِطٌ لَايُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ (التقریب والتیسیر للنووی ج ۱ ص ۵۳)

قاعدہ یہ ہے کہ جب محدثین کسی راوی کے متعلق یہ الفاظ کہہ دیں کہ وہ متروک الحدیث ہے یا باب حدیث میں گیا گذرا ہے یا جمہور اس کو کذاب کہہ دیں تو ایسا راوی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اور اس کی حدیث لکھنے کے قابل نہیں ہوتی۔

اور یہ بات واضح رہے کہ محدثین کے نزدیک کذب اور تہمت کذب ایسی جرح ہے کہ جس کا تدارک نہیں ہوسکتا اس لیے محمد بن اسحاق جس کو دجال کذاب مکار کہا گیا ہے اس کی وجہ سے یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے اس لیے یہ حدیث حجت نہیں بن سکتی۔

محمد بن اسحاق شرعی احکام میں حجت نہیں

البتہ جن بعض محدثین نے اس کو ثقہ کہا ہے اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ محمد بن اسحاق ان کے نزدیک مغازی اور تاریخ میں معتبر ہے لیکن شرعی احکام میں اور حلال وحرام میں حجت نہیں چنانچہ

۞......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ص ۹۳ مطبوعہ ہند میں فرماتے ہیں اِبْنُ اِسْحَاقَ لَايُحْتَجُّ بِمَا يُنْفَرَدُ بِهٖ مِنَ الْاَحْكَامِ اس کی روایت احکام میں حجت نہیں خصوصا جب یہ روایت کرنے میں منفرد ہو اور زیر بحث حدیث میں یہ منفرد ہے کوئی بھی ثقہ یا ضعیف راوی اس کا متابع نہیں۔

۞......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَالَّذِیْ تَقَرَّرَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ اَنَّ ابْنَ اِسْحَاقَ اِلَيْهِ الْمَرْجِعُ فِی الْمَغَازِیْ وَالْاَيَّامِ النَّبَوِيَّةِ مَعَ اَنَّهٗ يَشُذُّ بِاَشْيَاءَ وَاَنَّهٗ لَيْسَ بِحُجَّةٍ فِیْ

الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ اور عملاً جو چیز پختہ طور پر ثابت ہے وہ یہ ہے کہ محمد بن اسحاق کی طرف مغازی اور سیرت نبویہ میں رجوع کیا جاتا ہے لیکن اس میں بھی وہ شاذ چیزیں بیان کرتا ہے لیکن حلال وحرام میں حجت نہیں (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۳)

۞...... اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ اَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ فَيُكْتَبُ عَنْهُ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ يَعْنِى الْمَغَازِى وَنَحْوَهَا فَاِذَاجَاءَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اَرَدْنَاقَوْمًا هٰكَذَا قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ بِيَدِهٖ وَضَمَّ يَدَيْهِ وَاَقَامَ اَصَابِعَهُ الْاِبْهَامَيْنِ

(تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری ج ۳ ص ۲۴۷، الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۹۳، طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۲۳۷، المقصد الارشد ج ۲ ص ۲۷۹، النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح ج ۲ ص ۳۰۹، فتح المغیث ج ۱ ص ۳۵۰)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق سے مغازی وغیرہ کی احادیث لکھی جاتی ہیں لیکن جب حلال حرام کے مسائل آتے ہیں تو ہم محمد بن اسحاق سے اعراض کر کے ثقہ لوگوں کا ارادہ کرتے ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا کہ دونوں ہاتھوں کی مٹھی بند کی اور دونوں انگوٹھے کھڑے رکھے۔

۞......محمد بن ہارون فلاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں سَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ فَقَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اَحْتَجَّ بِهٖ فِى الْفَرَائِضِ (الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۹۴) میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن اسحاق کے متعلق پوچھا تو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں فرائض میں اس کی حدیث سے حجت پکڑنا پسند نہیں کرتا۔

۞......غیر مقلد علامہ البانی لکھتے ہیں وَابْنُ اِسْحَاقَ حُجَّةٌ فِى الْمَغَازِى لَا فِى الْاَحْكَامِ اِذَا خَالَفَ (ضعیف ابی داود ج ۲ ص ۱۶۵) محمد بن اسحاق مغازی میں حجت ہے احکام میں حجت نہیں خصوصاً جب وہ دوسرے ثقات کی مخالفت کرے۔

۞......غیر مقلد نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں در سندش نیز ہماں محمد بن اسحاق است و محمد بن اسحاق حجت نیست (دلیل الطالب ص ۲۳۹) نیز اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے اور محمد بن اسحاق حجت نہیں ہے۔

سوال نمبر 4

محمد بن اسحاق مدلس راوی ہے اور جب مدلس راوی عن کے ساتھ روایت کرے تو اس کی حدیث حجت نہیں ہوتی۔ تدلیس کا مطلب یہ ہے کہ راوی کا اپنا استاذ ضعیف ہوتا ہے وہ اس کو حذف کر کے استاذ الاستاذ سے عن کے ساتھ روایت کر دیتا ہے اور دوسری صورت تدلیس کی یہ ہے کہ بعض دفعہ استاذ کا استاذ ضعیف ہوتا ہے وہ اس کو حذف کر کے اوپر والے راوی سے صیغہ عن کے ساتھ روایت نقل کرتا ہے اس دوسری تدلیس کو تدلیس التسویہ کہا جاتا ہے۔ مثلا ایک سند ہے زید عن خالد عن بکر عن عمر اس میں زید کا شیخ خالد ثقہ ہے اور خالد کا شیخ بکر ضعیف ہے پھر بکر کا شیخ عمر ثقہ ہے زید سند بیان کرتے وقت خالد اور عمر کے درمیان ضعیف راوی بکر کو حذف کر کے سند یوں بنا دے زید عن خالد عن عمر اور یہ محدثین کے نزدیک تدلیس کی بدترین قسم ہے۔

۞......علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَاَمَّا مَنْ رَوٰی عَنْ ضَعِیْفٍ فَاَسْقَطَہٗ مِنَ الْاِسْنَادِ بِالْکُلِّیَّۃِ فَھُوَ نَوْعُ تَدْلِیْسٍ وَّمِنْہُ مَا یُسَمّٰی التَّسْوِیَۃِ وَھُوَ اَنْ یَّرْوِیَ عَنْ شَیْخٍ لَہٗ ثِقَۃٍ عَنْ رَجُلٍ ضَعِیْفٍ عَنْ ثِقَۃٍ فَیُسْقِطُ الضَّعِیْفَ مِنَ الْوَسْطِ

(شرح علل الترمذی (لابن رجب) ج ۲ ص ۸۲۵)

جو راوی ضعیف سے روایت کرتا ہو اور وہ سند سے ضعیف راوی کو گرا دے تو یہ تدلیس ہے اس کی ایک قسم کا نام تدلیس التسویہ ہے وہ یہ کہ راوی کا شیخ ثقہ ہو لیکن شیخ الشیخ

ضعیف ہو اور شیخ الشیخ ثقہ راوی سے روایت کرے پس یہ ضعیف دو ثقہ راویوں کے درمیان میں ہے جس کو راوی حدیث حذف کر دیتا ہے۔

محدثین حضرات نے محمد بن اسحاق کو مدلس لکھا ہے اس پر محدثین کی شہادات ملاحظہ کیجئے!

۞......امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کان ابن اسحاق یدلس محمد بن اسحاق تدلیس کرتا ہے (تہذیب التہذیب ج۹ ص۴۳) اثرم کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا مَاتَقُوْلُ فِیْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ؟ قَالَ هُوَ كَثِيْرُ التَّدْلِيْسِ جِــدًّا آپ محمد بن اسحاق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ وہ بہت زیادہ تدلیس کرتا ہے (الجرح والتعدیل ج۷ ص۱۹۳)

وَقَالَ اَحْمَدُ هُوَ كَثِيْرُ التَّدْلِيْسِ جِدًّا قِيْلَ لَهٗ فَاِذَاقَالَ اَخْبَرَنِیْ وَحَدَّثَنِیْ فَهُوَ ثِقَةٌ ؟ قَالَ هُوَ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ وَيُخَالِفُ نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ بہت زیادہ تدلیس کرتا ہے ان سے پوچھا گیا کہ جب وہ اخبرنی اور حدثنی کے ساتھ روایت کرے تو اس کی روایت معتبر ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اخبرنی کہتا ہے پھر اس کے خلاف بھی کہہ دیتا ہے (میزان الاعتدال ج۳ ص۴۷۰)

۞......علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں فَابْنُ اِسْحَاقَ مُدَلِّسٌ مَشْهُوْرٌ بِذٰلِكَ وَالْمُدَلِّسُ اِذَا قَالَ عَنْ لَايُحْتَجُّ بِهٖ بِالْاِتِّفَاقِ (خلاصۃ الاحکام ج۲ ص۷۱۶)

محمد بن اسحاق تدلیس کرنے میں مشہور ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو اس کی حدیث بالاتفاق حجت نہیں ہوتی۔

۞......علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَفِیْ سَنَدِهٖ ابْنُ اِسْحَاقَ وَهُوَ مُدَلِّسٌ (مصباح الزجاجۃ ج۳ ص۸۲) اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے اور وہ مدلس ہے۔

۞......علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَابْنُ اِسْحَاقَ مُدَلِّسٌ (فتح الباری لابن رجب ج۹ ص۴۹۳) محمد بن اسحاق مدلس ہے۔

۞......علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَفِیْ اِسْنَادِہٖ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَقَدْ رَوَاہُ بِالْعَنْعَنَۃِ وَھُوَ مُدَلِّسٌ (طرح التثریب ج۲ ص۷۰) اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے اور وہ مدلس ہے اور عن کے ساتھ روایت کی ہے ۔

۞......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ یَسَارٍ اِمَامُ الْمَغَازِیْ صَدُوْقٌ یُدَلِّسُ (تقریب التہذیب ص۲۹۰) محمد بن اسحاق بن یسار غزوات کے نقل کرنے میں امام ہے سچا ہے لیکن تدلیس کرتا ہے

۞......علامہ نورالدین الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں رَوَاہُ الطَّبْرَانِیْ فِی الْاَوْسَطِ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ اِلَّا ابْنُ اِسْحَاقَ مُدَلِّسٌ

(مجمع الزوائد ج۹ ص۱۵۵)

اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن محمد بن اسحاق مدلس ہے۔

۞......غیر مقلد علامہ البانی لکھتے ہیں وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ اِلَّا اَنَّ ابْنَ اِسْحَاقَ مُدَلِّسٌ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج۶ ص۱۰۸۷) اس کے راوی ثقہ ہیں مگر محمد بن اسحاق مدلس ہے

۞......غیر مقلد علامہ شوکانی لکھتے ہیں وَفِیْ اِسْنَادِہٖ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَھُوَ مُدَلِّسٌ وَقَدْ عَنْعَنَ (نیل الاوطار ج۳ ص۲۹۷) اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے اور وہ مدلس ہے اور اس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

۞......غیر مقلد محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری ایک سند کا ضعف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فَاِنَّ فِیْ سَنَدِہٖ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَھُوَ مُدَلِّسٌ وَرَوَاہُ عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بِالْعَنْعَنَۃِ وَمَعَ ھٰذَا قَدْ تَفَرَّدَ ھُوَ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَلَمْ یَقُلْہُ غَیْرُہٗ

(ابکار المنن ص۵۳)

اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے جو مدلس ہے اور اس حدیث کو فاطمہ بت منذر سے عن کے ساتھ روایت کرتا ہے اور وہ حدیث کے ان لفظوں کے نقل کرنے میں متفرد ہے یہ لفظ کسی اور نے نقل نہیں کیے اس لیے یہ سند ضعیف ہے۔

۞......مَنِ اتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّهٗ لَایُحْتَجُّ بِشَیْءٍ مِنْ حَدِیْثِهِمْ اِلَّا بِمَا صَرَّحُوْا فِیْهِ بِالسِّمَاعِ لِغَلَبَةِ تَدْلِیْسِهِمْ وَکَثْرَتِهٖ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْمَجَاهِیْلِ وَذٰلِكَ کَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَبَقِیَّةَ وَحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ ......وَاَضْرَابِهِمْ مِمَّنْ یَاْتِیْ ذِکْرُهٗ اِنْشَاءَ اللّٰهُ فَهٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یُحْکَمُ عَلٰی مَارَوَوْهُ بِلَفْظِ عَنْ بِحُکْمِ الْمُرْسَلِ

(التدلیس والمدلسون ج۲ص۹۵)

محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن راویوں کی غالب عادت ہے تدلیس کرنے کی اور ضعیف اور مجہول راویوں سے حدیث نقل کرنے کی جیسا کہ محمد بن اسحاق ،بقیہ اور حجاج بن ارطاۃ اور ان جیسے راوی جن کا آگے ذکر آئے گا انشاءاللہ جب یہ مدلس راوی عن کے ساتھ روایت کرے تو ان کی حدیث پر منقطع ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

چونکہ زیر بحث حدیث کی سند یوں ہے محمد بن اسحاق حدثنی داود بن الحصین عن عکرمۃ مولی ابن عباس عن ابن عباس (مسند احمد ج۴ص۲۱۵) اس میں محمد بن اسحاق راوی ہے جس کی غالب عادت تدلیس کی ہے اور وہ اپنے شیخ الشیخ (عکرمۃ) سے عن کے ساتھ روایت کرر ہا ہے تو ممکن ہے کہ اس نے شیخ الشیخ یعنی عن عکرمۃ سے پہلے راوی کو حذف کر کے تدلیس تسویہ کی ہو پھر محمد بن اسحاق اس روایت کرنے میں متفرد بھی ہے اور محدثین کا قاعدہ ہے کہ جس مدلس کی غالب عادت تدلیس کرنے کی اور ضعیف اور مجہول راویوں سے روایت کرنے کی ہو اور وہ صیغہ عن کے ساتھ روایت کرے اور اس روایت میں وہ متفرد ہو تو وہ روایت حجت نہیں ہوتی کیونکہ وہ حدیث منقطع اور ضعیف شمار ہوتی ہے۔

سوال نمبر 5:

بدعتی کی حدیث کے بارے میں راجح مذہب یہ ہے کہ جس حدیث سے اس کی بدعت کی تقویت وتائید ہوتی ہواس کی وہ حدیث قبول نہیں کی جاتی (شرح مسلم للنووی ص ۶،شرح نخبۃ الفکر ص ۱۱۸) محمد بن اسحاق شیعہ مذہب کے ساتھ متہم تھا لہذا یہ اہل بدعت میں سے ہے اور شیعہ مذہب میں اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی شمار ہوتی ہے اور تین طلاق والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ سے اس بدعی مذہب کی تائید ہوتی ہے اس لیے محمد بن اسحاق کی یہ حدیث محدثین کے اصول کے مطابق مردود ہے محمد بن اسحاق کے متہم بالتشیع کا ثبوت ملاحظہ فرمایئے

۞......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ ......رُمِيَ بِالتَّشَيُّعِ محمد بن اسحاق شیعہ مذہب کے ساتھ متہم ہے (تقریب التہذیب ص ۲۹۰)

۞......علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَقَدْ اَمْسَكَ عَنِ الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَاتِ بْنِ اِسْحَاقَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِاَسْبَابٍ مِنْهَا اَنَّهُ كَانَ يَتَشَيَّعُ (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۴)

محمد بن اسحاق کی روایات کے ساتھ دلیل پکڑنے سے بہت سے علماء مختلف اسباب کی وجہ سے رک گئے ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ وہ شیعہ مذہب رکھتا تھا۔

۞......علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَسَلْمَةُ بْنُ الْفَضَلِ يَتَشَيَّعَانِ (تاریخ ابن عساکر ج ۵۹ ص ۲۰۵) محمد بن اسحاق اور سلمہ بن فضل دونوں شیعہ مذہب رکھتے تھے۔

۞......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَقَدْ اَمْسَكَ عَنِ الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَاتِ ابْنِ اِسْحَاقَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ لِاَشْيَاءَ مِنْهَا تَشَيُّعُهُ (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۹)

محمد بن اسحاق کی روایات کے ساتھ دلیل پکڑنے سے بہت سے علماء مختلف اسباب کی وجہ سے رک گئے ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ وہ شیعہ مذہب رکھتا تھا۔

۞......علامہ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَلَارَيْبَ اَنَّهٗ كَانَ يُتَّهَمُ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْبِدَعِ مِنَ التَّشَيُّعِ وَالْقَدَرِ وَغَيْرِهِمَا (شرح علل الترمذی لابن رجب ج۱ص۴۱۹)

اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد بن اسحاق مختلف قسم کی بدعات کے ساتھ متہم تھا جیسے شیعہ اور قدری مذہب وغیرہ۔

سوال نمبر 6

سند نمبر۳ میں داود بن الحصین ضعیف راوی ہے، منکر الحدیث ہے یعنی ضعیف ہونے کے باوجود ثقہ راویوں کے خلاف روایت بیان کرتا ہے اس کی عادت ہے کہ وہ ثقہ راویوں کی طرف نسبت کر کے ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو ثقہ راویوں کی حدیث کے خلاف ہوتی ہے چنانچہ اس کے بارے میں ائمہ حدیث کی آراء ملاحظہ کیجئے

۞......علامہ ساجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ يُتَّهَمُ بِرَاْيِ الْخَوَارِجِ (تہذیب التہذیب ج۳ص۱۵۷) یہ منکر الحدیث ہے اور خوارج کی رائے کے ساتھ متہم ہے۔

۞......ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ بِمَالَايُشْبِهُ حَدِيْثَ الْاَثْبَاتِ فَيَجِبُ مُجَانَبَةُ رِوَايَتِهٖ (العلل المتناہیہ ج۲ص۶۴۰) كَانَ يَذْهَبُ مَذْهَبَ الشُّرَاةِ (الثقات لابن حبان ج۶ص۲۸۴) یہ ثقہ راویوں کی طرف نسبت کر کے ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو ثقہ راویوں کی حدیث کے خلاف ہوتی ہے لہذا اس کی حدیث سے بچنا واجب ہے۔ یہ خارجی مذہب رکھتا تھا۔

۞......علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں هٰذَا حَدِيْثٌ لَايَصِحُّ اِبْنُ اِسْحَاقَ مَجْرُوْحٌ وَدَاوٗدُ اَشَدُّ مِنْهُ ضُعْفًا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ

بِمَالَایُشْبِهُ حَدِیْثَ الْاَثْبَاتِ فَیَجِبُ مُجَانَبَةُ رِوَایَتِهٖ (العلل المتناہیہ ج۲ص۶۴۰)

یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ محمد بن اسحاق مجروح ہے اور داود اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں کی طرف نسبت کر کے ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو ثقہ راویوں کی حدیث کے خلاف ہوتی ہے۔

۞......ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں لَیْسَ بِالْقَوِیِّ (التعدیل والتجریح ج۲ص۵۸۳) داود بن الحصین قوی نہیں۔

۞......ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں دَاوٗدُ بْنُ الْحُصَیْنِ لَیِّنٌ (التعدیل والتجریح ج۲ ص۵۸۳) داود بن الحصین کمزور راوی ہے۔

۞......ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کُنَّا نَتَّقِیْ حَدِیْثَ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ (الجرح والتعدیل ج۱ص۴۰) ہم داود بن الحصین کی حدیث سے بچتے تھے۔

سوال نمبر 7

سند نمبر۳ داود بن الحصین عکرمہ سے روایت کر رہا ہے اور داود بن الحصین جو روایت عکرمہ سے نقل کرے وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے چنانچہ

۞......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور صحیح بخاری کے راوی علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مَا رَوٰی عَنْ عِکْرَمَةَ فَمُنْکَرُ الْحَدِیْثِ داود بن الحصین عکرمہ سے جو حدیث نقل کرے وہ منکر ہے (التعدیل والتجریح ج۲ص۳۸۳) علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مُرْسَلُ الشَّعْبِیِّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ دَاوٗدَ عَنْ عِکْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الضعفاء للعقیلی ج۲ص۳۶) داود عن عکرمۃ عن ابن عباس کی روایت کے مقابلہ میں مجھے شعبی کی مرسل روایت زیادہ پسند ہے۔

۞......ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اَحَادِیْثُهٗ عَنْ عِکْرَمَةَ مَنَاکِیْرُ (تہذیب التہذیب ج۳ ص۱۵۷) داود بن الحصین کی حدیثیں جو عکرمہ سے ہیں وہ سب کی سب منکر ہیں۔

۞ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں دَاوٗدُ بْنُ الْحُصَیْنِ الْاَمَوِیُّ ......ثِقَةٌ اِلَّا فِیْ عِکْرَمَةَ (تقریب التہذیب ص ۹۵)

داود بن الحصین ثقہ ہے مگر عکرمہ سے روایت کرنے میں معتبر نہیں۔

۞......علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ثِقَةٌ اِلَّا فِیْ عِکْرَمَةَ (شرح الزرقانی ج۲ص ۱۲) داود بن الحصین ثقہ ہے مگر عکرمہ سے روایت کرنے میں معتبر نہیں

۞......غیر مقلدین کے علامہ البانی لکھتے ہیں دَاوٗدُ بْنُ الْحُصَیْنِ وَهُوَ ضَعِیْفٌ فِیْ عِکْرَمَةَ خَاصَّةً (ارواء الغلیل ج۱ص ۱۱۹) داود بن الحصین خاص طور پر عکرمہ سے روایت کرنے میں ضعیف ہے۔

چونکہ منکرین فقہ کی پیش کردہ مذکورہ بالا حدیث رکانہ داود بن الحصین عن عکرمہ کی سند سے ہے اس لیے یہ منکر ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال نمبر 8

بدعتی کی حدیث کے بارے میں راجح مذہب یہ ہے کہ جس حدیث سے اس کی بدعت کی تقویت وتائید ہوتی ہو اس کی وہ حدیث قبول نہیں کی جاتی (شرح مسلم للنووی ص ۶، شرح نخبۃ الفکر ص ۱۱۸) داود بن الحصین خارجی مذہب کے ساتھ متہم تھا لہذا یہ اہل بدعت میں سے ہے اور خارجی مذہب میں اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی شمار ہوتی ہے اور چونکہ تین طلاق والی حدیث رکانہ سے اس بدعی مذہب کی تائید ہوتی ہے اس لیے داود بن الحصین کی یہ حدیث محدثین کے اصول کے مطابق مردود ہے داود بن الحصین کے خارجی مذہب کے ساتھ متہم ہونے کا اور خارجی مذہب میں اکٹھی تین طلاق کے ایک ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیے

۞......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَاِنَّمَا یُخَالِفُ فِیْ ذٰلِكَ اَهْلُ الْبِدْعِ الْخَشْبِیَّةُ وَغَیْرُهُمْ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْخَوَارِجِ عَصَمَنَا اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ (التمہید لابن عبدالبر ج23 ص378)

اور اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع میں صرف اور صرف اہل بدعت خشبیہ وغیرہ یعنی معتزلہ اور خوارج نے مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ ان سے بچائے

۞......علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ مَا عَدَا مَاوَصَفَ فِیْهِ طَلَاقُ بِدْعَةٍ لٰکِنْ اَجْمَعَ اَئِمَّةُ الْفَتْوٰی عَلٰی لُزُوْمِهٖ اِذَا وَقَعَ اِلَّا مَنْ لَّا یُعْتَدُّ بِهٖ مِنَ الْخَوَارِجِ وَالرَّوَافِضِ (اکمال المعلم للقاضی عیاض ج 5 ص 8)

جو کچھ حدیث میں وارد ہوا ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے ماسوا غیر شرعی طلاق ہے لیکن ائمہ فتوی کا غیر شرعی طلاق کے لازم ہونے پر اجماع ہے مگر خوارج اور روافض کے نزدیک لازم نہیں لیکن ان کا قول معتبر نہیں۔

۞......علامہ ساجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یُتَّهَمُ بِرَاْیِ الْخَوَارِجِ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۵۷) داود بن الحصین خوارج کی رائے کے ساتھ متہم ہے۔

۞......ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کَانَ یَذْهَبُ مَذْهَبَ الشُّرَاةِ (الثقات لابن حبان ج ۶ ص ۲۸۴) رُمِیَ بِرَاْیِ الْخَوَارِجِ (شرح الزرقانی ج ۱ ص ۲۷۷) داود بن الحصین خارجی مذہب رکھتا تھا۔

۞......مصعب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کَانَ یُتَّهَمُ بِرَاْیِ الْخَوَارِجِ (التمہید ج ۲ ص ۳۱۰) داود بن الحصین خوارج کی رائے کے ساتھ متہم ہے۔

۞......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ داود بن الحصین اور ثور بن یزید کے بارے میں لکھتے ہیں کَانَا جَمِیْعًا یُنْسَبَانِ اِلَی الْقَدَرِ وَاِلٰی مَذْهَبِ الْخَوَارِجِ (التمہید ج ۲ ص ۳۱۰) داود بن الحصین اور ثور بن یزید کی قدری اور خارجی مذہب کی طرف نسبت کی جاتی تھی

۞......علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں رُمِیَ بِرَاْیِ الْخَوَارِجِ (شرح الزرقانی ج ۲ ص ۱۲) داود بن الحصین خوارج کی رائے کے ساتھ متہم ہے۔

سوال نمبر 9

طلاق دہندہ کی تعیین میں اضطراب ہے کہ رکانہؓ ہے یا ان کے والد عبد یزید بعض حدیثوں میں ہے کہ رکانہؓ کے والد عبد یزید نے اپنی بیوی یعنی رکانہؓ کی والدہ کو طلاق دی تھی (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۴۹۱، بیہقی ج ۷ ص ۳۳۹، سنن ابی داود ج ۱ ص ۲۹۸)

اور بعض حدیثوں میں ہے کہ خود رکانہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی (سنن ابی داود ج ۱ ص ۳۰۰، مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۹۹، بیہقی ج ۷ ص ۳۳۹، ۳۴۲، مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۵)۔

سوال نمبر 10

اگر طلاق دہندہ رکانہؓ ہے تو بعض حدیثوں میں ہے کہ رکانہؓ نے تین طلاقیں دی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کا حکم دیا (سنن کبری بیہقی ج ۷ ص ۳۳۹، مسند ابی یعلی ج ۴ ص ۳۷۹، مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۸، سنن ابی داود ج ص، سنن کبری بیہقی ج ۷ ص ۳۳۹، مصنف عبد الرزاق ج ۶ ص ۳۹۰) اور بعض حدیثوں میں ہے کہ طلاق البتہ دی تھی (اس حدیث کے حوالے تفصیلا آگے آرہے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ قسم دے کر پوچھا تھا کہ تیری نیت کیا تھی انھوں نے قسم کھا کر کہا ایک طلاق کی نیت تھی۔

مؤیدات

☼......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی طلاق البتہ والی حدیث لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ فِيْهِ اضْطِرَابٌ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا الحديث

(علل الترمذی الکبیر ج ۱ ص ۱۷۱)

میں نے اپنے استاذ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس طرح بھی نقل کی گئی ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔

۞......امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَاَمَّا حَدِیْثُ اَبِیْ رُکَانَۃَ فَحَدِیْثٌ مُّضْطَرَبٌ آگے اضطراب سند کی تفصیل لکھ کر فرماتے ہیں فَھٰذَا اِضْطِرَابٌ فِی الْاِسْمِ وَالْفِعْلِ وَلَا یُحْتَجُّ بِشَیْءٍ مِنْ مِثْلِ ھٰذَا یعنی اس حدیث کے اندر طلاق دہندہ کے نام میں اضطراب ہے اور اس کے فعل میں بھی اضطراب ہے کہ اس نے طلاقیں تین دی تھیں یا لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دی تھی؟ اور ایسی مضطرب حدیث کے ساتھ دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔

۞......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یُضْطَرَبُ (المجموع شرح المہذب ج17 ص122، البدر المنیر ج8 ص105)

سوال:......ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تین طلاقوں کا اور طلاق البتہ کا واقعہ علیحدہ علیحدہ ہے لہٰذا ان میں کوئی اضطراب نہیں؟

جواب: اولا......عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لکھنے سے پہلے فرمایا ہے اِنْ کَانَ خَبَرُ ابْنِ جُرَیْجٍ مَحْفُوْظًا کہ اگر بالفرض ابن جریج کی حدیث محفوظ ہو تو پھر یوں تطبیق ہوسکتی ہے گویا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر بتادیا کہ ابن جریج کی حدیث غیر محفوظ ہے اس لیے اس کے مقابلہ میں طلاق البتہ والی حدیث کو ترجیح ہوگی جیسا کہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسی حدیث کو ترجیح دی ہے۔

ثانیا......اس ایک وجہ اضطراب کے ختم ہونے سے حدیث حجت نہیں بن سکتی کیونکہ اسناد کے وجوہ ضعف جوں کے توں باقی ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر نے اس تطبیق کے بعد صاف لکھا کہ اس میں بعض بنی ابی رافع مجہول ہے میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔

ثالثا......تعدد واقعہ پر محمول کرنے کے باوجود طلاق دہندہ کی تعیین والا اضطراب پھر بھی باقی رہ جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ رکانہ نے نے تین طلاقیں دیں دوسری میں ہے کہ رکانہ کے والد نے تین طلاقیں دیں۔

رابعا......ان دونوں قسم کی حدیثوں میں معنوی اضطراب پھر بھی باقی رہ جاتا ہے کیونکہ تین طلاق والی حدیث کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق ہوتی ہے جبکہ طلاق بتہ والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں اس کی تفصیل باب اول کی احادیث مرفوعہ میں حدیث نمبر۱۰ کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

سوال نمبر 11

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث جس کو منکرین فقہ دلیل بناتے ہیں اس میں معنی کے لحاظ سے ایک احتمال یہ ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں طلاق بتہ تھی یعنی پکی طلاق لیکن بعض راویوں نے اس پکی طلاق سے اپنے فہم کے مطابق تین طلاقیں سمجھ کر طلاق بتہ کو طلاق ثلاث کے ساتھ تعبیر کر دیا حالانکہ اس سے مراد تین طلاقیں نہ تھیں بلکہ ایک طلاق بائنہ تھی جس میں حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اسی ایک طلاق کی نیت کی تھی اس احتمال کے مطابق یہ حدیث منکرین فقہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔

مؤیدات

۞......امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 676ھ اور امام ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 408ھ لکھتے ہیں

وَاَصَحُّهَا اَنَّهَا طَلْقَةٌ اَلْبَتَّةَ وَاَنَّ الثَّلَاثَ ذُكِرَتْ فِيْهِ عَلَى الْمَعْنٰى

(المجموع شرح المہذب ج17 ص122، البدر المنیر ج8 ص105)

اور صحیح یہ ہے کہ یہ قصہ طلاق بتہ کا تھا اور اس میں تین طلاق کا ذکر روایت بالمعنی کے طور پر ہے

۞......علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 388ھ حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ ثلاثا والی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ حَدِيْثُ ابْنِ جُرَيْجٍ إِنَّمَا رَوَاهُ الرَّاوِيْ عَلَى الْمَعْنٰى دُوْنَ اللَّفْظِ وَذٰلِكَ أَنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِي الْبَتَّةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ هِيَ ثَلَاثَةٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ هِيَ وَاحِدَةٌ وَكَأَنَّ الرَّاوِيْ لَهٗ مِمَّنْ يَذْهَبُ مَذْهَبَ

الثَّلَاثِ فَحَكٰى اَنَّهٗ قَالَ اِنِّىْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا يُرِيْدُ اَلْبَتَّةَ اَلَّتِىْ حُكْمُهَا عِنْدَهٗ حُكْمُ الثَّلَاثِ و اللّٰه أعلم (معالم السنن للخطابی ج2 ص289،290)

یہ بھی احتمال ہے کہ ابن جریج کی حدیث میں روایت باللفظ نہ ہو بلکہ روایت بالمعنی ہو کیونکہ ممکن ہے کہ راوی کا مذہب یہ ہو کہ لفظ البتہ سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں تو اس نے (اپنے مذہب اور اپنے فہم کے مطابق) لفظ البتہ کی بجائے ثلاثا کا لفظ ذکر کر دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک لفظ البتہ اور ثلاث کا حکم ایک ہے۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ کا اصل واقعہ طلاق بتہ کا ہے لیکن راوی نے اپنے فہم کے مطابق لفظ البتہ کی جگہ ثلاثا کا لفظ بول دیا ہے جس سے تین طلاق ہونے کی غلط فہمی پیدا ہو گئی لہذا رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث البتہ، حدیث ہے...... جبکہ ثلاثا والا مضمون راوی کی رائے ہے حدیث نہیں۔

......قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 544ھ لکھتے ہیں!

وَلَعَلَّهُمْ سَمِعُوْا اَنَّهٗ طَلَّقَهَا اَلْبَتَّةَ وَهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ أَنَّ اَلْبَتَّةَ هِيَ الثَّلَاثُ ، كَرَاْيِ مَالِكٍ فِيْهَا ، فَعَبَّرُوْا عَنْ ذٰلِكَ بِالْمَعْنٰى ، وَقَالُوْا :طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ، لِاعْتِقَادِهِمْ اَنَّ اَلْبَتَّةَ هِيَ الثَّلَاثُ .(اکمال المعلم شرح المسلم ج5 ص11)

ممکن ہے کہ انھوں نے طلاق بتہ کا سماع کیا لیکن ان کا عقیدہ یہ ہو کہ لفظ البتہ کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے پھر انھوں نے اپنے اس مذہب کے مطابق روایت بالمعنی کی اور کہا طلقها ثلاثا کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق البتہ کے لفظ کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں

سوال نمبر 12

اور یہ بھی ممکن ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ کی مراد تین طلاقوں سے تین الفاظ طلاق ہوں یعنی رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ کہا انت طالق، انت طالق، انت طالق لیکن نیت ایک طلاق

کی ہو اور تین لفظ بطور تاکید کے بولے گئے اور ان کو حضور علیہ السلام نے رکانہ رضی اللہ عنہ کی ایک طلاق کی نیت کی وجہ سے رجوع کا حکم دیا ہو اس صورت میں اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب طلاق دہندہ کی نیت ایک طلاق دینے کی ہو لیکن ایک طلاق کو پکا کرنے کیلئے طلاق کے الفاظ تین دفعہ کہہ دے تو ایسے تین الفاظ طلاق جو بنیت تاکید کہے گئے تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق رجعی قرار دیکر رجوع کا حکم دیا لیکن تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دیا ہو یہ ثابت نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 13

اگر اس حدیث سے منکرین فقہ والا معنی مراد ہو تو یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ پہلے تین طلاقوں کے بعد بھی اس طرح رجوع جائز تھا جیسے ایک طلاق کے بعد رجوع جائز ہے گویا کہ اس زمانہ میں تین طلاق اور ایک طلاق میں رجوع کے اعتبار سے کوئی فرق نہ تھا اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تین طلاقوں کا حکم ایک طلاق جیسا ہے اس لیے تو رجوع کر لے ممکن ہے یہ واقعہ اسی زمانے کا ہو لیکن بعد میں حد مقرر کر دی گئی کہ صرف دو طلاقوں کے بعد رجوع ہو سکتا ہے تیسری طلاق کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا جیسا کہ امام ابوداود نے اس کے نسخ پر دو باب قائم کیے ہیں **باب فی نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث** (سنن ابی داود ج ا ص ۲۹۷) اور **باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث** (سنن ابی داود ج ا ص ۲۹۸) اور پھر اس کی تائید میں تیسرا باب قائم کیا باب فی البتۃ جس میں حضرت رکانہ ؓ کا طلاق البتہ والا قصہ نقل کیا ہے۔

سوال نمبر 14

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور منسوخ بھی نہ ہو تو یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے اور جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ حجت نہیں ہوتی (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از قرآن)

سوال نمبر 15

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور منسوخ بھی نہ ہو تو یہ حدیث ۱۱۶ احادیث مرفوعہ جن کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور معنی مشہور ہیں کے خلاف ہے اس لیے سنت مشہورہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے حجت نہیں (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از احادیث مرفوعہ)

سوال نمبر 16

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور منسوخ بھی نہ ہو تو یہ حدیث ۱۹ آثار خلفاء راشدین کے خلاف ہے پس خلفاء راشدین کے نزدیک جو حدیث حجت نہیں وہ یقیناً مردود ہے۔ (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از آثار خلفاء راشدین)

سوال نمبر 17

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور منسوخ بھی نہ ہو تو یہ حدیث ۵۷ آثار صحابہ اور ۵۷ آثار تابعین و تبع تابعین کے خلاف اور معارض ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے اس حدیث کا اعتبار نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس فیصلے کیے ہیں تو بعد میں یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے؟

(ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از آثار صحابہ و فیصلہ از آثار تابعین و تبع تابعین)

سوال نمبر 18

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور منسوخ بھی نہ ہو تو یہ حدیث اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف اور معارض ہے اور جو حدیث اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہو وہ محدثین اور فقہاء کے نزدیک حجت نہیں ہوتی۔ (ملاحظہ کیجئے باب اول اجماع صحابہ اور اجماع امت)

سوال نمبر 19

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور منسوخ بھی نہ ہوتو یہ حدیث، راوی حدیث صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے 24 فتاوی کے خلاف ہے نیز راوی حدیث تابعی حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کے بھی خلاف ہے ان کا فتوی تابعین وتبع تابعین کے فیصلوں میں گذر چکا ہے۔لہذا خود رواۃ حدیث کے نزدیک یہ حدیث نا قابل عمل ہے اور اس کا روایت کرنا ایسے ہے جیسے ہم قرآن میں منسوخ آیات پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

مؤیدات

۞......علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَاُجِیْبَ بِاَنَّ مُعَارَضَتَہٗ بِفَتْوَی ابْنِ عَبَّاسٍ بِوُقُوْعِ الثَّلَاثِ وَبِاَنَّہٗ مَذْھَبٌ شَاذٌّ فَلَایُعْمَلُ بِہٖ اِذْ ھُوَ مُنْکَرٌ (اتحاف السادۃ ج۵ص۳۹۸)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث راوی حدیث ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ کے تین طلاق والے فتوی کے خلاف ہےاور تین طلاق کے ایک ہونے والا مذہب شاذ اور منکر ہے لہذا یہ قابل عمل نہیں ہے

۞......علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اُجِیْبَ بِاَنَّ ابْنَ اِسْحَاقَ وَشَیْخَہٗ مُخْتَلَفٌ فِیْھِمَا مَعَ مُعَارَضَتِہٖ بِفَتْوٰی ابْنِ عَبَّاسٍ بِوُقُوْعِ الثَّلَاثِ (ارشاد الساری للقسطلانی ج۸ص۱۳۳)

حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ طلاق ثلاث والی کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ محمد بن اسحاق اور اس کا شیخ مختلف فیہ راوی ہے نیز یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اکٹھی تین طلاق کے واقع ہوجانے والے فتوی کے بھی معارض ہے۔

۞......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مُعَارَضَتُہٗ بِفَتْوَی ابْنِ عَبَّاسٍ بِوُقُوْعِ الثَّلَاثِ کَمَا تَقَدَّمَ مِنْ رِوَایَۃِ مُجَاھِدٍ وَّغَیْرِہٖ فَلَا یُظَنُّ بِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ کَانَ عِنْدَہٗ ھٰذَا الْحُکْمُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یُفْتِیْ بِخِلَافِہٖ (فتح الباری ج9 ص454)

(حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوی (کہ تین اکٹھی طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں) جیسا کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی روایت سے گذر چکا ہے سے یہ حدیث ٹکراتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ ان کے نزدیک یہ حدیث نبی ﷺ سے ثابت ہو اور پھر فتوی اس کے خلاف دیں۔

۞......امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث کی تغلیط وتردید کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی (کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں) آٹھ اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ان کا مقصود یہ ہے کہ اگر حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث صحیح ہوتی تو اس حدیث کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے خلاف فتوی نہ دیتے۔اس کے بعد امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک غلط فتوی کی بھی تردید کرتے ہوئے اس کو شاذ ومضطرب قرار دے کر رد کیا ہے اس کی پوری تفصیل باب اول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاوی کے اخیر میں ملاحظہ کیجئے۔

سوال نمبر 20

حدیث کا یہ مضمون اجنبیوں کا بیان کردہ ہے جو حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے افراد خانہ کے بیان کے خلاف ہے وہ طلاق بتہ بتلاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ کے افراد خانہ اصل واقعہ اور حقیقت حال کو زیادہ جانتے ہیں۔مزید مرجحات کی تفصیل اعتراض نمبر ۲۱ کے ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

سوال نمبر 21

بعض محدثین کے نزدیک حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ میں اضطراب ہے اس لیے حجت نہیں جبکہ بعض محدثین وفقہاء نے طلاق البتہ والی حدیث کو راجح اور اصح قرار دیا ہے جبکہ تین طلاق والی حدیث کو کسی ایک معتبر محدث وفقیہ نے راجح اور اصح نہیں کہا پس تین طلاق والی حدیث رکانہ مرجوح اور غیر اصح ہونے کی وجہ سے احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں دلیل نہیں بن سکتی ذیل میں حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی طلاق البتہ والی حدیث کی اصحیت اور ترجیح پر چند دلائل اور محدثین کی چند نقول ملاحظہ فرمائیں اور یہ بات واضح رہے کہ طلاق البتہ والی حدیث اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے کی دلیل ہے ایک طلاق رجعی ہونے کی دلیل نہیں جیسا کہ احادیث مرفوعہ میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے

رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث البتہ کی ترجیح پر دلائل

دلیل نمبر 1......(قرآن وحدیث وغیرہ کی موافقت)

طلاق بتہ والی حدیث اپنے مفہوم ومعنی کے اعتبار سے قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، آثار تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین رحمہم اللہ، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت کے موافق ہے کیونکہ ان دلائل سے اکٹھی تین طلاقوں کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہے اور رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث البتہ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر رکانہ رضی اللہ عنہ تین طلاقوں کی نیت کرتے تو تین طلاقیں ہو جاتیں نیز رکانہ رضی اللہ عنہ نے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق ہوئی یہ مذکورہ بالا دلائل کے خلاف نہیں جبکہ تین طلاق کے مضمون والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ، قرآن کے خلاف ہے، حدیث کے بھی خلاف ہے ،آثار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بھی خلاف ہے، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھی خلاف ہے، آثار تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین رحمہم اللہ کے بھی خلاف ہے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھی خلاف ہے،

اور اجماع امت کے بھی خلاف ہے، ۔(اس کے لیے باب اول کے دلائل ملاحظہ کیجئے)
لہٰذا طلاق بتہ والی حدیث کو ترجیح ہوگی۔

دلیل نمبر 2۔......(حدیث اور راوی حدیث کے مذہب میں موافقت)

حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم باب اول میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے چوبیس (24) فتوے نقل کر چکے ہیں جن میں صراحت ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں پس راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی طلاق بتہ والی حدیث پر ہے۔اس لئے اس کو ترجیح ہوگی۔اور تین طلاق والی حدیث پر فتوی نہ دینے اور اس کے خلاف فتوی دینے سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حدیث غلط اور نا قابل عمل ہے۔

۞......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مُعَارَضَتُہٗ بِفَتْوَی ابْنِ عَبَّاسٍ بِوُقُوْعِ الثَّلَاثِ کَمَا تَقَدَّمَ مِنْ رِوَایَۃِ مُجَاھِدٍ وَّغَیْرِہٖ فَلَا یُظَنُّ بِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ کَانَ عِنْدَہٗ ھٰذَا الْحُکْمُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ یُفْتِیْ بِخِلَافِہٖ(فتح الباری ج9 ص454)

(حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوی (کہ تین اکٹھی طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں) جیسا کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی روایت سے گذر چکا ہے سے یہ حدیث ٹکراتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ ان کے نزدیک یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور پھر فتوی اس کے خلاف دیں۔

۞......علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں

مُعَارَضَتِہٖ بِفَتْوَی ابْنِ عَبَّاسٍ بِوُقُوْعِ الثَّلٰثِ کَمَا سَیَاْتِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَبِاَنَّہٗ مَذْھَبٌ شَاذٌّ فَلَایُعْمَلُ بِہٖ اِذْ ھُوَ مُنْکَرٌ

(ارشاد الساری للقسطلانی ج8 ص133)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اکٹھی تین طلاق کے وقوع والے فتوی کے بھی خلاف ہے پھر یہ مذہب امت کے اجماعی مذہب سے ایک جدا قبیح مذہب ہے لہذا اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

۞......امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث کی تغلیط وتردید کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی (کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں) آٹھ اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ان کا مقصود یہ ہے کہ اگر حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث صحیح ہوتی تو اس حدیث کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے خلاف فتوی نہ دیتے۔ اس کے بعد امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک غلط فتوی کی بھی تردید کرتے ہوئے اس کو شاذ ومضطرب قرار دے کر رد کیا ہے اس کی پوری تفصیل باب اول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاوی کے اخیر میں ملاحظہ کیجئے۔

دلیل نمبر 3۔ (ترجیح حدیث پر فقہاء ومحدثین کی شہادات)

حدیث البتہ کو درج ذیل محدثین وفقہاء نے ترجیح دی ہے۔

(1)......علی بن محمد الطنافسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 235ھ حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ جو طلاق البتہ والی ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں مَااَشْرَفَ هٰذَاالْحَدِيْثُ یہ حدیث بہت ہی عمدہ ہے

(البدرالمنیر ج۸ص۱۰۴، سنن ابن ماجہ ج1 ص148)

(2)......امام نووی المتوفی 676ھ اور امام ابن الملقن المتوفی 408ھ لکھتے ہیں

وَاَصَحُّهَا اَنَّهَا طَلْقَةٌ اَلْبَتَّةَ وَاَنَّ الثَّلَاثَ ذُكِرَتْ فِيْهِ عَلَى الْمَعْنٰى

(المجموع شرح المہذب ج17 ص122، البدرالمنیر ج8 ص105)

اور صحیح یہ ہے کہ یہ قصہ طلاق بتہ کا تھا اور اس میں تین طلاق کا ذکر روایت بالمعنی کے طور پر ہے

(3)......امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 275ھ

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ کو دونوں طرح نقل کر کے طلاق بتہ والی

حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تین طلاق کا مضمون نقل کرنے والے لوگ اجنبی ہیں جبکہ طلاق بتہ کا مضمون نقل کرنے والے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے اپنے گھر کے لوگ ہیں اور گھر کے معاملہ کو گھر کے لوگ ہی بہتر جانتے ہیں چنانچہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داود میں یہ بات دو جگہ لکھی ہے (۱) باب البتہ ج اص ۳۰۰ میں امام موصوف نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی طلاق بتہ والی حدیث کو تین سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ا۔ محمد بن یونس عن النسائی ...... عَنْ نَّافِعِ بْنِ عُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ اَنَّ رُكَانَةَ الخ۔ ب۔ ابْنُ الصَّرْحِ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيّ ......عَنْ نَّافِعِ بْنِ عُجَيْرٍ عَنْ رُكَانَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الخ ۔ ج۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ (رکانۃ) اس کے بعد لکھتے ہیں قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا لِاَنَّهُمْ اَهْلُ بَيْتِهٖ وَهُمْ اَعْلَمُ بِهٖ۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین سندوں کے ساتھ طلاق بتہ والی مذکور حدیث ابن جریج کی تین طلاقوں والی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ طلاق بتہ کے راوی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگ ہیں اور وہ گھر کے معاملہ کو زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ (طلاق بتہ کے راوی نافع بن عجیر حضرت رکانہؓ کے بھتیجے ہیں اور عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے ہیں جبکہ طلاق ثلاث کا راوی ابن جریج اجنبی ہے) (۲) باب نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث ج اص ۲۹۹، ۳۰۰ پر لکھتے ہیں قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَحَدِيْثُ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرٍ (ان رکانة طلق امراته) وَّعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ اَلْبَتَّةَ فَرَدَّهَا اِلَيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَصَحُّ لِاَنَّ وُلْدَ الرَّجُلِ وَاَهْلَهٗ اَعْلَمُ بِهٖ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ اَلْبَتَّةَ فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاحِدَةً ۔ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نافع بن عجیر رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی

حدیث (کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی) اصح ہے کیونکہ آدمی کے اہل اولاد کو اس کے اصل معاملہ کا زیادہ علم ہوتا ہے اور اس کے مطابق حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اور اس میں ایک طلاق کی نیت کی تھی جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق بائنہ قرار دے کر اس کو رجوع بالنکاح کا حکم دیا تھا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنن بیہقی ج ۷ ص ۵۵۵ پر امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کو نقل کیا ہے۔

(4)......علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 388ھ حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ ثلاثا والی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں وَقَدْ رَوٰی أَبُوْ دَاوُدَ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِإِسْنَادٍ أَجْوَدَ مِنْهُ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ ......قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ حَدِيْثُ ابْنِ جُرَيْجٍ إِنَّمَا رَوَاهُ الرَّاوِيْ عَلَى الْمَعْنٰى دُوْنَ اللَّفْظِ وَذٰلِكَ أَنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِي الْبَتَّةَ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ هِيَ ثَلَاثٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ هِيَ وَاحِدَةٌ وَكَأَنَّ الرَّاوِيْ لَهُ مِمَّنْ يَذْهَبُ مَذْهَبَ الثَّلَاثِ فَحَكٰى أَنَّهُ قَالَ إِنِّيْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا يُرِيْدُ الْبَتَّةَ الَّتِيْ حُكْمُهَا عِنْدَهُ حُكْمُ الثَّلَاثِ واللّٰه أعلم (معالم السنن للخطابی ج2 ص289،290)

اور تحقیق امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے طلاق بتہ والی اس حدیث کو ایسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے جو تین طلاقوں والی حدیث کی سند سے زیادہ عمدہ ہے نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ابن جریج کی حدیث میں روایت باللفظ نہ ہو بلکہ روایت بالمعنی ہو کیونکہ ممکن ہے کہ راوی کا مذہب یہ ہو کہ لفظ البتہ سے تین طلاقیں مراد ہوتی ہیں تو اس نے لفظ البتہ کی بجائے ثلاثا کا لفظ ذکر کر دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک لفظ البتہ اور ثلاث کا حکم ایک ہے۔ (یعنی امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ کا اصل واقعہ طلاق بتہ کا ہے لیکن راوی نے اپنے فہم کے مطابق لفظ البتہ کی جگہ ثلاثا کا لفظ بول دیا ہے جس سے تین طلاق ہونے کی غلط فہمی پیدا ہو گئی پس رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث البتہ، حدیث ہے جبکہ ثلاثا والا مضمون راوی کی رائے ہے حدیث نہیں)

(5)......امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 405ھ طلاق بتہ والی حدیث درج ذیل سند (جریر بن حازم عن الزبیر بن سعید عن عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن جدہ رکانہ بن عبد یزید) کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

قَدِ انْحَرَفَ الشَّيْخَانِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ الْهَاشِمِيِّ فِيْ الصَّحِيْحَيْنِ غَيْرَ أَنَّ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ مُتَابِعًا مِنْ بَنِيْ رُكَانَةَ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ الْمُطَّلِبِيِّ فَيَصِحُّ بِهِ الْحَدِيْثُ (الْمُسْتَدْرِك على الصحيحين للحاكم ج2 ص199)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیحین میں زبیر بن سعید ہاشمی کی حدیث کے نقل کرنے سے انحراف کیا ہے مگر رکانہ بن عبد یزید مطلبی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو ابناء رکانہ (کتاب میں بنت رکانہ کا لفظ کتابت کی غلطی ہے، ناقل) کی سند سے مروی ہے وہ حدیث زبیر کا متابع ہے لہذا اس متابعت کی وجہ سے حدیث زبیر (سنداو متنا) صحیح ہو جاتی ہے۔

(6)......امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ طلاق بتہ والی حدیث رکانہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند (محمد بن ادریس الشافعی عن عمہ محمد بن علی بن شافع عن نافع بن عجیر بن عبد یزید عن رکانہ بن عبد یزید) سے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

قَدْ صَحَّ الْحَدِيْثُ بِهٰذِهِ الرِّوَايَةِ فَإِنَّ الْإِمَامَ الشَّافِعِيَّ قَدْ أَتْقَنَهٗ وَحَفِظَهٗ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَالسَّائِبُ بْنُ عَبْدِ يَزِيْدَ أَبُ الشَّافِعِ بْنِ السَّائِبِ وَهُوَ أَخُ رُكَانَةَ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَافِعٍ عَمُّ الشَّافِعِيِّ شَيْخُ قُرَيْشٍ فِيْ عَصْرِهٖ (الْمُسْتَدْرِك على الصحيحين للحاكم ج2 ص199)

طلاق بتہ والی حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سند کے ساتھ صحیح ہے کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو رکانہ رضی اللہ عنہ کے افراد خانہ سے ضبط کیا ہے اور حفظ کیا ہے۔ اور سائب بن عبد یزید، شافع بن السائب کا باپ ہے اور سائب، رکانہ بن عبد یزید کا بھائی ہے

اورمحمد بن علی بن شافع، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا چچا ہے جو اپنے زمانہ میں قریش کا بزرگ آدمی تھا

(7)......علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 449ھ

(شرح البخاری لابن بطال ج7 ص392)

(8)......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 458ھ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وَھٰذَاالْاِسْنَادُ لَا تَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ مَعَ ثَمَانِيَةٍ رَوَوْا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فُتْيَاهُ بِخِلَافِ ذَالِكَ وَمَعَ رِوَايَةِاَوْلَادِ رُكَانَةَ اَنَّ طَلَاقَ رُكَانَةَ كَانَ وَاحِدَةً اس حدیث کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوسکتی کیونکہ آٹھ راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف فتوی نقل کرتے ہیں نیز حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی روایت یہ ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے ایک طلاق دی تھی (سنن بیہقی ج7 ص555)

(9)......ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ ثلاثا والی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں قَالَ اَبُوْ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُّنْكَرٌ (خَطَأٌ) وَاِنَّمَا طَلَّقَ رُكَانَةُ زَوْجَتَهٗ اَلْبَتَّةَ لَا كَذٰلِكَ رَوَاهُ الثِّقَاتُ اَهْلُ بَيْتِ رُكَانَةَ الْعَالِمُوْنَ بِهٖ وَسَنَذْكُرُهٗ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

(الاستذکار ج6 ص9)

امام ابن عبدالبر ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی غلط ہے کیونکہ رکانہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی، رکانہؓ کے گھر کے ثقہ لوگ جو اس قصہ کو بخوبی جانتے ہیں وہ طلاق بتہ بیان کرتے ہیں تین طلاقیں بیان نہیں کرتے اور ہم اس کو اسی باب میں آگے ذکر کریں گے

(10)......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ حَدِيْثُ الشَّافِعِيِّ (عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ شَافِعٍ) وَجَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَذٰلِكَ أَنَّ بْنَ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ

أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَحَدِيْثُ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ أَصَحُّ لِأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ أَبُوْ عُمَرَ رِوَايَةُ الشَّافِعِيِّ لِحَدِيْثِ رُكَانَةَ عَنْ عَمِّهِ أَتَمُّ وَقَدْ زَادَ زِيَادَةً لَاتَرُدُّهَا الْأُصُوْلُ فَوَجَبَ قُبُوْلُهَا لِثِقَةِ نَاقِلِهَا وَالشَّافِعِيُّ وَعَمُّهُ وَجَدُّهُ أَهْلُ بَيْتِ رُكَانَةَ مِنْ بَنِى الْمُطَّلِبِ بْنِ مَنَافٍ وَهُمْ أَعْلَمُ بِالْقِصَّةِ الَّتِى عُرِضَ لَهُ (الاستذکار ج6 ص12)

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث (اپنے چچا محمد بن علی بن شافع سے) اور جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث زبیر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ صحیح ہے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے ابن ابی رافع سے اور اس نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث یہ ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دی تھی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کے بیان کرنے والے رکانہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگ ہیں اور وہ اس پیش آمدہ قصہ کو زیادہ جانتے ہیں کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چچا محمد بن علی اور ان کے جدامجد رکانہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگ ہیں امام ابن عبدالبر ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اپنے چچا سے زیادہ کامل ہے اور اس نے ایسی زیادتی نقل کی ہے جس کو اصول رد نہیں کرتے لہذا اس زیادتی کے ناقل کے ثقہ ہونے کی وجہ سے اس کا قبول کرنا واجب ہے

(11)......علامہ عمادالدین محمد طبری المعروف کیاہراسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 504ھ جمہور کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَصَحَّ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :مَا أَرَدْتُّ إِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ :وَاللّٰهِ مَاأَرَدْتُّ إِلَّا وَاحِدَةً، وَلَوْ كَانَ

لَا يَقَعُ الثَّلَاثُ لَمْ يَكُنْ لِهٰذَا مَعْنًى. (أحکام القرآن للکیا الہراسی ج1 ص130)

اور صحیح یہ ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میں نے البتہ کے لفظ کے ساتھ فقط ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا آپ ﷺ نے قسم دے کر پوچھا کہ تو نے فقط ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا؟ اگر اکٹھی تین طلاقوں کے ارادہ کرنے سے تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں بلکہ ایک ہی واقع ہوتی تو قسم دینا بے فائدہ ہو جاتا ہے۔

نیز علامہ کیا ہراسی رحمۃ اللہ علیہ اہل بدعت کی دو دلیلیں یعنی تین طلاق والی حدیث رکانہ اور حدیث ابوالصہباء نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وَذَكَرَ عُلَمَاءُ الْحَدِيْثِ أَنَّ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ مُنْكَرَانِ. علماء حدیث نے ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں منکر ہیں

(احکام القرآن للکیا الہراسی ج1 ص131)

(12)......امام ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ تین طلاق والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں لکھتے ہیں

اَلْاَوَّلُ اَنَّ الصَّحِيْحَ فِيْ حَدِيْثِ رُكَانَةَ اَنَّهٗ لَفْظُ الْبَتَّةَ لَا لَفْظُ الثَّلَاثِ كَذٰلِكَ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ (عارضۃ الاحوذی شرح الترمذی لابن العربی ج1 ص115)

اولا جواب یہ ہے کہ حدیث رکانہؓ میں صحیح یہ ہے کہ وہ لفظ البتہ کے ساتھ ہے ثلاث (تین) کے لفظ کے ساتھ نہیں کتب حدیث میں اسی طرح ہے

(13)......قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 544ھ لکھتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الرِّوَايَةُ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَتِهِمْ ؛ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا ؛ لِأَنَّ رُوَاتَهَا أَهْلُ بَيْتِ رُكَانَةَ وَهُمْ اَعْلَمُ بِقِصَّةِ صَاحِبِهِمْ إِنَّمَا رَوَى الرِّوَايَةَ الْأُخْرٰى بَنُوْ رَافِعٍ وَلَمْ يُسَمَّوْا ، وَلَعَلَّهُمْ سَمِعُوْا اَنَّهٗ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ أَنَّ الْبَتَّةَ هِيَ الثَّلَاثُ ، كَرَاْيِ مَالِكٍ فِيْهَا ، فَعَبَّرُوْا عَنْ ذٰلِكَ بِالْمَعْنٰى ، وَقَالُوْا :طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ، لِاعْتِقَادِهِمْ اَنَّ الْبَتَّةَ هِيَ الثَّلَاثُ .(اکمال المعلم شرح المسلم ج5 ص11)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی طلاق بتہ والی روایت تین طلاق والی روایت سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ طلاق بتہ کے راوی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگ ہیں اور وہ رکانہ رضی اللہ عنہ کے قصہ کو زیادہ بہتر جانتے ہیں جبکہ تین طلاق والی روایت کے راوی بنو رافع ہیں اور وہ مجہول ہیں نیز ممکن ہے کہ انھوں نے طلاق بتہ کا سماع کیا لیکن ان کا عقیدہ یہ ہو کہ لفظ البتہ کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے پھر انھوں نے اپنے اس مذہب کے مطابق روایت بالمعنی کی اور کہا طلقھا ثلاثا کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق البتہ کے لفظ کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔

(14)......علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۹۵ھ لکھتے ہیں۔

وَاَنَّ حَدِیْثَ ابْنِ اِسْحَاقَ وَهْمٌ وَاِنَّمَا رَوَی الثِّقَاتُ اَنَّهٗ طَلَّقَ رُکَانَةُ زَوْجَتَهٗ اَلْبَتَّةَ لَا ثَلَاثًا (بدایۃ المجتہد ج۲ص۶۱)

محمد بن اسحاق کی حدیث وہم ہے اور ثقہ راویوں نے صرف یہ روایت نقل کی ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تین طلاقیں نہیں دی تھیں۔

(15)......علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 597ھ نے پہلے حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ طلاق بتہ والی ذکر کی ہے پھر حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ طلاق ثلاث والی ذکر کی ہے پھر فرماتے ہیں۔

قَالَ الْمُؤَلِّفُ هٰذَا حَدِیْثٌ لَا یَصِحُّ ابْنُ اِسْحَاقَ مَجْرُوْحٌ وَدَاوٗدُ اَشَدُّ مِنْهُ ضُعْفًا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ بِمَا لَا یُشْبِهُ حَدِیْثَ الْاَثْبَاتِ فَیَجِبُ مُجَانَبَةُ رِوَایَتِهٖ وَالْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ اَقْرَبُ حَالًا وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ مِنْ غَلَطِ الرُّوَاةِ (العلل المتناهیة ج2ص640)

مؤلف (ابن الجوزی) فرماتے ہیں یہ حدیث (یعنی تین طلاق والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ) صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق راوی مجروح ہے اور اس کا استاذ داود اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے داود کے بارے میں ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ

راویوں سے ایسی حدیث نقل کر دیتا ہے کہ جو ثقہ ترین راویوں کی حدیث کے خلاف ہوتی ہے اس لیے اس کی روایت سے بچنا واجب ہے اور پہلی حدیث حقیقت حال کے زیادہ قریب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تین طلاق والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ راویوں کی غلطی ہے۔

(16)......علامہ ابن الأثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 606ھ طلاق ثلاث والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ وَحَدِیْثُ نَافِعِ بْنِ عُجَیْرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ رُکَانَةَ یَعْنِیْ ...... اَنَّ رُکَانَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ اَلْبَتَّةَ اَصَحُّ لِاَنَّهُمْ وُلْدُ الرَّجُلِ وَاَهْلُهُ اَعْلَمُ بِهٖ (جامع الاصول فی احادیث الرسول ج7 ص621)

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ نافع بن عجیر اور عبداللہ بن یزید بن رکانہ کی حدیث یعنی رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ لوگ رکانہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور گھر کے لوگ اس معاملہ کو زیادہ جانتے ہیں۔

(17)......ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 620ھ (الکافی فی فقہ ابن حنبل ج3 ص106، المغنی ج16 ص257، الشرح الکبیر ج8 ص285)

(18)......علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 671ھ لکھتے ہیں

فَالَّذِیْ صَحَّ مِنْ حَدِیْثِ رُکَانَةَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ اَلْبَتَّةَ لَا ثَلَاثًا

(تفسیر القرطبی ج3 ص120)

پس صحیح حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ وہ ہے جس میں ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی اور وہ صحیح نہیں جس میں ہے کہ تین طلاقیں دی تھیں۔

(19)......علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 676ھ لکھتے ہیں۔

وَأَمَّا الرِّوَایَةُ الَّتِیْ رَوَاهَا الْمُخَالِفُوْنَ ، أَنَّ رُکَانَةَ طَلَّقَ ثَلَاثًا فَجَعَلَهَا وَاحِدَةً ، فَرِوَایَةٌ ضَعِیْفَةٌ عَنْ قَوْمٍ مَّجْهُوْلِیْنَ وَإِنَّمَا الصَّحِیْحُ مِنْهَا مَاقَدَّمْنَاهُ أَنَّهٗ

طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَلَفْظُ (الْبَتَّةَ) مُحْتَمِلٌ لِلْوَاحِدَةِ وَلِلثَّلَاثِ وَلَعَلَّ صَاحِبَ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ الضَّعِيْفَةِ اعْتَقَدَ أَنَّ لَفْظَ (الْبَتَّةَ) يَقْتَضِيْ الثَّلَاثَ فَرَوَاهُ بِالْمَعْنٰى الَّذِیْ فَهِمَهٗ وَغَلَطَ فِیْ ذٰلِكَ. (شرح النووی ج5 ص221)

جس روایت کو مخالفین نے نقل کیا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین کو ایک قرار دیا یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں اور صحیح روایت وہ ہے جس کو ہم نے پہلے نقل کیا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے بیوی کو لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دی تھی اور لفظ البتہ میں ایک طلاق بائنہ اور تین طلاقیں، دونوں کا احتمال ہے اور ممکن ہے کہ تین طلاق والی ضعیف روایت کے راوی کا عقیدہ یہ ہو کہ لفظ البتہ کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں تو اس نے جو سمجھا اس کو روایت بالمعنی کے طور پر نقل کر دیا اور اس میں اس سے غلطی ہوئی۔

(20)......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 748ھ لکھتے ہیں

قَدِ انْحَرَفَ فِیْ الصَّحِيْحَيْنِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ لٰكِنَّ لَهٗ مُتَابِعًا يَّصِحُّ بِهِ الْحَدِيْثُ (التلخيص مع المستدرك ج2 ص199)

صحیحین میں زبیر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی تخریج نہیں کی گئی لیکن طلاق بتہ والی حدیث زبیر کا متابع موجود ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث (سنداومتنا) صحیح ہے

(21) علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 762ھ (تبیین الحقائق ج3 ص27)

(22)......امام محمد بن خلفہ اُبّی مالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 827یا828ھ

هٰذِهٖ رِوَايَةُ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَرِوَايَةُ اَنَّهٗ طَلَّقَ ثَلَاثًا اِنَّمَا هِیَ رِوَايَةُ بَنِیْ رَافِعٍ وَّرِوَايَةُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَصَحُّ لِاَنَّهُمْ اَهْلُ النَّازِلَةِ (اکمال اکمال المعلم ج۴ ص۱۰۹)

طلاق بتہ والی روایت رکانہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی روایت ہے اور تین طلاق والی روایت بنی رافع کی روایت ہے اور گھر والوں کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ لوگ صاحب واقعہ ہیں

(23)......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 852ھ لکھتے ہیں

اَنَّ اَبَادَاوٗدَ رَجَّحَ اَنَّ رُكَانَةَ اِنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ اَلْبَتَّةَ كَمَا اَخْرَجَهٗ هُوَ مِنْ طَرِيْقِ آلِ بَيْتِ رُكَانَةَ وَهُوَ تَعْلِيْلٌ قَوِيٌّ (فتح الباری ج۹ ص۳۶۳) امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی طلاق بتہ والی حدیث کو ترجیح دی ہے چنانچہ انہوں نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کے افراد خانہ کی سند سے اس روایت کی تخریج کی ہے اور اس حدیث کی صحت کیلئے یہ بڑی قوی دلیل ہے

(24)......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ ثلاثا والی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں وَفِيْهِ مَقَالٌ وَقَدْ رَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ اَحْسَنَ مِنْهُ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ سُهَيْمَةَ اَلْبَتَّةَ (بلوغ المرام مع شرح سبل السلام ج۳ ص۳۴۳)

اس میں جرح ہے اور ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے جو تین طلاق والی حدیث کی سند سے احسن ہے وہ حدیث یہ ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دی اور جب اس نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا کہ میں نے اس کے ساتھ صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف بیوی کو لوٹا دیا۔

(25)......علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 861ھ لکھتے ہیں

وَاَمَّا حَدِيْثُ رُكَانَةَ فَمُنْكَرٌ وَّالْاَصَحُّ مَارَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ زَوْجَتَهٗ اَلْبَتَّةَ (فتح القدیر ج3 ص471)

تین طلاق والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ بہر کیف منکر ہے اور صحیح وہ روایت ہے جس کو ابوداود ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی

(26، 27، 28، 29)......علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 923ھ، علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1205ھ، ملا علی القاری الحنفی المتوفی 1014ھ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1225ھ لکھتے ہیں

وَالْاَصَحُّ مَارَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ

زَوْجَتَهُ الْبَتَّةَ فَحَلَفَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ أَنَّهُ مَاأَرَادَ إِلَّاوَاحِدَةً فَرَدَّهَا إِلَيْهِ، (ارشادالساری شرح البخاری ج8 ص133، اتحاف السادۃ المتقین ج5 ص399، التفسیر المظہری ج1 ص566، مرقاۃ المفاتیح ج١٠ص٢٢٤)

صحیح ترین وہ روایت ہے جس کو ابوداود رحمۃ اللہ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم دی کہ اس نے البتہ کے ساتھ صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے اس قسم کے بعد بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیا (یعنی دوبارہ نکاح کیا)

(30)......علامہ رملی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1004ھ اکٹھی تین طلاق کے وقوع پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں

لِحَدِيْثِ رُكَانَةَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْبَتَّةَ فَحَلَفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يُرِدْ إِلَّا وَاحِدَةً رَوَاهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانٍ وَالْحَاكِمُ فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُ لَوْأَرَادَ مَازَادَعَلَى الْوَاحِدَةِ لَوَقَعَ

(حاشیۃ الرملی ج3 ص286)

اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع پر حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ دلیل ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قسم اٹھوائی کہ اس نے فقط ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر رکانہ رضی اللہ عنہ ایک طلاق سے زیادہ کا ارادہ کرتے تو وہ زائد طلاقیں واقع ہو جاتیں اس حدیث کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور محدث ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو (سند و متن کے اعتبار سے) صحیح قرار دیا ہے۔

(31)......علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1270ھ لکھتے ہیں

وَأَمَّاحَدِيْثُ رُكَانَةَ فَقَدْرُوِيَ عَلٰى أَنْحَاءٍ، وَّالَّذِيْ صَحَّ مَاأَخْرَجَهُ الشَّافِعِيُّ، وَأَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمَذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالْحَاكِمُ، وَالْبَيْهِقِيُّ أَنَّ رُكَانَةَ

طَلَّقَ امْرَأَتَهُ اَلْبَتَّةَ (تفسیر الآلوسی ج2 ص244)

حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ مختلف مضامین کے ساتھ نقل کی گئی ہے اور صحیح وہ ہے جس کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی۔

دلیل نمبر 4......(کتب حدیث میں تخریج)

جمہور محدثین نے بھی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی طلاق بتہ والی حدیث کو کتب حدیث میں نقل کیا ہے جس کے چند حوالہ جات مع سن ہجری وفات محدثین درج ذیل ہیں۔

1......مسند ابی داود طیالسی (204) ج2 ص510

2......الام للشافعی (204) ج5 ص127، 147

3......مصنف عبدالرزاق (211) ج6 ص362

4......سنن سعید بن منصور (227) ج1 ص431

5......مسند ابن ابی شیبہ (235) ج2 ص24

6......مصنف ابن ابی شیبہ (235) ج4 ص50

7......مسند احمد (241) ج5 ص465

8......سنن دارمی (255) ج2 ص261

9......التاریخ الکبیر للبخاری (256) ج5 ص147

10...... سنن ابن ماجه (273) ج1 ص148

11......سنن ابی داود (275) ج1 ص300

12...... سنن ترمذی (279) ج1 ص222

13......الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم (287) ج1 ص323

14......المفاریدلابی یعلی الموصلی(307)ج1ص51(دواحادیث)

15......مسندابی یعلی(307) ج3ص107،108

16......معجم الصحابہ للبغوی(317) ج2ص407،408

17......صحیح ابن حبان(354) ج10ص97

18......معجم کبیر طبرانی(360) ج5ص70(دواحادیث)

19......ذکراسم کل صحابی ممن لااخ لہ للازدی(474)ج1ص118

20......المؤتلف والمختلف دارقطنی(385)ج3ص1164

21......سنن دارقطنی ج4ص33تا35(پانچ احادیث)

22......الخلصیات(393) ج2ص73

23......معرفۃ الصحابہ لابن مندہ(395)ج1ص652

24......مستدرک حاکم(405) ج2ص218(دواحادیث)

25......معرفۃ علوم الحدیث للحاکم(405)ج1ص175

26......معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم (430)ج2 ص1113(تین احادیث) ج5 ص2679۔ج6ص3360

27......محلی ابن حزم(456) ج9ص444

28......سنن صغیر بیہقی(458) ج3ص119

29......سنن کبری بیہقی(458) ج7ص342(چاراحادیث)ج10ص43،181

30......معرفۃ السنن والآثار(458) ج11ص44۔ج14ص307

31......الاستذکارلابن عبدالبر(463)ج6ص11،12

32......التمہید لابن عبدالبر(463) ج15ص79

33......الاسماء المبہمہ للخطیب البغدادی(463)ج2ص113

34......الاحتجاج بالشافعی للخطیب البغدادی(463)ج1ص46

35......تاریخ بغداد(463)　ج9ص482

36......شرح السنۃ للبغوی(516) ج9ص210

سوال نمبر22

مجلس واحد کی تعریف پر صحیح ،صریح حدیث پیش فرمائیں کیونکہ غیر مقلد محمد رئیس ندوی لکھتے ہیں''البتہ ایک صورت ایسی ہے کہ ایک ہی طہر بلکہ دو چار دنوں کے اندر تینوں طلاقیں طریق شرعی کے مطابق واقع ہوسکتی ہیں وہ اس طرح کہ بحالت طہر جماع کے پہلے ایک دن آدمی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اور اسی دن دو چار گھنٹوں کے بعد رجوع کر لیا مگر گذر بسر کی صورت نہ دیکھ کر چند گھنٹوں کے بعد دوسری طلاق دیدی پھر دوہی چار گھنٹوں کے بعد اس دوسری طلاق سے بھی رجوع کر لیا اور دوسری بار رجوع کر کے دوہی چار گھنٹوں کے بعد تیسری طلاق بھی دیدی دریں صورت اس کی اس بیوی پر صرف دوہی ایک دن کے اندر تینوں طلاقیں حکم شریعت کے مطابق واقع ہوگئیں اور وہ عورت طلاق دینے والے کیلئے حرام ہوگئی بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ اپنے طلاق دینے والے شوہر کے پاس وہ تجدید نکاح کے ذریعے بھی واپس نہیں آسکتی''(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق ص۸۳)رئیس ندوی صاحب نے تکلف سے کام لیا ہے ورنہ اگر پندرہ پندرہ منٹوں کے وقفہ سے پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کر کے تین طلاقیں دی جائیں تو رئیس ندوی صاحب کے بتائے ہوئے شرعی طریقہ کے مطابق ایک دو گھنٹوں میں تینوں طلاقیں شرعی طریقہ کے مطابق ہوسکتی ہیں۔

ہمارے تین سوال

(ا)......ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ منکرین فقہ حدیث رکانہؓ پر وارد ہونے والے بائیس سوالات میں سے ہر سوال کا جواب دیں تا کہ حدیث رکانہؓ ان کی دلیل بن سکے۔

(۲)......اگر رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی حدیث صحیح ہے اور اس کا مطلب بھی وہی ہے جو منکرین فقہ نے سمجھ رکھا ہے تو منکرین فقہ اس کی تائید میں قرآن ،حدیث، آثار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، آثار تابعین رحمہم اللہ وتبع تابعین رحمہم اللہ، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت پیش کریں۔

(۳)......محدثین حضرات سے اس کی سنداً ومتناً صحت پر مؤیدات پیش کریں اور جو ہم نے البتہ والی حدیث رکانہ کی صحت پر دلائل اور محدثین کی مؤیدات پیش کی ہیں ان کے جوابات دے کر تین طلاق والی حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ کو صحیح ثابت کریں؟

مغالطہ نمبر 4:

چوتھی بنیاد جس کی وجہ سے ابن تیمیہ وابن قیم اور ان کا مقلد فرقہ منکرین فقہ یعنی غیر مقلدین پوری امت مسلمہ کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث ہے جو مسلم شریف ج ۱ ص ۴۷۷ کے حوالے سے نقل کی جاتی ہے۔

(۱)......عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَّسِنَتَیْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِیْ اَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِیْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَیْنَاهُ عَلَیْهِمْ فَاَمْضَاهُ عَلَیْهِمْ

ابن طاوس اپنے باپ طاوس سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک تھیں پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک لوگوں نے اس معاملہ میں جلد بازی کی ہے جس میں ان کیلئے بردباری تھی کاش ہم اس کو ان پر جاری کرتے سو آپ نے اس کو ان پر جاری کر دیا۔

(۲)......عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّ اَبَا الصَّھْبَاءَ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَتَعْلَمُ اَنَّمَا کَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّثَلَاثًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ

طاوس سے روایت ہے کہ ابو الصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ تین طلاقیں عہد رسالت میں عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امارت کے تین سال تک ایک بنائی جاتی تھیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں۔

(۳)......عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّ اَبَا الصَّھْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ ھَاتِ مِنْ ھَنَاتِكَ اَلَمْ یَکُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّاحِدَةً فَقَالَ قَدْ کَانَ ذٰلِكَ فَلَمَّا کَانَ فِیْ عَھْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِی الطَّلَاقِ فَاَجَازَہٗ عَلَیْھِمْ

طاوس کہتے ہیں کہ ابوالصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا اپنی قبیح اور عجیب باتوں میں سے کوئی بات لے آ کیا یہ نہیں تھا کہ عہد رسالت، عہد ابی بکر میں تین طلاق ایک تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے ہی تھا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پے در پے طلاقیں دینی شروع کر دیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر نافذ کر دیا

(۴)......عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّ اَبَا الْجَوْزَاءِ اَتٰی ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَتَعْلَمُ اَنَّ الثَّلَاثَ کُنَّ یُرْدَدْنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی وَاحِدَةٍ قَالَ نَعَمْ

(مستدرک حاکم ج۲ص۱۹۶)

ابن ابی ملیکہ سے ہے کہ ابو الجوزاء ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین طلاقوں کو ایک کی طرف لوٹایا جاتا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں۔

فائدہ:......حقیقت میں یہ حدیث ایک ہے جس کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نیچے نقل کرنے والے تین شخص ہیں طاوس ابو الصہباء اور ابو الجوزاء

چنانچہ علامہ ابن القیم لکھتے ہیں وَھٰذَا الْحَدِیْثُ قَدْ رَوَاہُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ طَاوٗسٌ وَھُوَ اَجَلُّ مَنْ رَوٰی عَنْہُ وَاَبُو الصَّھْبَاءِ الْعَدَوِیُّ وَاَبُوْ الْجَوْزَاءِ (اغاثۃ اللہفان ج ا ص ۳۱۷) اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین آدمیوں نے روایت کیا ہے طاوس ابوالصہباء اور ابوالجوزاء اور ان تین میں سے طاوس بڑی شخصیت ہیں

دوسری جگہ علامہ ابن القیم لکھتے ہیں وَاَمَّا رِوَایَۃُ مَنْ رَوَاہُ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ فَاِنْ کَانَتْ مَحْفُوْظَۃً فَھِیَ مِمَّا یَزِیْدُ الْحَدِیْثَ قُوَّۃً وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ مَحْفُوْظَۃً وَّھُوَ الظَّاھِرُ فَھِیَ وَھْمٌ فِیْ الْکُنِیَّۃِ اِنْتَقَلَ فِیْھَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُؤَمِّلِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ مِنْ اَبِیْ الصَّھْبَاءِ اِلٰی اَبِیْ الْجَوْزَاءِ فَاِنَّہٗ کَانَ سَیِّءَ الْحِفْظِ وَالْحُفَّاظُ قَالُوْا اَبُوْ الصَّھْبَاءِ (اغاثۃ اللہفان ج ا ص ۳۲۷)

لیکن اس راوی کی روایت جس نے اس کو ابوالجوزاء سے نقل کیا ہے اگر یہ روایت محفوظ ہے تو یہ حدیث کی قوت میں زیادتی کا باعث ہے اور اگر یہ روایت محفوظ نہیں ظاہر اور قوی بات یہی ہے تو اس روایت میں ابن ابی ملیکہ کے شاگرد عبداللہ بن مؤمل سے کنیت میں غلطی ہوئی ہے کہ اس نے ابوالصہباء کی جگہ ابوالجوزاء کا ذکر کیا ہے اور قرین قیاس یہی ہے کیونکہ عبداللہ بن المؤمل کا حافظہ کمزور تھا دوسرا قرینہ یہ ہے کہ دوسرے سب حفاظ حدیث ابوالصہباء کا ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابن القیم کی اس تحقیق کے مطابق اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دو راوی ہیں طاوس اور ابوالصہباء منکرین فقہ اس حدیث کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ عہد رسالت، عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی سالوں تک تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں پھر لوگوں کی جلد بازی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کو تین قرار دیا لہذا ہم اس شرعی حکم کو لیتے ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے تھا کہ تین طلاقیں ایک طلاق رجعی ہے۔

جواب

منکرین فقہ کی یہ دلیل انتہائی کمزور ہے کہ اس پر ہمارے چونتیس (۳۴) سوالات ہیں جب تک ان سوالات کے جوابات نہ دیے جائیں یہ حدیث دلیل بن ہی نہیں سکتی اور نہ یہ دعوے کو ثابت کر سکتی ہے۔

سوال نمبر 1

اس کی سند میں اضطراب ہے اور مضطرب حدیث ضعیف ہوتی ہے اس لیے یہ حدیث قابل حجت نہیں اضطراب سند یہ ہے کہ **معمر عن ابن طاوس عن ابیه عن ابن عباس** (صحیح مسلم ص ۴۷۷) میں طاوس اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوالصہباء کا واسطہ مذکور نہیں جبکہ **ابن جریج قال اخبرنی ابن طاوس عن ابیه ان ابا الصهباء قال لابن عباس** (صحیح مسلم ج۱ ص ۴۷۸) میں طاوس اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوالصہباء کا واسطہ مذکور ہے

سوال نمبر 2

دوسرا اضطراب یہ ہے کہ بعض نے ابوالصہباء کا نام ذکر کیا ہے (صحیح مسلم ج۱ ص ۴۷۸) اور بعض نے ابوالجوزاء کا نام ذکر کیا ہے (سنن دار قطنی ج ۵ ص ۱۰۴، مستدرک حاکم ج ۲ ص ۲۱۴)

سوال نمبر 3

اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے وہ یہ کہ (۱) صحیح مسلم کی حدیثوں کے مطابق تین طلاقوں کے ایک ہونے میں مدخولہ اور غیر مدخولہ بیوی کا فرق نہیں کیا گیا جبکہ ابوداود میں ہے کہ یہ حکم صرف غیر مدخولہ بیوی کیلئے تھا ابوداود کی روایت یہ ہے **عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّ رَجُلًا يُّقَالُ لَهٗ اَبُوْ الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيْرَ السُّوَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ**

بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلٰى كَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا رَاَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوْا فِيْهَا قَالَ اَجِيْزُوْهُنَّ عَلَيْهِمْ

(سنن ابی دواد ج ا ص ۲۹۹)

ایوب اپنے متعدد مشائخ کے واسطہ سے طاوس سے روایت کرتا ہے کہ ایک آدمی جس کو ابوالصہباءؔ کہا جاتا تھا اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہت سوال کرتا تھا اس نے کہا اے ابن عباس کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو اس طلاق کو عہد رسالت میں، عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ایک قرار دیا جاتا تھا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دیتا تو وہ اس کو عہد رسالت میں اور عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ایک قرار دیتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پے در پے طلاقیں دیدیتے ہیں تو فرمایا ان تینوں طلاقوں کو ان پر نافذ کردو۔

سوال نمبر 4

طاوس عن ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ عہد رسالت، عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک تھیں جبکہ مسلم کی تیسری حدیث میں ہے وثلاثا من امارة عمر کہ عہد نبوت، عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تین سال تک یہ حکم تھا۔

تائید

۞......علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس اضطراب سند ومتن کی تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

مَا كَانَ فِيْهِ حُجَّةٌ ؛ لِلْاِضْطِرَابِ وَالْاِخْتِلَافِ الَّذِىْ فِىْ سَنَدِهٖ وَمَتْنِهٖ ؛

وَذٰلِكَ انَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ رَوَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِتِلْكَ الْأَلْفَاظِ الْمُخْتَلِفَةِ ؛ الَّتِىْ وَقَعَتْ فِىْ كِتَابِ مُسْلِمٍ كَمَاذَكَرْنَاهَاوَقَدْ رَوٰى أَبُوْ دَاوٗدَ مِنْ حَدِيْثِ أَيُّوْبَ ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ طَاوُوسٍ أَنَّ رَجُلاً يُّقَالُ لَهٗ أَبُوْ الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيْرَ السُّؤَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَاعَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَبِىْ بَكْرٍ ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ صلى الله عليه وسلم. وَأَبِىْ بَكْرٍ ، وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ ، فَلَمَّا رَأَى النَّاسَ تَتَايَعُوْا فِيْهَا قَالَ أَجِيْزُوْهُنَّ عَلَيْهِمْ فَقَدِ اضْطَرَبَ فِيْهِ أَبُوْ الصَّهْبَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ لَفْظِهٖ كَمَا تَرٰى وَقَدِ اضْطَرَبَ فِيْهِ طَاوُوْسٌ فَمَرَّةً رَوَاهُ عَنْ أَبِى الصَّهْبَاءِ ، وَمَرَّةً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَفْسِهٖ وَمَهْمَا كَثُرَ الْإِخْتِلَافُ وَالتَّنَاقُضُ اِرْتَفَعَتِ الثِّقَةُ ، لَا سِيَّمَاعِنْدَ الْمُعَارَضَةِ عَلٰى مَا يَأْتِىْ (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج۱۳ ص۷۹)

یہ حدیث سند اور متن میں اضطراب کی وجہ سے حجت نہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوالصہباء نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہیں اور ابو داود نے ایوب عن غیر واحد عن طاوس عن ابی الصہباء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابی بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں اگر کوئی آدمی غیر مدخولہ کو تین طلاقیں دیتا تو اس کو ایک قرار دیا جاتا اور جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگوں نے پے در پے اور لگاتار طلاقیں دینے کی عادت بنالی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان تین طلاقوں کو ان پر نافذ کر دو ابوالصہباء کی اس حدیث کے متن میں اضطراب ہوا نیز اس میں یہ بھی اضطراب ہے کہ طاوس کبھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بواسطہ ابوالصہباء روایت کرتے ہیں اور کبھی ابوالصہباء کے

واسطے کے بغیر خود ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور جب حدیث کے سند و متن میں اختلاف اور تناقض ہو تو اعتماد اٹھ جاتا ہے خاص طور پر جب اس سے معارض دوسری حدیثیں موجود ہوں (جیسا کہ اس حدیث کے مقابلہ میں تین طلاقوں کے تین ہونے کی کثیر معارض روایات موجود ہیں)

۞......ابوسعید شرف الدین فرماتے ہیں کہ "اس میں محدثین حضرات نے اضطراب بھی بتایا ہے" (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۹)

سوال نمبر 5

حدیث میں ہے هات من هناتك یہ کہنے والا کون ہے بعض میں ہے کہ هات من هناتك حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو الصہباء کو کہا تھا (سنن دار قطنی ج ۵ ص ۸۰) اور بعض میں ہے کہ هات من هناتك ابو الصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا تھا (صحیح مسلم ج ا ص ۴۷۸)

سوال نمبر 6

طاوس کی شاذ اور متفرد روایت قابل حجت نہیں ہوتی چنانچہ

۞......علامہ الکرابیسی رحمۃ اللہ علیہ ادب القضا میں فرماتے ہیں

اِنَّ طَاوٗسَ یَرْوِیْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَارًا مُّنْکَرَةً (الاشفاق ص ۵۸)

طاوس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے

۞......علامہ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

كَانَ عُلَمَاءُ مَكَّةَ يُنْكِرُوْنَ عَلٰى طَاوٗسَ مَا يَنْفَرِدُ بِهٖ مِنْ شَوَاذِّ الْاَقَاوِيْلِ (الاشفاق ص ۵۸) مکہ کے علماء طاوس کے شاذ اقوال تنہا نقل کرنے پر رد کرتے تھے۔

نیز علامہ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں شَذَّ طَاوٗسٌ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ طاوس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین طلاق والی حدیث

ابوالصہباء جو نقل کرتا ہے وہ شاذ ہے۔

۞......قاضی اسماعیل احکام القرآن میں فرماتے ہیں

طَاوٗس مَعَ فَضْلِهٖ وَصَلَاحِهٖ يَرْوِیْ اَشْيَاءَ مُنْكَرَةً مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَرِوَايَةُ طَاوٗسٍ وَهْمٌ وَغَلَطٌ لَمْ يَعْرُجْ عَلَيْهَا اَحَدٌ مِّنْ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ بِالْحِجَازِ وَالشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (قالہ القرطبی فی تفسیرہ ج۳ص۱۲۹ الجوہر النقی ملخصا ج۷ص۳۳۷، الاشفاق ص۵۸)

طاوس اپنے فضل وصلاح کے باوجود منکر حدیثیں روایت کرتا ہے یہ حدیث ان ہی احادیث منکرہ میں سے ہے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ طاوس کی روایت وہم اور غلط ہے کیونکہ حجاز، شام، عراق، اور مشرق ومغرب کے فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کو اختیار نہیں کیا

۞......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

دَعْوٰی شُذُوْذِ رِوَايَةِ طَاوٗسٍ وَهِيَ طَرِيْقَةُ الْبَيْهَقِيِّ (فتح الباری ج۹ص۳۱۷)

مذکورہ بالا حدیث کا ایک جواب یہ دیا جاتا ہے کہ طاوس کی یہ روایت شاذ ہے امام بیہقی نے جواب کا یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

سوال نمبر 7

مسلم شریف میں معمر عن ابن طاوس عن ابیہ عن ابن عباس کی سند سے حدیث بیان ہوئی ہے کہ عہد رسالت عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں لیکن عجیب بات ہے کہ بعینہ اسی سند کے ساتھ یعنی معمر عن ابن طاوس عن ابیہ عن ابن عباس کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی منقول ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو کیا حکم ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ اللہ سے ڈرتا اور شرعی طریقے کے مطابق طلاق دیتا تو

اس کیلئے گنجائش ہوتی لیکن اس نے غیر شرعی طریقہ اختیار کیا ہے اس لیے اس کیلئے گنجائش نہیں ہے (ماخوذ از المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۱۳ ص ۸۷ تا ص ۸۲)

سوال نمبر 8

ابوالصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا هات من هناتك ہنات کا معنی بری خصلتیں اور بری باتیں ہیں یہاں مراد برے اور ناپسندیدہ فتوے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک تابعی شاگرد اپنے استاذ کو جو صحابی اور حبر الامت ہے یہ کہے کہ اپنی بری باتوں میں سے اور اپنے برے فتووں میں سے بری بات یا برا فتوی لایئے یہ قرینہ ہے کہ یہ حدیث غلط ہے یا اس میں بعض راویوں کی طرف سے تصرف ہوا ہے اسی طرح ابو الصہباء کا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہنا اتعلم کیا تو جانتا ہے کہ پہلے تین طلاقیں ایک ہوتی تھی کوئی باادب شاگرد اپنے کم مرتبہ استاذ کو بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا چہ جائے کہ حبر الامت ترجمان القرآن اور فقیہ الامت جیسے عظیم استاذ کو یہ کہا جائے یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شاگرد اپنے مفسر استاذ کو کہے کہ آپ اس آیت کی تفسیر جانتے ہیں یا اپنے فقیہ استاذ کو شاگرد کہے کیا آپ یہ مسئلہ جانتے ہیں یہ انداز خطاب بھی قرینہ ہے کہ یہ حدیث غلط ہے۔

سوال نمبر 9

اس روایت کے راوی طاوس سے مروی ہے :

عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَدَّثَكَ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّهٗ كَانَ يَرْوِىْ طَلَاقَ الثَّلٰثَ وَاحِدَةً فَكَذِّبْهُ (براہین الکتاب والسنہ ص 83 بحوالہ ادب القضا للکرابیسی)

طاوس رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا اپنے باپ طاوس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتا ہے کہ طاوس نے کہا جو آدمی یہ کہے کہ طاوس رحمۃ اللہ علیہ تین طلاقوں کے ایک ہونے کی حدیث بیان کرتا ہے تو اس کو کہو کہ یہ جھوٹ ہے۔

سوال نمبر 10

یہ حدیث مرفوع نہیں کہ اس میں نہ نبی ﷺ کا قول مذکور ہے نہ آپ کا فعل اور نہ آپ کی تقریر (یعنی صحابی کے فعل پر نبی پاک ﷺ کے سکوت) کا ذکر ہے رہی یہ بات کہ جب یہ کہا جائے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں ایسا ہوتا تھا تو یہ تب مرفوع حکمی ہوتا ہے جب دوسرے صحابہ سے اس کی مخالفت ثابت نہ ہو اور اگر عہد رسالت کے حوالہ سے ذکر کردہ کام صحابہ کے فتاوی و آثار کے خلاف ہو تو وہ مرفوع حکمی نہیں ہوتا پس جب یہ حدیث مرفوع نہیں تو احادیث مرفوعہ کے مقابلہ میں کیسے حجت ہو سکتی ہے؟

چنانچہ غیر مقلد شیخ الحدیث ابوسعید شرف الدین لکھتے ہیں "اس میں یہ تفصیل نہیں ہے کہ یہ تین طلاقوں والے مقدمات رسول اللہ ﷺ اور شیخین کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ ہوتا تھا اور یہ کسی روایت میں بھی نہیں ہے" (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۶)

اسی طرح دوسرے مقام میں لکھتے ہیں "یہ تین طلاقیں بحکم واحد بے خبری میں کرتے رہے جس کا علم نہ رسول اللہ ﷺ کو ہوا نہ شیخین کو آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو منع کر دیا (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۷)

نیز لکھتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مسلم کی حدیث مذکور مرفوع نہیں یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جس کو نسخ کا علم نہ تھا (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۹)

سوال نمبر 11

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تین طلاق والی یہ حدیث محدثین وفقہاء کے نزدیک انتہائی ضعیف ہے یعنی شاذ، منکر، معلول، محتمل اور منسوخ ہے ان امور خمسہ میں سے کوئی ایک چیز بھی حدیث میں ہو تو وہ حجت نہیں ہوتی لیکن اس حدیث میں یہ پانچوں جمع ہیں تو یہ حدیث کیسے حجت ہو سکتی ہے۔

ذیل میں محدثین وفقہاء حضرات کی شہادات و مؤیدات ملاحظہ فرمائیں

۞......اس روایت کے راوی طاوس سے مروی ہے

عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَدَّثَكَ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّهٗ كَانَ يَرْوِیْ طَلَاقَ الثَّلٰثَ وَاحِدَةً فَكَذِّبْهُ

(براہین الکتاب والسنۃ ص 83 بحوالہ ادب القضا للکرابیسی)

طاوس رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا اپنے باپ طاوس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتا ہے کہ طاوس نے کہا جو آدمی یہ کہے کہ طاوس رحمۃ اللہ علیہ تین طلاقوں کے ایک ہونے کی حدیث بیان کرتا ہے تو اس کو کہو کہ یہ جھوٹ ہے۔

۞......علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

فَاَمَّا حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَدْ صَحَّتِ الرِّوَايَةُ عَنْهُ بِخِلَافِهٖ وَاَفْتٰی بِخِلَافِهٖ (الشرح الکبیر لابن قدامۃ ج ۸ ص ۲۶۰، کشاف القناع عن متن الاقناع ج ۱۸ ص ۴۸)

بہر کیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تین طلاقوں کے ایک ہونے والی حدیث کے خلاف خود ان سے صحیح حدیثیں مروی ہیں اور ان کا فتویٰ بھی اس حدیث کے خلاف ہے

۞......امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

قَالَ الْاَثْرَمُ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَيِّ شَيْءٍ تَدْفَعُهٗ فَقَالَ أَدْفَعُهٗ بِرِوَايَةِ النَّاسِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ وُجُوْهٍ خِلَافِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ وُجُوْهٍ خِلَافِهٖ أَنَّهَا ثَلَاثٌ، (الشرح الکبیر لابن قدامۃ ج ۸ ص ۲۶۰، کشاف القناع عن متن الاقناع ج ۱۸ ص ۴۸)

(امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد) اثرم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق پوچھا کہ آپ اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ تو فرمایا کہ میں اس حدیث کے خلاف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوی

کے ساتھ جواب دیتا ہوں یہ فتوی ان سے متعدد سندوں کے ساتھ ان کے شاگردوں نے نقل کیا ہے۔ پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتوی متعدد سندوں کے ساتھ ذکر کیا کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

۞......اس حدیث کے بارے میں علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَھٰذَاالْحَدِیْثُ اَحَدُ مَااخْتَلَفَ فِیْہِ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ فَاَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ وَتَرَکَہُ الْبُخَارِیُّ وَاَظُنُّہٗ اِنَّمَاتَرَکَہٗ لِمُخَالَفَتِہٖ سَائِرَ الرِّوَایَاتِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (سنن کبری بیہقی ج ۷ص ۳۳۶)

اور یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ایک ہے جن کی صحت کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو چھوڑ دیا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس لیے چھوڑا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری صحیح روایات کے خلاف ہے (یعنی شاذ و منکر ہے)

۞......علامہ ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

بَابُ الْخَبَرِ الْمُبَیِّنِ اَنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ کَانَتْ تُرَدُّ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ اِلٰی وَاحِدَۃٍ وَبَیَانِ الْاَخْبَارِ الْمُعَارِضَۃِ لَہٗ الدَّالَّۃِ عَلٰی اِبْطَالِ اِسْتِعْمَالِ ھٰذَاالْخَبَرِ وَاَنَّ الْمُطَلِّقَ ثَلَاثًالَاتَحِلُّ لَہٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًاغَیْرَہٗ (مستخرج ابی عوانہ ج ۵ص ۲۳۱)

اس باب میں ایک تو اس حدیث کا بیان ہے جس میں ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابی بکر میں تین طلاقوں کو ایک کی طرف لوٹایا جاتا تھا دوسرا ان حدیثوں کا بیان ہے جو اس حدیث کے معارض ہیں یعنی وہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس حدیث

پر عمل کرنا باطل ہے اور جو آدمی اکٹھی تین طلاقیں دے اس کیلئے اس کی بیوی تب حلال ہوگی جب وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔

۞......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَرِوَايَةُ طَاوٗسٍ وَهْمٌ وَغَلَطٌ لَمْ يُعَرِّجْ عَلَيْهَا اَحَدٌ مِنْ فُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالْمَغْرِبِ وَالْمَشْرِقِ وَالشَّامِ

(الاستذکار ج٦ ص٦)

طاوس عن ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت جس میں تین طلاق کا ایک ہونا نقل کیا گیا ہے یہ وہم ہے اور غلط ہے کیونکہ حجاز، شام، عراق، مشرق ومغرب اور پورے عالم اسلام کے فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کو اختیار نہیں کیا۔

وَرَوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ خِلَافَ مَا رَوٰی طَاوٗسٍ فِیْ طَلَاقِ الثَّلٰثِ اَنَّهَا لَازِمَةٌ فِی الْمَدْخُوْلِ بِهَا وَغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا اَنَّهَا ثَلٰثٌ لَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَعَلٰی هٰذَا جَمَاعَةُ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْحَدِيْثِ وَهُمُ الْجَمَاعَةُ وَالْحُجَّةُ وَاِنَّمَا يُخَالِفُ فِیْ ذٰلِكَ اَهْلُ الْبِدْعِ الْخَشْبِيَّةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْخَوَارِجِ عَصَمَنَا اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ (التمہید لابن عبدالبر ج23 ص378)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو مذہب نقل کیا ہے وہ طاوس کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں لازم ہو جاتی ہیں خواہ عورت کے ساتھ صحبت ہو چکی ہو یا صحبت نہ ہوئی ہو اور وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرے حجاز، عراق، شام اور مشرق ومغرب کے تمام علماء فقہاء اور محدثین کا مذہب یہی ہے اور یہ جماعت ہے اور حجت ہے (اور حدیث

میں جماعت کے ساتھ لازم رہنے کا حکم ہے اور جماعت سے جدا ہونے پر نارِ جہنم کی وعید ہے) صرف اور صرف ان کی مخالفت اہل بدعت خشبیہ (فرقہ رافضیہ) معتزلہ اور خوارج نے کی ہے اللہ ہمیں اپنی رحمت سے اس برے مذہب سے محفوظ رکھے۔

۞......علامہ کیا الہراسی رحمۃ اللہ علیہ حدیث رکانہ طلاق ثلاث والی اور حدیث ابوالصہباء والی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں!

وَذَكَرَ عُلَمَاءُ الْحَدِيْثِ اَنَّ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ مُنْكَرَانِ

(احکام القرآن للکیا الہراسی ج۱ص۱۳۱)

اور محدثین عظام نے ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں منکر ہیں (یعنی صحیح حدیثوں کے خلاف ہیں)

۞......علامہ ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَقَدْ قِيْلَ اِنَّ هٰذَيْنِ الْخَبْرَيْنِ مُنْكَرَانِ (احکام القرآن ج۲ص۸۶)

اور تحقیق کہا گیا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں منکر ہیں

وَيُقَالُ هٰذَا مِمَّا اَخْطَاَفِيْهِ طَاؤُسٌ وَكَانَ كَثِيْرَ الْخَطَاِ مَعَ جَلَالَتِهٖ وَفَضْلِهٖ وَصَلَاحِهٖ يَرْوِىْ اَشْيَاءَ مُنْكَرَةً مِنْهَا اَنَّهٗ رَوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا كَانَتْ وَاحِدَةً وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ عَدَدَ النُّجُوْمِ بَانَتْ مِنْهُ بِثَلَاثٍ قَالُوْا وَكَانَ اَيُّوْبُ يَتَعَجَّبُ مِنْ كَثْرَةِ خَطَاِ طَاؤُسٍ (احکام القرآن للجصاص الرازی ج۱ص۴۷۹)

اس حدیث کا یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے جن میں طاؤس نے غلطی کی ہے اور طاؤس بہت غلطیاں کرتا تھا نیز باوجود بزرگی اور فضل وصلاح کے منکر احادیث روایت کرتا تھا ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو اس نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ جو آدمی تین طلاقیں دے وہ ایک طلاق ہوتی ہے حالانکہ متعدد سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق دے تو بیوی اس سے تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہو جاتی ہے محدثین نے کہا ہے کہ ایوب، طاوس کی کثرت اغلاط کی وجہ سے تعجب کرتے تھے۔

۞......علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

لِاَنَّ حَدِيْثَ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قِصَّةِ أَبِيْ الصَّهْبَاءِ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ طَاوٗسٌ وَأَنَّ سَائِرَ أَصْحَابِ بْنِ عَبَّاسٍ يَرْوُوْنَ عَنْهُ خِلَافَ ذٰلِكَ ......وَمَا كَانَ بْنُ عَبَّاسٍ لِيَرْوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عليه السلام شَيْئًا ثُمَّ يُخَالِفُهٗ إِلٰى رَأْيِ نَفْسِهٖ بَلِ الْمَعْرُوْفُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ أَنَا أَقُوْلُ لَكُمْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَهٗ فِيْ فَسْخِ الْحَجِّ وَغَيْرِهٖ وَمِنْ هُنَا قَالَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ حَدِيْثَ طَاوٗسٍ فِيْ قِصَّةِ أَبِيْ الصَّهْبَاءِ لَا يَصِحُّ مَعْنَاهُ (الاستذکار ج٦ ص١١٠)

طاوس کی وہ حدیث جو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور اس میں ابوالصہباء کا قصہ ہے اس حدیث کے راوی طاوس نے ابوالصہباء کی موافقت نہیں کی اور نہ ہی طاوس کا اس حدیث میں کوئی قوی متابع ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تمام شاگردان سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ شان نہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز نقل کریں پھر اپنی رائے کی وجہ سے اس کی مخالفت کریں بلکہ ان کی یہ بات مشہور ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں تمھارے سامنے بات کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اور تم کہتے ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ فسخ الحج وغیرہ کے بارے میں ان کا یہ قول منقول ہے اسی وجہ سے جمہور علماء کہتے ہیں ابوالصہباء کے قصہ میں طاوس کی حدیث معناً صحیح نہیں۔

۞......امام جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

هُوَ حَدِيْثٌ شَاذٌّ وَقَدْ عَنَيْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ قَدِيْمِ الدَّهْرِ فَلَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا (الاشفاق علی احکام الطلاق ص ۵۷)

یہ حدیث شاذ ہے میں نے عرصہ دراز تک اس حدیث پر تحقیق کی ہے لیکن مجھے اس کا کوئی متابع اور اس کا اصل نہیں ملا۔

۞......علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

هٰذَانِ حَدِيْثَانِ مُنْكَرَانِ قَدْ خَالَفَهُمَا مَاهُوَ اَوْلٰى مِنْهُمَا (مختصر اختلاف العلماء للطحاوی ج ۲ ص ۹۵، شرح البخاری لابن البطال ج ۷ ص ۳۹۱)

تین طلاق والی حدیث رکانہؓ اور حدیث طاوس دونوں منکر ہیں ان دونوں حدیثوں کے خلاف ایسی حدیثیں موجود ہیں جو ان دونوں سے اصح اور اقوی ہیں۔

۞......علامہ احمد بن نصر الداودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 402ھ کا فرمان:

قِيْلَ لِاَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ الدَّاوُدِيِّ هَلْ تَعْرِفُ مَنْ يَّقُوْلُ اِنَّ الثَّلٰثَ وَاحِدَةٌ؟ فَقَالَ لَا، قِيْلَ لَهٗ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَثْبُتْ۔ (المعیار المعرب ج 4 ص 435)

امام احمد بن نصر داودی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آپ کوئی ایسا عالم جانتے ہیں جو اس بات کا قائل ہو کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں انھوں نے جواب دیا میں ایسا کوئی عالم نہیں جانتا پھر ان سے پوچھا گیا کہ تین طلاقوں کے ایک ہونے کے متعلق جو حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی جاتی ہے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو انھوں نے کہا وہ حدیث ثابت نہیں۔

۞......علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَرِوَايَةُ طَاوٗسٍ وَهْمٌ وَّغَلَطٌ لَمْ يُعَرِّجْ عَلَيْهَا اَحَدٌ مِنْ فُقَهَاءِ

الْاَمْصَارِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالْمَغْرِبِ وَالْمَشْرِقِ وَالشَّامِ
(المفہم لما اشکل من کتاب مسلم ج ۱۳ ص ۷۹)

طاوس عن ابن عباس والی روایت جس میں تین طلاق کا ایک ہونا نقل کیا گیا ہے یہ وہم ہے اور غلط ہے کیونکہ حجاز، شام، عراق، مشرق ومغرب اور پورے عالم اسلام کے فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کو اختیار نہیں کیا۔

۞......علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ابو الصہباء والی حدیث ابن عباسؓ میں اضطراب سند ومتن اور وجوہ علت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں وَاِنَّمَا اَطْنَبْنَا فِی الْکَلَامِ عَلٰی حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِاَنَّ کَثِیْرًا مِنَ الْجُهَّالِ اغْتَرُّوْا بِهٖ فَاَحَلُّوْا مَاحَرَّمَ اللّٰهُ فَافْتَرَوْا عَلَی اللّٰهِ وَعَلٰی کِتَابِهٖ وَعَلٰی رَسُوْلِهٖ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا وَعَدَلَ عَنْ سَبِیْلِهٖ (المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۱۳ ص ۸۳)

ہم نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث پر اتنی طویل گفتگو محض اس لیے کی ہے کہ بہت سے جاہل لوگوں نے اس حدیث سے دھوکہ کھایا اور دھوکہ کھا کر خود انھوں نے اللہ کے حرام کو حلال کر لیا لیکن جھوٹ بول کر اس حلال کی نسبت اللہ، کتاب اللہ اور رسول اللہ کی طرف کر دی اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور اللہ کے راستے سے منحرف ہو گیا۔

۞......غیر مقلد عالم ابوسعید شرف الدین لکھتے ہیں

محدثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتلایا ہے (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۹)

سوال نمبر 12

اگر کوئی آدمی اپنی مدخولہ بیوی کو تین دفعہ کہے،، اَنْتِ طَالِق ،،اَنْتِ طَالِق ،،اَنْتِ طَالِق ،، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے۔ نیت کے اعتبار سے اس کی دو صورتیں ہیں۔

(1)......ایک یہ کہ ہر لفظ کے ساتھ جدا طلاق کی نیت کرے یعنی تین لفظوں کے ساتھ تین طلاقوں کی نیت کرے۔ بایں نیت ایک مجلس کی تین طلاقیں ہمیشہ تین ہی شمار ہوتی رہی ہیں ان کو کبھی بھی ایک شمار نہیں کیا گیا۔

(2)......دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے لفظ کے ساتھ ایک طلاق کی نیت کی جائے دوسرے، اور تیسرے لفظ کے ساتھ جدا طلاق کی نیت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ پہلی طلاق کو پکا اور مؤکد کیا جائے۔ جیسے چور کو دیکھ کر آدمی شور کرتا ہے چور، چور، چور اور سانپ کو دیکھ کر آواز دیتا ہے سانپ، سانپ، سانپ یہ لفظ کئی بار دہراتا ہے لیکن چور یا سانپ ایک ہوتا ہے اسی طرح یہ آدمی طلاق کا لفظ تین دفعہ بولتا ہے لیکن اس کی نیت ایک طلاق کی ہوتی ہے۔

زیر بحث حدیث کے مفہوم میں دو احتمال ہیں۔

ایک یہ کہ اگر کوئی آدمی عہد نبوت، عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے ابتدائی دو سال تک اپنی بیوی کو تین دفعہ کہتا تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے تو اس سے نیت پوچھی جاتی۔ اگر وہ کہہ دیتا کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی میں نے اسی کو پکا کرنے کیلئے تین بار طلاق کا لفظ کہا ہے تو ان تین ادوار میں اس کی تصدیق کر دی جاتی اور اس کی یہ وضاحت تسلیم کر لی جاتی تسلیم کر کے ان بولے گئے تین الفاظ طلاق کو ایک طلاق قرار دے دیا جاتا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگوں کی اخلاقی حالت بدل چکی ہے پہلے تحمل اور بردباری تھی اس لئے اکثر لوگ صرف ایک طلاق پر اکتفاء کرتے اور اکٹھی تین طلاقوں کا معاملہ بہت ہی قلیل تھا لیکن اب عجلت بازی پیدا ہو چکی ہے جس کی وجہ سے تین طلاق کا رواج عام ہو گیا ہے نیز کثرت سے نو مسلم لوگ جو اسلام میں شامل ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں ان میں خوف وخشیت، تقوی وطہارت اور اخلاص وللّٰہیت کا وہ معیار ناپید ہے جسکی روایت پہلے سے چلی آ رہی تھی اور ممکن ہے کچھ اس قسم کے واقعات سامنے آئے ہوں یا آنے کا خطرہ محسوس کیا ہو

کہ نیت ہو تین طلاقوں کی مگر محض گھر آباد کرنے کیلئے جھوٹ بول کر کہہ دیا کہ تین الفاظ طلاق سے میری نیت تین طلاقوں کی نہ تھی بلکہ ایک طلاق کی تھی دوسرا تیسرا لفظ میں نے اسی ایک طلاق کو پکا کرنے کیلئے بولا ہے جیسا کہ آج کل کتنے ہی لوگ ہیں جو مختلف مقاصد و مفادات کی خاطر جھوٹ بول دیتے ہیں بلکہ مذہب تبدیل کر لیتے ہیں جیسا کہ تین طلاقوں کے مسئلہ میں یہ کھیل تماشا ہو رہا ہے ان بدلے ہوئے حالات کے تحت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جھوٹ کی آڑ میں بدکاری اور حرام کاری سے بچانے کیلئے فیصلہ فرما دیا کہ اگر آئندہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین الفاظ طلاق کہے تو ہم ان تین الفاظ طلاق کو تین طلاق شمار کریں گے اور اس کی نیت نہ پوچھیں گے اگر وہ وضاحت کرے گا کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی تو ہم یہ وضاحت قبول نہیں کریں گے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صریح طلاق میں حکم کا دارومدار نیت پر رکھنے کی بجائے طلاق کے الفاظ پر رکھ دیا صحابہ کرام بھی حالات کی تبدیلی کا مشاہدہ کر رہے تھے اس لئے کسی ایک صحابی نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے سے اختلاف نہیں کیا لہذا اس مسئلے پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا کہ جو آدمی اپنی مدخولہ بیوی کو تین دفعہ کہہ دے اَنْتِ طَالِقٌ ۔ اَنْتِ طَالِقٌ ۔ اَنْتِ طَالِقٌ تو وہ تین طلاقیں شمار ہوں گی اور اس کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مندرجہ ذیل واقعہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ پہلے تین ادوار میں اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین دفعہ الفاظ طلاق کہتا اور ہر لفظ کے ساتھ جدا طلاق کی نیت کرتا تو ان تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔

اہل السنّت نے پہلا مفہوم مراد لیا ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ شرعی حکم تبدیل نہیں کیا بلکہ صورت مسئلہ کے بدلنے پر اس کا حکم بتایا ہے اور صورت

مسئلہ کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے جیسا کہ زید فقیر تھا تو اسے زکاۃ لینے کا حکم دیا گیا پھر وہ غنی ہو گیا تو اس کو زکاۃ دینے کا حکم ہو گیا، کپڑا ناپاک تھا اس سے نماز ناجائز قرار دی بعد میں پاک ہو گیا تو اس سے نماز جائز ہو گئی پس اسی طرح پہلے تین ادوار میں صدق نیت غالب تھا تو نیت کا اعتبار کر کے اس کے مطابق حکم بتایا گیا لیکن جب حالات دگرگوں ہو گئے تو ان حالات کے مطابق جو حکم مناسب تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کا اعلان فرمایا اور غیر مقلدین نے اس حدیث کا دوسرا مفہوم مراد لیا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق کی نیت سے تین دفعہ صریح طلاق کے الفاظ کہتا تو اس کو ایک طلاق قرار دیا جاتا یہ ان کی اپنی رائے ہے حدیث رسول نہیں اور ابو الصہباء والی اس حدیث مسلم میں نہ مجلس واحد کی قید ہے نہ تین الفاظ طلاق سے تین طلاقوں کی نیت کا ذکر ہے اپنے ناقص فہم سے خود ہی ایک مفہوم اختراع کر لیا پھر اپنے اختراع کردہ مفہوم کا نام حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھ کر شور مچا دیا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اور جس نے ان کے اختراعی مفہوم سے اختلاف کیا اس پر فتوی لگا دیا کہ یہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیثِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہے حالانکہ اس نے ان کے اختراعی مفہوم کا انکار کیا ہے حدیث رسول کا انکار نہیں کیا۔

وجوہ ترجیح

اہل السنّت کا بیان کردہ مفہوم دو وجہ سے راجح ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اہل السنّت کا اختیار کردہ حدیث کا مفہوم قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین و تبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت اور راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے باب اول میں مذکور چوبیس (24) فتاوی کے موافق ہے جبکہ منکرین فقہ کا بیان کردہ مفہوم قرآن وحدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت اور راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے باب اول میں مذکور چوبیس (24) فتاوی کے خلاف ہے اور محدثین وفقہاء کا مسلمہ اصول ہے کہ حدیث کے اس مفہوم کو ترجیح

ہوتی ہے جو قرآن ،حدیث، آثار خلفاء راشدین ، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت کے موافق ہو اور وہ مفہوم وہی ہے جو اہل السنّت والجماعت نے مراد لیا ہے اس لئے اہل السنّت والجماعت کا بیان کردہ مفہوم ہی صحیح ہے اور غیر مقلدین کا بیان کردہ مفہوم غلط اور نا قابل تسلیم ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کا مطلب وہی ہے جو منکرین فقہ نے سمجھ رکھا ہے کہ عہد نبوی عہد صدیقی اور عہد عمر کے دو یا تین سال تک اکٹھی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین طلاق دینے میں لوگوں کی جلد بازی کی وجہ سے تین طلاقوں کو تین قرار دیدیا تو غور طلب بات یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاق دینے کا معاملہ تو ان تین ادوار میں بھی پیش آتا رہا ہے دوسرے لفظوں میں اکٹھی تین طلاق دینے والی جلد بازی عہد نبوت میں بھی پائی جاتی تھی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ پہلے ان میں بردباری تھی اب جلد بازی شروع ہوگئی کیسے درست ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اکٹھی تین طلاقوں کو تین قرار دینے کے اپنے نئے فیصلے کیلئے تین طلاق میں لوگوں کی جلد بازی کو بنیاد بنانا اور اس کو علت قرار دینا کیسے درست ہے کیونکہ بزعم غیر مقلدین اکٹھی تین طلاق دینے والی جلد بازی تو عہد نبوت سے جاری تھی پھر بھی ان کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا جب کہ اہل السنّت کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق پہلے تین ادوار کی بردباری اور بعد کی جلد بازی کو علت کے طور پر ذکر کرنا برموقع اور برمحل ہے کیونکہ اہل السنّت کہتے ہیں کہ تین الفاظ طلاق بنیت طلاق واحد کو ایک شمار کیا جاتا تھا لیکن تین طلاقوں کا ایک طلاق ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ صحیح حدیث سے لہذا اس حدیث میں طلاق ثلاث سے تین الفاظ طلاق مراد ہیں یعنی پہلے تین زمانوں میں اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین الفاظ طلاق کہتا پھر وہ وضاحت کرتا کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی میں نے اسی کو پکا کرنے کیلئے بطور تاکید کے تین لفظ کہے ہیں ہر لفظ سے جدا طلاق کی نیت نہ تھی تو اس کی یہ وضاحت تسلیم کر لی جاتی اور ان تین الفاظ طلاق

سے ایک طلاق واقع ہونے کا فیصلہ کیا جاتا لیکن ان تین زمانوں میں بردباری غالب تھی جس کی وجہ سے تین اکٹھی طلاق کا رواج عام نہ تھا کوئی شاذ ونادر اکٹھی تین طلاق کا واقعہ پیش آتا پس اس غالب حالت کی وجہ سے تین الفاظ طلاق کو مذکورہ بالا وضاحت کی صورت میں ایک طلاق قرار دیا جاتا ان تین زمانوں کے بعد اکٹھی تین طلاق دینے میں لوگوں میں جلد بازی شروع ہوگئی اور اکٹھی تین طلاق کا رواج عام ہوگیا اس لیے اس غالب حالت کا اعتبار کر کے حضرت عمرؓ نے تین الفاظ طلاق سے ایک طلاق کی نیت والی وضاحت کا اعتبار کرنا اور قبول کرنا چھوڑ دیا۔ پس پہلے تین زمانوں میں تین طلاق دینے میں لوگوں کی بردباری اور بعد میں جلد بازی والی علت اہل السنّت کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق درست ہے اور منکرین فقہ کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق درست نہیں اس لیے بھی اہل السنّت کا بیان کردہ مفہوم راجح ہے۔

مؤیدات

۞......علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ بِذٰلِكَ الْحَدِيْثِ مَنْ كَرَّرَ الطَّلَاقَ مِنْهُ فَقَالَ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ فَاِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُمْ مَحْمُوْلَةً فِى الْقِدَمِ عَلَى التَّاكِيْدِ فَكَانَتْ وَاحِدَةً وَصَارَ النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَحْمِلُوْنَهَا عَلَى التَّجْدِيْدِ فَاُلْزِمُوْا ذٰلِكَ لِمَا ظَهَرَ قَصْدُهُمْ اِلَيْهِ وَيُشْهِدُ لِصِحَّةِ هٰذَا التَّاوِيْلِ قَوْلُ عُمَرَ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِىْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج13 ص81)

اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ جو آدمی طلاق کے الفاظ مکرر ذکر کرے مثلاً کہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے پس یہ پہلے زمانہ میں تاکید (یعنی ایک طلاق کو پختہ کرنے) پر محمول ہو کر ایک طلاق شمار ہوتی تھی لیکن اس کے بعد لوگ ان تین

الفاظ طلاق میں سے ہر لفظ کے ساتھ جدید طلاق واقع کرتے تو صحابہ کرامؓ نے ان تینوں طلاقوں کو اس پر لازم کر دیا کیونکہ صحابہ کرامؓ کے سامنے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لوگ ہر لفظ سے جدید طلاق کا ارادہ کرتے ہیں اس مفہوم کے صحیح ہونے پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک لوگوں نے اس کام (تین طلاق) میں جلد بازی شروع کر دی ہے جس میں ان کیلئے تحمل اور برد باری کا حکم ہے۔

۞......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

يُشْبِهُ اَنْ يَّكُوْنَ وَرَدَ فِيْ تَكْرِيْرِ اللَّفْظِ كَانَ يَّقُوْلَ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ وَكَانُوْا اَوَّلًا عَلٰى سَلَامَةِ صُدُوْرِهِمْ يُقْبَلُ مِنْهُمْ اَنَّهُمْ اَرَادُوْا التَّاكِيْدَ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ وَكَثُرَ فِيْهِمُ الْخِدَاعُ وَنَحْوُهُ مِمَّا يَمْنَعُ قَوْلَ مَنِ ادَّعٰى التَّاكِيْدَ حَمَلَ عُمَرُ اللَّفْظَ عَلٰى ظَاهِرِ التَّكْرَارِ فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ وَهٰذَا الْجَوَابُ ارْتَضَاهُ الْقُرْطُبِيُّ وَقَوَّاهُ بِقَوْلِ عُمَرَ اَنَّ النَّاسَ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ وَكَذَا قَالَ النَّوَوِيُّ اَنَّ هٰذَا اَصَحُّ الْاَجْوِبَةِ

(فتح الباری ج۹ ص۴۵۶)

درست بات یہ ہے کہ انت طالق، انت طالق، انت طالق کے تکرار سے جب تاکید کا ارادہ کرتے تو ان کی یہ بات قبول کر لی جاتی کیونکہ وہ صدق نیت کا زمانہ تھا لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ بکثرت مسلمان ہوئے اور لوگوں میں دھوکہ بازی عام ہوگئی تو یہ تاکید والی نیت کے قبول کرنے میں مانع بن گئی ان حالات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کا دار و مدار الفاظ کے ظاہری تکرار پر رکھ دیا اور ان پر تین طلاقوں کے نفاذ کا فیصلہ فرمایا امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جواب کو پسند کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے اسی جواب کی تقویت ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس معاملہ میں لوگوں کیلئے برد باری کی تعلیم تھی اس میں انھوں نے جلد بازی شروع کر دی ہے اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے متعدد جوابوں میں سے یہ جواب زیادہ صحیح ہے۔

۞......علامہ محمد بن خلفہ ابی المالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

يُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ فِيْمَنْ كَرَّرَ لَفْظَ الطَّلَاقِ فَيَقُوْلُ اَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ يُكَرِّرُ ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهِ التَّاكِيْدِ وَصَارَ النَّاسُ الْيَوْمَ يَذْكُرُوْنَ ذٰلِكَ لَايُرِيْدُوْنَ بِهٖ التَّاكِيْدَ بَلِ التَّجْدِيْدَ فَالتَّجْدِيْدَ فَاَمْضٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ

(اکمال اکمال المعلم ج۴ص۱۱۰)

ممکن ہے کہ یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو طلاق کا لفظ (انت طالق) تین بار کہے لیکن تاکید کے طریقے پر ہو تو اس کو ایک طلاق قرار دیا جاتا لیکن بعد میں لوگوں کے حالات بدل گئے کہ وہ طلاق کے تین الفاظ بولتے اور ان کے ساتھ تاکید کا ارادہ نہ کرتے بلکہ ہر لفظ کے ساتھ جدید طلاق کا ارادہ کرتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر تین طلاقوں کو نافذ کر دیا

۞......علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَالثَّانِيْ اَنَّ قَوْلَ الزَّوْجِ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ كَانَتْ طَلْقَةً وَّاحِدَةً فِيْ الْعَصْرَيْنِ لِقَصْدِهِمُ التَّاكِيْدَ وَصَارَ النَّاسُ بَعْدَهُمْ يَقْصُدُوْنَ بِهِ التَّجْدِيْدَ وَالْاِنْشَاءَ فَاَلْزَمَهُمْ عُمَرُ ذٰلِكَ لِعِلْمِهِمْ بِقَصْدِهِمْ يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُ عُمَرَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ (تبیین الحقائق ج۳ص۲۷)

دوسرا جواب یہ ہے کہ خاوند کا اپنی بیوی کو تین دفعہ کہنا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے پہلے دو زمانوں میں ایک طلاق تھی کیونکہ ان تین الفاظ سے ان کا ارادہ ایک طلاق کو پکا کرنے کا ہوتا تھا لیکن بعد میں لوگ ان میں سے ہر لفظ کے ساتھ نئی طلاق دینے کا ارادہ کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی اس نیت کا پتہ چل گیا تو آپ نے ان پر ان تین طلاقوں کو لازم کر دیا اس کا قرینہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ لوگوں نے اس معاملہ میں جلد بازی شروع کر دی ہے جس میں ان کیلئے وسعت اور مہلت تھی۔

۞.........علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَكَانَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ أَوْاَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَى السُّنَّةِ يُطَلِّقُوْنَ طَلْقَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ يُرَاجِعُوْنَ اَوْ يُسَرِّحُوْنَ بِاِحْسَانٍ ،ثُمَّ يُطَلِّقُوْنَ الثَّانِيَةَ بَعْدُ ،ثُمَّ يُطَلِّقُوْنَ الثَّالِثَةَ،فَيُفَرِّقُوْنَ الطَّلَاقَ عَلَى السُّنَّةِ فَلَمَّا جَاءَ عَهْدُ عُمَرَ وَدَخَلَ النَّاسُ فِيْ الْاِسْلَامِ وَكَثُرَتِ الْفُتُوْحَاتُ وَاخْتَلَطَ الْحَابِلُ بِالنَّابِلِ وَكَثُرَتِ الْمَسَائِلُ وَوَجَدَتِ النَّوَازِلُ كَثُرَتِ التَّطْلِيْقُ ثَلَاثًا وَاَصْبَحَ النَّاسُ يَجْمَعُوْنَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ فِيْ لَفْظٍ وَّاحِدٍ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَمَّا اَصْبَحَ الْاَمْرُ مُنْتَشِرًا بَيْنَ النَّاسِ وَانْتَبَهَ اِلٰى اَنَّ النَّاسَ كَانُوْافِيْ عَهْدِالنَّبِيِّ عَلَى السُّنَّةِ وَكَانُوْالَايُطَلِّقُوْنَ اِلَّاطَلْقَةً وَّاحِدَةً فَلَمَّاجَاءَ عَهْدُ عُمَرَ كَمَارَوٰى ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ الصَّحِيْحَيْنِ قَالَ قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطِيْبًا كَعَادَتِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَاكَانَ يُبْرِمُ اَمْرًا حَتّٰى يَسْتَشِيْرَ الصَّحَابَةَ وَالنَّاسَ فَقَالَ رضی الله عنه اَرَى النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ يَعْنِيْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَعْطَى الْمُطَلِّقَ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ مُّرَتَّبَةً يُّطَلِّقُ ثُمَّ يُرَاجِعُ ،ثُمَّ يُطَلِّقُ ثُمَّ يُرَاجِعُ ،حَتّٰى تَكُوْنَ الثَّالِثَةُ ،فَالَّذِيْ يُطَلِّقُ ثَلَاثًا يَسْتَعْجِلُ فِيْمَاوَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَبْتَدِعُ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَيُخَالِفُ شَرْعَ اللّٰهِ وَيَضِيْقُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَيَرْتَكِبُ الْبِدْعَةَ وَهُوَ مَذْهَبُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ خِلَافًا لِّلشَّافِعِيِّ...... فَقَالَ رضی الله عنه اَرَى النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاءَةٌ فَلَوْ اَنَّا اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ يَعْنِيْ مَارَاَيُكُمْ هَلْ نَبْقٰى عَلَى الْاَصْلِ الشَّرْعِيِّ اَنَّ مَنْ تَلَفَّظَ بِالطَّلَاقِ نُؤَاخِذُهٗ بِهٖ اَوَّلَا؟ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ بَيَّنَ لَهُ الطَّلَاقَ اِنْ شَاءَ طَلَّقَ ثَلَاثًا وَّاِنْ شَاءَ طَلَّقَ وَاحِدَةً فَاللّٰهُ اَعْطَاهُ ثَلَاثًا لِزَوْجَتِهٖ فَاَمْضَاهُ عُمَرُ وَاَمْضَاهُ الصَّحَابَةُ مَعَهٗ وَلِذٰلِكَ قَضٰى بِالثَّلَاثِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی الله عنه وَمَنْ بَعْدِهِ الصَّحَابَةُ وَلِذٰلِكَ لَمَّا جَاءَ الرَّجُلُ اِلٰى ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ مِائَةً قَالَ ثَلَاثًا حَرُمَتْ بِهِنَّ عَلَيْكَ وَسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ هُزُوًا

(شرح زاد المستقنع للشنقیطی ج۸ ص۲۹۳)

عہد نبوت، عہد صدیقی اور عہد عمر رضی اللہ عنہ کے شروع تک (اکثر) لوگ شرعی طریقے کے مطابق ایک طلاق دیتے پھر رجوع کرتے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دیتے پھر دوسری طلاق دیتے پھر تیسری طلاق دیتے پس وہ شرعی طریقہ کے مطابق جدا جدا طلاقیں دیتے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور نومسلم لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور فتوحات کی کثرت ہوگئی اور معاملہ پیچیدہ اور گڑبڑ ہوگیا مسائل بڑھ گئے اور مصائب پیش آنے لگے اور تین طلاقوں کا سلسلہ بکثرت پیش آنے لگا اور لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ ایک لفظ میں اکٹھی تین طلاقیں دیدیتے پس جب لوگوں کے دین کا معاملہ درہم برہم ہوگیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ لوگ عہد نبوت میں شرعی طریقہ کے مطابق صرف ایک طلاق دیتے پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحیحین میں مروی حدیث کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور حسب عادت صحابہ وتابعین سے مشورہ لیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی پیش آمدہ معاملہ میں صحابہ وتابعین سے مشورہ کے بغیر حتمی فیصلہ نہیں کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا میں دیکھ رہا ہوں لوگوں کو کہ جس کام میں ان کو تحمل اور بردباری کا حکم تھا اس میں انھوں نے جلد بازی شروع کر دی ہے یعنی اللہ عزوجل نے طلاق دہندہ کو تین طلاقوں کا اس ترتیب کے ساتھ اختیار دیا ہے کہ وہ طلاق دے پھر رجوع کرے پھر طلاق دے پھر رجوع کرے حتی کہ تیسری طلاق دے (شرعی طلاق میں پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی شرط لگانا درست نہیں، ناقل) پس

اللہ تعالی نے جس کو تین طلاقوں کے دینے میں وسعت دی تھی اس نے تین طلاقوں میں جلد بازی کی ہے سو وہ اللہ کے دین کے مطابق غیر شرعی طریقہ اختیار کر کے اور شرعی حکم کی مخالفت کر کے اپنے نفس پر تنگی کرتا ہے اور بدعت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جمہور علماء کا مذہب یہی ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تین اکٹھی طلاقوں کو بھی شرعی طریقہ سمجھتے ہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انھوں نے اس کام میں جلد بازی شروع کر دی ہے جس میں ان کیلئے بردباری اور تحمل کا حکم تھا کاش ہم اِن کو اُن پر نافذ کر دیتے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام اور تابعین سے رائے لی کہ جو آدمی غیر شرعی طریقہ اختیار کر کے اکٹھی تین طلاقوں کے ساتھ تلفظ کرے (یعنی بیوی کو کہے تجھے تین طلاقیں ہیں یا یوں کہے کہ تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق) اس کو اسی پہلے طریقے (ایک طلاق) پر باقی رکھیں اور تین طلاق کے الفاظ کہنے والے پر یہ قانون جاری کریں یا نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالی نے اس کیلئے تین طلاقیں بیان فرمائی ہیں اور اس کا شرعی طریقہ بھی بتایا ہے اب اگر وہ چاہے تو تین اکٹھی طلاقیں دیدے اور اگر چاہے تو ایک طلاق دے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور صحابہ کرامؓ نے ان اکٹھی تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا فیصلہ فرمادیا اسی وجہ سے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد دیگر صحابہ کرامؓ نے اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے کا فیصلہ کیا اسی لیے جب ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں کی وجہ سے وہ تجھ پر حرام ہوگئی ہے اور ستانوے طلاقیں گناہ ہیں کہ تو نے ان کی وجہ سے اللہ کے حکم کے ساتھ استہزاء کیا ہے۔

۞......عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَجْعَلَ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا فِيْ مَجْلِسٍ اَنْ اَجْعَلَهَا وَاحِدَةً

وَلٰكِنَّ اَقْوَامًا حَمَلُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فَاُلْزِمُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا اَلْزَمَ نَفْسَهٗ مَنْ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ فَهِيَ حَرَامٌ وَمَنْ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ بَائِنَةٌ فَهِيَ بَائِنَةٌ وَّمَنْ قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَهِيَ ثَلَاثٌ (سنن سعید بن منصور ج1 ص301)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے ان کو ایک قرار دوں لیکن لوگوں نے اپنے نفسوں پر تین طلاقوں کی مشقت ڈالنے کی عادت بنالی ہے اس لیے میں ہر آدمی پر وہ چیز لازم کرتا ہوں جس کو اس نے اپنے نفس پر لازم کیا ہے اس لیے میری طرف سے اعلان یہ ہے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے یا جس نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو مجھ سے جدا ہے یہ طلاق بائنہ ہے اور جس نے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو یہ تین طلاقیں شمار ہوں گی۔

سوال نمبر 13

انما تجعل الطلاق الثلاث واحدة میں ان تین زمانوں میں لوگوں کی عام عادت اور غالب حالت کی خبر دی گئی ہے کہ وہ بیوی کو جدا کرنے کیلئے تین طلاقوں کی بجائے ایک طلاق پر اکتفاء کرتے تھے کہیں شاذ ونادر اکٹھی تین طلاقوں کا واقعہ پیش آتا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ طلاقیں تین دیتے تھے اور ان کو ایک طلاق رجعی شمار کیا جاتا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے **اجعل الآلهة الها واحدا** کیا اس نبی نے متعدد آلہہ کو ایک الہ بنادیا ہے؟ اس سے یہ مراد نہیں کہ سب خداؤں کو ملا کر ایک خدا بنالیا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو ہم متعدد خداؤں سے کام لیتے تھے اس نے ان سب کاموں کیلئے ایک خدا کو اختیار کرلیا ہے اسی طرح یہاں پر ان تین زمانوں میں بیوی کو جدا کرنے کیلئے تین طلاقوں کی بجائے وہ ایک طلاق پر اکتفاء کرتے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے

میں عام عادت اور غالب حالت اکٹھی تین طلاق دینے کی اور اکٹھی تین طلاقوں کے ذریعے بیوی کو جدا کرنے کی ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا حکم دیا اس کے مطابق یہ حدیث فریق مخالف کی دلیل نہیں بن سکتی۔

سوال نمبر 14

یہ بھی احتمال ہے کہ کسی راوی نے طلاق البتہ کو ثلاثا کے ساتھ تعبیر کر دیا حدیث کا مطلب یہ تھا کہ لفظ البتہ کو ایک طلاق کی نیت کرنے کی صورت میں یا بلا نیت کہنے کی صورت میں ایک طلاق قرار دیا جاتا لیکن جب تین طلاق کی نیت سے اس کے کہنے کی عادت بن گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تین کو نافذ کرنے کا حکم دیدیا تاہم بلا نیت یا ایک طلاق کی نیت سے انت طالق البتہ کا حکم وہی برقرار رکھا جو پہلے تھا راوی نے البتہ بنیت ثلاث کو ثلاثا کے ساتھ تعبیر کیا۔

سوال نمبر 15

اس حدیث کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جب لوگوں کی غالب عادت اور اکثری حالت اکٹھی تین طلاق دینے کی بن گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شرعی حکم کے مطابق ان تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا حکم دیدیا جیسا کہ پہلے ادوار میں بھی اکٹھی تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا جاتا تھا اگرچہ یہ صورت کبھی کبھار پیش آتی آپ کے اس حکم کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے ابوالصہباء نے تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کا ذکر کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ اور اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع سکوتی پیش کر کے ابوالصہباء کی پیش کردہ حدیث کو رد کر دیا پس جس حدیث کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملا وقولا اور دیگر صحابہ کرام نے اجماع سکوتی کے ذریعے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی دلیل سے رد کر دیا ہے تو صحابہ کی رد کردہ حدیث دلیل کیسے بن سکتی ہے۔

سوال نمبر 16

حدیث میں امضاہ اور اجازہ کے الفاظ ہیں یہ دونوں لفظ کسی سابق حکم کے اجراء کیلئے استعمال ہوتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے **ومضی مثل الاولین** ......**وقد مضت سنة الاولین** اس میں پہلے لوگوں کے طریقہ کو جاری رکھنے کا بیان ہے اسی طرح علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں **واجزته ای انفذته و خلفته** یعنی میں نے اسی پہلے حکم کو نافذ کیا اور میں نے اسی پہلی چیز کو پیچھے چھوڑا فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر ایک آدمی نے اپنی بیوی کو نیند میں طلاق دی اور بیدار ہونے کے بعد جب اس کو بتایا گیا تو اس نے کہا **اجزت ذلك الطلاق** تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے کہا **اوقعت ذلك** تو طلاق واقع ہو جائے گی اسی طرح اگر نابالغ نے طلاق دی اور بالغ ہونے کے بعد اس نے کہا **اجزت ذلك الطلاق** تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے کہا **اوقعت ذلك الطلاق** تو واقع ہو جائے گی وجہ یہ ہے کہ **اجزت** کا معنی ہے کہ میں نے پہلی طلاق کو نافذ کیا چونکہ نیند اور نابالغی والی طلاق کالعدم ہے اس کا اعتبار نہیں جب اس کا وجود ہی نہیں تو اس کا نفاذ بے معنی ہے اس لیے طلاق واقع نہ ہوگی اور **اوقعت** کا معنی ہے میں نے نئے سرے سے اب طلاق واقع کی اور جاگنے کے بعد اور بچے کے بالغ ہونے کے بعد وہ طلاق واقع کر سکتے ہیں اس لیے یہ طلاق واقع ہو جائے گی (فتاوی عالمگیری ج ا ص ۳۵۳) نیز ماضی کا صیغہ دوام و استمرار کیلئے بولا جاتا ہے یہاں پر اسی معنی میں ہے یعنی حضرت عمر فاروقؓ نے اسی پہلے قانون کو جاری اور نافذ رکھا جب حضرت عمرؓ نے اکٹھی تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا حکم فرمایا تو اس سے بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید حضرت عمرؓ نے پہلے حکم کو تبدیل کر دیا ہے کہ پہلے اکٹھی تین طلاقیں ایک ہوتی تھی حضرت عمرؓ نے اس کو بدل دیا جیسا کہ ابو الصہباء نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے اس کا

اظہار کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کے شبہ کو دور کرنے کیلئے فرمایا کہ تین طلاقیں ایک تھیں یعنی جب تین الفاظ طلاق کا تلفظ ہو مگر نیت ایک طلاق کی ہو تو یہ حکم اس صورت میں تھا اور اگر اکٹھی تین طلاقوں کی نیت ہوتی تو پہلے تین ادوار میں بھی ان کو تین ہی قرار دیا جاتا تھا اگر چہ یہ صورت قلیل اور نادر الوقوع تھی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کی کثرت ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی پہلے حکم کو جاری رکھا نہ یہ کہ پہلے حکم کو بدل دیا۔

سوال نمبر 17

پہلے تین طلاق کے بعد بھی رجوع کرنا جائز تھا پس اس وقت جواز رجوع کے اعتبار سے تین طلاقیں ایک طلاق کے حکم میں تھیں لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا چنانچہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر دو باب قائم کیے ہیں نمبر ا باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث (تین طلاقوں کے بعد رجوع کے منسوخ ہونے کا بیان) اس میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **اِنَّ الرَّجُلَ کَانَ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ فَھُوَ اَحَقُّ بِرَجْعَتِھَا وَاِنْ طَلَّقَھَا ثَلَاثًا فَنَسَخَ ذٰلِکَ فَقَالَ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ** (سنن ابی داود ج اص ۲۹۷) آدمی اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد بھی رجوع کا حق دار ہوتا تھا پھر الطلاق مرتان کے ساتھ یہ حکم منسوخ ہوگیا (۲) باب بقیۃ نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث تین طلاقوں کے بعد رجوع کے منسوخ ہونے کا بقیہ بیان (سنن ابی داود ج ا ص ۲۹۸) اس باب میں امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے تین طلاقوں کے بعد عورت کے شوہر پر حرام ہونے کے بعض دلائل ذکر کیے ہیں۔ اس نسخ کے بعد ممکن ہے جن بعض حضرات کو تین طلاق کے بعد رجوع کے منسوخ ہونے کا پتہ نہ چلا وہ تین طلاق کا حکم حسب سابق ایک طلاق کی طرح سمجھ کر رجوع کر لیتے ہوں گے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے کچھ عرصہ بعد اس کا پتہ چلا تو انھوں نے تین طلاق کے بعد رجوع کی حرمت کی تشہیر کی اور اس کو عام کیا اگر چہ یہ حرمت شرعی طور پر اس سے پہلے عہد نبوت میں ثابت ہو چکی تھی جیسا کہ متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں منسوخ ہوگیا تھا لیکن جن لوگوں کو متعہ کے منسوخ ہونے کا اور اس کی حرمت کا پتہ نہ چلا وہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک متعہ کرتے رہے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت اور اس سے نہی کی تشہیر کی پس اسی طرح طلاق کے مسئلہ میں بھی تین طلاقوں کے بعد رجوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حرام ہو گیا تھا اور رجوع کی حلت و اباحت منسوخ ہو گئی تھی لیکن جن کو نسخ کا پتہ نہ چلا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک تین طلاقوں کے بعد بھی ایک طلاق کی طرح رجوع کر لیتے تھے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کے بعد رجوع کی حرمت کی تشہیر کی اور تشہیر کر کے اس کو کلیۃً ختم کر دیا پس اکٹھی تین طلاق کے بعد حرمت رجوع اور حرمت متعہ کا معاملہ ایک جیسا ہے۔

مؤیدات

(۱)......حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَفِیْ الْجُمْلَةِ فَالَّذِیْ وَقَعَ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ نَظِیْرُ مَاوَقَعَ فِیْ مَسْئَلَةِ الْمُتْعَةِ سَوَاءٌ اَعْنِیْ قَوْلَ جَابِرٍ اَنَّهَا کَانَتْ تَفْعَلُ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرٍ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ نَهَانَا عُمَرُ فَانْتَهَیْنَافَالرَّاجِحُ فِیْ الْمَوْضِعَیْنِ تَحْرِیْمُ الْمُتْعَةِ وَاِیْقَاعُ الثَّلٰث (فتح الباری ج۹ص ۴۵۷)

خلاصہ یہ ہے کہ تین طلاق کا یہ مسئلہ بعینہ متعہ کے مسئلہ کی طرح ہے یعنی حضرت جابرؓ کا قول کہ متعہ کیا جاتا تھا عہد نبوی عہد صدیقی اور خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ کے شروع تک پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں روکا تو ہم متعہ سے رک گئے پس دونوں مسئلوں میں راجح متعہ کی حرمت اور تین اکٹھی طلاقوں کا وقوع ہے۔

سوال نمبر 18

اگر حدیث کا مطلب وہی ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں کہ تین طلاقیں عہد رسالت عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے ابتدائی تین سالوں تک ایک طلاق رجعی ہوتی تھی

تو چونکہ ابن عباسؓ کا فتوی اپنی اس روایت کردہ حدیث کے خلاف ہے اور جب راوی اپنی حدیث کے خلاف عمل کرے یا فتوی دے تو یہ موجب فسق ہے جس سے ابن عباسؓ کا فسق لازم آتا ہے اور راوی کا فسق راوی کو ضعیف اور مجروح بنا دیتا ہے جب کہ اس پر محدثین اور فقہاء کا اتفاق ہے الصحابة کلهم عدول معلوم ہوا کہ حدیث کا یہ مطلب غلط ہے

فَالرَّاجِحُ فِیْ الْمَوْضِعَیْنِ تَحْرِیْمُ الْمُتْعَةِ وَاِیْقَاعُ الثَّلٰثِ تَحْرِیْمُ الْمُتْعَةِ وَاِیْقَاعُ الثَّلٰثِ لِلْاِجْمَاعِ الَّذِیْ انْعَقَدَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَایُحْفَظُ اَنَّ اَحَدًا فِیْ عَهْدِ عُمَرَ خَالَفَهٗ فِیْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا وَقَدْ دَلَّ اِجْمَاعُهُمْ عَلٰی وُجُوْدِ نَاسِخٍ وَاِنْ کَانَ خَفِیَ عَنْ بَعْضِهِمْ قَبْلَ ذٰلِكَ حَتّٰی ظَهَرَ لِجَمِیْعِهِمْ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ فَالْمُخَالِفُ بَعْدَ هٰذَا الْاِجْمَاعِ مُنَابِذٌ لَّهٗ وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰی عَدَمِ اعْتِبَارِ مَنْ اَحْدَثَ الْاِخْتِلَافَ بَعْدَ الْاِتِّفَاقِ (فتح الباری ج۹ ص۴۵۷)

پس دونوں مسئلوں میں راجح یہ ہے کہ متعہ کی حرمت اور تین اکٹھی طلاقوں کا وقوع اس اجماع کی وجہ سے ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان دونوں مسئلوں پر منعقد ہوا اور عہد عمرؓ میں ان دونوں مسئلوں میں کسی ایک نے بھی مخالفت نہیں کی اور صحابہ کا اجماع اس بات پر دلیل ہے کہ پہلے حکم (یعنی اباحت متعہ اور تین طلاق کے بعد رجوع) کا ناسخ موجود تھا اگرچہ اس اجماع سے پہلے بعض صحابہ پر مخفی رہا تھی کہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں سب پر ظاہر ہو گیا پس اس اجماع کے بعد اس کی مخالفت کرنے والا اجماع کا منکر ہے اور جمہور کے نزدیک اجماع و اتفاق کے بعد اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۲)......علامہ کورانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

قَدْ ضَلَّ فِیْهِ طَائِفَةٌ وَّبَنَوْا عَلٰی ظَاهِرِهٖ......وَالَّذِیْ یُعْتَمَدُ عَلَیْهِ اَنَّ

رَاوِی الْحَدِیْثِ وَھُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَفْتٰی بِخِلَافِ مَا رَوَاہُ کَذَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ وَلَا یُمْکِنُ اَنْ یُّفْتِیَ بِخِلَافِ مَارَوَاہُ اِلَّا اِذَا ثَبَتَ نَسْخُ ذٰلِکَ وَمَا یُقَالُ مِنْ اَنَّہٗ یَلْزَمُ اِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ عَلَی الْخَطَاِ لِاسْتِمْرَارِھِمْ عَلَی الْعَمَلِ بِہٖ اِلٰی زَمَنِ عُمَرَ مَمْنُوْعٌ بَلْ کَانَ یَعْمَلُ بِہٖ مَنْ لَّمْ یَطَّلِعْ عَلَی النَّاسِخِ

(الکوثر الجاری ج۹ ص۱۱، ۱۲)

ایک گروہ اس بارے میں گمراہ ہوگیا ہے اور انھوں نے اس حدیث کے ظاہر پر مسئلہ کی بنیاد رکھ لی ہے...... وہ چیز جس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کا فتوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہے امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتوی صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف فتوی دیں؟ یہ تب ہوسکتا ہے کہ جب ان کے نزدیک اس حدیث کا منسوخ ہونا ثابت ہو پس معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے اور یہ کہنا کہ اس حدیث کو منسوخ ماننے کی صورت میں لازم آتا ہے کہ تمام صحابہ کا لگاتار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے تک غلطی پر اجماع رہا کہ وہ منسوخ حدیث پر قائم رہے یہ بات بہت غلط ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ جن بعض صحابہ کو اس حدیث کے منسوخ ہونے کا پتہ نہ چلا اور وہ اس کے ناسخ پر مطلع نہ ہوئے وہ اس حدیث پر عمل کرتے رہے۔ (جیسا کہ جن بعض صحابہ کو متعہ کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہوا وہ حدیث متعہ پر عمل کرتے رہے)

(۳)......علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

لَوْ سَلَّمْنَا اَنَّہٗ حَدِیْثٌ مُّسْنَدٌ مَّرْفُوْعٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ لَمَا کَانَ فِیْہِ حُجَّۃٌ لِاَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ھُوَ رَاوِی الْحَدِیْثِ وَقَدْ خَالَفَہٗ بِعَمَلِہٖ وَفُتْیَاہُ وَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی نَاسِخٍ ثَبَتَ عِنْدَہٗ وَلَا یَصِحُّ اَنْ یُّظَنَّ بِہٖ اَنَّہٗ تَرَکَ الْعَمَلَ بِمَا رَوَاہُ مَجَّانًا وَغَالِطًا لِمَا عُلِمَ مِنْ جَلَالَتِہٖ وَوَرَعِہٖ وَحِفْظِہٖ وَتَثَبُّتِہٖ قَالَ اَبُوْ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بَعْدَ اَنْ

ذَکَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فُتْیَاہُ مِنْ طُرُقٍ مُّتَعَدِّدَۃٍ بِلُزُوْمِ الطَّلَاقِ ثَلَاثًا مِنْ کَلِمَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مَّا کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِیُخَالِفَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَالْخَلِیْفَتَیْنِ اِلٰی رَاْیِ نَفْسِہٖ (المفہم لما اشکل من من تلخیص کتاب مسلم ج ۱۳ ص ۷۸، ۷۹)

اگر ہم تسلیم کرلیں کہ مذکورہ بالا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع متصل ہے تب بھی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں ان کا عمل اور ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کا ناسخ ان کے نزدیک ثابت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بدگمانی صحیح نہیں کہ انھوں نے اپنی روایت کردہ حدیث پر جان بوجھ کر یا غلطی سے عمل چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان کی علم کے اعتبار سے جلالت شان، ان کا حافظہ، علم میں ان کی پختگی اور پرہیز گاری سب کو معلوم ہے ابو عمر ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ متعدد اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ تین طلاقیں بیک کلمہ لازم ہو جاتی ہیں اس کے بعد ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی رائے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو خلیفہ راشد کی مخالفت کریں۔

غیر مقلد عالم ابو سعید شرف الدین لکھتے ہیں

کتاب الاعتبار للامام الحازمی فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار میں امام حازمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتلایا ہے...... نیز لکھتے ہیں صحیح مسلم کی تین طلاق والی مذکورہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ منسوخ ہے اور اس کیلئے ناسخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے بعد بھی رجوع کرسکتا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا الطلاق مرتان الخ　(فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۷)

سوال نمبر 19

اگراس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابی بکر کے زمانہ خیر میں اکٹھی تین طلاقیں جو حرام ہیں ان کے واقع کرنے کا عام رواج تھا حالانکہ ایسا کرنا حرام اور معصیت ہے جیسا کہ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکٹھی تین طلاقوں پر ناراض ہوئے لیکن صحابہ کرام کا اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اس کثرت کے ساتھ ثابت نہیں جس سے صحابہ کرام کا مداہن ہونا لازم آتا ہے اور یہ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم میں صحابہ کرام کی شان یہ ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تم بہترین امت ہو جن کو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

سوال نمبر 20

اگراس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو عہد رسالت اور عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے تین سال تک تین طلاقیں دے کر اس کو ایک شمار کرنے کا عام رواج تھا یعنی سب طلاق دہندگان یا ان میں سے اکثر ایسا ہی کرتے تھے اور جو معاملہ اتنا کثیر الوقوع ہو وہ عام پھیل جاتا ہے اور اس کے نقل کرنے والے کثیر لوگ ہوتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی معاملہ لوگوں میں عام مروج ہو لیکن اس کا نقل کرنے والا صرف ایک آدمی ہو لیکن یہاں عجیب بات ہے کہ ان تین ادوار میں تین طلاقوں کے دینے اور ان کو ایک قرار دینے کا رواج عام تھا لیکن صحابہ کرام میں سے اس کو نقل کرنے والے صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صرف ابوالصہباء یا طاوس نقل کرتا ہے۔

سوال نمبر 21

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو یہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے اکٹھی تین طلاقوں کو اور تین طہروں کی متفرق تین طلاقوں کو شامل ہے اس حدیث میں ان دونوں صورتوں میں فرق نہیں کیا گیا اور مجلس واحد کی قید نہیں لگائی گئی تو اس حدیث کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ تین طہروں کی متفرق تین طلاقیں بھی ایک ہوں اور ان کے بعد بھی رجوع ہو سکے۔

سوال نمبر 22

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے اور جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ حجت نہیں ہوتی (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از قرآن)

سوال نمبر 23

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو یہ حدیث 16 احادیث مرفوعہ جن کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور معنیً مشہور ہیں کے خلاف ہے اس لیے سنت مشہورہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے حجت نہیں (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از احادیث مرفوعہ)

سوال نمبر 24

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو یہ حدیث 19 آثار خلفاء راشدین کے خلاف ہے پس جو حدیث خلفاء راشدین کے نزدیک حجت نہیں وہ یقیناً مردود ہے۔ (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از آثار خلفاء راشدین)

سوال نمبر 25

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو یہ حدیث 57 آثار صحابہ اور 75 آثار تابعین و تبع تابعین کے خلاف اور معارض ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے اس حدیث کا اعتبار نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس فیصلے کیے ہیں تو بعد میں یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے؟ (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از آثار صحابہ و فیصلہ از آثار تابعین و تبع تابعین)

سوال نمبر 26

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو یہ حدیث اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف اور معارض ہے اور جو حدیث اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہو وہ محدثین اور فقہاء کے نزدیک حجت نہیں ہوتی۔ (ملاحظہ کیجئے باب اول اجماع صحابہ اور اجماع امت)

سوال نمبر 27

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو مذکورہ بالا حدیث، راوی حدیث صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے 24 فتاوی کے خلاف ہے (ملاحظہ کیجئے باب اول فیصلہ از آثار صحابہ) اور جو حدیث خود راوی حدیث صحابی کے نزدیک نا قابل عمل ہے وہ دلیل کیسے بن سکتی ہے۔

سوال نمبر 28

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تین سال کے بعد لوگوں میں عجلت بازی

آ گئی اوور وہ تین طلاقیں لگاتار دینے لگ گئے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کو تین قرار دیدیا جبکہ اس سے پہلے عہد رسالت عہد صدیقی اوور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے تین سالوں تک تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ لگاتار تین طلاقوں کا رواج شروع سے موجود تھا اور بعد میں بھی جاری رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں طلاق میں جلد بازی شروع ہونے والی بات غلط ہے۔

سوال نمبر 29

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہوتو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو خلاف شریعت امور کو برداشت نہیں کرتے تھے حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے انحراف کرنے پر ایک آدمی کو قتل کردیا وہ بقول غیر مقلدین شریعت کا جو اجماعی فیصلہ ہے اس کی کیسے مخالفت کر سکتے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سچے ہیں تو غیر مقلدین جھوٹے ہیں اور اگر غیر مقلدین سچے ہیں تو معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جھوٹے ہیں فیصلہ خود کرلیں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے؟

عبرت ...... کسی منافق کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جھوٹا اور باطل پرست کہہ دینا معمولی اور آسان بات ہے لیکن سچے پکے مخلص مسلمان کیلئے یہ کہنا آگ میں جلنے کے مترادف ہے چنانچہ غیر مقلدین کے مترجم و مفسر قرآن محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں ''کہ اگر حضرت عمر نے یہ فتوی ابدالآباد کیلئے شرعی طور پر ہی دیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ اور ہم اسے کیوں مانیں ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے'' (نکاح محمدی بحوالہ فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۵۲) عجیب بات یہ ہے کہ فتاوی ثنائیہ میں درج تمام فتاوی کو غیر مقلد شیخ الحدیث داود راز نے جمع کیا ہے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں مختلف فتاوی کے ساتھ جونا گڑھی کے فتوی نکاح محمدی کا اندراج بھی کیا ہے پھر اس پر ایک دوسرے غیر مقلد شیخ الحدیث ابوسعید شرف الدین دہلوی نے حاشیہ لکھا اور حواشی

میں انھوں نے متعدد فتاوی پر تعاقب کیا ہے یعنی اغلاط پر مؤاخذہ کیا ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کی گئی اس بدزبانی کا کوئی تعاقب نہیں کیا پھر احسان الٰہی ظہیر نے اس پر نظر ثانی کر کے اس فتاوی کو پاکستان میں شائع کرایا تو انھوں نے بھی نظر ثانی میں اس کو جوں کا توں باقی رکھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب غیر مقلدین کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہی نظریہ ہے جو جونا گڑھی نے نکاح محمدی میں تحریر کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ جس راستہ پر چلتا ہے شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے، ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ محمدی بننے کیلئے اور محمدی جھنڈے کے نیچے آنے کیلئے پہلے صدیقی، فاروقی، عثمانی اور حیدری بننا شرط ہے جو اپنے آپ کو خلفاء راشدین کے جھنڈے کے نیچے نہیں لاسکتا وہ محمدی جھنڈے کے نیچے نہیں آسکتا نہ وہ سچا محمدی بن سکتا ہے البتہ محمد جونا گڑھی کی طرف منسوب محمدی یا رافضیوں کے فرقہ محمدیہ (غنیۃ الطالبین) والا محمدی بن سکتا ہے۔

سوال نمبر 30

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلاف شریعت فیصلہ کیا تو سارے صحابہ کرامؓ کیوں خاموش رہے کیا کسی ایک صحابی نے بھی اس پر اعتراض کیا تھا؟ اگر خلاف شریعت فیصلہ ہوتا تو تمام صحابہ خاموش نہ رہتے اور جب وہ سارے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر خاموش ہیں تو یہ دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ شریعت کے مطابق ہے اور اس کی مخالفت کرنے والے شریعت کے مخالف ہیں۔

سوال نمبر 31

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو تمام صحابہ کرام کا اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے پر اجماع تھا جیسا کہ باب اول

میں اس کے حوالہ جات گذر چکے ہیں کیا باطل پر اجماع ہوسکتا ہے؟

اے مسلمان بھائیو!...... ایک طرف جنتی جماعت صحابہ کرام کا راستہ ہے دوسری طرف صحابہ کرام سے کٹی اور ہٹی ہوئی جماعت منکرین فقہ کا راستہ ہے آپ کس راستہ پر چلنا پسند کریں گے؟ البتہ جس مسئلہ میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہو اور اس کے بارے میں صحابہ کرام کے مختلف اقوال ہوں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں ان میں سے اس قول کو لیتا ہوں جو کتاب وسنت کے زیادہ قریب ہوتا ہے لیکن اقوال صحابہ سے باہر نہیں جاتا اس لیے یہ اعتراض کرنا کہ احناف نے فلاں فلاں مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نہیں لیا دوسرے صحابہ کا قول لیا ہے اس میں کوئی معقولیت نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا

سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحیٰ اِلَیَّ یَامُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْویٰ مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّاهُمْ عَلَیْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی (مشکاۃ ج۲ص۵۵۴، الابانۃ الکبری ج۲ص۵۶۳، مسند الفاروق ج۲ ص۷۰۰، الفقیہ والمتفقہ ج۲ص۱۸)

میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے (اجتہادی) اختلاف کے متعلق سوال کیا تو میری طرف وحی کی گئی اے محمد آپ کے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں بعض ستارے روشنی میں بعض سے قوی ہیں اور ہر ایک کیلئے نور ہے پس جس نے ان کے اختلاف کی صورت میں جس (مجتہد) صحابی کے قول کو لیا پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔

اس حدیث کے مطابق امام ابوحنیفہ صحابہ کے اختلاف کی صورت میں تلاش کرتے تھے کہ کس صحابی کا قول زیادہ قوی ہے اور کتاب وسنت کے زیادہ قریب ہے اور نور

ہدایت کا زیادہ حامل ہے تو وہ اسی قول کو اختیار کرتے یہ اعتراض تب ہو سکتا ہے کہ اگر صحابہ کرام کے اقوال کے ہوتے ہوئے ان کے خلاف کوئی اپنا الگ مذہب بناتے لیکن فقہ حنفی میں اس کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی کہ کسی مسئلہ میں صحابہ کرام کے مختلف اقوال ہوں اور امام ابوحنیفہ نے ان سب اقوال کو چھوڑ کر الگ مذہب اختیار کیا ہو۔

سوال نمبر 32

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال ہے اس فیصلہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سات یا آٹھ سال قائم رہے اگر یہ فیصلہ خلاف شریعت تھا تو انھوں نے اس سے رجوع کا اعلان کیوں نہ کیا؟ اور اتنے طویل عرصہ میں کسی صحابی نے بھی رجوع کا مطالبہ اور احتجاج کیوں نہ کیا

سوال نمبر 33

اگر اس حدیث کا وہی مطلب ہو جو منکرین فقہ مراد لیتے ہیں اور غیر منسوخ ہو تو اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عرصہ خلافت بارہ سال ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چھ سال ہے اس عرصہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فیصلہ کی منسوخی کا اعلان کیوں نہ کیا؟ اور اس کے مطابق صحابہ کرام کے فیصلوں پر کیوں خاموش رہے؟ بلکہ خود اسی کے مطابق فیصلے کرتے رہے۔

سوال نمبر 34

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ ۶۸ھ میں ہے اگر غیر مقلدین کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دینا قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو کیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس کے خلاف پیش کی تھی؟ یا اس کے بعد دوسرے صحابہ کرام وتابعین اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے کا فیصلہ کرتے

ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کبھی ان فیصلوں کے رد کیلئے یہ حدیث پیش کی؟ جب خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس کے خلاف پیش نہیں کی اور اس کو قابل حجت نہیں سمجھا تو غیر مقلدین یہ حدیث کیوں پیش کرتے ہیں۔

سوال نمبر 35

اور اگر غیر مقلدین کا اصرار ہے کہ یہ حدیث صحیح، مرفوع اور غیر منسوخ ہے اور اس کا وہی ظاہری معنی مراد ہے جو منکرین فقہ نے اپنی کج فہمی اور بدفہمی سے سمجھا ہوا ہے کہ پہلے تین ادوار میں تین طلاقیں ایک تھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو تین قرار دیا۔ تو صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۱ پر متعہ کے بارے میں مذکور حدیث اور غیر مقلدین کی تین طلاقوں کے مسئلہ میں پیش کردہ حدیث مسلم ایک جیسی ہیں ملاحظہ کیجئے

حدیث ابو الصہباء	حدیث متعہ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً ......فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ	عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقُبْضَةِ مِنَ التَّمَرِ وَالدَّقِيْقِ الْاَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک تھیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مٹھی کھجور اور گندم کے عوض چند ایام کیلئے متعہ کرتے تھے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا

غیر مقلدین کو چاہیئے کہ مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کے ظاہری مفہوم پر عمل کریں اور وہ جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے تین طلاقوں کے بعد رجوع کرتے کراتے ہیں اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق متعہ بھی کریں اور کرائیں اور اگر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کو تین اکٹھی طلاق کے تین ہونے والا فیصلہ بھی مان لینا چاہئے بصورت دیگر ان کو چاہئے کہ وہ اکٹھی تین طلاقوں کے بعد جواز رجوع کے فتوے کی طرح جواز متعہ کا فتوی بھی شائع کر دیں۔

غیر مقلد عالم ابو سعید شرف الدین حدیث متعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

''پس جو جواب اس جابر کی متعۃ النساء کے جواز وعدم کا جواب ہے وہی حدیث ابن عباس کا ہے پس اگر یہ جائز ہے تو پھر متعۃ النساء بھی جائز ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ تین طلاقیں بحکم واحد یا متعۃ النساء بالا بالا لوگ بے خبری میں کرتے رہے جس کا علم نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا نہ شیخین کو آخر میں حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو منع کر دیا (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۶، ۲۱۷)

ہمارے چار سوال

(۱)...... منکرین فقہ کی اس دلیل پر ہمارے پینتیس اعتراضات ہیں لہذا ہر اعتراض کا جواب دے کر اس دلیل سے اپنے دعوے کو ثابت کریں۔

(۲)...... مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں سنی موقف یہ ہے کہ پہلے تین طلاقوں کے بعد ایک طلاق کی طرح رجوع جائز تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور تین طلاقوں کے بعد (خواہ وہ اکٹھی ہوں یا متفرق ہوں) رجوع کرنا حرام قرار پایا لیکن حرمت متعہ کی طرح بعض لوگوں کو اس نسخ کا پتہ نہ چلا تو وہ تین طلاق کے بعد بھی رجوع کر لیتے حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس نہی اور حرمت رجوع کی تشہیر کی جیسا کہ حرمت متعہ کی انھوں نے تشہیر کی اور اگر غیر منسوخ ہے تو اس کا مفہوم وہ ہے جو اہل السنّت والجماعت نے اپنے اعتراضات

کے ضمن میں بیان کیا ہے جو قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت کے مطابق ہے جبکہ غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ پہلے تین ادوار میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شرعی حکم کو بدل دیا اور اکٹھی تین طلاقوں کو تین قرار دے دیا ہم نے اپنے موقف کے صحیح ہونے پر اور غیر مقلدین کے بیان کردہ مفہوم کے غلط ہونے پر قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت پیش کیے ہیں غیر مقلدین بھی اس حدیث کے بارے میں اہل السنّت کے موقف کے غلط ہونے پر اور اپنے موقف کے صحیح ہونے پر قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت پیش کریں؟

(۳)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اجماع صحابہ کے بعد صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا کوئی ایک واقعہ پیش کریں کہ جس میں اکٹھی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دے کر رجوع کا فیصلہ کیا گیا ہو اور اس وقت کے علماء اہل السنّت نے اس کو قبول کیا ہو یا اس پر خاموشی اختیار کی ہو۔

(۴)......اگر یہ حدیث غیر منسوخ ہے اس کے باوجود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب تین طلاقوں کو تین قرار دیا تو کسی صحابی نے اس فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف اس حدیث کو بطور دلیل کے پیش کیوں نہ کیا؟ اس حدیث کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۸ ھ میں ہے اس طویل عرصہ میں خود انھوں نے اس فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ حدیث کیوں پیش نہ کی؟ بلکہ اس کے برعکس وہ خود فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق فتوے دیتے رہے۔

مغالطہ نمبر 5:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تین طلاقوں کو تین قرار دینا سیاسۃً تھا شرعی حکم کے طور پر نہ تھا اس لئے ہم پر اس کا ماننا لازم نہیں وہ اس وقت کے حالات کی وجہ سے تھا نیز اخیر زندگی میں تین طلاقوں کو نافذ کرنے پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پچھتاتے تھے۔

جواب:

اس مغالطہ کے دو جزء ہیں (۱) یہ فیصلہ سیاسۃ تھا (۲) اس فیصلہ پر بعد میں پچھتاتے تھے۔

جواب جزء نمبر 1:

جزء اول کے جواب میں چند امور عرض خدمت ہیں۔

﴿۱﴾...... یہ غیر مقلدین کی محض اپنی رائے ہے ورنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلاق کے تین لفظ بنیت تاکید کو تین طلاق قرار دیا ہے اور نیت کا اعتبار نہیں کیا۔

﴿۲﴾...... جب اکٹھی تین طلاقوں کا تین ہونا قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت سے ثابت ہے تو ان دلائل سے ثابت شدہ حکم، شرعی حکم ہوگا یا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سیاسی فیصلہ ہوگا؟ اور جو شرعی حکم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سیاسی فیصلہ قرار دے وہ شرعی حکم کا منکر ہے یا نہیں؟ بلکہ ایسا شخص ان سب دلائل شرعیہ کا منکر ہے جن سے وہ شرعی حکم ثابت ہوتا ہے۔

﴿۳﴾......اگر بالفرض تسلیم کرلیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دیا ہے تو جب تمام صحابہ کرام اور پوری امت کے علماء نے ہمیشہ اس فیصلہ کو شرعی حکم کے طور پر تسلیم کیا ہے تو غیر مقلدین کو چاہیئے کہ صحابہ کرام اور علماء امت سے اختلاف کر کے

ان کو گمراہ قرار دینے کی بجائے خود گمراہی سے اور من شذ شذ فی النار کا مصداق بننے سے بچیں اور وہ بھی اس فیصلہ کو تسلیم کر لیں کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (سنن ابن ماجہ ج 1 ص 5، سنن ابی داود ج 2 ص 276) تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے نیز حضور ﷺ کا فرمان ہے اِنَّ اللّٰهَ لَايَجْمَعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ (سنن ترمذی ج 2 ص 39) بے شک اللہ تعالی میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

﴿۴﴾......اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سیاسۃ تھا شرعی حکم کے طور پر نہ تھا تو اس پر کسی صحابی یا تابعی کی شہادت پیش کریں کہ غیر مقلدین سے وہ اس کی حقیقت کو زیادہ بہتر جانتے تھے۔

﴿۵﴾......اگر یہ فیصلہ محض سیاسۃ تھا تو کسی مجتہد صحابی، یا کسی مجتہد تابعی یا ائمہ اربعہ میں سے کسی امام نے اس کے خلاف کبھی تین طلاق کے ایک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔؟

﴿۶﴾......کیا غیر مقلدین کا ایمان اس چیز کو تسلیم کرتا ہے کہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نے اللہ تعالی کے شرعی حکم کو سیاست کے تابع کر دیا تھا؟ اگر جواب نفی میں ہے تو غیر مقلدین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو شرعی حکم تسلیم کریں سیاسی فیصلہ کہہ کر انکار نہ کریں۔ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ نظریہ صحابہ دشمن روافض کا ہے تو برادران اہل سنت کو چاہیئے کہ وہ آئندہ فرقہ غیر مقلدین کو اہل حدیث کہنے کی بجائے اہل تشیع یا چھوٹے رافضی کہا کریں کیونکہ جیسے غیر مقلدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین طلاق والے فیصلے کو شرعی حکم نہیں مانتے بلکہ سیاسی فیصلہ قرار دیتے ہیں اسی طرح ان کے بڑے بھائی رافضیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ممانعت متعہ والے فیصلہ کو وقتی مصلحت اور سیاسی فیصلہ قرار دیا ہے چنانچہ عراق کے شیعہ مجتہد محمد حسین آل کاشف الغطاء لکھتے ہیں فَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ مُرَادُهٗ الْمَنْعَ الزَّمَنِيَّ وَالتَّحْرِيْمَ الْمَدَنِيَّ لَا الدِّيْنِيَّ (اصل الشیعۃ واصولہا ص ۲۰۴) پس ضروری ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی (ممانعت

متعہ سے) مراد وقتی ممانعت اور سیاسی تحریم تھی شرعی و دینی نہ تھی

﴿۷﴾...... اگر بالفرض حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حالات کے بگاڑ کی وجہ سے سیاسۃ تین طلاق کو تین قرار دیا تھا تو کیا جن حالات کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دیا اور تمام اصحاب رسول نے اس کو بالاجماع تسلیم کیا اب وہ حالات پہلے سے بدتر ہیں یا بہتر ہیں اگر بدتر ہیں اور یقیناً اس خیر القرون کے دور سے آج کے شر القرون میں وہ حالات کہیں زیادہ بدتر ہیں تو اس عفونت زدہ زمانہ اور آفت زدہ انتقامی اور عجلت بازی کے دور میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہی لازم ہونا چاہیے۔

جواب جزء نمبر 2:

اس کے جواب میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

①......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اپنے فیصلہ پر پچھتانے والی روایت دو وجہ سے غلط ہے۔

(1)......اس روایت کی سند میں یزید بن ابی مالک ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بات کو نقل کرتا ہے حالانکہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہی نہیں علامہ ذہبی میزان الاعتدال ج4 ص439 میں فرماتے ہیں یزید بن ابی مالک مدلس ہے وہ اس سے روایت کر دیتا ہے جس کا زمانہ تک نہ پایا ہو۔ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب **تعریف اھل التقدیس بالموصوفین بالتدلیس** ج1 ص48 میں لکھتے ہیں **وَقَالَ وَصَفَهٗ اَبُوْمُسْهِرٍ بِالتَّدْلِيْسِ** ابومسہر نے یزید بن ابی مالک کو مدلس کہا ہے۔(2) خالد بن یزید بن ابی مالک جو اپنے باپ سے یہ روایت نقل کرتا ہے وہ انتہائی ضعیف ہے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے **وَقَالَ اَحْمَدُ لَيْسَ بِالشَّيْءِ وَقَالَ النَّسَائِيُّ غَيْرُ ثِقَةٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ خَالِدُ بْنُ اَبِيْ مَالِكٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ** یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایک کتاب جس کو دفن کر دینا مناسب ہے وہ خالد بن یزید بن ابی

مالک کی کتاب الدیات ہے کیونکہ وہ اپنے باپ پر جھوٹ پسند نہیں کرتا لیکن خود صحابہ پر جھوٹ بولتا ہے احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں میں نے یہ کتاب خالد سے سنی تو میں نے وہ کتاب ایک عطار کو ردی میں دے دی۔ حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں ابن حبان نے کہا کہ خالد روایت میں سچا ہے لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے اور اس کی احادیث منکر ہیں اس لئے جب وہ اپنے باپ سے نقل کرنے میں متفرد ہو تو یہ قابل حجت نہیں ہے وَقَالَ اَبُوْدَاوُدُ ضَعِیْفٌ اور کبھی کہا متروک الحدیث ابن جارود، ساجی، عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔(مجلّہ البحوث الاسلامیہ حکم الطلاق الثلث بلفظ واحد ص ۱۰۸ یہ پورا مجلّہ احسن الفتاوی ج ۵ میں ملاحظہ کیجئے)

② ...... بقول غیر مقلدین اگر واقعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اس فیصلے پر پچھتاتے تھے اور اخیر زندگی تک پچھتاتے رہے تو انھوں نے اپنے اس خلاف شرع فیصلہ کو ختم کر کے اصل شرعی فیصلہ کو بحال کیوں نہ کیا؟ کیونکہ خلفاء راشدینؓ کی سیاست شریعت کے تابع تھی شریعت سیاست کے تابع نہ تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شرعی فیصلہ کو بحال کرنے کا مطالبہ کیوں نہ کیا؟ اور جیسے غیر مقلدین بزعم خویش لوگوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس غلطی سے آگاہ کر رہے ہیں اگر یہ فیصلہ غلط تھا تو کیا کسی صحابی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو غلط کہا تھا؟ اور کیا کسی صحابی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس غلطی پر متنبہ کیا تھا؟ اگر یہ فیصلہ غلط تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اسے غلط سمجھتے تھے تو اس خلاف شریعت فیصلے پر خاموش رہنا بلکہ اس کے مطابق فتوے دینا یہ کتمان حق نہیں تو اور کیا ہے اور کتمان حق صحابہ کرام کی شان سے بہت بعید ہے یہ صفت یہود کی تھی اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی نہ تھی۔

③ ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہر حالت

میں دین وایمان پر پختگی اور حق گوئی کا جو مزاج بنا اور امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات اور اپنے فیصلہ جات کے بارے میں عوام الناس تک کو جو آزادی رائے کا حق دے رکھا تھا اس کے باوجود تمام صحابہ کرام کا خاموش رہنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا اگر ان سب امور کو ملحوظ رکھا جائے تو غیر مقلدین کا یہ نظریہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اکٹھی تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا فیصلہ شریعت محمدیہ کے خلاف تھا اور محض سیاست پر مبنی تھا جس کی وجہ سے وہ اخیر زندگی تک پچھتاتے رہے محض رام کہانی، یاوہ گوئی اور ایک دیوانے کی بڑھ معلوم ہوتا ہے۔ہم ذیل میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق پسندی اور حق گوئی کے مزاج پر مبنی احوال کا مختصر نقشہ پیش کرتے ہیں تاکہ آپ خود غیر مقلدین کے مذکورہ بالا نظریہ کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرسکیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شریعت پر عمل کرنے اور عمل کرانے میں اتنے پختہ اور شریعت سے روگردانی کرنے والوں کے بارے میں اتنے سخت تھے کہ کئی مرتبہ انھوں نے بارگاہ نبوت میں شریعت سے روگردانی کرنے والے شخص کو قتل کرنے کا جذبہ اور خواہش کا اظہار کیا کہ یارسول اللہ میں اس آدمی کو قتل نہ کردوں اور خلاف شریعت اکٹھی تین طلاق دینے والے کی خوب پٹائی کرتے اور خاوند بیوی کو جدا کردیتے اور حق بات کے قبول کرنے میں اتنے فراخ دل اور نرم مزاج تھے کہ اپنی غلطی کے اعتراف کرنے میں اور دوسرے کی حق بات قبول کرنے میں ذرا بھی پس وپیش نہ کرتے بطور نمونہ چند واقعات ملاحظہ کیجئے۔

واقعہ نمبر 1:......(یہودی اور منافق کا فیصلہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی اور منافق کے جھگڑے میں یہودی کے حق میں فیصلہ دیا منافق اس فیصلہ رسول پر راضی نہ ہوا اور یہودی کو کہا کہ چلو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان سے فیصلہ کراتے ہیں چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہودی نے کہا اے عمر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ

کر دیا ہے مگر اس کو وہ فیصلہ پسند نہیں آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا کیا معاملہ ایسے ہی ہے منافق نے کہا جی ہاں یوں ہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں تمھارا فیصلہ کرتا ہوں اندر گئے اور تلوار نکال کر منافق کا سر اڑا دیا اور فرمایا **ھکذا اقضی بین من لم یرض بقضاء اللہ وقضاء رسولہ** جس کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ پسند نہیں اس کے متعلق عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ یہ ہے (اسباب النزول للواحدی ج ۱ ص ۱۰۷، زاد المسیر ج ۲ ص ۵۳، تفسیر نسفی ج ۱ ص ۲۳۴، تفسیر ثعلبی ج ۱ ص ۶۲۴، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۶۴۵، مسند الفاروق ج ۲ ص ۵۷۵)

واقعہ نمبر 2:......(عورتوں کا حق مہر)

مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر رسول پر چڑھے اور کہا اے لوگو! عورتوں کے حق مہر تم نے کیوں اتنے زیادہ کر رکھے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق مہر چار سو درہم یا اس سے کم مقرر کرتے تھے اور اگر حق مہر کا زیادہ ہونا اللہ تعالی کے نزدیک تقوی یا شرف و کرامت ہوتا تو وہ حق مہر اتنا زیادہ مقرر کرتے کہ تم ان سے سبقت نہ کر سکتے لیکن میں جانتا ہوں کہ ان میں سے کسی آدمی نے بیوی کا حق مہر چار سو درہم سے زیادہ مقرر نہیں کیا یہ اعلان کر کے منبر سے اتر آئے اتنے میں قریش کی ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آئی اس نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے لوگوں کو چار سو درہم سے زیادہ حق مہر مقرر کرنے سے منع کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں نے منع کیا ہے عورت نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے وہ آیت نہیں سنی جو اللہ تعالی نے قرآن میں نازل کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے عورت نے کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ نے یہ نہیں سنا اللہ تعالی فرماتے ہیں وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا (اور تم نے ان عورتوں میں سے ایک کو حق مہر میں خزانہ دیا ہو) تو فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا **اللھم اغفر** اے اللہ مجھے معاف

فرمایہ کہا اور دوبارہ منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو! میں نے تمھیں چار سو درہم سے زیادہ حق مہر مقرر کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو آدمی اپنے مال سے جتنا چاہے حق مہر مقرر کرسکتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں۔ محدث ابن کثیر یہ لکھ کر فرماتے ہیں اسنادہ جید قوی (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۱ ص ۴۶۷)

واقعہ نمبر 3: (حائضہ کیلئے طواف وداع کا حکم)

قبیلہ ثقیف کا ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور مسئلہ پوچھا کہ ایک عورت نے ذوالحج کی دس کو طواف زیارت کرلیا مگر طواف وداع کرنے سے پہلے حائضہ ہوگئی تو کیا وہ اس حالت میں واپس جاسکتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ واپس نہیں جاسکتی (بلکہ وہ مکہ میں ٹھہری رہے جب پاک ہوجائے تو طواف وداع کر کے واپس جائے ثقفی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے اس جیسی عورت کے متعلق فتوی اس کے برعکس دیا ہے کہ وہ (طواف وداع کرنے سے پہلے) واپس جاسکتی ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا) اور درہ لے کر اس ثقفی کو مارا اور کہا کہ جس چیز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتوی دیدیا ہے اس کے متعلق تو نے مجھ سے فتوی کیوں پوچھا ہے

(الفقیہ والمتفقہ ج ۱ ص ۲۰۸، المدخل للبیہقی ج ۱ ص ۱۰۴)

واقعہ نمبر 4:...... (شوہر کی دیت سے بیوہ کا حصہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد سے فتوی دیا کہ بیوہ عورت اپنے خاوند کی دیت سے وراثت کا حصہ نہیں لے سکتی اس کے بعد ایک صحابی ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف لکھا تھا کہ وہ اشیم ضبابی رضی اللہ عنہ (مقتول) کی دیت سے اس کی بیوی کو وراثت کا حصہ دے "فراجع عمر الیہ" یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا فتوی چھوڑ کر اس حدیث کی طرف رجوع کرلیا (سنن ابی داود ج ۲ ص ۲۷۲، الفقیہ والمتفقہ ج ۱ ص ۱۳۸)

واقعہ نمبر 5:......(انگلیوں کی دیت)

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے انگلیوں کی دیت کے بارے میں ایک فیصلہ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے نام بھیجے گئے مکتوب میں لکھا تھا **فِیْ کُلِّ اُصْبُعٍ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ** ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں **فَاَخَذَ بِہٖ وَتَرَكَ اَمْرَہُ الْاَوَّلَ** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ کو لے لیا اور اپنا فیصلہ چھوڑ دیا (الفقیہ والمتفقہ ج۱ص ۱۳۹) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق گوئی میں اتنے جری دلیر اور بے باک تھے کہ بعض صحابہ کرام نے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برملا کہا **لَوْ رَاَیْنَا فِیْكَ اعْوِجَاجًا لَقَوَّمْنَاہُ بِسُیُوْفِنَا** (القول الجامع فی الطلاق البدعی اوالمتتابع ص ۵۳ و ۱۶۶) اگر ہم آپ میں (از روئے شریعت) کوئی کجی دیکھیں گے تو اس کو اپنی تلواروں کے ساتھ سیدھا کریں گے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ

- ...... جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے روگردانی کی وجہ سے قتل کر دیتے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے وہ خود فیصلہ رسول سے انحراف اور روگردانی کریں۔
- ...... جب ایک عورت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کی غلطی پر روک ٹوک کر سکتی ہے تو ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس خلاف شریعت فیصلے پر کیونکر خاموش رہ سکتے ہیں؟
- ...... منبر پر چڑھ کر امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک قانون کا اعلان کرتے ہیں اور اترنے کے بعد ایک عورت سے قرآن کی آیت سن کر اسی وقت دوبارہ منبر پر چڑھ کر پہلے قانون کے غلط ہونے کا اعتراف کر کے اس کو ختم کرنے کا اعلان کرتے ہیں اور قرآن کی اُس آیت کے مطابق نئے قانون کا اعلان کر دیتے ہیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ طلاق کے مسئلہ میں اپنی غلطی پر متنبہ ہو جانے کے باوجود

اپنے اس خلاف شریعت قانون پر پچھتاتے ہیں لیکن منبر پر چڑھ کر اس قانون کو ختم کرنے اور موافق شریعت قانون کے نفاذ کا اعلان نہیں کرتے حتی کہ یہی پچھتاوا دل میں لے کر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

۞...... پھر امیر المؤمنین فاروق اعظم کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی منبر پر اس خلاف شریعت قانون کو تبدیل کر کے موافق شریعت قانون کا اعلان نہیں کرتے اسی طرح حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ بھی یہ اعلان نہیں کرتے حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی یہ اعلان نہیں کرتے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی یہ اعلان نہیں کرتے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی یہ اعلان نہیں کرتے اور ائمہ اربعہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نافذ کردہ اس قانون کے خلاف شریعت ہونے کا اعلان نہیں کرتے اور صدیوں کے بعد ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم اور ان کے وکیل فرقہ منکرین فقہ (غیر مقلدین) نے یک دم دھماکہ کیا کہ لسان حق امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شریعت کے خلاف محض سیاست کی بنیاد پر یہ قانون بنایا تھا۔

قارئین کرام!...... اس ساری صورتحال کو سامنے رکھ کر اس کی روشنی میں خود ہی حق و باطل اور سچ و جھوٹ کا فیصلہ کریں ہمارا صاف ستھرا فیصلہ یہ ہے کہ خلفاء راشدین سچے، صحابہ سچے، تابعین اور تبع تابعین سچے، ائمہ اربعہ اور ان کے سب پیروکار علماء بھی سچے اور اہل حق ہیں اور ان کے مقابلہ میں غیر مقلدین اس مسئلہ میں جھوٹے سو فی صد جھوٹے اور اہل باطل ہیں

تائید از غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی

غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے بارے میں لکھا کہ یہ شرعی نہ تھا بلکہ سیاسی تھا اس کے رد میں غیر مقلد عالم مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے مضمون لکھا اس کا اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ تصور دلانا کہ انھوں نے معاذ اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

کو بدل ڈالا بہت بڑی جرات ہے واللہ! اس عبارت کو نقل کرتے وقت ہمارا دل دہل گیا اور حیرانی ہوگئی کہ ایک شخص جو خود مسئلہ کی حقیقت نہیں سمجھتا وہ خلیفہ رسول ﷺ کی نسبت یہ خیال رکھتا ہو کہ وہ سنت کے بدلنے میں اس قدر جری تھا استغفر اللہ استغفر اللہ اس حکم کے سیاسی سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے اور پیچ در پیچ غلطیوں کے سلسلے میں پڑ گئے ہیں محدثین کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ وہ اسے سیاسی حکم کہتے تھے بالکل غلط ہے اور یہ ایجاد بندہ ہے جو گروہ اس حکم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کرتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم محض سیاسی تھا بلکہ وہ تو اس لیے مانتا ہے کہ اس کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے جناب نے جو یہ فرمایا کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں اس جگہ محدثین سے ہم جمیع محدثین لیں جو بجا ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مثل دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالی جن کے اسماء گرامی لکھنے میں خوف طوالت ہے محدثین کی فہرست میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر شامل ہیں تو یہ بات کلیۃً تو درست نہ ہوئی کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں کیونکہ سب ائمہ مذکورین صورت زیر سوال میں تین طلاق پڑنے کے قائل ہیں اور وہ اس کے دلائل شرعیہ بیان کرتے ہیں کیا جناب مہربانی فرما کر ان بزرگان دین کی تصریحات بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے جہاں انھوں نے اس حکم فاروقی کو محض ایک سیاسی حکم قرار دیا ہو اور مذہبی نہ سمجھا ہو اور پھر اسے بحال رکھا ہو ہمیں بار بار اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں ایسی کوئی تحریر نہ ملی جس میں مذکور ہو کہ ائمہ عظام رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو محض ایک سیاسی حکم سمجھا اور (۲) اگر لفظ محدثین سے جناب کی مراد بعض محدثین ہوں تو اس صورت میں ہم گذارش کریں گے کہ جناب اس کے حوالے کی بھی تکلیف گوارہ کرکے اور ہم پر احسان کرکے ثواب دارین حاصل کریں کہ وہ کون سے محدثین ہیں جنھوں نے آپ کی طرح اسے سیاسی مداخلت فی الدین

سمجھا ہو بقول آپ کے جائز مداخلت ہو (۳) اور اگر محدثین سے آپ کی اپنی ذات گرامی اور اس زمانہ کے دیگر علماء اہل حدیث مراد ہیں تو بے ادبی معاف! مجھے آپ کو اور ان کو محدثین کہنے میں تامل ہے۔ دورہ میں صحاح ستہ کی سطروں پر نظر گذار دینے سے محدث نہیں بن سکتے۔ آخر میں ہم پھر دہراتے ہیں کہ متقدمین میں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ''موطا'' پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الام پھر متاخرین میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ازالۃ الخفاء ملاحظہ فرمایئے جن کے بعد اس وقت تک ہندوستان میں تو ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ اس کو امام کہہ سکیں اور دوسرے ممالک کا حال خدا جانے ان سب کتب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت دلائل شرعیہ سے کی گئی ہے''۔

(اخبار اہلحدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ ازہار مربوعہ ص ۱۳۲ بحوالہ عمدۃ الاثاث ص ۹۸)

ہمارے گیارہ سوال

سنی موقف یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تین اکٹھی طلاقوں کو تین قرار دینا شرعی حکم کے طور پر تھا اور غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اکٹھی تین طلاقوں کو تین قرار دینا سیاسی طور پر تھا یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شرعی حکم کو سیاست کے تابع کر دیا تھا ہم نے اپنے موقف کے صحیح ہونے پر قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت پیش کیے ہیں غیر مقلدین بھی اپنے موقف کے صحیح ہونے پر قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت پیش کریں؟

(1)......کیا جو حکم قرآن، حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ، اجماع امت سے ثابت ہو وہ حکم شرعی ہوتا ہے یا سیاسی؟

(2)......کیا شریعت کو سیاست کے تابع کرنے والا خلیفہ، خلیفہ راشد ہو سکتا ہے؟

(3)......کیا جو خلیفہ شرعی حکم چھوڑ کر اپنی رائے پر مبنی حکم نافذ کرے وہ خلیفہ راشد ہو سکتا ہے؟

(4)......کیا جو خلیفہ شرعی حکم کو بدل دے وہ اہل سنت ہے یا اہل بدعت؟

(5)......کیا جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بقول شما خلاف شریعت اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے کا اعلان کیا تو کسی صحابی یا کسی تابعی نے اعتراض وانکار کیا تھا اس صحابی یا تابعی کا نام بتائیں؟

(6)......اور اگر سارے صحابہ اور تابعین شریعت کے اس حکم کے بدلنے کے باوجود خاموش رہے تو وہ سب مداہن اور کتمان حق کے مجرم ہیں یا نہیں؟

(7)......کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کے ایک ہونے کا شرعی حکم (بقول شما) بحال کیا تھا۔

(8)......اگر بحالی کا اعلان کیا تھا تو اس کا ثبوت پیش کریں اور اگر بحالی کا اعلان نہیں کیا تھا اور اسی غیر شرعی حکم کو برقرار رکھا تو وہ خلیفہ راشد ہیں یا نہیں؟

(9)......کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام نے (بقول شما) اس شرعی حکم کے بحال کرنے کا مطالبہ کیا تھا؟ اگر مطالبہ کیا تھا تو اس کا ثبوت پیش کریں اور اگر مطالبہ نہیں کیا تھا تو وہ مداہنت اور کتمان حق کے مجرم ہیں یا نہیں؟

(10)......خیر القرون یعنی خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین میں دینی حمیت، دینی غیرت اور دین کی محبت زیادہ تھی یا شر القرون کے منکرین فقہ میں دینی حمیت، دینی غیرت اور دین کی محبت زیادہ ہے کہ وہ تو اخیر تک نہ صرف یہ کہ وہ تین طلاقوں کو تین قرار دینے پر خاموش رہے بلکہ وہ اسی کے مطابق فتوے دیتے رہے اور فیصلے کرتے رہے لیکن منکرین فقہ نے ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے خلاف مسجد اور منبر ومحراب کے تقدس کو پامال کر کے میدان جنگ کی کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔ حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں یہاں تک لکھا ''دوستو! اگر اسی پر اصرار ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فتوی ابدالآباد کیلئے شرعی طور پر ہی دیا ہے تو ہم کہتے ہیں پھر آپ اور ہم اسے کیوں مانیں ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے'' (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۵۲)

(11)......کیا کسی صحابی یا تابعی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ اعلان کیا تھا یا اس سے اختلاف ظاہر کیا تھا۔

قارئین!......غور کیجئے دینی غیرت اور ایمانی جرات صحابہ میں زیادہ تھی یا منکرین فقہ میں زیادہ ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ منکرین فقہ، اپنی کج فہمی کی وجہ سے حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھ رہے ہوں ہم واضح طور پر کہتے ہیں......حق وہی ہے جو خلفاء راشدین نے سمجھا اور اس کا نفاذ کیا......حق وہی ہے جو صحابہ، تابعین و تبع تابعین نے سمجھا......حق وہی ہے جس پر صحابہ اور پوری امت کا اجماع ہے......اور منکرین فقہ نے اس کے خلاف جو کچھ سمجھا ہے اور اس کو اپنا مذہب بنا کر عملاً اپنایا ہے وہ باطل ہے۔

مغالطہ نمبر 6:......(غیر مقلدین کے چھ قیاسات)

غیر مقلدین نے اکٹھی تین طلاقوں کو ایک ثابت کرنے کیلئے کچھ قیاسات فاسدہ کیئے ہیں اس کے جواب میں غیر مقلدین کا زبان زد مقولہ ان کو یاد دلا دینا کافی ہے اول من قاس ابلیس یعنی شرعی حکم کے مقابلہ میں سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا یہاں پر ایک ایسا شرعی حکم ہے جو متعدد شرعی دلائل سے ثابت ہے یعنی اکٹھی تین طلاقوں کا وقوع، اس کے مقابلہ میں قیاسات ہو رہے ہیں ان میں سے ہر قیاس شیطانی قیاس ہے، تاہم ذیل میں وہ قیاسات اور ان کے جوابات ملاحظہ کیجئے غیر مقلدین تین طلاق کے مسئلہ میں چھ قیاس کرتے ہیں۔

(۱)......اگر ایک آدمی نے دوسرے کو وکیل بنایا کہ تو میری بیوی کو میری طرف سے ایک طلاق دے اس نے تین طلاقیں دیں تو ایک طلاق واقع ہوگی اسی طرح جب اللہ تعالی نے اس کو بیک وقت ایک طلاق کا اختیار دیا ہے اور اس نے تین طلاقیں دیں تو وہ بھی ایک ہوگی

(۲)......۳۳ بار سبحان اللہ کہنے کا حکم ہے اگر کوئی آدمی یوں کہہ دے میں نے سبحان اللہ ۳۳

بار کہا تو یہ ایک شمار ہوگا۔

(۳)......اگر کوئی آدمی اکٹھی سات کنکریاں جمرات کو مارے تو وہ ایک کنکری شمار ہوتی ہے

(۴)......اگر کوئی آدمی قسم میں یوں کہے کہ میں تین بار اللہ تعالی کی قسم کھاتا ہوں تو یہ ایک قسم شمار ہوتی ہے

(۵)......اگر کوئی آدمی ساٹھ مسکینوں کا کفارہ ایک ہی مسکین کو اکٹھا دیدے تو وہ ایک دن کا کفارہ شمار ہوتا ہے پس اسی طرح اگر بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیگا تو وہ بھی ایک شمار ہوگی۔

(۶)......نکاح تب ہوگا جب شریعت کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق ہو اسی طرح طلاق بھی تب ہوگی جب شرعی طریقہ کے مطابق ہو۔

تمہید برائے جواب

ان چھ قیاسوں کے جواب کیلئے پہلے ایک اصولی بات ذہن نشین کر لیجئے بعض مرتبہ ایک فعل کا متعدد بار کرنا مطلوب ہوتا ہے اور کبھی کسی فعل کا نتیجہ وثمرہ مطلوب ہوتا ہے خواہ وہ فعل کے ایک مرتبہ کرنے سے حاصل ہو یا متعدد بار کرنے سے حاصل ہو مگر فعل کا متعدد بار واقع کرنا مقصود نہیں ہوتا جیسے نماز ایک فعل ہے پانچ وقتوں میں پانچ بار نماز پڑھنا مطلوب ہے پس اگر کوئی آدمی پانچ نمازیں مثلاً ظہر کے وقت میں اکٹھی پڑھے تو اس سے ایک نماز ادا ہوگی پانچ نمازیں ادا نہ ہوں گی اس آدمی کو چار نمازیں ان کے اپنے اوقات میں ادا کرنی پڑیں گی اسی طرح اگر نشانہ بازی میں کسی کا امتحان لینے کیلئے تین فائر کرانے ہوں تو یہاں تین دفعہ نشانہ کرنا مطلوب ہے اگر کوئی آدمی تین مرتبہ فائر کرنے کی بجائے ایک ہی بار بندوق سے تین گولیاں اکٹھی نکال دے تو یہ ایک نشانہ شمار ہوگا اس کو دو نشانے اور لگانے پڑیں گے اور اگر خنزیر سامنے آ گیا اور صاحب نے کہا اس کو دو، تین فائر مار۔ بندوقچی نے نشانہ لگایا اور پہلی گولی خنزیر میں پیوست ہوگئی اور وہ مر گیا تو اور گولی چلانے کی ضرورت نہیں کہ یہاں متعدد بار نشانہ لگانا مقصود نہیں خنزیر کو مارنا مقصود ہے جو ایک گولی سے حاصل ہو گیا

اور اگر ایک گولی سے نہ مرا تو اور فائر کرے گا اسی طرح اگر ایک آدمی کے ذمہ تین ہزار قرض ہے لیکن قرض خواہ نے مقروض کو سہولت دی کہ وہ فی ماہ ایک ہزار کے حساب سے تین قسطوں میں تین ہزار ادا کردے یہاں تین قسطیں یا تین دفعہ کی ادائیگی مطلوب نہیں بلکہ اصل مقصود ہے تین ہزار کی وصولی اس لیے اگر مقروض تین ہزار اکٹھے دیدے تو یہ تین ہزار کی ادائیگی ہوگی ان تین ہزار کو ایک ہزار شمار نہ کریں گے اور نہ قرضخواہ یہ کہے گا کہ میں اکٹھے تین ہزار نہیں لیتا واپس لے جاؤ اگر تین ماہ کی تین قسطوں میں ادا کروگے تو میں ادائیگی سمجھوں گا معلوم ہوا کہ کبھی متعدد بار فعل مقصود ہوتا ہے اور کبھی فعل کا نتیجہ مطلوب ہوتا ہے خواہ وہ ایک بار فعل سے حاصل ہوجائے یا متعدد بار فعل سے حاصل ہو اس اصولی بات کے بعد اب غیر مقلدین کے قیاسات کا جواب ملاحظہ کیجئے۔

قیاسات کا جواب

<u>قیاس نمبر ۱ کا جواب</u>...... پہلی بات یہ ہے کہ طلاق دہندہ شوہر کا وکیل پر قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ وکیل اپنے لیے نہیں بلکہ اپنے موکل کیلئے کام کرتا ہے پس اگر وہ موکل کے حکم کے مطابق کام کرے گا تو وہ کام صحیح اور معتبر ہے اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو اس کام کا اعتبار نہ ہوگا، نہ وہ موکل پر لازم ہوگا، جبکہ شوہر طلاق اپنے لیے دیتا ہے وہ کسی دوسرے کیلئے یا اللہ تعالی کا وکیل بن کر اللہ تعالی کیلئے طلاق نہیں دیتا اور جب آدمی خود اپنا کام کرے تو وہ جس طرح بھی کرے اس پر وہ فعل لازم ہوجاتا ہے مثلاً موکل نے وکیل کو کہا سفید رومال خرید کر، وہ سرخ رومال لے آیا تو موکل پر اس کا لینا لازم نہیں لیکن خود آدمی جس رنگ کا بھی رومال خرید کرے وہ اس پر لازم ہوجائے گا اور اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی اتنے واضح فرق کے باوجود شوہر کو وکیل پر قیاس کرنا کج فہمی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پہلے وکیل کو طلاق دینے کا اختیار نہ تھا شوہر نے اس کو وکیل بنا کر طلاق دینے کا اختیار تفویض کیا ہے اور قانون یہ ہے کہ وکیل وہی کام کر سکتا ہے جس کا اس کو اختیار دیا جائے چونکہ طلاق دہندہ شخص نے اپنے وکیل کو ایک طلاق کا اختیار دیا ہے اس لیے وہ ایک ہی طلاق دے سکتا ہے تین طلاقیں دے ہی نہیں سکتا اس وجہ سے وکیل کے تین طلاقیں دینے کے باوجود ایک طلاق واقع ہوئی نہ اس لیے کہ تین طلاقیں ایک ہیں ہاں اگر طلاق دہندہ اپنے وکیل کو تین طلاق دینے کا اختیار دیدے اور وہ اکٹھی تین طلاقیں واقع کرے تو وہ تین ہی شمار ہوں گی۔

قیاس نمبر ۲، ۳، ۴ کا جواب ...... یہ ہے کہ ان چار قیاسوں میں فعل کا متعدد بار کرنا مطلوب ہے پس سبحان اللہ کا لفظ ۳۳ بار زبان سے کہنا مطلوب ہے اس لیے اگر کوئی آدمی یوں کہے ''سبحان اللہ ۳۳ بار'' تو یہ ایک دفعہ کہنا شمار ہوگا کہ اس کی زبان سے فقط ایک دفعہ سبحان اللہ نکلا ہے اسی طرح ہر قسم میں اللہ کا نام لے کر قسم کھانا مطلوب ہے پس اگر کوئی آدمی ایک دفعہ اللہ کا نام لے اور یوں کہے کہ ''میں اللہ کی تین قسمیں کھاتا ہوں'' تو یہ ایک قسم شمار ہوگی کہ اس نے ایک مرتبہ اللہ کا نام لے کر قسم کھائی ہے۔

ایسے ہی روزہ کے کفارہ میں فی دن کے حساب سے ساٹھ صدقۃ الفطر کی مقداریں جدا جدا دینا مطلوب ہے اور اگر کفارہ کے یہ ساری مقدار ایک مسکین کو اکٹھی دیدی تو یہ ایک دن کا کفارہ شمار ہوگا اور اگر ایک مسکین کو جدا جدا کر کے ساٹھ مرتبہ دیا تو ساٹھ دن کا کفارہ شمار ہوگا اسی طرح اگر ساٹھ مسکینوں کو جدا جدا کفارہ دیا تو بھی ساٹھ دن کا کفارہ شمار ہوگا جبکہ طلاق میں تین مرتبہ طلاق دینا مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود ہے طلاق کا نتیجہ یعنی بیوی کو جدا کرنا لیکن مقروض کی تین قسطوں کی طرح شریعت نے خاوند بیوی کی مصلحت وسہولت کے پیش نظر فی طہر ایک طلاق کا طریقہ بتایا لیکن اگر وہ اس سہولت و مصلحت کو نظر

انداز کر کے اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو اس سے بیوی جدا ہو جائے گی پس طلاق میں اصل مقصود بیوی کو جدا کرنا ہے خواہ جدا جدا تین طلاقیں دے کر ہو یا اکٹھی تین طلاقیں دے کر ہو لیکن تین بار طلاق دینا مقصود نہیں جبکہ غیر مقلدین کی پیش کردہ چاروں قیاسوں میں فعل کا متعدد بار واقع کرنا مطلوب ہے اس لیے اگر زبان سے ایک مرتبہ کہا ''سبحان اللہ ۳۳ بار'' تو یہ ایک دفعہ کہنا شمار ہوگا کہ زبان سے سبحان اللہ ایک دفعہ نکلا ہے۔

اسی طرح سات کنکریاں اکٹھی مارنا یہ ایک دفعہ مارنا شمار ہوگا کہ اس نے ایک ہی دفعہ کنکریاں ماری ہیں جبکہ سات دفعہ کنکری مارنا مطلوب ہے اور قسم میں اس نے ایک دفعہ اللہ کا نام لے کر قسم کھائی ہے اس لیے وہ ایک قسم شمار ہوگی جب کہ ہر قسم میں اللہ کا نام لینا شرط ہے۔

اسی طرح کفارہ میں ہر دن کے کفارہ کا الگ الگ ادا کرنا مطلوب ہے ایک ہی مرتبہ ساٹھ مقداریں اکٹھی ادا کرنے سے یہ مطلوب پورا نہیں ہوتا اس لیے وہ ایک دن کا کفارہ شمار ہوگا جبکہ طلاق کے مسئلہ میں تین مرتبہ طلاق کا واقع کرنا مطلوب نہیں بلکہ بیوی کو جدا کرنا مطلوب ہے خواہ جدا جدا طلاق دے کر ہو یا تین اکٹھی طلاقیں دے کر ہو۔

خلاصہ یہ کہ طلاق میں فعل طلاق کا متعدد بار واقع کرنا مطلوب نہیں بلکہ نتیجہ طلاق (یعنی بیوی کو جدا کرنا) مطلوب ہے جبکہ مذکورہ چاروں مثالوں میں فعل کا متعدد بار کرنا مطلوب ہے اس لیے طلاق کا ان مثالوں پر قیاس کرنا بوجھ بجھکڑ والا قیاس ہے۔

ایک جولاہا کیکر کے درخت پر چڑھ گیا مگر اتر نہیں سکتا تھا اس نے اوپر شور مچایا درخت کے نیچے سارے جولاہے اکٹھے ہو گئے لیکن اتارنے کا طریقہ کسی کو سمجھ نہ آیا آخر کار اپنے سربراہ بوجھ بجھکڑ کو بلا کر لائے اس نے درخت کے پاس آ کر اوپر، نیچے اور ادھر، ادھر دیکھا اور ایک نعرہ لگایا اور خوشی سے بولا مبارک ہو اللہ نے ایک تدبیر سجھادی جاؤ ایک رسالے کر آؤ وہ اوپر پھینکو یہ اپنی کمر کے ساتھ باندھ لے اور تم رسہ کے ساتھ اس کو نیچے کی طرف کھینچو ایک عقل مند آدمی دیکھ رہا تھا وہ بھاگا بھاگا آیا اور کہا کہ اس طرح یہ آدمی نیچے گرے گا اور مر جائے گا بوجھ

بجھکڑ کہنے لگا ارے پاگل اللہ کی قسم ہم نے کئی آدمی اسی طرح کنویں سے نکالے ہیں پس جس طرح بوجھ بجھکڑ نے درخت سے اتارنے کو قیاس کیا کنویں سے نکالنے پر اسی طرح غیر مقلدین نے طلاق کا قیاس کیا ہے ان چار مثالوں پر حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہے۔

قیاس نمبر ۶ کا جواب......اکٹھی تین طلاقیں بول کر ایک طلاق دینا شرعی طریقہ نہیں اس لیے اس صورت میں ایک طلاق بھی نہیں ہونی چاہیے اصل بات یہ ہے کہ ایک ہے کسی چیز میں داخل ہونا اور ایک ہے اس سے نکلنا داخل ہونے کیلئے شریعت نے جو طریقہ مقرر کیا ہے اسی طریقے سے داخل ہوں گے لیکن نکلنے کیلئے جو طریقہ بتایا ہے اس طریقہ سے بھی نکل جائیں گے اور اس کے خلاف دوسرے طریقہ سے بھی نکل جائیں گے۔ جیسے نماز میں داخل ہونے کیلئے کلمہ تعظیم متعین ہے جیسے اللہ اکبر، الحمد للہ۔ اس کے علاوہ دوسرے کلمہ سے نماز میں داخل نہیں ہو سکتے اور نماز سے نکلنے کا شرعی طریقہ سلام ہے لیکن اگر کوئی شخص سلام کی بجائے بات کر لے، کوئی چیز کھا پی لے تو اس کے ساتھ بھی نماز سے نکل جائے گا اسی طرح عقد نکاح میں داخل ہونے کیلئے جو شرعی طریقہ ہے اسی سے داخل ہوں گے کسی دوسرے طریقے سے داخل نہیں ہو سکتے لیکن عقد نکاح سے نکلنے کیلئے شرعی اور غیر شرعی دونوں طریقوں سے نکل جائیں گے۔ غیر شرعی طریقہ پر حکم مرتب ہونے کی اکیس مثالیں صفحہ نمبر 408 تا 411 پر ملاحظہ کیجئے۔

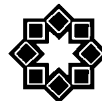
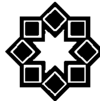
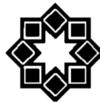
مغالطہ نمبر 7:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا بدعت ہے اور حدیث میں ہے ہر بدعت مردود ہے لہذا تین طلاقیں بھی مردود ہوں گی اور واقع نہ ہوں گی۔

جواب:

بدعت کے دو معنی ہیں (۱) بدعت کا معنی خلاف شرع کام کرنا یہ حرام اور معصیت ہے اسی معنی میں فقہاء نے خلاف شرع طلاق کو طلاق بدعی کہا ہے (۲) اپنی

طرف سے کوئی نیا حکم ایجاد کر کے اس کو دین وشریعت کا جزء بنا دینا اور اس کو دینی وشرعی حکم سمجھنا۔حدیث میں یہی دوسرا معنی مراد ہے جو ہمارے دین میں نئی چیز پیدا کرے وہ مردود ہے وہ ہرگز ہرگز شرعی حکم نہ ہوگا جیسے ایک اور حدیث میں ہے **فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ** (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۹۷) بلاشبہ دین میں ہرنئی پیدا کردہ چیز بدعت ہے اکٹھی تین طلاقیں اس معنی میں بدعت نہیں بلکہ پہلے معنی کے لحاظ سے بدعت ہیں یعنی حرام ومعصیت ہیں لیکن اس کے باوجود جمہور محدثین وفقہاء کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں پس اکٹھی تین طلاقیں اس حدیث کا مصداق نہیں بن سکتیں البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ،امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ ،امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں اور غیر مقلدین کا دعوی یہ ہے کہ ہمارے (خودساختہ) مذہب کی بنیاد ان محدثین کی تحقیقات واجتہادات پر ہے غیر مقلدین کی کتابیں مذکورہ بالا محدثین کے اقوال سے بھری ہوئی ہیں سوال یہ ہے کہ جو محدثین بدعت کو سنت کہتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں یا نہیں ؟ اور ان کے اقوال سے دلیل پکڑنا درست ہے یا نہیں؟ کیا غیر مقلدین اپنی کتابوں سے ایسے محدثین کے اقوال ختم کرنے کیلئے تیار ہیں اور کیا وہ ان کی کتابوں سے آئندہ حوالہ پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ منکرین فقہ ایسے محدثین کی بات کو بھی حجت بناتے ہیں جو بدعت کو سنت کہتے ہیں۔

باب سوم: مسئلہ حلالہ کی وضاحت

قرآن وحدیث میں حلالہ کی حقیقت اور حلالہ کا حکم یعنی جواز بیان کیا گیا ہے

سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳۰ میں اللہ تعالی نے فرمایا (دو طلاق کے بعد) پھر اگر خاوند نے تیسری طلاق دیدی تو یہ عورت اس آدمی کیلئے حلال نہیں جب تک (عدت کے بعد) دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔اور حدیث پاک میں ہے کہ دوسرا خاوند اس کے ساتھ صحبت بھی کرے پھر اگر دوسرے خاوند نے اس کو طلاق دیدی تو (بعد از عدت) پہلا خاوند اور یہ عورت ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں (یعنی نکاح کرلیں) تو ان پر کوئی گناہ نہیں پس عورت کا نکاح ثانی کے مراحل سے گذر کر پہلے خاوند کیلئے حلال ہوجانے کو حلالہ کہا جاتا ہے۔

طلاق سے بچنے کی شرعی تدابیر

طلاق حلال ومباح ہونے کے باوجود اللہ تعالی کے نزدیک یہ فعل انتہائی قبیح ،مبغوض اور ناپسندیدہ ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے یہود کی جادوگری کی قباحت بیان کرنے کے بعد خاص طور پر اس جادو کی قباحت ومذمت کی ہے جس کے ذریعے خاوند بیوی کو ایک دوسرے سے جدا کردیا جائے۔شیطان بھی اپنے کارندوں کی کارگذاری سن کر اس پر سب سے زیادہ خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اس کو پیار کرتا ہے جو خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔خاوند بیوی کو طلاق جیسی قبیح ومبغوض ترین چیز سے بچانے اور دور رکھنے کیلئے اسلامی احکامات وتعلیمات میں ایسے قوانین اور ایسی تدابیر اختیار کی گئی ہیں کہ اگر ان کے مطابق ازدواجی زندگی استوار کی جائے تو نہ صرف یہ کہ ایسے گھرانے طلاق جیسی مبغوض ترین چیز کی ٹیسوں سے بچے رہیں گے بلکہ ہزاروں خوشیوں سے مالامال بھی ہوں گے چنانچہ۔

(1)......اولاد بالخصوص لڑکیوں کو چاہیئے کہ وہ ازدواجی زندگی کا فیصلہ خود کرنے کی بجائے اس

معاملہ میں اپنے ماں باپ پر اور اپنے بڑوں پر اعتماد کریں کہ اکثر جوانی اور ناپختہ ذہنی کے فیصلے جذبات اور ناتجربہ کاری کی بنیاد پر ہوتے ہیں جبکہ ماں باپ کے فیصلے زندگی بھر کے تجربات ومشاہدات اور عقل پر مبنی ہوتے ہیں پھر ماں باپ کی اطاعت کی صورت میں قدم قدم پر ماں باپ اور اپنے بڑوں کا تعاون اور دعائیں بھی شامل حال رہتی ہیں جبکہ سرزور ہونے اور سرکشی کرنے کی صورت میں نہ ان کا تعاون حاصل ہوگا نہ ان کی دعائیں نصیب ہوں گی۔

(2)......ازدواجی زندگی میں منسلک ہونے سے پہلے شرعی اور اخلاقی حدود کی پابندی کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہے کیونکہ ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد جب نکاح کا فیصلہ ہوگا تو غالب یہ ہے کہ طلاق کی نوبت نہ آئے گی۔

(3)......رخصتی کے بعد شوہر اپنی بیوی کو سب سے پہلے بصورت حق مہر تحفہ پیش کرتا ہے اور عورت کی مالی ضرورتوں کی ذمہ داری قبول کرنے اور ضروریات زندگی پوری کرنے کی اہلیت کا عملاً ثبوت فراہم کرتا ہے اور شرفاء طے شدہ حق مہر کے ساتھ مزید اضافہ بھی کر دیتے ہیں اس سے قلبی الفت ومحبت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

(4)......اسلام میں خاوند بیوی کے حقوق متعین کر دیے گئے اور ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے حقوق کے مطالبہ سے زیادہ اپنے ذمہ عائد کردہ حقوق وفرائض کے ادا کرنے کی فکر رکھے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کی اپنی وسعت کے مطابق ضروریات زندگی پوری کرے اور بیوی خاوند کی اطاعت کرے اور پس پشت بھی خاوند کے مال، اولاد اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے (پارہ نمبر ۵)۔

(5)......حسن معاشرت یعنی ادائے حقوق سے بھی بڑھ کر قولاً وفعلاً ایک دوسرے کے لئے آسائش وراحت کا ذریعہ بننا اور باعث پریشانی نہ بننا وعاشروھن بالمعروف یعنی خاوند بیوی وسعت قلبی کے ساتھ باہمی حسن معاشرت اختیار کریں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُكُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَاءِ هِمْ (سنن ترمذی ج۱ص۲۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مؤمنین میں سے ایمان کے اعتبار سے زیادہ کامل وہ لوگ ہیں جو زیادہ اچھے خلق والے ہیں اور تمھارے اچھے اخلاق والے لوگوں میں سے زیادہ اچھے اخلاق والے وہ ہیں جو اپنے اہل وعیال کیلئے خلق اچھا رکھیں یعنی اپنے اہل کے ساتھ حسن خلق ایمان کے کامل ترین ہونے کی علامت ہے۔

(6)......اور اگر مرد کے ادائے حقوق اور حسن معاشرت کے باوجود عورت اپنے شوہر کی فرماں برداری نہ کرے تو

اولاً......خاوند بلاواسطہ یا بالواسطہ عورت کو نصیحت کرے نصیحت ایسی مؤثر بات کو کہتے ہیں جو انسان میں جذبہ عمل پیدا کردے۔

ثانیاً......اگر نصیحت سے عورت میں تبدیلی نہ آئے تو خاوند ظاہری طور پر لیٹنے اور نشست وبرخواست میں اپنی بیوی سے بے رخی اختیار کرے۔

ثالثاً......اگر یہ تدبیر بھی کارآمد ثابت نہ ہو تو خاوند کو حق ہے کہ بیوی کو خفیف درجہ کی زد وکوب کرے مگر چہرے پر مارنا یا دوسرے بدن پر ایسی سخت مار دینا کہ جس سے بدن پر نشان پڑ جائے یہ جائز نہیں (پارہ نمبر۵ مع احادیث)

(7)......اس کے باوجود بھی اگر آپس میں جدال ونزاع (جھگڑے) کی کیفیت حد سے زیادہ بڑھ جائے تو دونوں خاندانوں کے صاحب رائے، معاملہ فہم لوگ اصلاح کی مخلصانہ کوشش کریں اور اگر زوجین کا جدال ونزاع نفرت وعداوت کی حد تک پہنچ جائے حتی کہ ان کے سرپرست اپنی مخلصانہ کوششوں میں ناکام ہو جائیں تو چونکہ ایسی صورت میں نکاح کے اہم

مقاصد یعنی دین وایمان اور عفت و پاکدامنی کی حفاظت نیز روحانی پاکیزگی اور قلبی راحت وسکون اور تربیت اولاد کا حصول ناممکن ہے کہ اس کا دار و مدار خاوند بیوی کی الفت ومحبت اور دل بستگی پر ہے جو یہاں کلیۃً مفقود ہے بلکہ اس کی جگہ نفرت وعداوت پیدا ہو چکی ہے۔ اس لئے شریعت نے خاوند کو بصورت طلاق علیحدگی کا اختیار بھی دیا ہے (پارہ نمبر ۵)

(8)......لیکن اصلاح حال کا ابھی ایک مرحلہ باقی ہے۔ فارسی کا محاورہ ہے ''نادان آں کند کہ کند دانا روز اول لیکن بعد از خرابی بسیار'' دانا جو کچھ پہلے دن کرتا ہے نادان بھی آخر کار وہی کرتا ہے لیکن بہت سی خرابیوں سے گذر کر، ہوسکتا ہے کہ طلاق ہو جانے کے بعد ان کو خود اپنی وجہ سے یا اپنی اولاد کیوجہ سے علیحدہ ہونے پر ندامت اور پچھتاوا ہو تو شریعت نے اس ندامت اور اس کے تدارک کو ملحوظ رکھتے ہوئے طلاق کا شرعی طریقہ یہ بتایا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو طہر کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے ایک طلاق دے کر چھوڑ دے یا صحبت کرنے سے پہلے ایک طہر میں ایک طلاق دے اسی طرح دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ تاکہ اگر شوہر بیوی اپنی ذات یا اپنی اولاد کی وجہ سے ازدواجی زندگی ایک نئے جذبہ اور نئے ولولے کے ساتھ قائم رکھنے کا پختہ ارادہ کرلیں تو پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدت کے اندر قولاً یا فعلاً رجوع کر کے اور عدت کے بعد محض رجوع بالنکاح (یعنی حلالہ کے بغیر تجدید نکاح) کی صورت میں اپنے اس مبارک ارادہ کی تکمیل کر سکتے ہیں قرآن کریم میں اسی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا شاید اللہ تعالی طلاق کے بعد ان کے دل میں ندامت پیدا کر دے۔ لیکن تین طلاق اکٹھی دینے کی صورت میں اس کا تدارک محض رجوع کرنے سے نہ ہو سکے گا بلکہ حلالہ کے بعد نکاح کرنا پڑے گا۔

مشروعیت حلالہ کی حکمت

تین طلاق کے بعد شوہر بیوی کے دوبارہ رشتہ ازدواجیت میں منسلک ہونے کیلئے قرآن وحدیث میں حلالہ جیسی کڑی شرط اور سزا عائد کی گئی ہے جو غیرت مند اور باعزت مرد وعورت دونوں کے حق میں غیرت کے بھی خلاف ہے اور انسانی عز وشرف کے اعتبار سے صرف کڑوا گھونٹ ہی نہیں زہر کا پیالہ پینے کے مترادف ہے اور اسی تلخ پہلو کے اعتبار سے زوجین کیلئے حلالہ سزا بنتی ہے۔

یہ بات کہ حلالہ صرف عورت کیلئے سزا ہے مرد کیلئے نہیں یہ بات وہی کر سکتا ہے جو شرم وحیاء سے عاری اور غیرت وحمیت سے خالی اور پرلے درجے کا دیوث اور بے غیرت ہو۔ قرآن وحدیث میں تین طلاق دینے کی صورت میں اتنی سخت شرط وسزا اس لئے رکھی گئی ہے کہ جب شوہر بیوی کو اس شرط کا پتہ ہوگا تو دونوں تین طلاق سے بچنے کی کوشش کریں گے جیسے قتل کیلئے قصاص اور چوری، ڈکیتی، زنا، تہمتِ زنا اور شراب خوری کیلئے حدود ہیں نیز قسم توڑنے پر کفارہ، اور کفارہ ظہار یہ عقوبات اس لئے مقرر کی گئی ہیں تاکہ مجرمین قصاص اور حدود وکفارات کے خوف سے ان جرائم سے بچیں پس حلالہ جیسی عقوبتی شرط اور دشوار مرحلہ کی وجہ سے تین طلاق کی نوبت بہت کم آئے گی پس اس شرط لگانے سے شریعت کا مقصود انسانیت کی تذلیل نہیں بلکہ حلالہ جیسی کڑی شرط کے ذریعے زوجین کو تین طلاقوں والی ذلت سے بچانا مقصود ہے لیکن جب سے منکرین فقہ (اہل حدیث) کی جانب سے تین طلاقوں کے ایک ہونے کا بدعی گشتی فتوی جاری ہوا ہے تین طلاقوں کا رواج عام ہو گیا ہے بلکہ تین طلاقیں ایک کھیل تماشہ بن گیا ہے لیکن اس پر دشمنان فقہ کا بڑا گرو (شیطان) اور چیلے سب خوش ہیں کہ اس سے حرام کاری بھی فروغ پا رہی ہے اور اس حرام کاری کے نتیجے میں امریکہ کے حرامی فوجیوں کی طرح حرام کاروں، طلاق زادوں اور حرام زادوں کا بڑا ابلیسی لشکر بھی تیار ہو رہا ہے۔ اور منکرین فقہ (اہل حدیث) کا مذہب بھی ترقی کر رہا ہے۔

حلالہ کی اقسام۔

حلالہ کی دو قسمیں ہیں (۱) حلالہ شرعی یعنی وہ حلالہ جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کے موافق ہو (۲) حلالہ غیر شرعی جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہو

حلالہ شرعی

حلالہ شرعی کی دوصورتیں ہیں (۱) تین طلاقوں کی عدت گذارنے کے بعد عورت شرعی طریقہ کے مطابق کسی اور آدمی کے ساتھ نکاح کرے اور دونوں کی نیت مستقل ازدواجی زندگی گذارنے کی ہواور وہ شوہر اپنی اس بیوی سے صحبت بھی کرلے ازاں بعد اس دوسرے خاوند نے اس عورت کو ازخود طلاق دیدی یا وہ فوت ہوگیا اور عورت نے عدت گذارلی تو حلالہ کی شرط پوری ہوگئی اور عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہوگئی اب اگر یہ عورت اوراس کا پہلا شوہر باہمی دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔

(۲) تین طلاقوں کی عدت گذارنے کے بعد عورت شرعی طریقہ کے مطابق کسی اورآدمی کے ساتھ نکاح کرے اور بوقت نکاح طلاق کی شرط قطعاً نہ رکھی جائے اور نئے خاوند کے دل میں محض جنسی لذت اور ہوس پوری کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ نکاح وطلاق کے ذریعے حلالہ کی شرط پوری کرکے اس عورت اوراس کے سابقہ شوہر کے گھر کو آباد کرنے اوران کی اولاد کو برباد ہونے سے بچانے کی نیت ہوتو یہ شخص حسن نیت کی بناء پر عنداللہ ماجور ہوگا۔

۞......حافظ بدرالدین العینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَفِي الْإِسْبِيْجَابِيِّ لَوْ تَزَوَّجَهَا بِنِيَّةِ التَّحْلِيْلِ مِنْ غَيْرِ شَرْطٍ حَلَّتْ لِلْأَوَّلِ وَلَا يُكْرَهُ (البنایۃ شرح الہدایہ ج۵ ص۴۸۱)

اسیجابی میں ہے کہ اگر آدمی نے تین طلاق والی عورت کے ساتھ اس نیت کے ساتھ نکاح کیا تاکہ وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہوجائے تو اس نیت کے ساتھ نکاح کرنے میں

کوئی کراہت نہیں (بشرطیکہ نکاح کے وقت حلالہ کی شرط کا ذکر نہ کیا جائے)۔

۞......ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ کا قول

قَالَ اَبُوْ الزِّنَادِ اِنْ لَّمْ يَعْلَمْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا فَلَا بَأْسَ بِالنِّكَاحِ وَتَرْجِعُ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ (الاستذکار ج۵ ص۴۴۹، فتح المالک بتبویب التمہید ج ۷ ص۱۸۸)

ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر دوسرا شوہر پہلے خاوند کیلئے عورت کو حلال کرنے کی نیت کرے اور پہلے خاوند اور اس کی مطلقہ بیوی کو اس کا علم نہ ہو تو دوسرے نکاح میں کوئی حرج نہیں اور وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی۔

۞......لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا قول

قَالَ اللَّيْثُ فَاِنْ تَزَوَّجَهَا ثُمَّ فَارَقَهَا لِتَرْجِعَ اِلٰى زَوْجِهَا وَلَمْ يُعْلِمْهَا بِذٰلِكَ وَاِنَّمَا ذٰلِكَ مِنْهُ اِحْسَانًا فَلَا بَأْسَ بِاَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ

(مختصر اختلاف العلماء للطحاوی ج۱ ص۴۸۰)

لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تین طلاق والی عورت کے ساتھ نکاح کیا (اور بعد از صحبت) اس کو جدا کر دیا تاکہ وہ عورت پہلے خاوند کی طرف جائز طریقہ کے ساتھ لوٹ جائے اور وہ آدمی اس عورت کو یہ نہ بتائے اور اس میں اس کی نیت جنسی لذت کی نہ ہو بلکہ پہلے خاوند اور اس کی بیوی کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ ہو کہ وہ عورت پہلے خاوند کی طرف لوٹ جائے تو کوئی گناہ نہیں

۞......قاسم رحمۃ اللہ علیہ، سالم رحمۃ اللہ علیہ، عروہ رحمۃ اللہ علیہ، شعبی رحمۃ اللہ علیہ، ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول

وَقَالَ الْقَاسِمُ وَالسَّالِمُ وَعُرْوَةُ وَالشَّعْبِيُّ لَا بَأْسَ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا لِيُحِلَّهَا اِذَا لَمْ يَعْلَمْ بِذٰلِكَ الزَّوْجَانِ وَهُوَ مَاجُوْرٌ بِذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ

رَبِيْعَةَ وَيَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ (شرح البخاری لابن بطال ج ۷ ص ۴۸۱، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۳۶، فتح المالک بتبویب التمہید ج ۷ ص ۱۸۸، الاستذکار ج ۵ ص ۴۴۹، مختصر اختلاف العلماء للطحاوی ج ۱ ص ۴۸۱)

قاسم رحمۃ اللہ علیہ، سالم رحمۃ اللہ علیہ، عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی عورت کے ساتھ اس نیت سے نکاح کرے تاکہ وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے جب پہلے خاوند، بیوی کے علم میں یہ بات نہ آئے اس نیت کی وجہ سے اس دوسرے آدمی کو ثواب بھی ہوگا ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔

۞......داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

وَقَالَ دَاوٗدُ لَابُعْدَ اَنْ يَّكُوْنَ مُرِيْدَالنِّكَاحِ لِلْمُطَلَّقَةِ لِيُحِلَّهَالِلزَّوْجِ مَاْجُوْرًااِذَالَمْ يَشْرِطْهُ فِيْ الْعَقَدِ لِاَنَّهٗ قَصَدَ اِرْفَاقَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ وَاِدْخَالَ السُّرُوْرِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ نَادِمًا (تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب ج ۴ ص ۳۲۸، حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب ج ۱۱ ص ۱۸۵ فتح المالک بتبویب التمہید ج ۷ ص ۱۸۸، الاستذکار ج ۵ ص ۴۴۹، حاشیۃ الجمل ج ۱۷ ص ۳۹)

داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تین طلاق والی عورت سے اس نیت کے ساتھ کوئی آدمی نکاح کرے تاکہ وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے تو کوئی بعید نہیں کہ اس پر اس کو اجر دیا جائے بشرطیکہ عقد میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے۔ کیونکہ اس آدمی نے اپنے پریشان مسلمان بھائی کو نفع پہنچانے اور خوش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

۞......مشائخ حنفیہ کا قول

وَقَالَ بَعْضُ مَشَائِخِنَااِذَاتَزَوَّجَهَا لِيُحِلَّهَالِلْاَوَّلِ فَهٰذَاالثَّانِيْ مَاْجُوْرٌ فِيْ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ نَوٰى اَنْ يَّصِلَ الْاَوَّلُ اِلَى الْحَلَالِ بِمَا هُوَ مُبَاحٌ وَلَيْسَ فِيْهِ اِبْطَالُ

حَقٍّ عَلٰی اَحَدٍ فَلَا اِضْرَارَ بِالْغَیْرِ (البنایۃ شرح الہدایۃ ج ۵ ص ۴۸۱، المحیط البرہانی ج ۳ ص ۳۶۸)

اور ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جب تین طلاق والی عورت کے ساتھ اس نیت سے نکاح کرے کہ وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے تو اس دوسرے خاوند کو اس میں اجر وثواب ہوگا کیونکہ اس کی نیت یہ ہے کہ پہلا خاوند جائز طریقہ کے ساتھ حلال کی طرف پہنچ جائے اور اس میں کسی کے حق کا نہ ابطال ہے نہ نقصان ہے۔

……علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

یُکْرَہُ التَّزَوُّجُ بِشَرْطٍ اَنْ یُّحِلَّھَا لَہٗ یُرِیْدُ بِہٖ بِشَرْطِ التَّحْلِیْلِ بِالْقَوْلِ بِاَنْ قَالَ تَزَوَّجْتُکِ عَلٰی اَنْ اُحِلَّکِ لَہٗ اَوْ قَالَتِ الْمَرْاَۃُ ذٰلِکَ وَاَمَّا لَوْ نَوَیَا ذٰلِکَ فِیْ قَلْبِھِمَا وَلَمْ یَشْتَرِطَاہُ بِالْقَوْلِ فَلَا عِبْرَۃَ بِہٖ وَیَکُوْنُ الرَّجُلُ مَاجُوْرًا بِذٰلِکَ لِقَصْدِہِ الْاِصْلَاحَ (تبیین الحقائق ج ۳ ص ۱۶۵، شرح فتح القدیر ج ۴ ص ۳۴)

حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا ممنوع ہے اس سے مراد یہ ہے کہ نکاح کے وقت مرد کہے کہ میں نے تیرے ساتھ اس لیے نکاح کیا ہے تا کہ تو پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے یا یہی بات عورت مرد کو کہے لیکن اگر نیا شوہر اور مطلقہ عورت فقط دل میں یہ نیت رکھیں اور بوقت نکاح یہ شرط نہ لگائیں تو اس میں کراہت نہیں بلکہ مرد کو اس میں اجر وثواب ہوگا کیونکہ اس نے اصلاح کا ارادہ کیا ہے

صلح کرنا، کرانا باعث اجر ہے

خاوند بیوی کے درمیان نزاع وفساد کو رفع کرنے کیلئے اصلاح کے ارادہ سے کوشش کرنا قرآن کریم میں منصوص ہے اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا (پ ۵) اگر مرد وعورت کے متولیان اصلاح کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا دوسری جگہ ہے وَالصُّلْحُ خَیْرٌ (صلح کرنے میں خیر ہے) قرآن کریم میں

ہے لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور حدیث میں ہے لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ (صحیح بخاری ج 1 ص 371) وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان (کوئی جھوٹی بات بنا کر) صلح کراتا ہے پس لعنت اس جھوٹے آدمی پر ہے جو مفاد پرستی یا دوسرے کی ایذاء رسانی کیلئے جھوٹ بولتا ہے لیکن جو آدمی صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے لہذا خاوند بیوی کے درمیان اصلاح کا ارادہ کرنا کتاب اللہ کے لحاظ سے مطلوب اور مرغوب فیہ چیز ہے اس لیے یہ نکاح، نکاح معصیت نہیں، نکاح رغبت ہے، نکاحِ رغبت سے مراد وہ نکاح ہے جو باعث اجر ہو، اس لئے عورت کے نکاحِ ثانی کیلئے ایسا آدمی منتخب کرنا چاہیئے جو عورت اور اس کے سابقہ خاوند اور ان کی اولاد کا ہمدرد و خیر خواہ ہو اور ان کے گھر کو آباد دیکھنا چاہتا ہو۔ تاکہ وہ بغیر کسی شرط اور مطالبہ کے ازخود طلاق دیدے اس کی تائید میں مندرجہ ذیل واقعہ ملاحظہ کیجئے۔

قصہ اُرَینَب بنت اسحاق

اُرَینَب بنت اسحاق اپنے زمانے میں حسن و جمال کے اعتبار سے بے مثال اور کثیر المال عورت تھی اس کے ساتھ عبد اللہ بن سلام قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے نکاح کیا عبد اللہ نے موتیوں کی مہر زدہ متعدد تھیلیاں بطور امانت اپنی بیوی کے سپرد کیں کچھ عرصہ بعد عبد اللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا کر ارینب کو تین طلاقیں دیدیں عدت کے بعد حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ارینب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کیا ازاں بعد عبد اللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موتیوں والی امانت ارینب سے واپس لینے کیلئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بات کی اس پر عبد اللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، اور ارینب کے درمیان جو بات چیت ہوئی اور جو نتیجہ نکلا وہ ملاحظہ فرمائیے

وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدِ اسْتَوْدَعَهَا قَبْلَ فِرَاقِهِ إِيَّاهَا بَدْرَاتٍ مَمْلُوءَةً دُرًّا كَانَ ذٰلِكَ الدُّرُّ أَعْظَمَ مَالِهِ وَأَحَبَّهُ إِلَيْهِ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ رَاجِعًا إِلَى الْعِرَاقِ وَهُوَ يَذْكُرُ مَالَهُ الَّذِي كَانَ اسْتَوْدَعَهَا وَلَا يَدْرِي كَيْفَ يَصْنَعُ فِيهِ وَأَنّٰى يَصِلُ إِلَيْهِ وَيَتَوَقَّعُ جُحُودَهَا عَلَيْهِ لِسُوءِ فِعْلِهِ بِهَا وَطَلَاقِهِ إِيَّاهَا عَلٰى غَيْرِ شَيْءٍ أَنْكَرَهُ مِنْهَا وَلَا نِقْمَةَ عَلَيْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْعِرَاقَ لَقِيَ الْحُسَيْنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ قَدْ عَلِمْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ الَّذِي كَانَ مِنْ قَضَاءِ اللّٰهِ فِي طَلَاقِ أُرَيْنَبَ بِنْتِ إِسْحَاقَ وَكُنْتُ قَبْلَ فِرَاقِي إِيَّاهَا قَدِ اسْتَوْدَعْتُهَا مَالًا عَظِيمًا دُرًّا وَّكَانَ الَّذِي كَانَ وَلَمْ أَقْبِضْهُ وَوَاللّٰهِ مَا أَنْكَرْتُ مِنْهَا فِي طُولِ مَا صَحِبْتُهَا فَتِيلًا وَّلَا أَظُنُّ بِهَا إِلَّا جَمِيلًا فَذَكِّرْهَا أَمْرِي وَاحْضُضْهَا عَلَى الرَّدِّ عَلَيَّ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحْسِنُ عَلَيْكَ ذِكْرَكَ وَيُجْزِلُ بِهِ أَجْرَكَ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ الْحُسَيْنُ إِلٰى أَهْلِهِ قَالَ لَهَا قَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَّهُوَ يُحْسِنُ الثَّنَاءَ عَلَيْكِ وَيَحْمِلُ النَّشْرَ عَنْكِ فِي حُسْنِ صُحْبَتِكِ وَمَا أَنَسَهُ قَدِيمًا مِنْ أَمَانَتِكِ فَسَرَّنِي ذٰلِكِ وَأَعْجَبَنِي وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ اسْتَوْدَعَكِ مَالًا قَبْلَ فِرَاقِهِ إِيَّاكِ فَأَدِّي إِلَيْهِ أَمَانَتَهُ وَرُدِّي عَلَيْهِ مَالَهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ إِلَّا صِدْقًا وَلَمْ يَطْلُبْ إِلَّا حَقًّا قَالَتْ صَدَقَ قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَوْدَعَنِي مَالًا لَا أَدْرِي مَا هُوَ وَإِنَّهُ لَمَطْبُوعٌ عَلَيْهِ بِطَابِعِهِ مَا أُخِذَ مِنْهُ شَيْءٌ إِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا فَأَثْنٰى عَلَيْهَا الْحُسَيْنُ خَيْرًا وَقَالَ بَلْ أُدْخِلُهُ عَلَيْكِ حَتّٰى تُبْرِئِي إِلَيْهِ مِنْهُ كَمَا دَفَعَهُ إِلَيْكِ ثُمَّ لَقِيَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ مَا أَنْكَرَتْ مَالَكَ وَزَعَمَتْ أَنَّهُ لَكَمَا دَفَعْتَهُ إِلَيْهَا بِطَابِعِكَ فَادْخُلْ يَا هٰذَا عَلَيْهَا وَتَوَفَّ مَالَكَ مِنْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ أَوَ تَأْمُرُ بِدَفْعِهِ إِلَيَّ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ لَا حَتّٰى تَقْبِضَهُ مِنْهَا كَمَا دَفَعْتَهُ إِلَيْهَا وَتُبْرِئُهَا مِنْهُ إِذَا أَدَّتْهُ فَلَمَّا دَخَلَا عَلَيْهَا قَالَ لَهَا الْحُسَيْنُ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ جَاءَ يَطْلُبُ وَدِيعَتَهُ فَأَدِّيهَا إِلَيْهِ كَمَا قَبَضْتِيهَا مِنْهُ فَأَخْرَجَتِ الْبَدْرَاتِ فَوَضَعَتْهَا

بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَتْ لَهُ هٰذَامَالُكَ فَشَكَرَ لَهَا وَأَثْنٰى عَلَيْهَاوَخَرَجَ الْحُسَيْنُ فَفَضَّ عَبْدُ اللّٰهِ خَاتَمَ بَدْرِهِ فَحَثَالَهَامِنْ ذٰلِكَ الدُّرِّ حَثَوَاتٍ وَقَالَ خُذِىْ فَهٰذَاقَلِيْلٌ مِّنِّىْ لَكِ وَاسْتَعْبَرَا جَمِيْعًا حَتّٰى تَعَالَتْ أَصْوَاتُهُمَابِالْبُكَاءِ أَسَفًاعَلٰى مَاابْتُلِيَابِهٖ فَدَخَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَاوَقَدْ رَقَّ لَهُمَالِلَّذِىْ سَمِعَ مِنْهُمَافَقَالَ أُشْهِدُ اللّٰهَ أَنَّهَا طَالِقٌ ثَلَاثًا اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّىْ لَمْ أَسْتَنْكِحْهَارَغْبَةً فِىْ مَالِهَاوَلَاجَمَالِهَاوَلٰكِنِّىْ أَرَدْتُّ إِحْلَالَهَا لِبَعْلِهَاوَثَوَابَكَ عَلٰى مَاعَالَجْتُهُ فِىْ أَمْرِهَافَأَوْجِبْ لِىْ بِذٰلِكَ الْأَجْرَ وَأَجْزِلْ لِىْ عَلَيْهِ الذُّخْرَ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَلَمْ يَأْخُذْ مِمَّاسَاقَ إِلَيْهَافِىْ مَهْرِهَا قَلِيْلًاوَلَاكَثِيْرًا وَقَدْكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ سَأَلَ ذٰلِكَ أُرَيْنَبَ أَيِ التَّعْوِيْضَ عَلَى الْحُسَيْنِ فَأَجَابَتْهُ إِلٰى رَدِّ مَالِهٖ عَلَيْهِ شُكْرًا لِمَاصَنَعَهُ بِهِمَا فَلَمْ يَقْبَلْهُ وَقَالَ الَّذِىْ أَرْجُوْ عَلَيْهِ مِنَ الثَّوَابِ خَيْرٌ لِىْ مِنْهُ فَتَزَوَّجَهَاعَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَعَاشَامُتَحَابَّيْنِ مُتَصَافِيَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُمَااللّٰهُ

(الامامۃ والسیاسۃ ج اص 161 تا 163 مؤلفہ ابن قتیبہ الدینوری المتوفی 276ھ

شرح قصیدہ ابن عبدون ج اص ۱۸۳، مؤلفہ ابن بدرون المتوفی 525ھ

نہایۃ الارب فی فنون الادب ج ٦ ص ١٥٦ مؤلفہ احمد بن عبدالوہاب النویری المتوفی ۷۳۳ھ،

ثمرات الاوراق ج اص ۷۰ مؤلفہ تقی الدین ابی بکر بن حجۃ الحنفی المتوفی ۸۳۷ھ)

عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے اُرَینَب کو جدا کرنے سے پہلے اس کے پاس موتیوں سے بھری چند تھیلیاں امانت رکھیں اور یہ موتی عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم اور محبوب ترین مال تھا جب عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ شام سے عراق کی طرف لوٹ کر آئے تو ان کو اربنب کے پاس ودیعت رکھا ہوا اپنا مال یاد آیا لیکن خاوند بیوی کے درمیان جدائی کی وجہ سے اس مال کے حصول کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ان کو خطرہ تھا کہ ان کی طلاق والی کاروائی کی وجہ سے

اریب بوجہ ناراضگی اس مال سے انکار کردے گی لیکن انھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات کی علیک سلیک کے بعد کہا کہ میں آپ پر قربان! آپ جانتے ہیں کہ اریب بنت اسحاق کی طلاق کے بارے میں جو ہوا قضاء الہی میں یوں ہی تھا اور میں نے اریب کو جدا کرنے سے پہلے موتیوں کا عظیم مال اس کے پاس امانت رکھا تھا اور میں نے طلاق دیدی لیکن وہ مال واپس نہ لیا اور اللہ کی قسم اس کے ساتھ طویل صحبت میں میں نے اس کی طرف سے ایک ذرہ بھی پریشانی نہیں دیکھی اور میں نے اپنے گمان کے مطابق اس میں سوائے خوبی کے کچھ نہیں دیکھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میرا معاملہ اریب سے ذکر کریں اور اس کو مال واپس کرنے کی ترغیب دیں اللہ تعالی حسن وخوبی کے ساتھ آپ کا ذکر خیر قائم رکھے اور اس کے عوض آپ کو اجر جذیل عطاء کرے حضرت حسین رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش رہے جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے تو اپنی بیوی کو کہا کہ عبد اللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ آیا تھا اور وہ آپ کی خوب تعریف کرتا تھا اور آپ کے حسن صحبت اور جو اس نے تجھ میں طویل عرصہ میں امانت دیکھی اس کا ذکر کرتا تھا اس ذکر خیر سے مجھے خوشی ہوئی اور مجھے تعجب ہوا اور اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ اس نے آپ کو جدا کرنے سے پہلے آپ کے پاس مال امانت رکھا تھا آپ وہ امانت ادا کریں اور اس کا مال اس کو واپس دیدیں کیونکہ وہ سچا ہے اور اپنا حق طلب کر رہا ہے اریب نے کہا واقعی اس نے سچ بولا ہے اللہ کی قسم اس نے میرے پاس مال امانت رکھا تھا لیکن میں نہیں جانتی کہ ان تھیلیوں میں کیا ہے کیونکہ اس نے مجھے جس طرح مہر زدہ تھیلیاں دی تھیں وہ اسی طرح اب بھی مہر زدہ ہیں میں نے اِس دن تک ان میں سے کوئی چیز نہیں لی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اریب کی اس نیکی پر تعریف کی اور کہا کہ میں عبد اللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے پاس بلاتا ہوں تاکہ جیسے اس نے یہ مال تیرے سپرد کیا تھا ویسے ہی تو اس کے حوالے کر کے سرخ رو اور بری ء الذمہ ہو جائے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ

نے عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور اس کو بتایا کہ اربنب نے تیرے مال کا انکار نہیں کیا اور اس نے کہا ہے کہ جیسے آپ نے مہر زدہ مال اس کے سپرد کیا تھا وہ اب تک اسی طرح مہر زدہ محفوظ ہے اے عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ آپ میرے ساتھ اربنب کے پاس آئیں اور اس سے اپنا مال وصول کر لیں عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے حسین! میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے جانے کی ضرورت نہیں آپ خود ہی اربنب سے مال لے کر مجھے دے دیجئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے آپ نے خود مال اس کے سپرد کیا تھا ویسے ہی خود وصول کیجئے اور جب وہ مال ادا کر دے تو آپ اس ذمہ داری سے اس کو بری کر دیں چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ اربنب کے پاس گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا یہ عبداللہ بن سلام ہے جو اپنی امانت لینے کیلئے آیا ہے آپ نے جیسے وہ امانت اس سے قبضہ میں لی تھی اسے واپس کر دیجئے اس نے اسی وقت وہ تھیلیاں نکالیں اور عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیں اور کہا یہ آپ کا مال ہے عبداللہ بن سلام نے اربنب کا شکریہ ادا کیا اور اس کی تعریف کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تھیلی کی مہر توڑی اور موتیوں کے کئی لپے بھر کر اربنب کو دیے اور کہا کہ یہ میری طرف سے آپ کیلئے قلیل ہدیہ ہے اس موقع پر جدائی کے غم کی وجہ سے دونوں کے آنسو بہنے لگے اور دونوں کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں اتنے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جدائی پر ان کی آہ و بکاء سن کر پانی پانی ہو گئے پھر کہا! میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اربنب کو تین طلاقیں ہیں یہ کہہ کر اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے اربنب کے مال و جمال کی رغبت کی وجہ سے نکاح نہیں کیا تھا بلکہ میری نیت یہ تھی کہ میرے ساتھ نکاح کے بعد یہ اپنے خاوند کیلئے حلال ہو جائے اور ان کے گھر آباد کرنے کی اس تدبیر پر مجھے ثواب مل جائے (اور عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ اور اربنب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس نیت

وارادے کو نہیں جانتے تھے اور نہ ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ یہ بات ان کے علم میں لائے) پس اے اللہ اس نیکی پر میرے لیے اجر واجب کر دیجئے اور یہ عظیم اجر میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر لیجئے بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جو اریب کو مہر دیا تھا اس میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لی تاہم عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے اریب سے کہا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس نیکی اور بھلائی کے شکریے کے طور پر ان کا دیا ہوا حق مہر واپس کر دے اریب بخوشی اس کیلئے تیار ہو گئیں کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ساتھ بہت احسان کا معاملہ کیا تھا مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حق مہر واپس نہ لیا اور فرمایا کہ میں اس بھلائی پر جس ثواب کی امید رکھتا ہوں وہ میرے لیے اس مال سے بہتر ہے اس کے بعد عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے اریب کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا اور دونوں نے موت تک آپس میں سچی محبت اور صدق دل کے ساتھ مخلصانہ زندگی گذاری۔

حلالہ شرعی کے استہزاء کا حکم

حلالہ شرعی قرآن کی نص قطعی کے ساتھ ثابت ہے اس لئے یہ کہہ کر اس کا استہزاء و تضحیک کرنا اور مذاق اڑانا کہ "عورت بیچاری دا کی قصور اے، اوہ حلالہ کیوں کراوے۔ اوئے حلالہ اوہو کراوے جہدا قصور اے، جہڑا تن طلاقاں دیندا اے، کرے کوئی تے بھرے کوئی، ایوی کوئی انصاف اے" ایسے کلمات کفریہ ہیں ایسے لوگوں کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیے۔

حلالہ غیر شرعی

حلالہ غیر شرعی کی صورت یہ ہے کہ بوقت نکاح شرط طے کر لی جائے کہ دوسرا خاوند صحبت کرنے کے بعد لازماً اس عورت کو طلاق دیدے گا یا شرط تو طے نہ کی جائے لیکن دوسرے خاوند کی نیت مستقل ازدواجی زندگی گذارنے کی نہ ہو اور نہ ہی

عورت اور اس کے سابقہ شوہر کے گھر کو آباد کرنے کی نیت ہو بلکہ محض جنسی لذت اور قضاء شہوت کی نیت ہو تو یہ حلالہ غیر شرعی ہے۔

حلالہ غیر شرعی کا حکم

حلالہ غیر شرعی حرام، معصیت اور گناہ ہے۔ حدیث پاک میں اسی حلالہ کی مذمت کی گئی ہے اور اسی کو حدیث میں فعل لعنت قرار دیا گیا ہے اور ایسے آدمی کو تیس مستعار (جفتی کیلئے مانگا ہوا بکرا) کہا گیا ہے۔ تاہم ایسا نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور ازدواجی تعلق اور طلاق کے بعد حلالہ والی شرط پوری ہو جاتی ہے اور وہ عورت اپنے پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جاتی ہے۔

مؤیدات

۞......شمس الدین سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَذُكِرَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ لِيُحِلَّهَا لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ لَمْ يَأْمُرْهُ الزَّوْجُ بِذَلِكَ وَلَا الْمَرْأَةُ قَالَ :هَذَا مَا يَجُوزُ ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَبِهِ نَأْخُذُ ؛ لِأَنَّهُ تَزَوَّجَهَا نِكَاحًا مُطْلَقًا ، وَالنِّكَاحُ سُنَّةٌ مَرْغُوبٌ فِيهَا ، وَإِنَّمَا قَصَدَ بِذَلِكَ ارْتِفَاعَ الْحُرْمَةِ بَيْنَهُمَا لِيَمْنَعَهُمَا بِذَلِكَ عَلَى ارْتِكَابِ الْمُحَرَّمِ وَيُوصِلَهُمَا إلَى مُرَادِهِمَا بِطَرِيقٍ حَلَالٍ فَتَكُونَ إعَانَةٌ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى ، وَذَلِكَ مَنْدُوبٌ إلَيْهِ ، فَالظَّاهِرُ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نَادِمٌ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ مِنْ سُوءِ الْخُلُقِ خُصُوصًا إذَا كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فَلَوْ امْتَنَعَ الثَّانِي مِنْ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا لِيُحِلَّهَا لِلْأَوَّلِ رُبَمَا يَحْمِلُهَا النَّدَمُ أَوْ فَرْطُ مَيْلِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إلَى صَاحِبِهِ عَلَى أَنْ يَتَزَوَّجَهَا مِنْ غَيْرِ مُحَلِّلٍ فَهُوَ يَسْعَى إلَى إتْمَامِ مُرَادِهِمَا عَلَى وَجْهٍ يَنْدُبَانِ إلَيْهِ

فِی الشَّرْعِ فَیَکُونُ مَأْجُورًا فِیهِ ، وَفِی نَظِیرِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ أَقَالَ نَادِمًا أَقَالَهُ اللَّهُ عَثَرَاتِهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ) ، فَإِذَا تَقَرَّرَ هَذَا تَبَیَّنَ أَنَّ الْحِلَّ یَحْصُلُ بِدُخُولِ الزَّوْجِ الثَّانِی بِهَا ، وَإِنْ کَانَ مُرَادُهُ أَنْ یُحِلَّهَا لِلْأَوَّلِ ، فَإِذَا تَزَوَّجَهَا بِهَذَا الشَّرْطِ بِأَنْ قَالَتْ الْمَرْأَةُ لَهُ :تَزَوَّجْنِی فَحَلِّلْنِی أَوْ قَالَ لَهُ الزَّوْجُ الْأَوَّلُ :تَزَوَّجْ هَذِهِ الْمَرْأَةَ فَحَلِّلْهَا لِی أَوْ قَالَ الثَّانِی لِلْمَرْأَةِ : أَتَزَوَّجُكِ فَأُحَلِّلُكِ لِلْأَوَّلِ فَهَذَا مَكْرُوهٌ ، وَهُوَ مَعْنَی قَوْلِهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ (لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ (أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوا بَلَی قَالَ هُوَ الرَّجُلُ یَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَیُحَلِّلُهَا لِزَوْجٍ کَانَ لَهَا قَبْلَهُ) وَلَکِنْ مَعَ هَذَا یَجُوزُ النِّکَاحُ وَیَثْبُتُ الْحِلُّ لِلْأَوَّلِ بِدُخُولِ الثَّانِی بِهَا عِنْدَ أَبِی حَنِیفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ ؛ لِأَنَّ هَذَا الْمَنْهِیَّ لِمَعْنًی فِی غَیْرِ النِّکَاحِ فَلَا یَمْنَعُ صِحَّةَ النِّکَاحِ وَالدُّخُولُ بِالنِّکَاحِ الصَّحِیحِ یُحِلُّهَا لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ ثَبَتَ ذَلِكَ بِالسُّنَّةِ ،

(المبسوط ج ۳۰ ص ۲۲۸ باب الصلح)

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر عورت کی عدت گذر گئی پھر اس عورت کے ساتھ دوسرے آدمی نے اس نیت کے ساتھ نکاح کیا تا کہ وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے لیکن پہلے خاوند بیوی نے اس آدمی کو یہ حکم نہیں دیا (اس نے از خود ان کے گھر کو آباد کرنے کی نیت سے نکاح کیا جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اریںب کے ساتھ نکاح کیا تھا، ناقل) حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ جائز ہے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا قول بھی یہی ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں کیونکہ اس آدمی نے اس عورت کے ساتھ بلا شرط نکاح کیا ہے اور نکاح ایسی سنت ہے جس کی ترغیب دی گئی ہے اور اس دوسرے آدمی کی اس نکاح میں نیت پہلے خاوند

بیوی کے درمیان حرمت کو اٹھانا ہے تا کہ یہ اس عورت کو اس نکاح کے ذریعے حلال کر کے ان دونوں کو حرام کے ارتکاب سے بچائے اور ان کو حلال طریقے کے ساتھ ان کی مراد تک پہنچائے پس یہ نیکی اور تقوی پر اعانت ہے اور یہ امر مستحب ہے پس ظاہر یہ ہے کہ خاوند بیوی میں سے ہر ایک اپنی بد خلقی پر نادم ہوئے خصوصا جب کہ وہ صاحب اولاد بھی ہوں پس اگر دوسرا آدمی اس عورت کو پہلے خاوند کیلئے حلال کرنے کی نیت سے نکاح نہ کرے تو عین ممکن ہے کہ خاوند بیوی کی ندامت اور ان کا ایک دوسرے کی طرف میلان ان کو اس بات پر برانگیختہ کرے کہ وہ بغیر حلالہ کے نکاح کریں اور (نکاح کر کے) زندگی بھر حرام کاری کرتے رہیں اور حرامی اولاد جنتے رہیں پس یہ آدمی نکاح کے ذریعے کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے مقصود کو اس طریقہ کے ساتھ پورا کریں جو طریقہ شریعت میں بتایا گیا ہے اس لیے یہ شخص اس نیک نیتی کی وجہ سے ماجور ہوگا اور ایسے ہی موقع پر رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے نادم آدمی کی ندامت کا ازالہ کیا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی ندامتوں کا ازالہ فرمائیں گے جب یہ بات ثابت ہو چکی اس سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ دوسرے خاوند کے اس عورت کے ساتھ جماع کرنے کے ساتھ وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جاتی ہے اگر چہ بوقت نکاح اس آدمی کی نیت اس عورت کو پہلے خاوند کیلئے حلال کرنے کی ہو لیکن اگر نکاح میں یہ شرط رکھی گئی مثلاً عورت مرد کو کہتی ہے کہ تو میرے ساتھ نکاح کر صرف مجھے حلال کرنے کیلئے یا پہلا خاوند اس دوسرے آدمی کو کہتا ہے کہ تو اس عورت کے ساتھ نکاح کر اور اس کو میرے لئے حلال کر یا دوسرا آدمی عورت کو کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرتا ہوں تا کہ میں تجھے پہلے خاوند کیلئے حلال کر دوں تو اس شرط کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان "کہ اللہ کی لعنت ہے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر نیز آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں خبر نہ دوں عاریت پر حاصل کیے ہوئے بکرے کی صحابہ کرام نے فرمایا جی ہاں ارشاد فرمائیے

آپ نے فرمایا کہ یہ وہ آدمی ہے جو عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے تا کہ اس کو پہلے خاوند کیلئے حلال کر دے'' کا مکمل ومصداق یہی مشروط نکاح ہے (جو حلالہ غیر شرعی ہے) لیکن اس طریقہ نکاح کے غیر شرعی ہونے کے باوجود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور جب دوسرا خاوند اس عورت کے ساتھ صحبت کرلے تو وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جاتی ہے اس مشروط نکاح کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مروت اور انسانی عز وشرف کے خلاف ہے لیکن شرائط نکاح کے اعتبار سے یہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور مروت اور عز وشرف کے خلاف ہونا صحت نکاح میں مانع نہیں اور نکاح صحیح کے ساتھ دوسرے خاوند کا عورت کے ساتھ صحبت کرنا پہلے خاوند کیلئے حلت کا موجب بن جاتا ہے اور اس کا موجب حلت ہونا حدیث کے ساتھ ثابت ہے۔

خلاف شرع طریقہ پر حکم کا مرتب ہونا

شریعت میں اور غیر مقلدین کے مذہب میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ خلاف شریعت طریقہ اختیار کرنے پر حکم مرتب ہو جاتا ہے چنانچہ۔

(1)......حیض کی حالت میں طلاق دینا غیر شرعی اور گناہ ہے مگر واقع ہو جاتی ہے۔

(2)......جس طہر میں صحبت کی ہو اس میں طلاق دینا غیر شرعی اور گناہ ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے

(3)......اس شرط پر نکاح کرنا کہ شوہر بیوی کو حق مہر نہ دے گا غیر شرعی ہے مگر نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور مہر مثلی (یعنی اس جیسی عورتوں کا جتنا عرف میں مہر ہوتا ہے) واجب ہوتا ہے۔

(4)......اس شرط پر نکاح کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ صحبت نہ کرے گا یا دوسرا نکاح نہ کرے گا غیر شرعی ہے مگر نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

(5)......روزہ میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا حرام اور گناہ ہے مگر روزہ ہو جاتا ہے۔

(6)......حج کے دوران بیوی کے ساتھ بے حجابی کی باتیں کرنا، گالی گلوچ اور جھگڑا کرنا غیر

شرعی طریقہ ہے مگر حج ہو جاتا ہے۔

(7)......بیوی کو یہ کہنا کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے جھوٹ اور بری بات ہے مگر اس سے ظہار منعقد ہو جاتا ہے اور کفارہ ظہار ادا کرنے تک بیوی حرام ہو جاتی ہے۔

(8)......جان بوجھ کر جماعت کے بغیر تنہا نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے حتی کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کو جلا دینے کی وعید سنائی مگر تنہا پڑھی گئی نماز صحیح ہے۔

(9)......جانور کو کند چھری کے ساتھ ذبح کرنا غیر شرعی ہے مگر رگیں کٹ جانے کی صورت میں جانور حلال ہے۔

(10)......برہنہ حالت میں نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۲)

(11)......نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۲)

(12)......نجس کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ۲۲)

(13)......نجس جگہ پر نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک نماز صحیح ہے ۔ (عرف الجادی ص ۲۱)

(14)......نجاست اٹھا کر نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک نماز صحیح ہے۔ (بدور الاہلہ ص ۳۹)

(15)......امام کا بے وضوء نماز پڑھانا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ (نزل الابرار ج ا ص ۱۰۱)

(16)......امام کا جنابت کی حالت میں نماز پڑھانا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے

نزدیک مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ (نزل الابرار ج اص ۱۰۲)

(17)......مسلمانوں کا کافر امام کے پیچھے نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ (نزل الابرار ج اص ۱۰۲)

(18)......عورت کا برہنہ ہو کر دوسری عورتوں یا محارم کے سامنے نماز پڑھنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک نماز صحیح ہے حالانکہ احادیث میں ایک دوسرے کے ستر دیکھنے پر لعنت کی گئی ہے۔ (بدور الاہلہ ۳۹)

(19)......باپ کا بہو کے ساتھ، بیٹے کا ماں کے ساتھ وطی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک باپ اور بیٹے دونوں کا نکاح صحیح ہے (نزل الابرار ج ۲ ص ۲۸، ۸۰)

(20)......ایک مجلس میں تین طلاقیں دے کر ایک واقع کرنا غیر شرعی طریقہ ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک اس سے ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

(21)......قرآن کریم پ ۲ میں طلاق رجعی کے بعد عورت کو نقصان پہنچانے کی نیت سے اپنے پاس روکنے اور رجوع کرنے سے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس بدنیتی کے ساتھ رجوع کرلے تو رجوع ہو جاتا ہے مگر وہ شخص گناہ گار ہے

پس اسی طرح حلالہ غیر شرعی اگرچہ خلاف شرع ہونے کی وجہ سے موجب گناہ اور موجب لعنت ہے لیکن عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جاتی ہے۔ اس کی احادیث مبارکہ میں متعدد مثالیں موجود ہیں۔

(ا)......حدیث میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ کُلَّ ذَوَّاقٍ مِطْلَاقٍ (البنایۃ ج ۵ ص ۲۸۰) اللہ کی لعنت ہے ہر اس آدمی پر جو بہت نئے ذائقے چکھنے والا اور بہت طلاقیں دینے والا ہے لیکن اس لعنت کے باوجود اگر کوئی آدمی بیک وقت چار بیویوں سے تجاوز نہ کرے اور شریعت کے مطابق نکاح کرتا رہے نئے ذائقے چکھتا رہے اور طلاقیں دیتا رہے تو نکاح بھی ہو جاتا ہے

اور طلاق بھی ہو جاتی ہے۔

(۲)......حدیث میں ہے اَیُّمَا امْرَاَۃٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِھَا بِغَیْرِ نُشُوْزٍ فَعَلَیْھَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَ الْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (مرقاۃ المفاتیح ج ۱۰ ص ۲۱۷، مسند الحارث ج ۱ ص ۳۰۹)

جو عورت بدوں خاوند کی بے رخی کے اپنے خاوند سے خلع کرتی ہے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کے باوجود خلع ہو جاتا ہے۔

(۳)......حدیث میں ہے اَیُّمَا امْرَاَۃٍ سَالَتْ زَوْجَھَا طَلَاقاً مِنْ غَیْرِ بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ (سنن ترمذی ج ۱ ص ۲۲۶) جو عورت خاوند سے طلاق مانگتی ہے حالانکہ خاوند کی طرف سے بے رخی نہیں پائی گئی ایسی عورت پر جنت کی خوشبو حرام ہے اس کے باوجود ایسی عورت کو طلاق ہو جاتی ہے۔

(۴)......حدیث میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ (المعجم الاوسط ج ۴ ص ۲۱۲) اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ (لباس وغیرہ میں) مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں لیکن اگر اس باعث لعنت مشابہت کے باوجود اسی مشابہت کی حالت میں نماز پڑھیں تو دونوں کی نماز صحیح ہے پس اسی طرح حلالہ کیلئے مشروط نکاح کرنا باعث لعنت ہے لیکن اس سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور اس سے حلالہ والی شرط پوری ہو جاتی ہے۔

حلالہ اور حرامہ میں فرق

برادران اہل السنّت والجماعت سے ہماری گذارش یہ ہے کہ وہ شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کو اختیار کر کے حتی المقدور اپنے آپ کو طلاق جیسے مبغوض کام سے بچائیں اور اگر بامر مجبوری اس کی نوبت آ ہی جائے تو خلاف شرع اکٹھی تین طلاق دینے

اور لکھنے، لکھانے سے گریز کریں۔اور اگر کوئی آدمی اکٹھی تین طلاقیں دینے کے بعد دوبارہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو وہ حلالہ شرعی کی صورت میں حلالہ کی شرط پوری کر کے دوبارہ نکاح کرے اور اگر حلالہ غیر شرعی کا طریقہ اختیار کیا تو اس میں گناہ ہے لیکن شرط پوری ہو جانے کی وجہ سے از روئے شرع اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے وہ عورت شرعی طور پر اس کی بیوی ہوگی اور ان کا باہمی ازدواجی تعلق جائز ہوگا ان کی زندگی حلال کاری کی زندگی ہوگی اور اولاد بھی حلالی ہوگی اس کے برعکس اہل بدعت، منکرین فقہ ،غیر مقلدین بڑے فخر کے ساتھ حلالہ غیر شرعی کی قباحت و مذمت کی حدیثیں سنا کر تین طلاق دینے والے آدمی کو بجائے حلالہ کے حرامہ پر آمادہ کرتے ہیں یعنی وہ قرآن، حدیث ،آثار خلفاء راشدین، اجماع صحابہ، اجماع امت، آثار صحابہ، آثار تابعین و تبع تابعین، مذاہب ائمہ اربعہ، سعودی حکومت کے قانون کی مخالفت کر کے اکٹھی تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دے کر فتوی دیتے ہیں کہ ان تین طلاقوں کے بعد محض رجوع کر لینا کافی ہے دوبارہ نکاح بھی ضروری نہیں ۔ حالانکہ تین طلاقوں کے بعد از روئے شریعت ایسے مرد وعورت کا دوبارہ ازدواجی زندگی میں منسلک ہونا حلالہ اور بعد از حلالہ دوبارہ نکاح کرنے کے ساتھ مشروط ہے اور اگر اہل بدعت غیر مقلدین کے فتوی کے مطابق رجوع کر کے ازدواجی زندگی گذاریں گے تو یہ حرامہ اور زنا محض ہوگا ان کی ساری زندگی حرام کاری میں گذرے گی اور اولاد ولدالزنا اور حرامی ہوگی اور یہ مرد وعورت اور حرامی اولاد ایک دوسرے کے وارث بھی نہ ہوں گے اس لئے اہل بدعت غیر مقلدین کے حرامہ کے مقابلہ میں حلالہ شرعی میں تو گناہ ہی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں اجر بھی ہے البتہ حلالہ غیر شرعی میں گناہ ہے مگر پھر بھی حرامہ سے کم ہے کیونکہ حلالہ غیر شرعی وقتی گناہ ہے مگر ساری زندگی حلال کاری کی زندگی ہوگی اور اولاد بھی حلالی ہوگی اور شرعا یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، جبکہ حرامہ کرنے کی صورت میں بچنا چاہتے تھے حلالہ غیر شرعی کے وقتی

گناہ اور ذلت سے مگر حرامہ کر کے ساری زندگی حرام کاری کے سخت گناہ اور اس کی ذلت میں مبتلاء ہو گئے لہذا

۞...... حلالہ اور حرامہ میں وہی فرق ہے جو نکاح اور زنا میں فرق ہے۔

۞...... حلالہ اور حرامہ میں وہی فرق ہے جو رزق حلال کیلئے محنت ومزدوری اور جیب تراشی میں فرق ہے۔

۞...... حلالہ اور حرامہ میں وہی فرق ہے جو کسب معاش کیلئے محنت ومشقت اور جوئے بازی میں فرق ہے۔

کہ نکاح میں بیوی کیلئے رہائش، نان نفقہ اور تمام ضروریات زندگی کی ذمہ داری ہے بچوں کی تعلیم وتربیت، علاج معالجہ اور ان کے تمام اخراجات کی کفالت ہے اپنے تمام نسبتی رشتہ داروں کی مہمان داری کی ذمہ داری ہے جبکہ زنا میں محض جنسی لذت ہے اور زانی مذکورہ بالا تمام ذمہ داریوں سے بری ہوتا ہے یہ راحت وتکلیف کا فرق ضرور ہے مگر نکاح حلال ہے اور زنا حرام ہے۔ کسب معاش کیلئے محنت مزدوری میں تکلیف ضرور ہے مگر روزی حلال ہے اور سامان جنت ہے جیب تراشی اور جوابازی میں کوئی تکلیف نہیں بغیر مشقت کے آن کی آن میں آدمی ہزاروں اور لاکھوں کا مالک نظر آنے لگتا ہے لیکن یہ حرام ہے اور دوزخ کا ایندھن ہے۔ اسی طرح تین طلاقوں کے بعد قرآنی حکم کے مطابق (۱) عدت، (۲) نکاح، (۳) طلاق (۴) عدت کے مراحل سے ضرور گذرنا پڑتا ہے لیکن ان مراحل سے گذرنے کے بعد جو زوجین دوبارہ ازدواجی زندگی گذاریں گے وہ حلال کاری کی زندگی ہوگی اور اولاد بھی حلالی ہوگی اور خاوند بیوی اور اولاد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور تین طلاق دینے کے بعد محض رجوع کرنے کی صورت میں جو حرامہ ہے اس میں زنا، جیب تراشی اور جوئے بازی کی طرح مشقت کم ہے مگر ایسے مرد وعورت کی تمام زندگی حرام کاری میں گذرتی ہے اور اولاد ولد الزنا اور حرامی ہوتی ہے اور یہ بدکار مرد وعورت اور ان کی حرامی اولاد ایک دوسرے کے وارث

بھی نہیں ہوتے لیکن افسوس صد افسوس خواہش پرست اور شیطان صفت لوگوں کو جیسے نکاح
کے مقابلہ میں زنا۔ محنت ومشقت کے مقابلہ میں جیب تراشی اور جوابازی پسند ہے کہ زنا میں
جنسی لذت ہے لیکن نکاح کی تمام ذمہ داریوں سے بری، جیب تراشی اور جوابازی سے
بلا مشقت بڑی آسانی کے ساتھ آدمی رات ورات لاکھ پتی بن جاتا ہے اسی طرح کچھ
خواہشاتی مریض ایسے ہیں جن کو حلالہ کی بجائے حرامہ زیادہ پسند ہے کہ اس میں آسانی
ہے مگر ان کو معلوم نہیں کہ دنیا کی اس آسانی کے پردہ میں آخرت کی کتنی مشقتیں، کتنی
مصیبتیں اور کتنے عذاب پوشیدہ ہیں اور مصنوعی غیر شرعی غیرت کے پردہ میں کتنی بے
غیرتی، بے حیائی اور حرام کاری ہے اور محض بیوی کی خاطر جو دین وایمان کا سودا کیا اس کا
گناہ اور وبال علیحدہ۔

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح باطل ہے

تین طلاقیں خواہ اکٹھی ہوں یا متفرق وہ واقع ہو جاتی ہیں اس کے بعد شرعی حکم یہ
ہے کہ خاوند بیوی کے دوبارہ نکاح کیلئے حلالہ شرط ہے لیکن اگر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح
کرکے یا محض رجوع کرکے وطی کرے اور اس سے اولاد پیدا ہو جائے تو ایسا نکاح صحیح ہے یا
باطل؟ اس اولاد کا اپنے اس باپ سے نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟ خاوند بیوی اور اولاد ایک
دوسرے کے وارث ہوں گے یا نہیں؟ ایسے رجوع کرنے والے شخص کی امامت کا حکم کیا
ہے؟ اور نکاح خواں کی امامت کا حکم کیا ہے؟ ان سب کا مختصر جواب یہ ہے کہ سابقہ دلائل
کے رو سے ایسا نکاح باطل ہے اور ایسی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا، ایسے مرد وعورت اور اولاد
ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے، اس فعل کے مرتکب اور ایسے نکاح خواں امام کے
پیچھے نماز مکروہ ہے۔ تفصیل کیلئے مندرجہ ذیل فتاوی ملاحظہ کریں۔

............مفتی محمد تقی عثمانی کا فتوی

سوال ......ایک شخص اپنی عورت کو تین عدد طلاقیں دے کر کافی مدت کے بعد بغیر حلالہ کے اسی عورت سے نکاح کر لیتا ہے، اب یہ شخص شریعت میں کیسا سمجھا جائے گا؟ جو لوگ ان کے نکاح میں شریک تھے ان پر کیا کفارہ ہے؟ اب اگر یہ شخص حلالہ کیلئے تیار ہو جائے تو کیا طریقہ ہے؟ (۲) اس شخص کے بارے میں علماء کیا فرماتے ہیں کہ جس نے مسجد میں کھڑے ہو کر ایک شخص کو دھوکا دے کر یا جھوٹ بول کر کہا کہ حلالہ ہو چکا ہے، اور نکاح پڑھوا لیتا ہے کیا اس نکاح خواں کے پیچھے نماز ہو سکتی یا نہیں؟

جواب......تین طلاقوں کے بعد بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو جاتی ہے اور حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں رہتا لہذا جس شخص نے اپنی مغلظہ بیوی کو حلالہ کے بغیر نکاح کر کے اپنے پاس رکھا اس کا نکاح باطل ہے اور اس کو ساتھ رکھنا حرام ہے اگر اس نے صحبت کی تو زنا کے حکم میں ہے، اسے فوراً توبہ واستغفار کر کے الگ ہو جانا چاہیئے، عورت کو چاہیئے کہ وہ عدت گذار کر کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ شخص مر جائے یا از خود طلاق دیدے تو اس کی عدت گذار کر پہلے شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے، اس کے سوا کوئی صورت نہیں۔

(۲) جن صاحب نے حلالہ کے بغیر پہلے شوہر سے نکاح پڑھایا، اگر انھیں پوری بات کا علم تھا کہ عورت مغلظہ ہے اور حلالہ نہیں ہوا، تو توبہ کرنی چاہیئے، اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم ۱۳۹۶/۱۰/۲۱ھ (فتاوی عثمانی ج ۲ ص ۴۳۳)

یعنی نماز مکروہ تحریمہ اور ناجائز ہے۔

......علامہ مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی سعید احمد اور مفتی عبد اللطیف کا فتوی

سوال......زید نے بقائمی ہوش وحواس معززین شہر کے سامنے بجبر واکراہ تین طلاق دیدی آیا وہ دوبارہ اس مطلقہ کو رکھ سکتا ہے یا نہیں، نکاح کر سکتا ہے، اگر کر سکتا ہے تو کن شرائط کے

ساتھ؟ (۲) اگر زید مذکور تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کرے اور دلیل میں یہ کہے کہ امام شافعی کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے اس لیے میں نے ایسا کیا کیا یہ قول اس کا معتبر ہے؟ (الف) کیا امام شافعی یا کسی اور امام کا یہ مسلک ہے کہ تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کر کے مطلقہ کو رکھے؟ (ب) مقلد امام ابوحنیفہ ہو کر ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (ج) اس شخص کے ساتھ معاشرت خورد ونوش مصاحبت وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ (د) اگر یہ شخص مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟ کیا اس کا کوئی کفارہ ہو سکتا ہے؟ اگر وہ لوگوں کے بتلانے کے بعد بھی اس بیوی کو مثل منکوحہ سمجھے تو عام مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ رکھنا چاہیئے؟

الجواب......حامداً ومصلیاً

(۱) اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اب اس سے نکاح حرام ہے حتی تنکح زوجا غیرہ الآیۃ

(۲) اگر کوئی شخص بیک لفظ تین طلاق دے مثلاً کہے انت طالق ثلاثا تو یہ طلاق مغلظہ باتفاق ائمہ اربعہ واقع ہو جاتی ہے امام شافعی کا اس میں اختلاف نہیں ان کے نزدیک بھی تجدید نکاح (بغیر حلالہ) کافی نہیں لہذا زید کا قول غلط ہے ایسا شخص ائمہ اربعہ اور اجماع اور نص قطعی کے خلاف کرتا ہے جب تک کہ شخص مذکور عورت مذکورہ سے قطع تعلق نہ کرے اور اپنی اس حرکت سے سچی توبہ نہ کرے اس سے معاشرت ومجالست ترک کردی جائے تا کہ وہ تنگ آ کر اپنی حالت شریعت کے مطابق بنائے اس کے جنازے کی نماز ضرور پڑھی جائے البتہ اگر کوئی مقتدا شخص اس غرض سے اس کے جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہو کہ لوگوں کو عبرت ہو اور وہ ایسے کام نہ کریں تو گنجائش ہے زید مذکور کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے پس کفارہ یہی ہے کہ عورت مذکور کو علیحدہ کردے اور خدا کے سامنے رو کر سچی توبہ کرے اس نکاح کے دوام پر اصرار سخت خطرناک ہے اس مسئلہ پر مستقل رسائل **الاعلام المرفوعہ فی حکم**

الطلقات المجموعہ اور الازھار المربوعہ وغیرہ بھی تصنیف ہوئے ہیں جن میں استدلال بالحدیث کی حیثیت سے کافی بحث کی گئی ہے حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ عین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸ شوال ۶۶ھ الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور یوپی ۱۹ شوال ۶۶ھ (فتاوی محمودیہ ج ۹ ص ۲۸۵ تا ۲۸۷)

تین طلاق کے بعد نکاح کا عجیب واقعہ

عبداللہ بلتاجی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاضی ابن ابی لیلی ابوجعفر منصور کے پاس آیا ابوجعفر نے کہا کہ قاضی کے سامنے لوگوں کے عجیب اور انوکھے حالات پیش ہوتے رہے ہیں اگر آپ کے پاس کوئی ایسا واقعہ پیش ہوا ہو تو وہ مجھ سے بیان کیجئے کیونکہ آج بوجہ پریشانی میرا دن طویل ہوگیا ہے ابن ابی لیلی نے کہا اللہ کی قسم اے امیر المؤمنین تین دن پہلے میرے سامنے ایک ایسا معاملہ پیش ہوا کہ اس جیسا کبھی معاملہ میرے سامنے نہیں آیا میرے پاس ایک بوڑھی عورت آئی جس کی کمر اتنی جھکی ہوئی تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ کبڑے پن کی وجہ سے منہ کے بل زمین پر گر جائے گی اس نے کہا کہ میں اللہ سے اور قاضی سے مدد چاہتی ہوں کہ وہ مجھے میرا حق دلا دے اور میرے خصم پر میری مدد کرے قاضی ابن ابی لیلی کہتے ہیں میں نے پوچھا **ومن خصمك** ؟ تیرا کس سے جھگڑا ہے اس نے کہا **ابنة اخ لی** میری بھتیجی کے ساتھ جھگڑا ہے قاضی ابن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں نے اس کی بھتیجی کو طلب کیا پس وہ آئی اور وہ ایسی عورت تھی جس کا بدن موٹا اور چربی سے پر تھا پس وہ بیٹھ گئی اور دوڑ کر آنے کی وجہ سے ہانپ رہی تھی پس بوڑھی نے بڑے مؤثر انداز میں بولنا شروع کیا جوان عورت نے کہا اللہ تعالی قاضی کو نیکی کی توفیق دے اس بوڑھی کو حکم دیجئے کہ وہ چپ ہو جائے تاکہ میں اپنا اور اس کا جھگڑا پیش کر سکوں اور اگر میں کہیں غلطی کروں تو یہ بڑھیا مجھے ٹوک دے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنا چہرہ ظاہر کر دوں بڑھیا نے کہا کہ اگر اس نے

اپنا چہرہ ظاہر کر دیا تو آپ اس کے حق میں فیصلہ کر دیں گے ابن ابی لیلی کہتے ہیں میں نے اس جوان عورت کو کہا اپنا چہرہ ظاہر کر دے اس نے چہرہ ظاہر کیا اللہ کی قسم میرا گمان یہ ہے کہ اس جیسی کوئی دوسری عورت نہیں ہو سکتی مگر جنت میں، اس جوان عورت نے کہا یہ بڑھیا میری پھوپھی ہے میرے والد وفات پا گئے اور مجھے اس کی گود میں یتیمی کی حالت میں چھوڑا اس نے میری تربیت کی اور خوب تربیت کی حتی کہ جب میں بالغ ہوگئی تو اس نے مجھ سے پوچھا **یا بنت اخی هل لك فی التزوج** اے میری بھتیجی کیا تو نکاح کرنا چاہتی ہے میں نے کہا **ما اکره ذلك یا عمة** اے پھوپھی نکاح میں کوئی حرج نہیں بوڑھی نے بھی اس ساری بات کی تصدیق کی جوان عورت کہتی ہے کہ مجھے کوفہ کے اشراف لوگوں میں سے متعدد نے نکاح کا پیغام دیا لیکن یہ بوڑھیا صرف ایک زرگر کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوئی اس نے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا گویا کہ ہم دونوں پھولوں کے دو گلدستہ ہیں میں یہ گمان کرتی تھی کہ اللہ تعالی نے اس جیسا کوئی اور پیدا نہیں کیا اور اس کا گمان یہ تھا کہ اللہ نے مجھ جیسی کوئی اور عورت پیدا نہیں کی وہ صبح سویرے اپنے بازار کی طرف جاتا اور دن بھر کما کر شام کو اللہ کا عطا کردہ مال میرے پاس لے آتا پس جب پھوپھی نے ہم دونوں کا آپس میں اتنا لگاؤ اور پیار دیکھا تو اس نے اس کی وجہ سے ہم پر حسد کیا اور اس کی ایک بیٹی تھی اس نے ایک دن اس کا خوب بناؤ سنگھار کیا اور خوب اچھی طرح تیار کر کے میرے خاوند کے داخل ہونے کے وقت اسے میرے پاس بھیج دیا میرے خاوند کی اس پر نگاہ پڑ گئی اس نے میری پھوپھی کو کہا **یَا عَمَّةُ هَلْ لَكِ اَنْ تُزَوِّجِینِیْ ابْنَتَكِ؟ قَالَتْ نَعَمْ بِشَرْطٍ فَقَالَ لَهَا وَمَا الشَّرْطُ قَالَتْ تَصِیْرُ اَمْرُ ابْنَةِ اَخِیْ اِلَیَّ** اے پھوپھی کیا آپ اپنی بیٹی کا میرے ساتھ نکاح کرنا پسند کرتی ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں لیکن ایک شرط ہے اس نے پوچھا شرط کیا ہے اس نے کہا کہ میری بھتیجی کے طلاق کا معاملہ میرے سپرد کر اس نے کہا کہ میں نے اس کی

طلاق تیرے سپرد کی بڑھیا نے کہا فَإِنِّي قَدْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا بَتَّةً پس بے شک میں نے اس کو پکی تین طلاقیں دیں اس کے بعد اس بڑھیا نے اپنی بیٹی کا میرے شوہر کے ساتھ نکاح کر دیا پس وہ صبح شام اس کی بیٹی کے پاس آتا جاتا تھا میں نے اپنی پھوپھی کو کہا اے میری پھوپھی کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ میں دوسری جگہ منتقل ہو جاؤں اس نے مجھے اجازت دیدی پس میں اس سے دور ہو کر دوسری جگہ منتقل ہوگئی اور یہ سب کچھ میری پھوپھی کے خاوند کے غائب ہونے کی حالت میں ہوا جب اس کا خاوند واپس آیا اور اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ مجھے میری گود پالی بیٹی نظر نہیں آ رہی پھوپھی نے کہا اس کے خاوند نے اسے طلاق دیدی ہے اس لیے وہ ہم سے منتقل ہو کر دوسری جگہ چلی گئی ہے اس نے کہا کہ اس بیٹی کا ہم پر حق ہے کہ ہم اس مصیبت میں اس کو تسلی دیں پس جب مجھے اس کے میرے پاس آنے کا پتہ چلا تو میں اس کیلئے تیار ہوگئی اور خوب زیب وزینت کر لی پس جب وہ میرے پاس آیا تو میری مصیبت پر مجھے تسلی دی پھر کہا کہ ابھی آپ جوان ہیں کیا آپ کو پسند ہے کہ میں آپ کے ساتھ نکاح کروں؟ میں نے کہا کہ میں اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتی لیکن ایک شرط ہے اس نے مجھ سے پوچھا وہ شرط کیا ہے میں نے کہا شرط یہ ہے کہ میری پھوپھی کی طلاق میرے سپرد کر دیجئے اس نے کہا کہ فَإِنِّي قَدْ فَعَلْتُ وَصَيَّرْتُ أَمْرَهَا بِيَدِكَ میں نے ایسا کر دیا اور میں نے اس کی طلاق کا معاملہ تیرے ہاتھ میں دیدیا اور میں نے کہا فَإِنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا بَتَّةً کہ میں نے اس کو تین طلاقیں دیں یہ عورت کہتی ہے کہ وہ اگلے دن اپنے سامان سمیت میرے پاس آ گیا اور چھ ہزار درہم ساتھ لایا پس وہ میرے پاس کچھ مدت ٹھہرا رہا پھر بیمار ہوا اور وفات پا گیا اور جب میری عدت پوری ہوگئی تو میرا پہلا زرگر خاوند تعزیت کیلئے میرے پاس آیا جب مجھے اس کے آنے کی خبر پہنچی تو میں نے اس کیلئے خوب بناؤ سنگھار کیا اور اس کیلئے خوب مزین ہو کر تیار ہوگئی جب وہ

میرے پاس آیا تو اس نے مجھے کہا کہ اے فلاں تو جانتی ہے کہ تو تمام لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ باعزت تھی اور سب سے زیادہ مجھے محبوب تھی اور اب تو میرے لیے حلال ہو چکی ہے کیا تو میرے ساتھ نکاح کرنا پسند کرتی ہے میں نے کہا کہ میں اس میں کچھ حرج محسوس نہیں کرتی لیکن شرط یہ ہے کہ میری پھوپھی کی بیٹی کی طلاق کا اختیار مجھے دیدے اس نے کہا **فَاِنِّیْ قَدْ فَعَلْتُ** میں نے کہا **فَاِنِّیْ قَدْ طَلَّقْتُھَا ثَلَاثًا بَتَّۃً** پس تحقیق میں نے اس کو پکی تین طلاقیں دیں اللہ تعالی قاضی کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے پس میں اپنے پہلے خاوند کی طرف لوٹ گئی پس میری طرف سے اس پر کوئی زیادتی اور ظلم نہیں ہوا بڑھیا نے کہا کہ میں نے اس کو ایک مرتبہ طلاق دلوائی ہے اور اس نے دو مرتبہ طلاق دلوائی ہے ایک مرتبہ مجھے اور دوسری مرتبہ میری بیٹی کو قاضی ابن ابی لیلی فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اللہ تعالی نے ظلم کا بدلہ لینے میں کوئی وقت مقرر نہیں کیا (یعنی بڑھیا نے اپنے ظلم کا بدلہ پالیا ہے اور اس جوان عورت نے جو اس کی بیٹی کو طلاق دلوا کر ظلم کیا ہے اس کا بدلہ یہ پائے گی لیکن اس کا وقت مقرر نہیں) ہاں یہ فرمایا ہے کہ جس نے اتنی سزا دی جس قدر اس کو دی گئی پھر اس پر ظلم کیا گیا تو اللہ تعالی اس کی مدد کرے گا پس ایک ایک کے بدلے میں ہے اور دوسری طلاق دلوانا ظلم ہے اور ابتداء کرنے والا اظلم ہوتا ہے (پس جوان عورت نے دوسری طلاق دلوانے میں ابتدا کی ہے تو بڑھیا مظلوم ہے اللہ کی طرف سے اس کی مدد ہوگی) پھر قاضی ابن ابی لیلی نے کہا کہ پھوپھی کے خاوند کیلئے اس کی عدت میں اس کی بھتیجی کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں تھا (جیسا کہ مطلقہ بیوی کی عدت میں اس کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا چونکہ مذکورہ بالا مسئلہ میں پھوپھی کے شوہر کا اس کی بھتیجی کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوا اس لیے حلالہ کی شرط پوری نہیں ہوئی) یہ سن کر بڑھیا نے ارادہ کیا کہ قاضی اس بڑھیا کو اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان جدائی کرنے کیلئے متولی بنا دے تا کہ بڑھیا کی طرف سے بھی

دو دفعہ جدا کرنے کا ادلہ بدلہ ہو جائے قاضی ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس جوان عورت کو کہا کہ میں نے تمھارے درمیان تفریق کر دی پس تو اپنے گھر کی طرف جا

(اعلام الناس بما وقع للبرامکۃ مع بنی العباس (المعروف) نوادر الخلفاء ص۸۹ تا ص۹۱)

فائدہ:......اس واقعہ سے چند امور ثابت ہوتے ہیں (۱) اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں (۲) اکٹھی تین طلاقیں دینے کے بعد پہلے خاوند کیلئے عورت تب حلال ہوگی جب حلالہ کی شرط پوری کی جائے (۳) اگر حلالہ کی شرط پوری کیے بغیر خاوند کے ساتھ تجدید نکاح کیا تو یہ نکاح باطل ہے اس لیے اس صورت میں خاوند بیوی کے درمیان تفریق واجب ہے (۴) پھوپھی کی عدت میں اس پھوپھی کے طلاق دہندہ شوہر کا نکاح اس کی بھتیجی کے ساتھ منعقد نہیں ہوتا اور نہ ایسے نکاح سے حلالہ کی شرط پوری ہوتی ہے۔

بغیر حلالہ کے تین طلاق کے بعد پیدا ہونے والی اولاد کا حکم

فائدہ: (ثبوت نسب)

شرعی طور پر حتی الامکان ثبوت نسب کی کوشش کی جاتی ہے حتی کہ اگر ادنی سے ادنی احتمال کی بنا پر بھی نسب ثابت ہو سکتا ہو تو بھی نسب ثابت کیا جاتا ہے مثلاً فقہاء نے لکھا ہے کہ (۱) اگر ایک عورت کا شوہر کئی سال باہر رہا یا جیل میں رہا جس کے گھر میں آنے کی درجہ اسباب میں کوئی صورت نہیں اس عرصہ میں اس کا لڑکا پیدا ہوا تو نسب ثابت ہو جائے گا کیونکہ یہ احتمال ہے کہ خرق عادت بطور کرامت کے گھر آیا ہو اور بیوی سے صحبت کی ہو جس سے حمل قرار پایا اور بچہ پیدا ہوا پس اس احتمال کی بناء پر نسب ثابت ہو جائے گا۔

(۲) رخصتی کی پہلی رات دولہا کے بستر پر کوئی غیر عورت لیٹ گئی اور دولہا نے بیوی سمجھ کر اس کے ساتھ صحبت کر لی جس سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب بھی اس آدمی سے ثابت ہو جائے گا

کہ اس نے بیوی کے شبہ میں صحبت کی اور شبہ سے نسب ثابت ہو جاتا ہے۔

(۳) اسی طرح جب اس عورت کو تین طلاق کے بعد اس کے شوہر پر لوٹایا گیا اور وہ آدمی تین طلاق کے بعد والی حرمت سے جاہل ہے اور اس نے عورت سے صحبت کی جس سے بچہ پیدا ہوا چونکہ اس نے بیوی کے شبہ میں صحبت کی ہے اس لیے نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر وہ آدمی تین طلاق کے بعد والی حرمت کو جانتا ہے پھر بھی صحبت کرتا ہے تو اس میں شبہ نہیں اس لیے اس صورت میں نہ نسب ثابت ہوگا، نہ وراثت جاری ہوگی۔

......علامہ نووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

وَإِنْ كَانَ عَلَّقَ بِهِ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ فَإِنْ كَانَا جَاهِلَيْنِ بِالتَّحْرِيمِ بِأَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ الطَّلَاقَ لَا يَقَعُ إِلَّا بِاسْتِيعَابِ الْوَطْءِ فِي الْمَجْلِسِ فَلَا حَدَّ لِلشُّبْهَةِ وَيَجِبُ الْمَهْرُ وَيَثْبُتُ النَّسَبُ وَالْعِدَّةُ وَإِنْ كَانَا عَالِمَيْنِ بِالتَّحْرِيمِ فَوَجْهَانِ أَصَحُّهُمَا يَجِبُ الْحَدُّ وَلَا مَهْرَ وَلَا نَسَبَ وَلَا عِدَّةَ وَالثَّانِي عَكْسُهُ

(روضۃ الطالبین ج 8 ص 234)

اگر ایک آدمی نے تین طلاقوں کو جماع کے ساتھ مشروط کیا (یعنی اس نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کی ساتھ جماع کروں تو اس کو تین طلاقیں ہیں پھر خاوند بیوی نے جماع کیا اس کی دو صورتیں ہیں) (۱) اگر وہ دونوں یہ سمجھتے ہیں کہ تین طلاقیں جماع سے فارغ ہونے کے بعد واقع ہوں گی تو ان پر حد واجب نہ ہوگی البتہ مہر اور عدت واجب ہوگی اور نسب ثابت ہو جائے گا کیونکہ اس میں شبہ حلت پایا گیا ہے اور شبہ حلت سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور (۲) اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جماع شروع کرتے ہی تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اس کے باوجود وہ اس عورت کے ساتھ جماع کر لیتا ہے تو اصح قول یہ ہے کہ اس پر حد واجب ہوگی اور مہر اور عدت واجب نہ ہوگی اور نسب ثابت نہ ہوگا دوسرا قول اس کے برعکس ہے۔ (یعنی حد واجب نہ ہوگی اور مہر اور عدت واجب ہوگی اور نسب ثابت ہو جائے گا)

۞......علامہ حافظ بدرالدین عینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

م(وَلَوْ قَالَ :ظَنَنْتُ أَنَّهَا تَحِلُّ لِيْ، لَا يُحَدُّ، لِأَنَّ الظَّنَّ فِيْ مَوْضِعِهِ لِأَنَّ أَثَرَ الْمِلْكِ قَائِمٌ فِيْ حَقِّ النَّسَبِ) ش :أَيْ ثَابِتٌ فِيْ حَقِ ثُبُوْتِ النَّسَبِ وُلِدَتْ بِاعْتِبَارِ الْعُلُوْقِ السَّابِقِ عَلَى الطَّلَاقِ لَا النَّسْبُ فِيْ هٰذَا الْوَطْءِ ، فَإِنَّهٗ لَا يَثْبُتُ م:

(البنایۃ شرح الہدایۃ ج6 ص300)

اگر ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں (اکٹھی یا متفرق) پھر اس کے ساتھ عدت میں جماع کیا اور اس نے کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ یہ عورت عدت میں میرے لیے حلال ہے تو اس پر حد زنا واجب نہ ہوگی کیونکہ اس کا یہ گمان ایسے احکام شرعیہ پر مبنی ہے جن سے حلت کا شبہ اور شبہ ملک ہوسکتا ہے (مثلاً عدت میں خاوند پر نفقہ اور رہائش واجب ہے بیوی کی عدت میں سالی کے ساتھ نکاح حرام ہے خاوند اس مطلقہ بیوی کو گھر سے باہر نکلنے سے روک سکتا ہے۔ ناقل) مثلاً (ا) اگر عدت میں بچہ پیدا ہو جائے تو نسب ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ حمل طلاق سے پہلے کا ہے لیکن اگر عدت میں جماع کرنے سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت نہ ہوگا۔

۞......علامہ ابن ابی زید المالکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

فَتْوَى ابْنِ اَبِيْ زَيْدٍ لِعَدَمِ التَّوَارُثِ بَيْنَ الْمُطَلِّقِ بِالثَّلَاثِ الْمُرَاجِعِ وَبَيْنَ الْمَرْاَةِ سُئِلَ الشَّيْخُ اَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ اَبِيْ زَيْدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا عَلٰى كَلَامٍ جَرٰى بَيْنَهُمَا اَوْ فِيْ يَمِيْنٍ حَلَفَ فِيْهَا بِطَلَاقِهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ مَنْ يَّرَى الثَّلَاثَ وَاحِدَةً فَتَلِدُ مِنْهُ اَوْلَادًا بَعْدَ ذٰلِكَ اَيَتَوَارَثُ الزَّوْجُ وَالْاَوْلَادُ وَالْمَرْاَةُ فِي الْوَجْهَيْنِ جَمِيْعًا ؟ فَاَجَابَ الْوَلَدُ لَاحِقٌ بِهٖ لِاَنَّهٗ شُبْهَةٌ اَمَّا الْمُوَارَثَةُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الزَّوْجَةِ فَلَا مُوَارَثَةَ بَيْنَهُمَا وَلَا يَحِلُّ لَهُ الْمُقَامُ عَلَيْهَا اِغْمَاضًا عَنْ ذٰلِكَ وَتَهَاوُنًا بِهٖ فَاِنْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّحْرِيْمِ لَا يَجْهَلُ ذٰلِكَ فَلَا يُلْحَقُ بِهِ الْوَلَدُ وَلَا مُوَارَثَةَ بَيْنَهٗ

وَبَیْنَ الْوَلَدِ وَلَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الزَّوْجَۃِ وَعَلَیْہِ الْحَدُّ وَھُوَالرَّجْمُ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّنْ یَّجْھَلُ ذٰلِکَ فَیَکُوْنُ عَلٰی مَاتَقَدَّمَ مِنَ الْجَوَابِ

(المعیار المعرب لابی العباس احمد المالکی الونشریسی ص۴۳۴ ج۴)

اکٹھی تین طلاقوں کی بعد رجوع کرنے والے آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان عدم توارث کا فتوی از مفتی ابن ابی زید

شیخ ابو محمد بن ابی زید رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں یا اس نے تین طلاقوں کی قسم اٹھالی (مثلا خاوند نے کہا اگر تو بازار گئی تو تجھے تین طلاقیں ہیں اور وہ بازار چلی گئی) پھر جو عالم تین طلاق کو ایک سمجھتا ہے اس نے تین طلاقوں کے بعد اس عورت کو اس کے شوہر پر لوٹا دیا اور اس خاوند سے اس عورت کی اولاد بھی پیدا ہو چکی ہے کیا شوہر بیوی اور اولاد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے یا نہیں؟

مفتی ابو محمد بن ابی زید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔

اگر تین طلاق دینے والا آدمی تین طلاق کے بعد عورت کے حرام ہونے کو جانتا ہے اور وہ اس سے جاہل نہیں تو نہ اس اولاد کا اس آدمی سے نسب ثابت ہوگا اور نہ خاوند بیوی اور اولاد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور اس آدمی پر حد زنا یعنی رجم جاری ہوگی اور اگر وہ آدمی تین طلاق کے بعد عورت کے حرام ہونے کو نہیں جانتا اور اس سے جاہل ہے تو بچے کا اس آدمی سے نسب ثابت ہو جائے گا کیونکہ نسب شبہ کی بناء پر بھی ثابت ہو جاتا ہے اور یہ لڑکا اور اس کا باپ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور اس آدمی پر حد جاری نہ ہوگی لیکن عورت اور وہ آدمی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔

۞............قائد جمعیت علامہ مفتی محمود کا فتوی

س......کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں سرکاری کاغذ پر لکھ کر دیدیں لیکن عورت کو اطلاع نہیں کی تھی پھر یہ تحریر اس شخص نے اپنے پیر

صاحب کو دکھلائی پیر صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اچھا کیا پھر دوسرے روز پیر صاحب کے پاس گیا ان کو کہا کہ کسی صورت میں یہ طلاق واپس ہوسکتی ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے پوچھا ہے کہ اس کا کفارہ دینا پڑتا ہے اور تقریباً اسی روپیہ لگتے ہیں اس نے کہا بہت اچھا پھر شخص مذکور نے دوسرے روز اسی روپیہ پیر صاحب کو دیے پیر صاحب نے فرمایا کہ میں طعام پکا کر غریبوں کو کھلا دوں گا اور آپ اپنی بیوی کو لے کر میرے پاس آنا پھر شخص مذکور اپنی بیوی کو لے کر پیر کے پاس گیا تو پیر صاحب نے عورت کو کہا کہ تمھارا آپس میں جھگڑا ہو گیا تھا اور تو نے طلاق مانگی تھی تو اس کے دل میں رنج ہوا اور اس نے طلاق دیدی اس لیے میں آپ کا نکاح دوبارہ پڑھتا ہوں پھر آئندہ ایسا غصہ نہ کرنا اپنے گھر جاؤ اور اتفاق سے رہو اس نکاح میں گواہ کوئی نہیں تھا اور اس وقت عورت کو تین ماہ یا چار ماہ کا حمل تھا یہ شخص اپنی عورت کو لے کر اپنے گھر چلا آیا اور تقریباً تین سال رہتے رہے پہلے حمل کی لڑکی ہوئی اور اب دوسری اور لڑکی ہوئی ہے اور طلاق کے وقت جو گواہ تھے اب اس کو معلوم ہوا تو اس نے شخص مذکور سے کہا کہ تیری بیوی کو طلاق ہو چکی ہے اب تمھارا تعلق نا جائز ہے آپ اس عورت سے علیحدگی اختیار کرو اس لیے دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ طلاق اس عورت کو ہو گئی تھی یا نہیں اور اولاد کے متعلق کیا حکم ہے اگر یہ طلاق صحیح ہے تو پیر صاحب کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب......اگر یہ ثبوت ہو جائے کہ واقعی اسٹام میں تین طلاقیں لکھی ہوئی تھیں تو بغیر حلالہ کے دوبارہ اس شخص سے اس عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا عورت کا تعلق یقیناً ناجائز ہوگا عورت کا پہلا حمل صحیح ثابت النسب ہوگا اور دوسری لڑکی غیر ثابت النسب حرامی ہوگی پیر صاحب اور یہ شخص دونوں گناہ گار ہوں گے دونوں کو توبہ کرنا لازم ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ انھیں توبہ کرنے پر مجبور کریں ورنہ ان سے تعلقات منقطع کرلیں واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان یکم صفر ۱۳۸۷ھ

(فتاوی مفتی محمود ج ۵ ص ۸۴، ۸۵)

...........علامہ مفتی محمد یوسف لدھیانوی کا فتوی

تین طلاق کے بعد اگر تعلقات قائم رکھے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کی کیا حیثیت ہوگی

س...... میرے بڑے بیٹے نے اپنی منہ زور اور نافرمان بیوی کو تقریبا سات سال قبل دلبرداشتہ ہوکر عدالت سے تحریری طور پر بمعرفت وکیل ڈاک سے رجسٹری ایک طلاق نامہ روانہ کیا جو اس کے بھائی نے وصول کیا طلاق نامہ کا مضمون انگریزی میں تحریر تھا طلاق نامے میں میرے بیٹے نے اپنی منکوحہ بیوی کو تین دفعہ یعنی ''میں نے تمھیں طلاق دی'' لکھا یہ طلاق میری بیٹے نے بغیر کسی جبر ودباؤ اور غصے کی حالت میں دی تھی اس وقت اس کی بیوی تقریبا چھ ماہ کے حمل سے تھی اس کی خوشدامن اور دیگر افراد خانہ کہتے ہیں کہ یہ طلاق حمل کے دوران نہیں ہوئی مگر میں اور دیگر افراد کا کہنا ہے کہ قرآن وسنت کی رو سے طلاق ہوگئی مگر اس کے سسرال والے اس بات کو نہیں مانتے اور اس سے قطعی انکار کرتے ہیں لہذا آپ سے سوال ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس دوران یعنی تقریبا سات سال سے دونوں بطور میاں بیوی کے رہ رہے ہیں اور اس درمیان اس کی دو بچیاں پیدا ہوئیں تو یہ بچیاں کس زمرے میں آتی ہیں؟ براہ کرم شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں؟

ج......حمل کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے اور وضع حمل سے عدت ختم ہوجاتی ہے آپ کے بیٹے نے اپنی بیوی کو جو تین طلاقیں دیں وہ واقع ہوچکی ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے پر قطعی حرام ہوچکے ہیں اس کے بعد اگر وہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں تو وہ گناہ اور بدکاری کے مرتکب ہوئے ہیں اور ان کے ہاں جو اولاد اس عرصہ میں ہوئی اس کا نسب صحیح نہیں اس کی حیثیت ناجائز اولاد کی سی ہے ان کو چاہیئے کہ فورا علیحدگی اختیار کرلیں اور اللہ تعالی سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۵ ص ۲۳۸)

حاکم اور قاضی کے فیصلہ کا نافذ نہ ہونا

اگر حاکم یا قاضی نے تین طلاق کو ایک قرار دے کر رجوع کا فیصلہ کیا تو یہ فیصلہ قرآن وسنت، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین، اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے اس لیے یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا حتی کہ اگر کسی دوسرے قاضی یا حاکم نے اس کے فیصلہ کو نافذ کیا تب بھی نافذ نہ ہوگا اگر چہ ہزار قاضی اور حاکم اس کو نافذ کر دیں کیونکہ یہ فیصلہ قرآن وسنت اور اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط اور باطل ہے اور قاضی وحاکم کے نافذ کرنے سے صحیح نہ ہوگا ذیل میں اس کی مؤیدات ملاحظہ فرمائیں

مؤیدات

۞......علامہ سرخسی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 483ھ لکھتے ہیں

(قُلْنَا) هَذَا خِلَافٌ غَيْرُ مُعْتَدٍ بِهِ حَتَّى لَا يَسَعَ الْقَاضِيَ أَنْ يَقْضِيَ بِهِ ، وَلَوْ قَضَى لَا يُنَفَّذُ قَضَاؤُهُ ، (المبسوط للسرخسی ج۱۱ص۱۰۶)

ہم کہتے ہیں کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینا مخالفت ہے جس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا حتی کہ قاضی کیلئے بھی جائز نہیں کہ وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرے اور اگر اس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔

۞......علامہ زیلعی الحنفی المتوفی ۷۶۲ھ لکھتے ہیں!

وَاَمَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُخَالِفًا لِلدَّلِيْلِ الشَّرْعِيِّ فَاِنَّهٗ لَايَنْفُذُ قَضَاءُهٗ وَلَايَنْفُذُ بِتَنْفِيْذِ قَاضٍ آخَرَ وَلَوْ رُفِعَ اِلٰى حَاكِمٍ وَنَفَذَهٗ لِاَنَّ قَضَاءَهٗ وَقَعَ بَاطِلًا لِمُخَالَفَتِهٖ الْكِتَابَ اَوِ السُّنَّةَ اَوِ الْاِجْمَاعَ فَلَايَعُوْدُ صَحِيْحًا بِالتَّنْفِيْذِ وَذٰلِكَ مِثْلُ الْقَضَاءِ

بِصِحَّةِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ ......اَوْ بِحِلِّ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا لِلْاَوَّلِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا الثَّانِیْ ......اَوْ بِعَدْمِ وُقُوْعِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ جُمْلَةً اَوْ بِعَدْمِ وُقُوْعِ الطَّلَاقِ عَلٰی حُبْلٰی اَوْ حَائِضٍ ...... كُلُّ ذٰلِكَ لَايَنْفُذُ فِيْهِ حُكْمُ الْحَاكِمِ لِوُقُوْعِهٖ بَاطِلًا وَّلَايَنْفُذُ بِالتَّنْفِيْذِ (تبیین الحقائق ج۵ ص۱۰۹ تا ۱۱۱)

اگر قاضی دلیل شرعی کے خلاف فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا اور نہ دوسرے قاضی کے نافذ کرنے کے ساتھ نافذ ہوگا اور اگر حاکم ایسے فیصلے کو نافذ کرے تو تب بھی نافذ نہ ہوگا کیونکہ قاضی کا یہ فیصلہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے پس یہ حاکم کے نافذ کرنے کی وجہ سے صحیح نہ ہوگا جیسے نکاح متعہ کے صحیح ہونے کا فیصلہ یا پہلے خاوند کیلئے حلالہ ہونے سے پہلے تین طلاق والی عورت کے حلال ہونے کا فیصلہ یا اکٹھی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا فیصلہ یا حاملہ یا حائضہ پر طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ ان سب صورتوں میں حاکم کا حکم نافذ نہیں ہوتا کیونکہ یہ فیصلہ باطل ہے اس لیے حاکم کے نافذ کرنے کے ساتھ نافذ نہ ہوگا۔

۞......علامہ بابرتی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 786ھ لکھتے ہیں

أَنَّهٗ خِلَافٌ غَيْرُ مُعْتَدٍّ، حَتّٰى لَوْ قَضٰى بِهِ الْقَاضِیْ لَمْ يَنْفُذْ قَضَاؤُهٗ

(البنایۃ شرح الہدایۃ ج۶ ص۲۹۷، العنایۃ شرح الہدایۃ ج۷ ص۱۸۰)

بلاشبہ تین طلاق کو ایک قرار دینا مخالفت ہے اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا حتی کہ اگر اس کے ساتھ قاضی نے فیصلہ کیا تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔

۞......حافظ بدرالدین العینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 855ھ لکھتے ہیں

فَإِنْ قِيْلَ :مَا وَجْهُ الْاِشْتِبَاهِ فِی الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا، حَتّٰى لَا يُحَدَّ إِذَا قَالَ ظَنَنْتُ أَنَّهَا تَحِلُّ لِیْ.أُجِيْبُ :بِأَنَّ وَجْهَهٗ بَقَاءُ بَعْضِ الْأَحْكَامِ بِبَعْضِ الْمُطَلَّقَاتِ

الثَّلَاثِ مِنَ النَّفَقَةِ وَالسُّكْنٰى وَحُرْمَةِ نِكَاحِ الْأُخْتِ وَثُبُوْتِ النَّسَبِ، حَتّٰى لَوْ جَاءَتْ بِالْوَلَدِ يَثْبُتُ النَّسَبُ إِلٰى سَنَتَيْنِ.فَإِنْ قِيْلَ :بَيْنَ النَّاسِ اخْتِلَافٌ فِيْمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا، هَلْ يَقَعُ أَوْلَا؟ فَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّصِيْرَ ذٰلِكَ شُبْهَةً فِيْ إِسْقَاطِ الْحَدِّ.أُجِيْبُ :أَنَّهٗ خِلَافٌ غَيْرُ مُعْتَدٍّ، حَتّٰى لَوْ قَضٰى بِهِ الْقَاضِيْ لَمْ يَنْفُذْ قَضَاؤُهٗ.قُلْتُ :مِنْ مَّذْهَبِ الزَّيْدِيَّةِ مِنَ الرَّوَافِضِ أَنَّ إِرْسَالَ الثَّلَاثِ جُمْلَةً لَّايُوْجِبُ الْحُرْمَةَ الْغَلِيْظَةَ، وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْخِلَافِ وَالْاِخْتِلَافِ، أَنَّ الْاِخْتِلَافَ مُسْتَعْمَلٌ فِيْ قَوْلٍ بُنِيَ عَلٰى دَلِيْلٍ، وَّالْخِلَافُ فِيْمَالَادَلِيْلَ عَلَيْهِ.

(البنایہ شرح الہدایہ ج6ص297)

سوال :......جوعورت تین طلاقوں کے بعد عدت میں ہو اور طلاق دہندہ کا گمان ہو کہ میرے لیے عدت کے اندر اس عورت کے ساتھ جماع کرنا حلال ہے اور وہ اس کے ساتھ جماع کر لے تو شبہ حلت کی وجہ سے اس پر حد نہیں ہے اس شبہ حلت کی وجہ کیا ہے؟

جواب:......شبہ حلت کی وجہ یہ ہے کہ تین طلاقوں کے بعد عدت کے اندر بعض نکاح کے احکام قائم رہتے ہیں اور حلت جماع بھی نکاح کے احکام میں سے ہے پس احکام نکاح کے بقاء سے طلاق دہندہ کو شبہ ہوا حلت جماع کے بقاء کا اور عدت میں جو نکاح کے احکام باقی رہتے ہیں وہ یہ ہیں خاوند پر واجب ہے مطلقہ کا نفقہ، رہائش، اس عورت کی بہن کے ساتھ نکاح کا حرام ہونا اگر طلاق کے وقت سے دو سال تک بچہ پیدا ہو جائے تو طلاق دہندہ سے اس کے نسب کا ثابت ہونا

سوال ......جو آدمی اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدے تو یہ تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے پس جیسے عدت میں احکام نکاح کا بقاء موجب شبہ ہے اسی طرح مناسب یہ ہے کہ یہ اختلاف بھی موجب شبہ ہو؟

جواب...... چونکہ یہ اختلاف معتبر نہیں اور کالعدم ہے حتیٰ کہ اگر قاضی اس اختلاف کے پیش نظر اکٹھی تین طلاقوں کے بعد رجوع کا فیصلہ کرلے تو یہ فیصلہ نافذ نہیں ہوتا اس لیے اس کالعدم اختلاف کو موجب شبہ قرار نہیں دیا گیا علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روافض میں سے فرقہ زیدیہ کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں سے حرمت مغلظہ ثابت نہیں ہوتی اور خلاف (مخالفت) اور اختلاف کے درمیان فرق یہ ہے کہ اختلاف کی بنیاد شرعی دلیل پر ہوتی ہے مگر خلاف کی بنیاد شرعی دلیل پر نہیں ہوتی۔

اور اکٹھی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا قول اختلاف نہیں بلکہ اجماع کی مخالفت ہے۔

۞......شیخ الاسلام محمود بن اسرائیل المشہور ابن قاضی سماونہ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 823ھ لکھتے ہیں

وَلَوْ طَلَّقَهَا وَهِيَ حَائِضٌ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ أَكْثَرَ مِنَ الْوَاحِدَةِ فَحَكَمَ بِبُطْلَانِهِ قَاضٍ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الْبَعْضِ لَمْ يَنْفُذْ، وَكَذَا لَوْ حَكَمَ بِبُطْلَانِ طَلَاقِ مَنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثاً بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ أَوْ فِيْ طُهْرٍ جَامَعَهَا فِيْهِ لَا يَنْفُذُ،

(جامع الفصولین ج 1 ص 17)

اگر عورت کو حالت حیض میں طلاق دی یا صحبت کرنے سے پہلے ایک سے زیادہ طلاق دی اور قاضی نے اس طلاق کے باطل ہونے کا فیصلہ کیا جیسا کہ بعض کا مذہب ہے تو یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا اسی طرح اگر عورت کو شوہر نے ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں یا اس طہر میں طلاق دی جس میں اس نے جماع کیا ہے اور قاضی نے اس طلاق کے باطل ہونے کا فیصلہ کیا تو یہ فیصلہ بھی نافذ نہ ہوگا۔

۞......علامہ ابن نجیم مصری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 970ھ لکھتے ہیں:

لَوْ حَكَمَ حَاكِمٌ بِأَنَّ الثَّلَاثَ بِفَمٍ وَاحِدٍ وَاحِدَةٌ لَمْ يَنْفُذْ حُكْمُهُ لِأَنَّهُ

لَا يَسُوغُ فِيهِ الِاجْتِهَادُ لِأَنَّهُ خِلَافٌ لَا اخْتِلَافٌ ۔(البحر الرائق ج۹ص۱۱۴)

اگر حاکم نے فیصلہ کیا کہ تین طلاقیں بیک کلمہ ایک طلاق ہے تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا کیونکہ (یہ مسئلہ منصوص ہے اور) اس مسئلہ میں اجتہاد جائز نہیں کیونکہ یہ فیصلہ اختلاف نہیں بلکہ (منصوص حکم کی) مخالفت ہے۔

......علماء ہند کا اجماعی فتوی

لَوْ قَضَى بِبُطْلَانِ طَلَاقِ مَنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ فِي طُهْرٍ جَامَعَهَا فِيهِ فَقَضَاؤُهُ بَاطِلٌ (الفتاوی الہندیہ ج۳ص۳۶۳)

اگر قاضی نے فیصلہ کیا کہ ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دینے والے شخص کی طلاق یا جس طہر میں جماع کیا ہے اس میں طلاق دینا باطل ہے تو خود قاضی کا یہ فیصلہ باطل ہے۔

(واضح رہے کہ فتاوی ہندیہ المعروف فتاوی عالمگیری پانچ سو علماء کا جمع کردہ متفقہ فتاوی ہے)

......خیر الدین الرملی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1081ھ کا فتوی

سُئِلَ فِي شَخْصٍ طَلَّقَ زَوْجَتَهُ ثَلَاثًا مُجْتَمِعَةً فِي كَلِمَةٍ وَّاحِدَةً فَهَلْ يَقَعْنَ أَمْ لَا ؟ أَجَابَ نَعَمْ يَقَعْنَ أَعْنِي الثَّلَاثَ فِي قَوْلِ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ الْمَشْهُورِيْنَ مِنْ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَلَا عِبْرَةَ بِمَنْ خَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ أَوْ حَكَمَ بِقَوْلِ مُخَالِفِهِمْ وَالرَّدُّ عَلَى الْمُخَالِفِ الْقَائِلِ بِعَدَمِ وُقُوعِ شَيْءٍ أَوْ وُقُوعِ وَاحِدَةٍ فَقَطْ مَشْهُورٌ وَإِذَا حَكَمَ حَاكِمٌ بِعَدَمِ وُقُوعِ الطَّلَاقِ الْمَذْكُورِ لَا يَنْفُذُ حُكْمُهُ فَفِي الْخُلَاصَةِ وَكَثِيرٍ مِّنْ كُتُبِ عُلَمَائِنَا الَّتِي لَا تُعَدُّ لَوْ قَضَى الْقَاضِي فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا جُمْلَةً أَنَّهَا وَاحِدَةٌ أَوْ بِأَنْ لَّا يَقَعَ شَيْءٌ لَا يَنْفُذُ وَفِي التَّبْيِيْنِ وَغَيْرِهِ فِي كِتَابِ الْقَضَاءِ أَنَّ الْقَضَاءَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ لَا يَنْفُذُ بِتَنْفِيذِ قَاضٍ آخَرَ وَلَوْ رُفِعَ إِلَى أَلْفِ حَاكِمٍ وَنَفَذَهُ لِأَنَّ الْقَضَاءَ وَقَعَ بَاطِلًا لِمُخَالَفَةِ الْكِتَابِ أَوِ السُّنَّةِ أَوِ الْإِجْمَاعِ

فَلَایَعُوْدُ صَحِیْحًا بِالتَّنْفِیْذِ .... فَقَدْ ظَهَرَ لَكَ بِذٰلِكَ اَنَّهٗ لَایَجُوْزُ لِاَحَدٍ تَنْفِیْذُهٗ وَلَاالْعَمَلُ بِهٖ وَاَنَّهٗ لَایَنْفُذُ بِالتَّنْفِیْذِ بَلْ یَجِبُ عَلٰی كُلِّ مَنْ رُفِعَ اِلَیْهِ مِنَ الْحُكَّامِ الْحَنَفِیَّةِ وَغَیْرِهِمْ مِمَّنْ یَّعْتَقِدُ عَدَمَ جَوَازِهٖ اَنْ یُّبْطِلَهٗ كَمَافِی الْمُجْتَبٰی وَغَیْرِهٖ وَفِیْهِ اَنَّ اَصْحَابَنَالَمْ یَجْعَلُوْا قَوْلَ مَنْ نَفَی الْوُقُوْعَ خِلَافًالِاَنَّهُمْ اَوْجَبُوْا الْحَدَّ عَلٰی مَنْ وَطِئَهَافِی الْعِدَّةِ وَقَالَ الشَّرْبِیْنِیُّ وَحُكِیَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةٍ وَطَائِفَةٍ مِّنَ الشِّیْعَةِ وَالظَّاهِرِیَّةِ اَنَّهٗ لَایَقَعُ مِنْهَااِلَّاوَاحِدَةٌ وَاخْتَارَ مِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مَنْ لَّایُعْبَؤُ بِهٖ فَاَفْتٰی بِهٖ وَاقْتَدٰی بِهٖ مَنْ اَضَلَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَوْلُ الْمُحَقِّقِ الْكَمَالِ وَقَوْلُ بَعْضِ الْحَنَابِلَةِ الْقَائِلِیْنَ بِهٰذَاالْمَذْهَبِ صَرِیْحٌ فِیْ اَنَّهُمْ لَمْ یُجْمِعُوْا عَلَیْهِ وَاِنَّمَاهُوَ قَوْلُ الْبَعْضِ مِنْهُمْ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَقَدْ اَفْتٰی مَنْ طَهَّرَ اللّٰهُ فُؤَادَهٗ مِنْهُمْ وَفَتَحَ عَنْ بَصِیْرَتِهٖ بِمَا وَافَقَ الْاِجْمَاعَ مَنْ یَّهْدِی اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِوَمَنْ یُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّامُّرْشِدًاو الله اعلم (الفتاوی الخیریہ ج۱ص۴۸،۴۹)

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک کلمہ کے ساتھ اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں کیا وہ واقع ہوں گی یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں وہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی عالم اسلام کے سب مشہور علماء، فقہاء کا مذہب یہی ہے اور جس نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی ہے یا جس نے اس مخالف کے قول کے مطابق فیصلہ کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں اور جو اکٹھی تین طلاقوں کی صورت میں بالکل طلاق کے عدم وقوع کا یا ایک طلاق کے وقوع کا قائل ہے ان پر رد مشہور ہے اور جب کوئی حاکم اکٹھی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا فیصلہ کرے گا تو اس کا یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا جیسا کہ خلاصۃ میں اور خلاصۃ کے علاوہ ہمارے علماء کی بے شمار کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ اگر قاضی نے اکٹھی تین طلاقیں دینے والے شخص کے بارے میں ایک طلاق کا یا طلاق کے واقع نہ ہونے

کا فیصلہ کیا تو وہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا تبیین وغیرہ کی کتاب القضاء میں لکھا ہے کہ اس جیسا (یعنی اکٹھی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا) فیصلہ دوسرے قاضی کے نافذ کرنے کے ساتھ نافذ نہ ہوگا اگر چہ یہ فیصلہ ہزار حاکم کی طرف لے جائے اور وہ سب اس کو نافذ کر دیں تب بھی نافذ نہ ہوگا کیونکہ یہ فیصلہ کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور اجماع کے خلاف ہے لہذا دوسرے قاضی کے نافذ کرنے کی وجہ سے یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوسکتا اس سے آپ کے سامنے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اس کو نافذ کرنا اور اس پر عمل کرنا کسی کیلئے جائز نہیں اور یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ یہ فیصلہ حاکم کے نافذ کرنے سے بھی نافذ نہ ہوگا بلکہ ہر وہ حاکم جس کے سامنے اکٹھی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا یا ایک طلاق ہونے کا فیصلہ پیش کیا جائے خواہ وہ حنفی حاکم ہو یا کوئی ایسا حاکم ہو جو تین اکٹھی طلاقوں کے عدم وقوع یا ایک طلاق کے فیصلے کو جائز نہیں سمجھتا اس پر واجب ہے کہ وہ اس فیصلے کو باطل کر دے جیسا کہ مجتبی وغیرہ میں ہے اور اس کتاب مجتبی میں ہے کہ ہمارے اصحاب نے تین طلاقوں کے وقوع کی نفی کرنے والے قول کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ انھوں نے اس آدمی پر حد کو واجب کیا ہے جو اکٹھی تین طلاق دینے کے بعد عدت کے اندر بیوی سے وطی کر لے شربنی کہتے ہیں حجاج بن ارطاۃ اور شیعہ اور ظاہریہ کی ایک جماعت سے نقل کیا گیا ہے کہ اکٹھی تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور متاخرین میں سے اس قول کو اس شخص نے اختیار کیا ہے اور اس پر فتوی دیا ہے جو اہل علم کے نزدیک غیر معتبر ہے پھر اس کی ایسے لوگوں نے اقتداء کی جن کو اللہ تعالی نے گمراہ کیا ہے اور محقق کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ "بعض حنابلہ اس مذہب (تین طلاقوں کے ایک ہونے) کے قائل ہیں" صریح ہے کہ حنابلہ کا تین طلاق کے ایک ہونے پر اتفاق نہیں ہے بلکہ یہ ان میں سے بعض کا قول ہے علامہ رملی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واقعہ بھی یہی ہے کہ یہ بعض حنابلہ کا مذہب ہے سب کا نہیں کیونکہ ان میں سے جن کے دلوں کو اللہ تعالی نے پاک

کر دیا ہے اور ان کو بصیرت عطا کی ہے انھوں نے اجماع کے موافق فتوی دیا ہے (کہ اکٹھی تین طلاقیں تین ہی ہیں) جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جس کو اللہ تعالی گمراہ کر دے تو تو اس کیلئے کوئی مددگار اور راہ دکھانے والا نہیں پائے گا واللہ اعلم

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو حنابلہ تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتوی دیتے ہیں ان کے دل آلودہ ہیں اور وہ دینی بصیرت سے محروم ہیں بلکہ گمراہ ہیں۔

وَسُئِلَ فِیْ رَجُلٍ طَلَّقَ زَوْجَتَہٗ ثَلَاثًا مُجْتَمِعَۃً فِیْ کَلِمَۃٍ وَّاحِدَۃٍ فَاَفْتَاہُ حَنْبَلِیُّ الْمَذْھَبِ بِعَدَمِ الْوُقُوْعِ فَاسْتَمَرَّ مُعَاشِرًا لِزَوْجَتِہٖ بِسَبَبِ الْفَتْوٰی الْمَذْکُوْرَۃِ مُدَّۃَ سِنِیْنَ فَھَلْ یُعْمَلُ بِاِفْتَاءِ الْحَنْبَلِیِّ الْمَذْکُوْرِ اَمْ لَا وَلَوِ اتَّصَلَ بِہٖ حُکْمٌ مِّنْہُ کَیْفَ الْحَالُ ؟ اَجَابَ لَاعِبْرَۃَ بِالْفَتْوٰی الْمَذْکُوْرَۃِ وَلَا یَنْفُذُ قَضَاءُ الْقَاضِیْ بِذٰلِکَ وَلَوْ نَفَذَہٗ اَلْفُ قَاضٍ وَیُفْتَرَضُ عَلٰی حُکَّامِ الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَھُمَا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ وَحُکِیَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاۃٍ وَّطَائِفَۃٍ مِّنَ الشِّیْعَۃِ وَالظَّاھِرِیَّۃِ اَنَّہٗ لَایَقَعُ مِنْھَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ وَاخْتَارَہٗ مِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مَنْ لَّایُعْبَؤُ بِہٖ فَاَفْتٰی بِہٖ وَاقْتَدٰی بِہٖ مَنْ اَضَلَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

(الفتاوی الخیریہ ج۱ ص۴۹)

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک کلمہ سے اکٹھی تین طلاقیں دیدیں پھر اس کو ایک حنبلی مذہب کے مفتی نے تین طلاقوں کے واقع نہ ہونے کا فتوی دیا وہ آدمی اس مذکورہ فتوی کی وجہ سے کئی سال اپنی بیوی کے ساتھ رہا کیا اس حنبلی کا مذکورہ فتوی قابل عمل ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کے فتوی کے ساتھ اس کا فیصلہ بھی متصل ہو تو کیا حکم ہے؟ علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا مذکورہ فتوی کا کوئی اعتبار نہیں اور اگر کسی قاضی نے تین طلاق کے ایک ہونے کا فیصلہ کیا تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا

اگرچہ ہزار قاضی اس کو نافذ کریں۔ مسلمانوں کے حکام پر فرض ہے کہ وہ ایسے خاوند بیوی کے درمیان جدائی کردیں۔ بعض علماء سے نقل کیا گیا ہے کہ حجاج بن ارطاۃ اور شیعہ اور ظاہریہ کے ایک گروہ کا قول یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوگی اور متاخرین میں سے اس قول کو اس شخص نے اختیار کیا ہے اور اس پر فتوی دیا ہے جو اہل علم کے نزدیک غیر معتبر ہے پھر اس کی ایسے لوگوں نے اقتداء کی جن کو اللہ تعالی نے گمراہ کیا ہے۔

۞......علامہ طحطاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1355ھ لکھتے ہیں

وَلَوْ حَكَمَ حَاكِمٌ بِاَنَّ الثَّلَاثَ تَقَعُ وَاحِدَةً لَمْ يَنْفُذْ حُكْمُهٗ لِاَنَّهٗ لَا يَسُوْغُ فِيْهِ الْاِجْتِهَادُ لِاَنَّهٗ خِلَافٌ لَا اخْتِلَافٌ

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۲ ص ۱۰۵)

اور اگر حاکم نے فیصلہ کیا کہ تین طلاقیں ایک ہے تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا کیونکہ یہ (اکٹھی تین طلاق کے وقوع کا مسئلہ) ایسا ہے کہ اس میں اجتہاد جائز نہیں کیونکہ اس میں اجتہاد سے کوئی دوسرا قول کرنا اختلاف نہیں بلکہ اجماع کی مخالفت ہے۔

۞......ابوالحسن علی بن عبدالسلام التسولی المالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اِنْ حَكَمَ الْحَاكِمُ بِهٖ يُنْقَضُ وَلَا يَكُوْنُ رَافِعًا لِّلْخِلَافِ

(البہجۃ فی شرح التحفۃ ج 1 ص 548)

اگر حاکم نے تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فیصلہ کیا تو یہ فیصلہ توڑ دیا جائے گا اور حاکم کا یہ فیصلہ اس قول کے خلاف اجماع اور خلاف نص والے اعتراض کو نہیں اٹھا سکتا۔

تین طلاق کے بعد غیر مقلدین کے فتوے کا سہارا لینا

اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف جو قول ہو وہ مذہب نہیں بلکہ مذہب حق کی مخالفت ہے اس لیے اس پر فتوی دینا، اس پر عمل کرنا اور جواز عمل کیلئے اس کو بنیاد بنانا

باطل ہے اس طرح تو بہت سارے اجماعی عقائد ومسائل ہیں جن کی مخالفت کرنے والی شخصیات موجود ہیں جن کو عام لوگ اہل علم اور بڑے سکالر سمجھتے ہیں جیسے قادیانی ختم نبوت کا انکار کر کے اجرائے نبوت اور اجرائے وحی کا قول کرتے ہیں اور نزول عیسی علیہ السلام کا انکار کر کے وفات عیسی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کی دعوت دیتے ہیں جس پر وہ قرآن وحدیث کے دلائل پیش کرتے ہیں، رافضی موجودہ قرآن کو اصلی قرآن نہیں مانتے ان کے بقول اصلی قرآن امام مہدی کے پاس غار میں ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں منکرین حدیث جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں وہ صرف دو یا تین نمازوں کے قائل ہیں جس پر وہ قرآن کی متعدد آیات پیش کرتے ہیں اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آخر یہ بھی اہل علم ہیں ان کے پاس بھی قرآن وحدیث ہے لہذا بوقت ضرورت ان کے مذہب کو اختیار کرنے میں کیا حرج ہے؟ ضرورت کون سی ہے؟ رشتہ نہیں ہو رہا یہ رشتہ کرا دیں گے، کاروبار نہیں بن رہا بیوی بچے بھوکے مر رہے ہیں یہ کاروبار کرا دیں گے بیوی بچوں کیلئے رہائش نہیں یہ مکان بنوا دیں گے بیمار ہے علاج میسر نہیں، یہ علاج کرا دیں گے تو کیا ان مجبوریوں کی صورت میں اس اصول کو بنیاد بنا کر کہ " بوقت ضرورت دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے " کیا قادیانی مذہب، رافضی مذہب، یا مصروفیت والی ضرورت کی وجہ سے تین نمازوں والا اہل قرآن کا قول اختیار کرنا جائز ہے؟ جب کہ یہ سب قرآن وحدیث کی بات کرتے ہیں اگر ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ قادیانیت رافضیت اہل قرآن حق مذہب نہیں بلکہ حق مذہب کی مخالفت ہے تو اسی طرح تین طلاقوں کے تین ہونے پر قرآن وحدیث کے مضبوط دلائل ، اجماع صحابہ اور اجماع امت کے بعد اس کے خلاف بعض علماء کا قول حق مذہب نہیں بلکہ مذہب حق کی مخالفت ہے اس لیے اس کو اختیار کرنا اور اس پر عمل کرنا حق مذہب کی مخالفت ہے اور جس مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے خلاف شرع راستہ اختیار کرتے ہیں اس کا حل ہم

نے باب چہارم میں پیش کیا ہے کہ اگر اکٹھی تین طلاقوں کو قابل تعزیر جرم قرار دے دیا جائے تو نہ یہ مجبوری پیش آئے گی اور نہ اس حرام کاری کی نوبت آئے گی۔

۞......مفتی اعظم، مفتی عبدالستار صاحب اور مفتی انور کا فتوی

سوال ......ایک آدمی نے اپنی دونوں بیویوں کو تین تین طلاقیں دیدیں پھر اس شخص کو پریشانی ہوئی مفتی علماء سے استفسار پر اس کو اپنی دونوں بیویوں سے مخالفت ہوئی چنانچہ اس نے اہل حدیث علماء سے پوچھنے پر دونوں بیویوں کو رکھا ہوا ہے شخص مذکور کا موقف یہ ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ بوقت ضرورت دوسرے مسلک پر عمل جائز ہے جیسا کہ دوران طواف مس مراۃ کے مسئلہ میں شوافع احناف کے مسلک پر عمل کرتے ہیں ایسا ہی میں اپنے گھرانہ اور پانچ بچوں کی ماں کو آباد کرنے کیلئے مسلک اہل حدیث پر عمل کرتا ہوں شریعت مطہرہ کا اس شخص اور اس کی دونوں بیویوں کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

المستفتی محمد عابد مدینہ منورہ السعودیہ

الجواب ......صورت مذکورہ میں از روئے قرآن وحدیث واجماع امت تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں (آگے خیر الفتاوی میں شرح نووی اور تفسیر مظہری اور ردالمختار المعروف شامی کی عبارتیں ذکر کی گئی ہیں جو اجماع امت کے حوالہ جات میں گذر چکی ہیں ان عبارتوں کے بعد مفتی صاحب لکھتے ہیں: ناقل) مذکورہ روایات صراحتا اس بات کی دلیل ہیں کہ بیک وقت دی جانے والی تین طلاق کے وقوع پر جمہور امت کا اجماع ہے اور اس کے خلاف قول شاذ ومردود ہے۔ بوقت ضرورت دوسرے کے مسلک پر عمل جائز ہے تو اس کا جواب روایت مذکورہ بالا سے واضح ہوگیا کہ عدم وقوع ثلاث کسی کا مسلک ہی نہیں لہذا یہ عمل بمسلک الغیر نہیں یہ عمل بالشاذ والمردود ہے اور اگر بالفرض والتسلیم یہ کسی کا مسلک بھی ہوتا تو بھی عمل بمسلک الغیر کیلئے چند شرائط ہیں جن میں سے بنیادی شرط یہ ہے کہ عمل

ضرورت شدیدہ کی بناء پر ہوا اتباع ہوی کیلئے نہ ہو اور صورت مسئولہ میں بجز اتباع نفس وہوی اور کچھ نہیں اس قسم کے اعذار واہیہ کی بناء پر تحلیل وتحریم کے فیصلے کرنا تلعب بالدین اور مفاسد کا دروازہ کھولنا ہے بلکہ اندیشہ سلب ایمان ہے۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۹۷ھ-۵-۲۴ الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

(خیر الفتاوی ج ۵ ص ۲۱۲ تا ۲۱۴)

......مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی اور مفتی تقی عثمانی کا فتوی

سوال......(۱) زید کی بیوی اپنے لڑکے کو مار رہی تھی اور گالیاں دے رہی تھی اتنے میں زید بھی آ گیا زید نے بیوی کو گالیاں دینے سے منع کر دیا مگر بیوی باز نہ آئی اور شوہر کو بھی گالیاں دینی شروع کر دیں جس پر زید کو غصہ آیا اور اس نے یہ الفاظ کہے ''طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے'' لفظ طلاق تین مرتبہ سے بھی زائد کہا ہے۔ مگر اس کو یاد نہیں ہے اور یہ بات زید نے اپنے خاندان کے تقریباً تیس آدمیوں کے سامنے بیان کی ہے، کیا طلاق واقع ہوگئی اور کتنی؟ اب کوئی صورت ہے حلال ہونے کیلئے؟ (۲) اگر مذہب حنفی کے مطابق تین طلاق ہو چکی ہیں تو اہل حدیث سے فتوی لے کر عمل کیا جائے؟ کیونکہ نہ شوہر بیوی کو جدا کرنا چاہتا ہے اور نہ بیوی جدا ہونا چاہتی ہے۔

جواب......(۱) صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں، اب وہ زید کیلئے مغلظا حرام ہو چکی ہے اور حلالہ کے بغیر ہرگز اس کے ساتھ نکاح ثانی بھی جائز نہیں ہے، دونوں کو فوراً الگ ہو جانا چاہیئے، اگر وہ الگ نہ ہوں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ان سے بیزاری کا اظہار کریں۔(۲) تین طلاق دینے کی صورت میں چاروں ائمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت مغلظا حرام ہو جاتی ہے اور بغیر حلالہ کے حلال نہیں ہو سکتی اس اجماع کے

خلاف جو بات بھی کہی جائے وہ قابل قبول نہیں، اور کسی سے خلاف اجماع ائمہ اربعہ فتوی لے کر عمل کرنا اور بھی گناہ ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۳-۱-۱۳۸۸ھ الجواب صحیح محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفی عنہ

فتوی نمبر ۱۹/۱۱۹ الف (فتاوی عثمانی ج ۲ ص ۴۱۲، ۴۱۳)

سوال ...... (۱) ایک شخص نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی چند افراد کی موجودگی میں نشست تبدیل کر کے، یہ طلاق مغلظہ ہوگئی یا نہیں؟ اس کے بعد شوہر نے بیوی کو زبردستی لے جا کر مباشرت بھی کی ہوگی، اور عورت اس پر قطعاً راضی نہیں۔ (۲) طلاق دینے کے وقت جو افراد موجود تھے، وہ اب بھی یہی کہتے ہیں کہ اس عورت کا اب تجھے گھر رکھنا جائز نہیں، اور کچھ افراد کہتے ہیں کہ طلاقیں نہیں ہوئیں اس عورت کو پاس رکھنا شرعی نقطہ نگاہ سے قطعاً جائز ہے۔ وہ مرد کہیں شہر سے فتوی بھی لے کر آیا ہے اور کہتا ہے کہ عورت میرے نکاح سے باہر نہیں ہوئی۔

جواب...... (۱) صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور مغلظہ ہوگئی یعنی اب وہ حلالہ کے بغیر سابق شوہر کیلئے حلال نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں اسے زبردستی پکڑ کر لے جانا گناہ عظیم کا ارتکاب ہے عورت کو چاہیئے کہ وہ جس طرح ممکن ہو اس سے اپنی جان چھڑائے اور امکانی حد تک اسے مباشرت کا موقع نہ دے۔ (۲) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت شوہر پر حرام نہیں ہوئی، غلطی پر ہیں، ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کسی کے مذہب میں حلال ہونے کی گنجائش نہیں ہے اور کسی فرقہ کے کسی عالم سے فتوی کا سہارا لے کر اپنا مطلب حاصل کر لینا سخت ظلم اور گناہ ہے معاملہ اللہ کے ساتھ ہے، بیوی (ائمہ اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں سے) جس مسلک سے تعلق رکھتی ہو اسی مسلک کے علماء کا فتوی اس کے حق میں معتبر ہوگا

احقر محمد تقی عثمانی ۲۸/ ۶/ ۱۳۸۸ھ (فتاوی عثمانی ج ۲ ص ۴۲۳، ۴۲۴)

بیوی کی خاطر مذہب کی تبدیلی

انسان کی زندگی کا کوئی لحہ اللہ تعالی کی نعمتوں سے خالی نہیں اور اتنی نعمتیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے) اور اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت، نعمت ایمان ہے دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے قیامت کے دن اگر کفار کے پاس زمین کے بھراؤ کے برابر سونا ہو زمین کے بھراؤ کے برابر سونے سے مراد یہ ہے کہ زمین پر جو پہاڑ، درخت، ٹیلے وغیرہ ہیں ان کو زمین سے ہٹا دیا جائے ان سے خالی ہو کر پوری زمین برتن بن جائے پھر اتنے بڑے برتن کو آسمان تک سونے سے بھر دیا جائے و مثلہ معہ اور اس کے برابر ان کو اور بھی سونا دیدیا جائے تو دوزخ کے عذاب سے نجات پانے کیلئے اتنا بڑا سونا دینے کیلئے تیار ہوں گے لیکن اتنا بڑا فدیہ دے کر جہنم کی آگ سے وہ نجات نہیں پا سکیں گے لیکن جس کے دل میں ایمان کا ذرہ بھی ہوگا اور کمزور سے کمزور ایمان ہوگا ایک نہ ایک دن وہ بھی نجات پا جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کمزور سے کمزور ایمان اور ایک ذرہ کے برابر ایمان سونے کی اتنی بڑی مقدار سے زیادہ قیمتی ہے معلوم ہوا کہ ایمان والی دولت، ایمان والی نعمت اللہ تعالی کی تمام نعمتوں میں سے زیادہ قیمتی نعمت ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو نعمت جتنی زیادہ قیمتی ہوتی ہے آدمی اس کی اتنی زیادہ حفاظت کرتا ہے اور جو جو چیزیں اس نعمت کو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں ان سے اس نعمت کو بچاتا ہے پھر ایک تو وہ چیزیں ہیں جو اس نعمت کو نقصان پہنچاتی ہیں نقصان کا مطلب یہ ہے کہ نعمت تو آدمی کے پاس رہتی ہے لیکن وہ چیزیں اس نعمت کو ناقص اور کمزور کر دیتی ہیں دوسری وہ چیزیں ہیں جو آدمی کو اس نعمت سے بالکلیہ محروم اور خالی کر دیتی ہیں اور وہ نعمت اس سے چھن جاتی ہے جیسے ایک وہ بیماری ہے جو بینائی کو اور ہاتھ پاؤں کو کمزور کر دے دوسری وہ بیماری جو بینائی کو ختم کر دے اور ہاتھ پاؤں کو شل کر دے حتی کہ آدمی بینائی اور ہاتھ

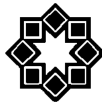
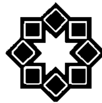
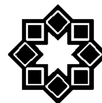
پاؤں کی قوت سے بالکل محروم ہو جائے ،انسان نعمت کو نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بھی بچنے کی پوری پوری کوشش کرے، لیکن جو چیز نعمت کو ختم کر دینے والی ہے اور اس نعمت سے محروم کر دینے والی ہے اس سے بچنے کی اور بھی زیادہ کوشش کرے۔

اسی طرح ہر گناہ نعمت ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے اور ایمان کو کمزور کرتا ہے اس لیے آدمی ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرے لیکن کچھ گناہ سالب ایمان ہیں یعنی ایمان کو چھیننے والے ایمان سے محروم اور خالی کر دینے والے ہیں تو ایسے سالب ایمان گناہوں سے آدمی ہر ممکن طریقے سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے سالب ایمان گناہوں میں سے ایک گناہ یہ ہے اللہ جل شانہ، رسول اللہ ﷺ اصحاب رسول، اہلبیت رسول، اور اہل اللہ کی شان میں بے ادبی گستاخی اوور توہین کرنا دوسرا گناہ دین اور سنت کی دل میں تحقیر ہے۔ جب ایک طرف بیوی ہو جو متاع الدنیا ہے اور دوسری طرف دین وشریعت کا حکم اور تقاضا ہو اگر کوئی آدمی قرآن وحدیث کی آڑ میں کسی باطل مذہب کا سہارا لے کر اپنی بیوی کی خاطر مذہب تبدیل کرتا ہے اور بیوی کی وجہ سے شریعت کے حکم سے منہ موڑ لیتا ہے اور اللہ ورسول کی اطاعت سے انحراف کرتا ہے تو وہ دین وایمان والی نعمت کی توہین وتحقیر کا مرتکب ہے لہذا ایسے آدمی کے بارے میں سلب ایمان کا خطرہ ہے اس لیے اس سالب ایمان گناہ سے بچنا چاہیئے۔

قرآن کریم میں ہے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ اے ایمان والو! تمھاری بعض بیویاں اور اولادیں تمھارے ایمان کی دشمن ہیں ان سے بچو اور ہوشیار رہو بیوی کی وجہ سے مذہب بدلنا اتنا خطرناک گناہ ہے کہ بیوی کو اپنا دین وایمان بنا کر اس کی خاطر باطل مذہب (مثلاً قادیانی مذہب، رافضی مذہب منکرین فقہ کا مذہب) اختیار کرنا تو سالب ایمان ہے ہی اگر کوئی آدمی فقہی مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں محض بیوی کی خاطر اپنا فقہی مذہب تبدیل کرے تو اس سے بھی سلب ایمان کا خطرہ ہے۔

چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں لَمَنِ انْتَقَلَ اِلٰی مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ لِيُزَوَّجَ لَهٗ اَخَافُ اَنْ يَّمُوْتَ مَسْلُوْبَ الْاِيْمَانِ لِاِهَانَتِهٖ لِلدِّيْنِ لِجِيْفَةٍ قَذِرَةٍ (شامی ج ۸ ص ۲۲۷ کتاب الشہادۃ) جو آدمی شافعی مذہب کی طرف محض اس وجہ سے منتقل ہو جائے تا کہ اس کو بیوی مل جائے تو ڈر ہے کہ اس کو موت ایسی حالت میں آئے کہ بد بودار لاش کی خاطر دین کی اہانت کی وجہ سے اس کا ایمان سلب ہو چکا ہو۔

جب خاتمہ خراب ہوگا تو انجام بھی خراب ہوگا، یہی شدید خطرہ ہے ان لوگوں کے بارے میں جو قرآن وحدیث کی آڑ میں بیوی کی خاطر منکرین فقہ کا مذہب اختیار کر کے اکٹھی تین طلاق کے بعد رجوع کر کے بیوی کو رکھ لیتے ہیں اور شرعی حکم کو خیر باد کہہ دیتے ہیں پس ان کا مقصود دین وایمان نہیں بلکہ بیوی مقصود ہے اس سے بڑی دین کی تحقیر وتوہین کیا ہوگی؟ بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس نے بیوی کو ایسے شرعی حکم پر ترجیح دی ہے جو قرآن ،حدیث، آثار خلفاء راشدین، آثار صحابہ، آثار تابعین وتبع تابعین، اجماع صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اپنے اس عمل میں یہ شخص قرآن وحدیث، خلفاء راشدین، اصحاب رسول اور علماء امت کی تحقیر وتوہین کا مرتکب ہوا ہے یہ شخص اس زانی سے بدتر ہے جو زنا کا مرتکب ہے مگر اس فعل بد کو گناہ سمجھتا ہے لیکن جو شخص قرآن وحدیث کی آڑ میں اور دین وشریعت کے پردہ میں تین طلاقوں کے بعد رجوع کر کے زنا کاری اور حرام کاری کرتا ہے وہ اس کو شریعت سمجھ کر کرتا ہے اور بالکل گناہ نہیں سمجھتا پس زانی صرف عملی معصیت میں مبتلا ہے جبکہ یہ شخص عملی معصیت کے علاوہ افتراء علی اللہ، افتراء علی الرسول اور اعتقادی معصیت میں مبتلا ہے اب یہ اپنا انجام خود سوچ لے

باب چہارم:

تین طلاق کو ایک قرار دینے اور رجوع کرنے پر حد و تعزیر

قرآن وحدیث میں جرائم ومعاصی کی روک تھام کیلئے جہاں ترغیب وترہیب اور انذار وتبشیر کا انداز اختیار کیا گیا ہے وہاں قانونی طریقہ بھی استعمال کیا گیا ہے یعنی عقوبات وتعزیرات کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ رکھا گیا ہے پس عقوبات مثلاً دیت وقصاص حدود وتعزیرات اور کفارات شرعی قانون کا حصہ ہیں۔

تعزیر جرم کی اس سزا کو کہا جاتا ہے شریعت میں جس کی مقدار مقرر نہیں کی گئی بلکہ اس کو حاکم وقاضی کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے البتہ انتظامی مصلحت اور ملکی حالات کے پیش نظر اگر حاکم مجلس شوری کے مشورے سے کوئی سزا مقرر کردے تو از روئے شریعت اس کو اختیار حاصل ہے مگر وہ بھی تعزیر ہوگی نہ کہ حد اور اگر مقرر نہ کرے تو ظاہری ناگواری، بے رخی اور زبانی زجر وتوبیخ سے لے کر قتل تک تعزیر کا دائرہ وسیع ہے کیونکہ جرم اور سزائے جرم میں تماثل مسلمہ اصول ہے اس لئے جرم ومعصیت کے مختلف درجات اور مجرمین کے مختلف حالات کے اعتبار سے تعزیر کے درجات بھی مختلف ہیں پس جس درجہ کی معصیت اس درجہ کی تعزیر اور جیسے مجرم کی حالت ویسی تعزیر ذیل میں قرآن وحدیث سے تعزیر کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں

(1)......ایک صحابی نے کہا میں ساری زندگی روزے رکھتا رہوں گا اور کبھی بھی روزہ نہیں چھوڑوں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ رات کو نماز پڑھتا رہوں گا اور نیند نہیں کروں گا تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدا رہ کر عبادت کروں گا اور نکاح نہیں کروں گا رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر ان کو تنبیہ اور زجر وتوبیخ کرتے ہوئے فرمایا مجھ میں تم سے زیادہ خشیت اور تقوی ہے لیکن میں کبھی روزے رکھتا ہوں کبھی چھوڑتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی

ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس جس نے میرے طریقے سے انحراف کیا وہ میرا امتی نہیں (مشکوۃ ص ۲۷) اس میں تعزیر زجر وتوبیخ کی صورت میں ہے۔

(2)......دو آدمیوں کو ایک آیت میں جھگڑا کرتے سنا تو چہرہ غضبناک ہوگیا اور فرمایا پہلے لوگ اللہ تعالی کی کتاب میں خودرائی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے (مشکوۃ ص ۲۸)

(3)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنی شروع کی تو چہرہ مبارک غضبناک ہوگیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فورا کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا اور آپ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر میری بعثت کے بعد خود موسی علیہ السلام آجاتے اور تم ان کی اتباع کرتے تو تم گمراہ ہوجاتے (مشکوۃ ص ۳۲) اس میں تعزیر اظہار غضب اور زبانی تنبیہ کی صورت میں ہے۔

(4)......ایک سخت زخمی کو بعض غیر مجتہد لوگوں نے تیمّم کی بجائے غسل کرنے کا حکم دیا اس نے غسل کیا اور مر گیا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہوکر فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے جنھوں نے (بوجہ نااہلی اس کو غلط فتوی دے کر) ہلاک کیا ہے (مشکوۃ ص ۵۵)

اس میں تعزیر زجر وتوبیخ کی صورت میں ہے۔

(5)......اگر عورت شوہر کی نافرمانی کرے تو اصلاح کا پہلا درجہ عِظُوْهُنَّ ہے یعنی بلاواسطہ اور بالواسطہ نصیحت کرو دوسرا درجہ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ ہے یعنی لیٹنے کی جگہوں میں ان سے علیحدگی کرلو تیسرا درجہ فَاضْرِبُوْهُنَّ ہے یعنی ان کو مارو مگر ایسی سخت مار نہ ہو جو جسم پر نشان ڈالدے۔

(6)......حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ جو غزوہ

تبوک میں وسائل کے باوجود آج اور کل کرتے رہے جس کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ان سے چالیس دن تک اتنا سخت بائیکاٹ کیا گیا کہ بیوی بچوں نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا حتی کہ ارض مدینہ ان پر تنگ ہو گئی۔

(7)...... جب ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نان ونفقہ میں وسعت کا مطالبہ کیا تو ایک ماہ کیلئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے بائیکاٹ کیا (پ۲۲)

(8)...... دس سال کے بچے کو مار کر نماز پڑھانے کا حکم ہے (سنن ابی داود ج ۱ ص ۷۰)

(9)...... ایک آدمی نے اپنے غلام کے سامنے اپنی لونڈی کے ساتھ صحبت کی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو سو کوڑے مارے (مصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۲۱۸)

(10)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی دوسرے آدمی کو کہے یہودی یا ہیجڑا تو اس کو بیس کوڑے مارو اور جو اپنی محرم عورت کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرے اس کو قتل کر دو (مشکوۃ ص ۳۱۷)

(11)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو چوری کی تہمت کی وجہ سے قید کیا (سنن نسائی ج ۲ ص ۲۲۰)

(12)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس آدمی کو لواطت کرنے یا کرانے کی عادت ہو تو ایسے فاعل ومفعول دونوں کو قتل کر دو (مشکوۃ ص ۳۱۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جلانے کا حکم دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرانے کا حکم دیا (مشکوۃ ۳۱۳)

(13)...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو آدمی جانور کے ساتھ بدکاری کرے اس پر حد نہیں (مشکوۃ ص ۳۱۳) اور خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جانور کے ساتھ بدکاری کرے اس کو قتل کر دو (مشکوۃ ص ۳۱۲) معلوم ہوا کہ یہ قتل حد کے طور پر نہیں بلکہ تعزیر کے طور پر ہے۔

(14)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا (مشکوۃ ج ۲

ص ۳۱) پانچویں مرتبہ چوری کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا (مشکوۃ ج ۲ ص ۳۱۴)

جب قوانین شرعیہ میں تعزیرات کا باب موجود ہے تو چونکہ (۱) اکٹھی تین طلاقیں دینا یا لکھنا (۲) تین طلاقوں کو ایک قرار دے کر رجوع کا حکم دینا دلائل شرعیہ کے لحاظ سے جرم و معصیت ہے بلکہ دوسرے جرم کی سنگینی تو بہت ہی زیادہ سخت ہے پس اگر ان ہر دو جرائم کے سد باب کیلئے ان کو موجب تعزیر جرائم میں شامل کر دیا جائے اور ان کیلئے تعزیر بھی مقرر کر دی جائے تو غیر شرعی طریقہ (اکٹھی تین طلاقیں دینا) کی وجہ سے پیش آنے والی پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں اور ان ہر دو جرموں پر تعزیر لگانے کی زمانہ ماضی میں مثالیں موجود ہیں۔

اکٹھی تین طلاق دینا موجبِ تعزیر ہے

احادیث مرفوعہ اور فتاوی صحابہ اور فتاوی تابعین میں یہ بات صراحتاً مذکور ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا گناہ ہے اور اللہ و رسول کے حکم کی نافرمانی ہے اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکٹھی تین طلاقیں دینے والے آدمی کو اس معصیت و نافرمانی کرنے کے جرم میں سزا بھی دیتے اور دونوں کو جدا بھی کر دیتے اگر موجودہ حالات میں اکٹھی تین طلاق دینے اور لکھنے کو بلکہ خلاف شریعت طلاق دینے کو قابل تعزیر جرم قرار دیدیا جائے تو نہ حلالہ کی نوبت آئے گی اور نہ ہی تین طلاق کے بعد رجوع کرنے کی صورت میں بدکاری اور حرام کاری لازم آئے گی اور نہ حرامی نسل پیدا ہوگی۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

سوال: آج کل معاشرہ میں ابغض الحلال الی اللہ کی بہتات ہے اس کے باعث اعتداء حدود اللہ نشوز ذہن اور کثرت بغاوت ہے بہرحال مرد کی جانب سے جائز طلاق تو محل کلام نہیں تحقیق طلب امر یہ ہے کہ بغیر عذر شرعی مرد کا طلاق دیدینا یعنی ظالم بھی خود اور طلاق دینے پر

جری بھی خود ایسی صورت میں طلاق شرعا تعزیری جرم ہے یا نہیں؟ تعزیر سے مراد یہ ہے کہ اہل قبیلہ و برادری ایسے شخص سے نفرت بالقلب کے علاوہ معاشرتی مقاطعہ بھی کریں تا کہ احکام الٰہیہ سے مذاق کا سلسلہ ختم ہو تو آیا یہ مقاطعہ یعنی معاشرتی ترک تعلق جائز ہوگا کہ نہیں؟ جواب سے تشفی فرمائیں جزاکم اللہ تعالیٰ جزاءً حسناً۔

الجواب باسم ملہم الصواب

آج کل کے دستور طلاق میں کئی معاصی کا ارتکاب ہوتا ہے طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے اصلاح ذات البین کی کوشش کی جائے مایوسی کی صورت میں اہل صلاح سے استشارہ و استخارہ کیا جائے اس کے بعد بھی طلاق ہی میں خیر نظر آئے تو حیض کے بعد قبل الوطی صرف ایک طلاق رجعی دی جائے اس کے برعکس آج کل طلاق میں مندرجہ ذیل معاصی کا ارتکاب لازم ہو گیا ہے (۱) بدوں غور وفکر جلد بازی (۲) اصلاح کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی (۳) خاندان کے بااثر و باصلاح اشخاص سے مشورہ نہیں لیا جاتا (۴) استخارہ نہیں کیا جاتا (۵) حیض سے فراغت کا انتظار نہیں کیا جاتا (۶) بیک وقت دو تین بلکہ تین ہی طلاقیں دینا لازم سمجھی جاتی ہیں۔(۷) تین طلاقیں دینے کے بعد جب کوئی صورت واپسی کی نہیں ہوتی تو حلالہ ملعونہ سے کام لیا جاتا ہے اور بعض تو لعنت حلالہ کی بجائے عمر بھر لعنت زنا میں مبتلا رہتے ہیں۔ان وجوہ کی بناء پر طلاق کا مروج دستور بلاشبہ واجب التعزیر جرم ہے حکومت پر فرض ہے کہ ایسے جرم پر عبرتناک سزا دے حکومت کی طرف سے غفلت کی صورت میں برادری کی طرف سے مقاطعہ کی تعزیر مناسب ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۲۲ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ (احسن الفتاوی ج ۵ ص ۱۹۴، ۱۹۵)

علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1393ھ کا فتوی

وَكَذٰلِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَبَتَتِ الرِّوَايَةُ الصَّحِيْحَةُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَاءَهٗ رَجُلٌ وَّقَالَ لَهٗ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ اَلْفًا فَقَالَ تَكْفِيْكَ مِنْهَا ثَلَاثٌ تُحَرِّمُ

زَوْجَتَكَ عَلَيْكَ وَعَلٰى هٰذَا مَضَى الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ وَمَذْهَبُ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَالظَّاهِرِيَّةُ مَعَهُمْ فِيْ الْمَشْهُوْرِ مِنْ مَذْهَبِهِمْ وَاَصْبَحَ الْعَمَلُ عِنْدَاَهْلِ الْعِلْمِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى اِمْضَاءِ الثَّلَاثِ يَقُوْلُ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّاب رَحِمَهُ اللّٰهُ وَحَسْبُكَ اَنَّهٗ قَضَاءُ الْمُحَدَّثِ الْمُلْهَمِ اَیْ حَتّٰى لَوْ كَانَ اِجْتِهَادًا مِنْ عُمَرَ فَحَسْبُكَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ مُحَدَّثًا مُلْهَمًا وَعَلٰى هٰذَا مَضَى الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اَنَّ الثَّلٰثَ ثَلٰثٌ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ مُخَيَّرٌ بَيْنَ اَنْ يَّقُوْلَ الثَّلَاثَ بِلَفْظٍ وَّاحِدٍ فَيَمْضِيْ عَلَيْهِ الثَّلَاثُ وَبَيْنَ اَنْ يَّقُوْلَهَا مُتَفَرِّقَةً وَّيُصِيْبُ السُّنَّةَ بِالتَّفَرُّقِ دُوْنَ الْجَمْعِ فَاِنْ جَمَعَهَا فَاِنَّهٗ مُبْتَدِعٌ وَآثِمٌ بِجَمْعِهٖ وَلَمَّا ابْتَدَعَ خَالَفَ شَرْعَ اللّٰهِ فَالْاَنْسَبُ فِيْهِ عُقُوْبَتُهٗ وَقَدْ قَدَّمْنَا هٰذَا اَنَّ مَنِ ابْتَدَعَ وَخَالَفَ السُّنَّةَ فِيْ الطَّلَاقِ فَالْاَشْبَهُ بِمِثْلِهٖ اَنْ يُّعَاقَبَ وَيُؤَاخَذَ وَعَلٰى هٰذَا مَضٰى قَضَاءُ الْاَئِمَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

(شرح زاد المستقنع للشنقیطی ج 8 ص 293)

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکٹھی تین طلاقوں کے تلفظ کو مدخولہ بیوی کے حق میں تین طلاقیں قرار دیا ہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اکٹھی تین طلاقوں کے نفاذ کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ ان سے یہ روایت ثابت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان میں سے تجھے تین کافی ہیں ان تین طلاقوں کی وجہ سے بیوی تجھ پر حرام ہوگئی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا فتویٰ بھی یہی ہے اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب بھی یہی ہے اور ظاہریہ کا مشہور قول بھی ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ہے اور اہل علم کا عمل اکٹھی تین طلاقوں کے نافذ کرنے پر ہے شیخ محمد بن عبدالوہاب کہتے ہیں کہ اس مذہب کے حق ہونے کیلئے یہ بات کافی ہے کہ یہ ایسی شخصیت کا فیصلہ ہے جو مُحَدَّث (جس کی زبان پر حق جاری کیا جائے)

اور مُلْهَم (جس کے دل میں حق بات کا القاء کیا جائے) ہے یعنی اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اجتہادی فیصلہ ہو تب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ تعالی کی جانب سے محدث اور ملہم ہونا اس کے حق ہونے کیلئے کافی ہے۔ شرعی طریقہ یہ ہے کہ تین طلاقیں متفرق طور پر دی جائیں اکٹھی نہ دی جائیں تاہم اگر کوئی آدمی تین اکٹھی طلاقیں دیدے تو وہ بدعتی اور گناہ گار ہے اور جب اس نے اس بدعت والے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اس نے اللہ کے حکم کے خلاف کیا ہے پس اس کیلئے عقوبت زیادہ مناسب ہے اور ہم نے پہلے یہ لکھا ہے کہ جو آدمی طلاق دینے میں بدعت کا ارتکاب اور سنت کی مخالفت کرے پس اس جیسے آدمی کے لائق یہ ہے کہ اس پر گرفت کی جائے اور اسے سزا دیجائے اس سلسلے میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا فیصلہ یہی ہے

مؤیدات

۞...... عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَيْزَارِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا ظَفَرَ بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا اَوْجَعَ رَاْسَهٗ بِالدِّرَّةِ

(مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۳۹۵)

عبیداللہ بن عیزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلتا کہ کسی آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو درہ کے ساتھ اس کا سر کوٹتے۔

۞...... عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانُوْا يُنَكِّلُوْنَ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِيْ مَقْعَدٍ وَّاحِدٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 11)

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو آدمی ایک مجلس میں تین طلاقیں دیتا صحابہ اس کو سزا دیتے تھے۔

۞...... عَنْ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجَيْبِيِّ اَنَّ كَعْبَ بْنَ عَلْقَمَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَلِيَّ

بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِی الله تعالی عنه كَانَ يُعَاقِبُ الَّذِیْ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهٗ اَلْبَتَّةَ

(أحکام القرآن للقاضی أبی إسحاق ج۱ص ۲۳۷)

حرملہ بن عمران تُجِیْبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کعب بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس آدمی کو سزا دیتے تھے جو اپنی مدخولہ بیوی کو پکی طلاق (یعنی طلاق بائنہ یا تین طلاقیں) دیدیتا۔

۞...... عَنْ حَجَّاجِ بْنِ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فُضَالَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ الْحَسَنِ قَاعِدًا فَجَاءَ شَيْخٌ طَوِيْلُ اللِّحْيَةِ فَقَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ امْرَاَتِیْ شَیْءٌ فَقُلْتُ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا وَلَيْتَهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ الْحَسَنُ فَقَالَ اَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ اَلَا تَسْتَحِیْ اَنْتَ شَيْخٌ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَحَرُمَتْ عَلَيْكَ امْرَاَتُكَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَ طَلَاقَ السُّنَّةِ لَمْ يُطَلِّقْهَا وَهِیَ حَائِضٌ وَلَمْ يُطَلِّقْهَا وَهِیَ طَاهِرٌ وَّقَدْ جَامَعَهَا وَلٰكِنْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَ طَلَاقَ السُّنَّةِ انْتَظَرَ حَتّٰی تَطْهُرَ امْرَاَتُهٗ مِنَ الْحَيْضِ طُهْرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَّيُشْهِدُ رَجُلَيْنِ عَلٰی طَلَاقِهَا اِنْ شَاءَ قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ وَاِنْ شَاءَ قَالَ اِعْتَدِّیْ فَهُوَ الْخِيَارُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَنْ تَحِيْضَ ثَلَاثَ حِيَضٍ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا كَانَ اَمْلَكَ بِهَا بِذٰلِكَ يُشْهِدُ رَجُلَيْنِ اَنَّهٗ رَاجَعَهَا وَهِیَ امْرَاَتُهٗ فَاِنْ كُنْتَ غَضْبَانًا فَفِیْ ثَلَاثِ اَوْ ثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ اِنْ كَانَتْ لَا تَحِيْضُ مَا يُذْهِبُ غَضَبَكَ يَالُكَعُ فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تُرَاجِعْهَا حَتّٰی آخِرِ ثَلَاثَ حَيْضٍ كَانَتْ اَمْلَكَ بِنَفْسِهَا فَاِنْ اَرَادَ اَنْ يَّخْطُبَهَا مَعَ الْخُطَّابِ خَطَبَهَا فَاِنْ شَاءَتْ اَنْ تَزَوَّجَكَ تَزَوَّجُكَ وَاِنْ شَاءَتْ اَنْ لَّا تَزَوَّجَكَ لَا تَزَوَّجُكَ قَالَ الْحَسَنُ لَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِئَلَّا يَنْدَمَ اَحَدٌ فِیْ طَلَاقٍ طَلَّقَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (احکام القرآن للقاضی أبی إسحاق ج۱ص ۲۳۹،۲۴۰)

حجاج بن منہال کہتے ہیں کہ ہم سے مبارک بن فضالہ نے بیان کیا کہ میں حسن

بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دراز ریش بوڑھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اس نے کہا اے ابوسعید (یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) میرے اور میری بیوی کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا اور میں نے اسے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں اور اب میں پچھتا رہا ہوں کاش کہ میں اس کو ایک طلاق دیتا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور (اس کو ڈانٹتے ہوئے) فرمایا کہ تو بوڑھا ہے اس کے باوجود اللہ سے نہیں ڈرتا اور تو اللہ سے نہیں شرماتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی جو آدمی شرعی طریقہ سے طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو وہ حالت حیض میں اور طہر میں جماع کرنے کے بعد طلاق نہ دے بلکہ انتظار کرے حتی کہ جب اس کی بیوی حیض سے پاک ہو جائے تو جماع کرنے کے بغیر اس کو طلاق دے اور اگر مناسب ہو تو اس طلاق پر دو گواہ بنالے اور طلاق کے لفظ اس طرح کہے کہ تجھے ایک طلاق ہے یا یوں کہے کہ تو عدت گذار اس کے بعد اس آدمی کو تین حیض گذرنے تک اختیار ہے اگر وہ چاہے تو رجوع کرلے اور اس رجوع پر دو آدمیوں کو گواہ بنالے اور وہ عورت بعد از رجوع اس کی بیوی ہوگی اور اے کمینہ آدمی اگر تو نے غصہ کی وجہ سے طلاق دی تھی تو تین حیضوں یا تین مہینوں کی مدت میں (یعنی عدت میں) تیرا غصہ دور ہو جائے گا پس اگر تو نے رجوع نہ کیا اور عدت گذر گئی تو اب اس عورت کے ساتھ نکاح کا اختیار باقی ہے اس عورت کی طرف دوسرے پیغام نکاح دینے والوں کی طرح تو بھی پیغام نکاح دے سکتا ہے پس اگر وہ عورت تیرے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو وہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر نکاح نہ کرنا چاہے تو یہ بھی اس کو اختیار ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے یہ طلاق کا طریقہ اس لیے بیان فرمایا ہے تا کہ اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دینے والا آدمی ہمیشہ کیلئے ندامت میں نہ ڈوبا رہے (بلکہ رجوع کرکے یا دوبارہ نکاح کرکے ندامت کا ازالہ کرسکے)

اکٹھی تین طلاقوں کو ایک قرار دینا موجبِ تعزیر ہے

اسلامی حکومتوں کے زمانہ میں جب کسی عالم نے اکٹھی تین طلاقوں کے بعد رجوع کی سہولت دے کر بدکاری کا دروازہ کھولنا چاہا تو وقت کے فقہاء اور اسلامی حکمرانوں اور قاضیوں نے اسے جرم قرار دے کر اس پر مؤاخذہ کیا اور اس عالم کو سزا دی۔

اس سلسلہ میں اسلامی حکمرانوں اور قاضیوں کے چند فیصلے ملاحظہ کیجئے۔

۞......امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا تعزیری فیصلہ

عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْتَاهُ رَجُلٌ بِأَنْ يُّرَاجِعَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا قَالَ يُنَكَّلُ الَّذِيْ أَفْتَاهُ وَيُفَرَّقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ وَيَغْرُمُ الصَّدَاقَ (مصنف عبدالرزاق ج7 ص340)

معمر رحمۃ اللہ علیہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں پھر اس کو کسی مفتی نے فتوی دیا کہ وہ اس سے رجوع کر لے چنانچہ طلاق دہندہ نے رجوع کیا اور مطلقہ کے ساتھ صحبت کی تو ایسے مفتی کو سزا دی جائے گی اور عورت مرد کو جدا کر دیا جائے گا (چونکہ وطی بالشبہہ ہے اس لیے) وہ آدمی اس عورت کو مہر مثلی (عرف میں اس جیسی عورت کا جتنا حق مہر ہوتا ہے) ادا کرے۔

ابوالعباس احمد نے اپنی کتاب المعیار المعرب میں چند واقعات لکھے ہیں۔

مفتی جیل میں، کتابیں بھاڑ میں

ذیل میں تین طلاق کو ایک طلاق قرار دے کر رجوع کا فتوی دینے والے مفتی کے جیل جانے اور اس کی کتابوں کے پھاڑنے کا واقعہ ملاحظہ ہو۔

وَحُكِيَ اَنَّ الْفَقِيْهَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَعْرُوْفَ بِابْنِ الْقَوِيِّ بَلَغَهٗ اَنَّ ابْنَ

مَرْیَمَ یُفْتِیْ بِالرُّخْصَةِ فِیْ طَلَاقِ الثَّلَاثِ فَرَفَعَهُ اِلَی الْقَاضِیْ فَاَنْکَرَ ابْنُ مَرْیَمَ ذٰلِكَ فَاَمَرَ الْقَاضِیْ بِهٖ اِلَی السِّجْنِ فَقَالَ ابْنُ الْقَوِیِّ السِّجْنُ فَقَطْ ؟ اُقْتُلُهُ وَدَمُهُ فِیْ عُنُقِیْ ثُمَّ تُوُفِّیَ الْقَاضِیْ الْمَذْکُوْرُ وَوُلِّیَ بَعْدَهُ غَیْرُهُ فَبَعَثَ اِلٰی دَارِ ابْنِ مَرْیَمَ اَعْوَانًا اَخَذُوْا جَمِیْعَ کُتُبِهٖ ثُمَّ اَتَوْا بِهَا فَلَمْ یُدْخِلْهَا الْقَاضِیْ دَارَهُ وَاَمَرَهُ بِهَا اِلَی الْجَامِعِ ثُمَّ خَرَجَ وَاَرْسَلَ اِلٰی اَهْلِ الْعِلْمِ فَرَاَوْا اَنْ یُّخْرَجَ مِنْهَا مُوَطَّأُ مَالِكٍ وَالْمُدَوَّنَةُ وَاَنْ تُقْطَعَ کُتُبُ الشَّافِعِیِّ وَغَیْرِهٖ فَقَالَ الشَّیْخُ مِنْهُمْ بَلْ تُقْطَعَ کُلُّهَا عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ خِیْفَةَ اَنْ یَّقُوْلَ النَّاسُ اَخَذُوْا مَا اَحَبُّوْا وَقَطَعُوْا مَالَمْ یُحِبُّوْا۔

(المعیار المعرب ج۴ص۴۳۶، ۴۳۷)

فقیہ محمد بن عبد اللہ المعروف ابن القوی کو یہ خبر پہنچی کہ ابن مریم اکٹھی تین طلاقوں کے بارے میں رجوع کے جواز کا فتوی دیتا ہے یہ معاملہ قاضی کے سامنے پیش ہوا جب ابن مریم نے اس فتوی کو واپس لینے سے انکار کر دیا تو قاضی نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا فقیہ ابن القوی نے کہا: کیا اس جرم کی سزا فقط قید ہے؟ اس کو قتل کرو اور اس کے خون کا میں ذمہ دار ہوں پھر قاضی مذکور وفات پا گئے تو ان کے بعد جو قاضی ان کی جگہ مقرر ہوا اس نے ابن مریم کے گھر اپنے کارندوں کو بھیجا انھوں نے اس کی ساری کتابوں پر قبضہ کیا اور ان کتابوں کو اٹھا کر لے آئے قاضی نے ان کتابوں کو اپنے گھر میں داخل نہ کیا بلکہ جامع مسجد میں لانے کا حکم دیا پھر اہل علم کو بلایا انھوں نے مشورہ دیا کہ ان میں سے موطا امام مالک اور مدونہ کو الگ کر لیا جائے اور دوسری کتابیں پھاڑ دی جائیں ان میں سے ایک شیخ نے مشورہ دیا کہ لوگ کہیں گے کہ انھوں نے اپنے پسند کی کتابیں لے لی ہیں اور جو ناپسند تھیں ان کو پھاڑ دیا ہے اس لیے میری رائے یہ ہے کہ ان سب کتابوں کو مسجد کے دروازے کے سامنے پھاڑ دیا جائے (چنانچہ قاضی کے سامنے اس پر عمل درآمد ہوا)

مفتی کو منصب افتاء و تدریس سے معزول کرنا

ایک مفتی نے اندلس میں تین طلاق کے ایک ہونے کا فتوی دیا تو اس کو بدعتی قرار دے کر منصب افتاء و تدریس سے معزول کر دیا گیا۔

وَذُكِرَ اَنَّ بَعْضَ فُقَهَاءَ الْاَنْدُلُسِ اَفْتٰى بِرُخْصَةٍ فِى الثَّلَاثِ وَكَتَبَ ذٰلِكَ بِخَطِّ يَدِهٖ فَبَلَغَ الْكِتَابُ اِلَى الْفَقِيْهِ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لَاكَثَّرَ اللّٰهُ فِيْنَا مِثْلَ هٰذَا وَكَتَبَ يَرُدُّ عَلَيْهِ وَيُبَيِّنُ خَطَاهٗ وَيُطَلِّقُ عَلَيْهِ وَاَشَارَ بِمَنْعِهٖ مِنَ الْفَتْوٰى وَالتَّكَلُّمِ فِى الْعِلْمِ وَمَا كَانَ نَصَبَ نَفْسَهٗ لَهٗ اِذْ كَانَ هٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَخَذَهٗ بِمَكَّةَ وَمِصْرَ وَمَاهُنَالِكَ فَامْتُثِلَ اَمْرُ الْفَقِيْهِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ فِيْهِ فَبَقِىَ مَسْخُوْطَ الْحَالِ مَهْجُوْرَ الْبَابِ مَمْنُوْعًا مِّنَ الْفُتْيَا وَمِنَ الشَّهَادَاتِ لِاَجَلِ ذٰلِكَ وَلَوْلَا تَسْكِيْنُ الْفَقِيْهِ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْهُ هٰذِهِ الثَّائِرَةَ لَحَلَّ بِهٖ عَظِيْمُ الْبَلَاءِ مِنْ اُولِى الْاَمْرِ فَخَاطَبَ الْفَقِيْهُ اَبُوْمُحَمَّدٍ الْبَاجِىُّ الْفَقِيْهَ اَبَااِبْرَاهِيْمَ عَاتِبًاعَلَيْهِ وَقَدْبَلَغَهٗ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ اِنْكَارٌ غَيْرُ قَوْلِهٖ لَا كَثَّرَ اللّٰهُ فِيْنَا مِثْلَ هٰذَا فِىْ رِسَالَةٍ طَوِيْلَةٍ يَّقُوْلُ فِيْهَا

رِسَالَةُ اَبِىْ مُحَمَّدٍ الْبَاجِىْ فِى الرَّدِّ عَلٰى مَنْ رَاَى الثَّلَاثَ وَاحِدَةً

وَكَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ مَعَ ارْتِفَاعِ قَدْرِكَ وَمَوْقِعِكَ مِنْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ اَنْ تَتَقَدَّمَ اِلَيْهِ بِمَنْ مَعَكَ فَتُخْبِرَهٗ بِاَنَّ الْقَائِلَ بِهٰذَا خَارِجِىٌّ مُّبْتَدِعٌ فِى الْاِسْلَامِ بِدْعَةً عَظِيْمَةً فَاِذَالَمْ تَقْطَعْهَا اَنْتَ وَمِثْلُكَ ذَهَبَ النَّاسُ وَصَارُوْا كُلُّهُمْ اَوْلَادُ زِنٰى وَهُوَ اَمْرٌ اَجْمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ الْفُتْيَا وَالْاَئِمَّةُ بِالْاَمْصَارِ كُلِّهَا لَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفٌ بَلْ رَدُّوْافِىْ ذٰلِكَ عَلَى الرَّافِضَةِ وَالْخَوَارِجِ الَّذِيْنَ تَجِبُ مُحَارَبَتُهُمْ وَقَتْلُهُمْ بِالْاِسْتِتَابَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَجَعَلَهُمْ اِخْوَانًا لِلشَّيَاطِيْنِ

لِاَنَّ مَنْ خَالَفَ اَمْرَ اللّٰهِ وَالسُّنَّةَ وَمَا عَلَيْهِ اَئِمَّةٌ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَدِيْمِ الدَّهْرِ وَحَدِيْثِهٖ حَلَّتْ حَرَابَتُهٗ وَالْخُرُوْجُ وَمُجَانَبَتُهٗ مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ وَخَلْعُهٗ مِنَ الدِّيَانَةِ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْدَ هٰذَا الْاِحْتِجَاجَ لِاَهْلِ السُّنَّةِ وَلَوْلَا مَخَافَةُ التَّطْوِيْلِ لَكَتَبْنَاهُ

فَاَجَابَ الْفَقِيْهُ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ يَعْرِفُهٗ بِمَا كَانَ مِنْهُ فِيْ ذٰلِكَ وَبِمَا آلَ اِلَيْهِ اَمْرُ الرَّجُلِ وَيَقُوْلُ لَهٗ فِيْ اَثْنَاءِ جَوَابِهٖ اَمَّا مَا احْتَجَجْتَ بِهٖ عَلٰى مَنْ قَالَ بِتِلْكَ الْاَضَالِيْلِ وَنَزَعَ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تُقَامُ الْحُجَّةُ عَلٰى مَنْ تَمَسَّكَ بِشَيْءٍ مِنَ التَّمَسُّكِ كَذَا الَّتِيْ اخْتَلَفَ فِيْهَا اَهْلُ السُّنَّةِ فَاِنَّهٗ لَا يُدَافَعُ بِمَا تَمَسَّكَ بِهٖ اِلَّا بِاَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ التَّمَسُّكِ وَاَتَمَّ وَاَشْهَرَ وَاَعَمَّ فَاَمَّا هٰذِهِ الرُّخْصَةُ فَاِنَّمَا تُنْسَبُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ لَا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُحْتَجُّ عَلٰى مِثْلِهِمْ لِجَهْلِهِمْ بِالسُّنَنِ وَانْقِطَاعِ عَنْ حَظِّهِمْ مِنْهَا بِمُرُوْقِهِمْ عَنْهَا وَعَنْ حَمَلَتِهَا وَرُوَاتِهَا وَخَدَمَتِهَا وَالْمُسْتَمِرِّيْنَ بِهَا وَبِالنَّفْقَةِ فِيْهَا وَلِاَيِّ شَيْءٍ يُحْتَجُّ عَلٰى مَنِ انْقَطَعَ عَنِ السُّنَنِ وَاَهْلِهَا اِلَى الْبِدْعَةِ وَالْجَهْلِ هٰذَا الْاِنْقِطَاعَ اِنَّمَا يُدَّعٰى هٰؤُلَاءِ اِلَى الدُّخُوْلِ فِيْ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاللِّحَاقِ بِهِمْ فَاِنْ اَخَذُوْا بِحَظِّهِمْ مِّنَ التَّوْبَةِ وَالْاِنَابَةِ وَاِلَّا سُلِكَ بِهِمُ السَّبِيْلُ الَّذِيْ سَلَكَ بِاَمْثَالِهِمْ سَلَفُنَا رضى الله عنهم وَفِيْ كِتَابِ الْحَجِّ مِنْ تَقْيِيْدِ الشَّيْخِ اَبِي الْحَسَنِ الصَّغِيْرِ عَلَى الْمُدَوَّنَةِ عَنِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ اَنَّهٗ قَالَ مَا ذَبَحْتُ دِيْكًا قَطُّ بِيَدِيْ وَلَوْ وَجَدْتُّ مَنْ يَّرُدُّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَذَبَحْتُهٗ بِيَدِيْ ......قَالَ بَعْضُ الشُّيُوْخِ رَاَيْتُ فِيْ كَلَامِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ اَوِ الْاِمَامِ الْمَازِرِيِّ اَنَّهٗ لَمْ يُعْضَدْ عَلٰى خِلَافِ هٰذَا اِلَّا اَنَّ ابْنَ مُغِيْثٍ لَا اَغَاثَهُ اللّٰهُ قَالَهَا ثَلَاثًا وَمِنْ حَيْثُ الْجُمْلَةِ اَنَّ مَذْهَبَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَجَرٰى عَلَيْهِ فَتْوَى الْمُتَاَخِّرِيْنَ الْعَمَلُ بِالثَّلَاثِ لِحَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الثَّلَاثَ تَقَعُ مَعَ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَهُوَ الْمَعْمُوْلُ بِهٖ وَالْعُدُوْلُ عَنْهُ خِلَافٌ وَّهَوًى

(المعیار المعرب لابی العباس احمد بن یحیی الونشریسی المتوفی ۹۱۴ھ ج ۴ ص ۴۳۷ تا ص ۴۳۹)

اندلس کے بعض فقہاء نے اکٹھی تین طلاق کے بارے میں رخصت (یعنی رجوع کرنے) کا فتوی دیا اور اپنے ہاتھ کے ساتھ یہ فتوی لکھا۔

مفتی اندلس کا انجام...... یہ تحریری فتوی فقیہ ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم کے پاس پہنچا انھوں نے اس فتوی کو دیکھ کر کہا اللہ ہم میں اس جیسا مفتی داخل نہ کرے اور اس فتوی کا جواب لکھا جس میں اس کا رد لکھا اس کی غلطی بیان کی اور اس پر سرزنش کی اور تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا فتوی دیا اور اس مفتی کو فتوی دینے سے اور مسائل کے بارے میں گفتگو کرنے سے اور جو اس نے اپنے لیے علمی اہداف مقرر کیے تھے ان سب سے منع کرنے کا مشورہ دیا حالانکہ یہ آدمی اہل علم میں سے تھا اس نے مکہ اور مصر کے اہل علم سے علم حاصل کیا تھا۔ اس بارے میں فقیہ ابوابراہیم کے حکم کی اطاعت کی گئی نتیجہ یہ کہ اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ غیظ وغضب کا نشانہ بنا دیا گیا لوگوں نے اس کے پاس آنا چھوڑ دیا اور اس کو فتوی دینے سے روک دیا گیا اور اسے مردود الشہادت ٹھہرایا گیا یہ سب کچھ اس کے تین طلاق کو ایک طلاق قرار دینے کی وجہ سے ہوا اگر فقیہ ابوابراہیم اس کے متعلق اس جوش کو ٹھنڈا نہ کرتے تو حکام کی جانب سے اس کو عظیم ابتلاء پیش آتا۔

فقیہ ابومحمد کا خط ابوابراہیم کے نام...... اسی وجہ سے فقیہ ابومحمد باجی نے فقیہ ابوابراہیم کو ایک طویل خط میں ڈانٹا کیونکہ ابومحمد باجی کو پتہ چلا کہ فقیہ ابوابراہیم نے اس پر کوئی خاطر خواہ نکیر نہیں کی، صرف یہ کہا کہ اللہ اس جیسا آدمی ہم میں داخل نہ کرے۔ ابومحمد باجی کے خط کا مضمون یہ تھا۔

ابومحمد باجی کا خط اس آدمی پر رد کے سلسلے میں جو اکٹھی تین طلاقوں کو ایک سمجھتا ہے۔

آپ کے بلند مرتبہ اور لوگوں کے دلوں میں جو آپ کی عظمت ہے اس کے لحاظ سے آپ پر واجب تھا کہ آپ بمع ان لوگوں کے جو آپ کے ساتھ ہیں اس مفتی کی طرف جاتے اور اس کو آگاہ کرتے کہ جو آدمی اکٹھی تین طلاقوں کو ایک قرار دیتا ہے وہ خارجی ہے اور اسلام میں عظیم

بدعت کا موجد ہے پس جب آپ اور آپ جیسی شخصیات اس بدعت کو ختم نہیں کریں گی تو لوگ اسی فتوی پر چل پڑیں گے اور ولد الزنا بن جائیں گے اور یہ ایسی چیز ہے کہ جس پر عالم اسلام کے تمام اہل فتوی اور ائمہ کا اجماع ہے اس میں کسی ایک مفتی کا بھی اختلاف نہیں بلکہ انھوں نے اپنے اس اجماعی فتوی میں رافضیوں اور خارجیوں پر رد کیا ہے جن کے ساتھ توبہ سے انکار کی صورت میں جنگ کرنا اور ان کو قتل کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اور ان کو شیطانوں کا بھائی بنادیا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے حکم کی اور سنت کی اور مسلمانوں کے متقدمین ومتاخرین ائمہ کے اجماع کی مخالفت کرتے ہیں ان کے ساتھ جنگ کرنا اور ان پر خروج اور ہر طرح ان سے بائیکاٹ کرنا اور دینی امور سے ان کو معزول کرنا حلال ہے۔

فقیہ ابو ابراہیم کا جواب......فقیہ ابو ابراہیم نے جواب دیا جس میں انھوں نے اس سلسلہ میں جو کچھ کیا تھا اس کا ذکر کیا اور اس آدمی کا انجام بھی بتایا اور اپنے جواب میں ابو محمد باجی کو لکھا کہ آپ نے ان گمراہیوں کے قائل کے مقابلہ میں جو دلائل پیش کئے ہیں یہ دلائل اس آدمی کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو اہل السنّت کے درمیان مختلف فیہ مسئلہ میں اختلاف کرے اور وہ جمہور سے جدا ہو کر اپنی کوئی دلیل پیش کرتا ہے کیونکہ اس کی دلیل سے زیادہ قوی دلائل پیش کر کے اس کا دفاع کیا جاتا ہے لیکن تین طلاقوں کے بعد والی یہ رخصت اہل بدعت کی ایسی جماعت کی طرف سے ہے جو نا قابل توجہ ہیں ان جیسے لوگوں کے سامنے دلیل پیش نہیں کی جاتی کیونکہ یہ لوگ احادیث سے جاہل ہیں اور احادیث کے حصہ سے محروم ہیں کیونکہ یہ لوگ احادیث، حاملینِ حدیث، رواتِ حدیث اور خدام حدیث سے کوسوں دور ہیں اور کیونکر ایسے لوگوں کے سامنے دلیل پیش کی جائے جو حدیث اور اصحاب حدیث سے منقطع ہو کر بدعت اور جہالت کی طرف مائل ہیں ایسے لوگوں کو تو مسلمانوں کی جماعت میں

داخل ہونے اور مسلمانوں کے ساتھ لاحق ہونے کی دعوت دی جاتی ہے اگر وہ توبہ تائب ہوجائیں تو بہتر ورنہ ان کے ساتھ وہ کاروائی کی جائے جوان جیسے لوگوں کے ساتھ ہمارے سلف کاروائی کرتے تھے شیخ ابوالحسن الصغیر رحمۃ اللہ علیہ نے المدونۃ الکبری کی شرح کے اندر کتاب الحج میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے اپنے ہاتھ سے کبھی مرغ ذبح نہیں کیا لیکن اگر وہ آدمی میرے ہاتھ لگ جائے جو تین طلاقوں کے بعد رجوع کا فتوی دیتا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کردوں گا۔ مشائخ میں سے ایک شیخ نے کہا کہ میں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ یا امام مازری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں دیکھا انھوں نے فرمایا کہ اس خلاف اجماع مذہب کی مدد صرف ابن مغیث نے کی ہے شیخ نے تین مرتبہ کہا اللہ اس کی مدد نہ کرے خلاصہ یہ ہے کہ متقدمین کا مذہب اور متاخرین کا جاری کردہ فتوی یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اس پر دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں باوجود اللہ تعالی کی نافرمانی کے واقع ہوجاتی ہیں اور یہی فتوی معمول بہ ہے اور اس سے عدول حق کی مخالفت اور خواہش پرستی ہے۔

امامت اور شہادت کی اہلیت کا ساقط ہونا

علامہ ابن رشد المالکی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی میں ہے:

کسی مفتی نے تین طلاق کے ایک ہونے کا فتوی دیا تو اس کے بارے میں وقت کے حاکم نے خط لکھ کر علامہ ابن رشد سے مسئلہ پوچھا اس کے جواب میں علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

وَالْقَوْلُ بِاَنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا فِیْ کَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ لَاتَحِلُّ لِمُطَلِّقِهَا اِلَّا بَعْدَ زَوْجٍ مِمَّا اَجْمَعَ عَلَیْهِ فُقَهَاءُ الْاَمْصَارِ وَلَمْ یَخْتَلِفُوْا فِیْهِ فَالْکَاتِبُ الَّذِیْ ذَکَرْتَ عَنْهُ اَنَّهُ یُحِلُّهَا قَبْلَ زَوْجٍ وَیَکْتُبُ فِیْ ذٰلِكَ مُرَاجَعَةً رَجُلٌ جَاهِلٌ قَلِیْلُ الْمَعْرِفَةِ ضَعِیْفُ الدِّیْنِ فَعَلَ مَالَایَسُوْغُ لَهٗ بِاِجْمَاعٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذْ لَیْسَ مِنْ اَهْلِ

الْاِجْتِهَادِ فَتَسُوْغُ لَهٗ مُخَالَفَةُ مَااَجْمَعَ عَلَيْهِ فُقَهَاءُ الْاَمْصَارِ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهُمْ وَاِنَّمَافَرْضُهٗ تَقْلِيْدُ عُلَمَاءِ وَقْتِهٖ فَلَا يَصِحُّ لَهٗ اَنْ يُّخَالِفَهُمْ بِرَاْيِهٖ فَالْوَاجِبُ اَنْ يُّنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ فَاِنْ لَّمْ يَنْتَهِ عَنْهُ اُدِّبَ عَلَيْهِ وَكَانَتْ جَرْحَةً فِيْهِ تُسْقِطُ اِمَامَتَهٗ وَشَهَادَتَهٗ۔

وَاَجَابَ مَنْ يَّعْتَقِدُ رَدَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ دُوْنَ زَوْجٍ لَيْسَ هُوَ بِجَرْحَةٍ اِلَّا اَنْ يَّعْتَقِدَ هٰذَا وَيَرَاهُ حَقًّا اَوْثَبَتَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَهٗ فِيْ خَاصَّتِهٖ اَوْ اَفْتٰى غَيْرَهٗ بِهٖ فَهُوَ يُسْقِطُ شَهَادَتَهٗ لِتَعَلُّقِهٖ بِقَوْلٍ شَاذٍّ عَنْ بَعْضِ الْمُبْتَدِعَةِ وَبَعْضِ اَهْلِ الظَّاهِرِ وَتَرْكِ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ فَاِنْ كَانَ اِنَّمَا عَنٰى بِقَوْلِهٖ اَنَّهٗ رَاٰى بِهٰذَاالْقَوْلِ لِمَنْ قَالَهٗ اَوْ سَمِعَهٗ مِنْهُ فَلَيْسَ بِجَرْحَةٍ

(فتاوی ابن رشد المالکی المتوفی ص۱۳۹۳، ۱۳۹۷)

یہ مذہب کہ اکٹھی تین طلاقوں کے بعد عورت طلاق دینے والے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوتی مگر دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کے بعد، ایسا مذہب ہے جس پر عالم اسلام کے فقہاء کا اجماع ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں پس جو شخص دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح سے پہلے محض رجوع کرنے کے ساتھ اس عورت کے پہلے خاوند کیلئے حلت کا فتوی دیا ہے وہ جاہل اور قلیل العلم ہے اور دین کے اعتبار سے کمزور ہے اس نے اہل علم کے اجماع کے برعکس ایسا کام کیا ہے جو اس کیلئے جائز نہیں تھا کیونکہ وہ مجتہد نہیں ہاں اگر مجتہد ہوتا تو پھر اس کیلئے عالم اسلام کے فقہاء امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان فقہاء کے تلامذہ کے اجماع سے اختلاف کی گنجائش تھی۔ حکام پر واجب ہے کہ ایسے آدمی کو اس فتوی سے روکا جائے اور اگر وہ اس سے نہ رکے تو اس پر تعزیر لگائی جائے اور اس کا اجماع کے خلاف عقیدہ وفتوی ایسی جرح ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی امامت اور شہادت ساقط ہو جاتی ہے۔ جو آدمی اکٹھی تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے پہلے خاوند کیلئے اس عورت کے حلال ہونے کا عقیدہ

رکھتا ہے اوراس کو حق سمجھتا ہے یا اپنے بارے میں اس پر عمل کرتا ہے یا دوسروں کو یہی فتوی دیتا ہے تو اس سے وہ مردود الشہادت ہے کیونکہ اس نے اجماع کو چھوڑ کر بعض اہل بدعت کے شاذ قول کو پکڑا ہے اور متقدمین اور متاخرین جمہور علماء کے قول کو چھوڑ دیا ہے۔ البتہ اگر اس کا یہ عقیدہ نہ ہو اور اس پر فتوی بھی نہ دے اور اس پر عمل بھی نہ کرے اور محض دوسرے کا قول نقل کرے تو یہ جرح نہیں (جیسا کہ قرآن کریم میں یہود و نصاری کے اقوال نقل کیے گئے ہیں یا جیسے اہل حق اپنی کتابوں میں اہل باطل کا باطل قول نقل کر دیتے ہیں)

تین طلاق کو ایک قرار دینا ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

وَفِیْ کِتَابِ الْحَجِّ مِنْ تَقْیِیْدِ الشَّیْخِ اَبِیْ الْحَسَنِ الصَّغِیْرِ عَلٰی الْمُدَوَّنَةِ عَنِ ابْنِ الْعَرَبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ مَاذَبَحْتُ دِیْکًاقَطُّ بِیَدِیْ وَلَوْ وَجَدْتُّ مَنْ یَّرُدُّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَذَبَحْتُهٗ بِیَدِیْ

(المعیار المعرب ج ۴ ص ۴۳۹، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۹ ص ۴۰، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ج ۵ ص ۲۸۴، منح الجلیل ج ۷ ص ۳۳۴)

شیخ ابوالحسن الصغیر رحمۃ اللہ علیہ نے المدونۃ الکبری کی شرح کے اندر کتاب الحج میں ابن العربی کے متعلق لکھا ہے کہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ کبھی مرغ ذبح نہیں کیا لیکن اگر وہ آدمی میرے ہاتھ لگ جائے جو تین طلاقوں کے بعد رجوع کا فتوی دیتا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دوں گا۔

تین طلاق کے بعد رجوع کر کے جماع کرنا موجب حد ہے

شرعی قانون یہ ہے کہ شبہ کی بناء پر حد ساقط ہو جاتی ہے اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اگرچہ بعض امور کے موجب شبہ ہونے میں اختلاف ہے پس اگر جماع کی حلت و جواز کا شبہ پیدا ہو جائے تو اس سے حد زنا ساقط ہو جاتی ہے جیسے اکٹھی یا متفرق تین طلاقوں کے

بعد جو عورت عدت میں ہو......اس کے نان ونفقہ، رہائش کا طلاق دہندہ کے ذمہ واجب ہونا......مطلقہ کی بہن کے ساتھ نکاح کا حرام ہونا......اس آدمی کو عدت کے اندر عورت کو گھر سے نکلنے پر منع کرنے کا حق...... یہ سب احکام نکاح کی وجہ سے ہیں اب اگر ان احکام کی وجہ سے طلاق دہندہ نے یہ سمجھا کہ یہ عورت میرے لیے حلال ہے تو اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس شبہ حلت کی وجہ سے حد زنا جاری نہ ہوگی لیکن باقی تین ائمہ (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک حد زنا جاری ہوگی لیکن تین طلاقوں کے ایک ہونے والا قول اتنا ضعیف ہے کہ اس کو شبہ حلت کا سبب ائمہ اربعہ میں سے کسی امام نے بھی تسلیم نہیں کیا پس اگر اس ضعیف ترین اور شاذ قول کی بنیاد پر کسی نے تین طلاق دینے کے بعد رجوع کرلیا اور اس عورت کے ساتھ عدت کے اندر صحبت کی تو ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ اس پر حد زنا جاری ہوگی۔

۞......حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۷ھ کا فتوی

...... عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا ، ثُمَّ جَعَلَ يَغْشَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ عَمَّارٌ ، فَقَالَ عَمَّارٌ ، لَئِنْ قَدَرْتُ عَلٰى هٰذَا لَأَرْجُمَنَّهُ.

عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَلَّاسٍ عَنْ عَمَّارٍ بِنَحْوِهٖ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج6 ص513)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہے اس کے بعد اس بیوی کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے بس میں ہو تو میں اس کو رجم کروں۔

۞......امام زہری تابعی رحمۃ اللہ علیہ اور قتادۃ تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَتَادَةَ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ شَهِيْدَيْنِ وَهُوَ غَائِبٌ

ثَلَاثًا ثُمَّ قَدِمَ فَدَخَلَ عَلٰی امْرَأَتِہٖ فَأَصَابَهَا وَقَالَ الشَّاهِدَانِ شَهِدْنَا لَقَدْ طَلَّقَهَا قَالَا يُحَدُّ مِئَةً وَّيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِذَا هُوَ جَحَدَ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ شَهِدَ هَاذَانِ عَلَيَّ بِبَاطِلٍ وَإِنِ اعْتَرَفَ أَنَّهٗ قَدْ كَانَ طَلَّقَهَا رُجِمَ (مصنف عبدالرزاق ج7 ص339)

اور اگر ایک آدمی نے بیوی سے اوجھل ہو کر دو گواہوں کے سامنے اس کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں پھر گھر میں آ کر اپنی اسی بیوی کے ساتھ صحبت کی (اور بیوی کو علم نہ تھا) بعد میں ان دو گواہوں نے تین طلاقوں پر گواہی دی تو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر اس آدمی نے طلاق دینے سے انکار کیا اور کہا کہ ان دونوں نے مجھ پر جھوٹی گواہی دی ہے تو اس کو سو کوڑے (بطور تعزیر) لگائے جائیں گے اور خاوند بیوی کو جدا کر دیا جائے گا اور اگر اس نے تین طلاقوں کا اقرار کر لیا تو (بوجہ اقرار حد شرعی میں) اس کو رجم کیا جائے گا۔

۞............امام قتادۃ تابعی رحمۃ اللہ علیہ اور جابر بن زید تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ قَوْلُ قَتَادَةَ أَنَّهُمَا قَالَا يُفَرَّقُ بِشَهَادَةِ اثْنَيْنِ وَثَلَاثَةٍ، وَيُرْجَمُ بِشَهَادَةِ أَرْبَعَةٍ (مصنف ابن أبي شيبة 6 ص513)

(ایک آدمی دو یا تین گواہوں کے سامنے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر انکاری ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اپنی اسی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے اس کے بارے میں) جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دو یا تین آدمیوں کی گواہی کی وجہ سے خاوند بیوی کے درمیان جدائی کر دی جائے گی لیکن اس نے اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ جو صحبت (زنا) کی ہے اس کی وجہ سے رجم تب کیا جائے گا جب اس زنا پر چار گواہ گواہی دیں

۞......قاضی ایاس تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

وَكَانَ الْمُهَلَّبُ بْنُ الْقَاسِمِ مَاجِناً فَشَرِبَ يَوْماً، وَامْرَأَتُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ،

فَنَاوَلَهَا الْقَدَحَ، فَأَبَتْ أَنْ تَشْرَبَهُ، وَوَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَيْهَا؛ فَقَالَ لَهَا :أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا إِنْ لَمْ تَشْرَبِيْهِ، فَقَامَ إِلَيْهَا نِسْوَةٌ؛ فَقُلْنَ اشْرَبِيْهِ، وَفِي الدَّارِ طَيْرٌ دَاجِنٌ، فَعَدَا، فَمَرَّ بِالْقَدَحِ فَكَسَرَهُ، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَحَدَ الْمُهَلَّبُ ذَاكَ وَقَالَ :لَمْ أُطَلِّقْكَ، وَلَمْ يَكُنْ لَهَا شُهُوْدٌ إِلَّا نِسَاءٌ ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَحَوَّلُوْهَا فَاسْتَعْدَى الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَدِيَّ بْنَ أَرْطَاةٍ؛ وَقَالَ :غَلَبُوْا ابْنِيْ عَلٰى امْرَأَتِهٖ، فَغَضِبَ لَهٗ عَدِيٌّ، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ فَخَاصَمَتْهُ إِلَى إِيَاسِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ قَاضٍ لِعُمَرَ بْن عَبْدِ الْعَزِيْزِ، وَشَهِدَ لَهَا نِسَاءٌ ؛ فَقَالَ :إِيَاسٌ :لَئِنْ قَرُبْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ، (أخبار القضاۃ ج1 ص314)

مہلب بن قاسم بے حیاء آدمی تھا اس نے ایک دن شراب پی اور اس کی بیوی اس کے سامنے بیٹھی تھی اس نے شراب کا پیالہ بیوی کو پیش کیا بیوی نے پینے سے انکار کر دیا اور پیالہ لے کر اپنے سامنے رکھ دیا مہلب نے بیوی کو کہا اگر تو نے اس کو نہ پیا تو تجھے تین طلاقیں ہیں عورتیں اس کی بیوی کے پاس آئیں اور کہا کہ تو اس شراب کو پی لے، گھر میں ایک پالتو پرندہ تھا وہ دوڑا اور پیالہ کے پاس سے گذرا اس نے پیالہ کو توڑ دیا پس عورت جانے کیلئے کھڑی ہوگئی ادھر مہلب نے طلاق سے انکار کر دیا اور کہا میں نے تجھے طلاق نہیں دی اور اس کی بیوی کے پاس سوائے عورتوں کے اور کوئی گواہ نہ تھے ازاں بعد اس نے اپنے گھر والوں کے پاس پیغام بھیجا انھوں نے اس کو اپنے ہاں منتقل کر دیا پھر مہلب کے والد قاسم بن عبد الرحمٰن نے عدی بن ارطاۃ سے مدد طلب کی اور کہا کہ لوگ میرے بیٹے پر اس کی بیوی کے معاملہ میں غالب آ گئے ہیں عدی اس کی بات سن کر غصہ میں آ گیا اور اس عورت کو مہلب کی طرف لوٹا دیا پھر وہ عورت اپنا جھگڑا، قاضی ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئی جو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے قاضی تھے اس کے پاس عورتوں نے گواہی دی ان

کی گواہی کے بعد قاضی ایاس رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ سنایا کہ اے مہلب اگر تو اس عورت کے قریب گیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا۔

............امام اعظم ابوحنیفہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

مُحَمَّدٌ عَنْ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ (رضی الله عنهم) : رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ وَطِئَهَا فِي الْعِدَّةِ وَقَالَ عَلِمْتُ أَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ فَإِنَّهُ يُحَدُّ وَإِنْ قَالَ ظَنَنْتُ أَنَّهَا تَحِلُّ لِيْ لَايَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ(الجامع الصغير ج1ص280)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے (اکٹھی یا متفرق) پھر اس نے اس کے ساتھ عدت میں وطی کی اور اقرار کیا کہ وہ یہ جانتا تھا کہ یہ عورت اس پر حرام ہے تو اس آدمی پر حد واجب ہوگی اور اگر اس نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ یہ عورت عدت میں میرے لیے حلال ہے تو اس پر حد واجب نہ ہوگی۔

............امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

قُلْتُ :أَرَأَيْتَ مَنْ تَزَوَّجَ......امْرَأَةً طَلَّقَهَا -وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا أَلْبَتَّةَ قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ...... عَامِدًا عَارِفًا بِالتَّحْرِيْمِ، أَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ فِيْ قَوْلِ مَالِكٍ؟ قَالَ :نَعَمْ يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ .قُلْتُ :فَإِنْ جَاءَتْ بِوَلَدٍ قَالَ :إِذَا تَعَمَّدَ كَمَا وَصَفْتُ لَكَ لَمْ يَلْحَقْ بِهِ الْوَلَدُ، لِأَنَّ مَالِكًا قَالَ :لَا يَجْتَمِعُ الْحَدُّ وَإِثْبَاتُ النَّسَبِ (المدونۃ ج4ص477)

سحنون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو کہا فرمایئے کہ جس آدمی نے عورت کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں اگر وہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کرے اور وہ جانتا ہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اس کے باوجود جان بوجھ کر نکاح کرے (اور جماع کرے) تو کیا اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حد زنا جاری ہوگی یا

نہیں؟ ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جی ہاں اس پر حد لگائی جائے گی میں نے کہا کہ اگر اس بیان کردہ صورت میں بچہ پیدا ہو جائے تو ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر حرمت جاننے کے باوجود اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو اس آدمی سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حد زنا اور ثبوت نسب دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

۞......امام ابن حاجب المالکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

الَّذِی لِابْنِ الْحَاجِبِ :لَوْ طَلَّقَ امْرَأَةً ثَلَاثًا وَوَطِئَهَا فِی الْعِدَّةِ أَوْ تَزَوَّجَهَا قَبْلَ زَوْجٍ وَوَطِئَهَا فَإِنَّهُ يُحَدُّ .(التاج والإكليل ج12ص100)

ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں (اکٹھی یا متفرق) دیں اور عدت میں اس عورت کے ساتھ جماع کیا یا بغیر حلالہ کے اس عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے ساتھ جماع کیا تو اس آدمی پر حد زنا لگائی جائے گی

۞............اصبغ بن الفرج المالکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

وَقَالَ أَصْبَغُ :مَنْ نَكَحَ مَبْتُوتَةً عَالِمًا لَمْ يُحَدَّ لِلِاخْتِلَافِ فِيهَا بِخِلَافِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا .(التاج والاكليل ج12 ص100)

اصبغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو آدمی لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دیتا ہے اس کے بعد (بغیر حلالہ کے) اس مطلقہ عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ عورت اس پر حرام ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ جماع کر لیتا ہے تو اس آدمی پر حد زنا جاری نہ ہوگی کیونکہ لفظ البتہ کے ساتھ طلاق کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کے ساتھ کون سی طلاق واقع ہوتی ہے اور کتنی طلاقیں واقع ہوتی ہیں (اور اختلاف موجب شبہ ہے اور شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے) اور اگر اکٹھی تین طلاق کے بعد اس آدمی نے نکاح اور جماع کیا تو اس پر حد زنا جاری ہوگی (کیونکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمۃ اللہ علیہم تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں لہذا اس وطی کے زنا ہونے میں کوئی شبہ نہیں)

۞......امام نووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

لَوْ تَزَوَّجَ ......مَنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ...... وَوَطِیءَ عَالِمًا بِالْحَالِ وَجَبَ الْحَدُّ لِأَنَّهُ وَطْیءٌ صَادَفَ مَحَلًّا لَامِلْكَ لَهُ فِيهِ وَلَا شُبْهَةَ مِلْكٍ وَهُوَ مَقْطُوعٌ بِتَحْرِيمِهٖ فَتَعَلَّقَ بِهِ الْحَدُّ (روضۃ الطالبین ج10 ص94)

اگر کوئی آدمی اس عورت کے ساتھ نکاح کرے جس کو تین طلاقیں دی ہیں اور وہ اس کو اپنے لیے حرام سمجھتا ہے اس کے باوجود اس کے ساتھ جماع کرتا ہے تو اس پر حد واجب ہوگی کیونکہ اس نے ایسی عورت کے ساتھ جماع کیا ہے جس پر اس کو ملک حاصل نہیں اور نہ ہی شبہ ملک ہے کیونکہ وہ قطعی طور پر اس کو اپنے لیے حرام سمجھتا ہے لہذا اس پر حد جاری ہوگی۔

۞............ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاء احناف کا فتوی

وَلَمْ يَجْعَلْ اَصْحَابُنَا قَوْلَ مَنْ نَفٰى وُقُوْعَ الثَّلَاثِ مَعًا خِلَافًا لِاَنَّهُمْ قَالُوْا فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا مَعًا ثُمَّ وَطِئَهَا فِي الْعِدَّةِ اَنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ وَلَمْ يَجْعَلُوْا قَوْلَ مَنْ نَفٰى وُقُوْعَهٗ بِشُبْهَةٍ فِيْ سُقُوْطِ الْحَدِّ عَنْهُ

(شرح مختصر الطحاوی للجصاص الرازی ج۵ ص۶۱)

اور جو بعض لوگ اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع کی نفی کرتے ہیں ہمارے علماء نے ان کے اس قول کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ فقہاء فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں پھر عدت میں اس کے ساتھ جماع کیا تو اس پر حد زنا واجب ہے اور جن لوگوں نے اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع کی نفی کی ہے ان کے اس قول کو سقوط حد میں موجب شبہ قرار نہیں دیا

۞......علامہ حافظ بدر الدین عینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

(وَمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ وَطِئَهَا فِي الْعِدَّةِ، وَقَالَ: عَلِمْتُ أَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ حُدَّ لِزَوَالِ الْمِلْكِ الْمُحَلِّلِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، فَتَكُوْنُ الشُّبْهَةُ مَعَهٗ مُنْتَفِيَةٌ) ش :لِأَنَّ الْمِلْكَ أَصْلًا وَّشُبْهَةُ الْاِنْتِفَاءِ أَيْضًا مُنْتَفِيَةٌ، لِأَنَّ الْوَاطِءَ يَقُوْلُ عَلِمْتُ

بِأَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ.وَأَمَّا إِذَاقَالَ :ظَنَنْتُ أَنَّهَاتَحِلُّ لِيْ لَا حَدَّ عَلَيْهِ ."وَإِنَّمَا قَالَ: لِزَوَالِ الْحِلِّ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ يَدُلُّ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، وَهُوَ قَوْلُهُ (فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ) (البقرة230 :) ، م :(وَعَلٰى ذٰلِكَ الْإِجْمَاعُ) ش :أَيْ وَعَلٰى انْتِفَاءِ الْحِلِّ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ، فَلَا يُعْتَبَرُ قَوْلُ الْمُخَالِفِ فِيْهِ، لِأَنَّهُ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ ,لِأَنَّهُ خِلَافٌ لَا اِلاخْتِلَافُ) ش :وَقَدْ ذَكَرْنَا الْكَلَامَ فِيْهِ عَنْ قَرِيْبٍ .وَقَالَ الْإِمَامُ حَمِيْدُ الدِّيْنِ الضَّرِيْرُ -رَحِمَهُ اللّٰهُ -فِيْ شَرْحِ الْفَرْقِ بَيْنَ الْخِلَافِ وَالْاِخْتِلَافِ، أَنَّ الْاِخْتِلَافَ أَنْ يَكُوْنَ الطَّرِيْقُ مُخْتَلِفًا، وَالْمَقْصُوْدُ وَاحِدٌ .وَالْخِلَافُ أَنْ يَكُوْنَ كَلَامُهُمَا مُخْتَلِفًا.

(البنایۃ شرح الہدایۃ ج6 ص299)

جس آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں (اکٹھی یا متفرق) پھر اس عورت کے ساتھ عدت میں وطی کی اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ عورت مجھ پر حرام ہے اس آدمی پر حد زنا جاری ہوگی کیونکہ اس عورت سے خاوند کا ملک جو عورت کو حلال کرتا ہے وہ تین طلاقوں کی وجہ سے پورے طور پر زائل ہو چکا ہے اور چونکہ وہ آدمی اقرار کرتا ہے کہ مجھے اس عورت کے تین طلاقوں کے بعد حرام ہو جانے کا علم ہے تو اس سے شبہ ملک بھی منتفی ہو گیا لیکن اگر وہ یہ کہے کہ مجھے گمان تھا کہ یہ عورت میرے لیے حلال ہے تو اس پر حد نہیں عورت سے مکمل طور پر تین طلاقوں کی وجہ سے ملک زائل ہونے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے کہ اگر خاوند نے دو طلاقوں کے بعد اس عورت کو تیسری طلاق دیدی تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک اس کے علاوہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور تین طلاقوں کی وجہ سے حلت کے منتفی ہونے پر امت کا اجماع ہے لہذا قرآن اور اجماع کی وجہ سے جو اس کے خلاف قول ہے وہ معتبر نہیں کیونکہ یہ اختلاف نہیں خلاف ہے امام حمید الدین الضریر نے ان کے درمیان فرق یہ لکھا ہے کہ اختلاف یہ ہے کہ مقصود ایک ہو لیکن اس مقصود تک پہنچنے کے طریق مختلف ہوں اور

خلاف یہ ہے کہ دونوں آدمیوں کا مقصود ہی ایک دوسرے سے مختلف ہو۔(نیز اختلاف کی بنیاد صحیح دلیل پر ہوتی ہے جبکہ خلاف کی بنیاد ضد وعناد اور کتاب وسنت میں تحریف پر ہوتی ہے)

۞......علماء ہند کا اجماعی فتوی

وَلَوْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ رَاجَعَهَا ثُمَّ وَطِئَهَا بَعْدَ مُضِيِّ الْمُدَّةِ يُحَدُّ إِجْمَاعًا

(الفتاوى الهندية ج2ص148)

اور اگر شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں (اکٹھی یا متفرق) پھر عدت میں رجوع کیا اور عدت گذرنے کے بعد اس کے ساتھ جماع کیا تو اس بات پر اجماع ہے کہ اس آدمی پر حد زنا جاری کی جائے گی۔

۞......علامہ منصور بن یونس البہوتی الحنبلی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۵۱ھ کا فتوی

(وَإِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَةٌ أَنَّهُ وَطِئَهَا) بَعْدَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ (أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ نَصًّا) لِأَنَّهُ لَا نِكَاحَ وَلَا شُبْهَةَ نِكَاحٍ وَلَمْ يَعْتَبِرُوا شُبْهَةَ الْقَوْلِ بِأَنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ لِضَعْفِ مَأْخَذِهِ

(كشاف القناع عن متن الإقناع ج18ص396)

اور جب شوہر نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں پھر اس نے (تین طلاقوں کو ایک سمجھ کر) بیوی کے ساتھ جماع کیا اور چار آدمیوں نے گواہی دی کہ اس نے تین طلاقوں کے بعد اپنی اس بیوی کے ساتھ جماع کیا ہے تو اس آدمی پر از روئے نص حد زنا جاری کی جائے گی کیونکہ نہ نکاح ہوا ہے نہ شبہ نکاح پایا گیا ہے اور یہ قول کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق ہوتی ہے موجب شبہ نہیں بن سکتا کیونکہ اس قول کا ماخذ ضعیف ہے اسی لیے فقہاء نے اس قول کا اعتبار نہیں کیا۔

قطع تعلق واجب ہے

چونکہ موجودہ زمانہ میں نظام شریعت حکومتی سطح پر معطل ہے اور انفرادی طور پر حدود کا نفاذ موجب فساد ہے لہذا تین طلاق کے بعد رجوع کر کے جو بدکاری اور زنا کاری میں مبتلاء ہو جائے اس کو سمجھایا جائے اگر وہ جدا ہو جائیں تو بہتر بصورت دیگران کے ساتھ ہر قسم کا سخت بائیکاٹ کیا جائے اوران کے جدا ہونے تک بائیکاٹ جاری رکھا جائے۔

……ولی زماں مفتی عبداللہ اور مفتی اعظم مفتی عبدالستار صاحب کا فتوی

سوال……ایک شخص نے اپنی عورت مدخولہ کو طلاق مغلظہ دی جس پر عرصہ دو سال کا ہوا ہے کہ پھر اس مطلقہ سے ایک بچہ تھا وہ اور طالق دونوں مطلقہ مغلظہ کو لے آئے اور طالق بغیر حلالہ کے اسے زوجین والے حساب سے استعمال کر رہا ہے اب وہ صریح زنا کر رہا ہے کئی مسلمان حنفی شاہد ہیں اس پر، بس صرف ایک مکان ہے اکیلے جس میں رہتے ہیں اب مفتی نے یہ فتوی دیا ہے کہ مطلقہ اس مکان میں نہیں رہ سکتی، کسی دوسرے مکان میں چلی جاوے چونکہ حدیث اتقوا مواضع التھم پر عمل کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے طالق اب بچہ کو ہمراہ کر کے عورت مطلقہ مغلظہ کے ساتھ تعلقات جاری کر رہا ہے تو اس کے ساتھ کیا برتاؤ شرعا کیا جاوے اس کو نماز میں شریک ہونے دیں جو کہ صرف نماز جنازہ رسم کے طور پر پڑھتا ہے باقی نماز فرض ادا نہیں کرتا آیا اس کو نماز جنازہ وغیرہ میں کس حد تک رکھ سکتے ہیں، وہ شخص توبہ کر لیتا ہے اور عورت کو باہر نکال دیتا ہے ہفتہ کے بعد پھر وہیں آ جاتا ہے اور بخوشی اس کو ایک مہینہ رکھا پھر چلی گئی، ہفتہ کے بعد پھر آ گئی اس کی توبہ بھی ایسی ہے ایک مہینہ میں چار دفعہ ایسا کرتا ہے حلال کو حرام سمجھتا ہے اور اسے استعمال کرنا روا سمجھتا ہے حلالہ نہیں کرواتا اگر اس کا بچہ اس کو رکھے تو اس مکان طالق والے سے کتنا دور ہونا ضروری ہے تاکہ ملاقات وغیرہ کا مسئلہ نہ آ جائے قرآن وحدیث کا صاف انکاری ہے؟

الجواب ......صورت مسئولہ میں اگر یہ عورت واقعی مطلقہ مغلظہ ہے تو ایسے شخص مذکور کے ساتھ رہنا ہرگز ہرگز درست نہیں باوجود فہمائش کے اگر یہ شخص اس عورت سے کامل علیحدگی اختیار نہ کرے تو اس سے قطع تعلقات کرنا ضروری ہے، اہل اسلام اسے اپنے بیاہ وشادی وغیرہ میں شریک نہ ہونے دیں لڑکا اگر چاہے تو اپنی والدہ کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے الگ مکان میں جہاں اس کے والد کی رہائش نہ ہو مکانات کے فاصلہ کا اعتبار نہیں شخص مذکور اور مطلقہ میں کامل علیحدگی ضروری ہے فقط واللہ اعلم بندہ عبدالستار عفی عنہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان شہر الجواب صحیح بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان ۸۱ھ-۴-۱۲

(خیر الفتاوی ج ۵ ص ۱۱۲)

......مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا فتوی

سوال ......(۱)......ایک شخص نے اپنی بیوی کو لفظ واحد کے ساتھ تین طلاقیں دیں اب یہ ایک طلاق پڑی ہے یا تین؟ اس میں کوئی ائمہ کا اختلاف ہے؟

(۲)......اگر یہ شخص بغیر نکاح ثانی کے اس کو پھر بیوی بنالے تو شریعت کی رو سے اس کے ساتھ تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

جواب (۱) تین طلاق ایک مجلس میں ایک لفظ سے دی جائیں یا مختلف الفاظ سے بہر صورت تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور بیوی مغلظہ ہو جاتی ہے اس مسئلہ پر ائمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اتفاق ہے، چاروں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ (۲) ایسا شخص حرام کاری کا مرتکب ہے اس کو راہ راست پر لانے کیلئے ہر ممکن طریقہ اختیار کرنا چاہیئے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے میل جول کے خصوصی تعلقات نہ رکھنے چاہئیں واللہ سبحانہ وتعالی اعلم ۲۶/ ۱۱/ ۱۳۹۸ھ (فتاوی عثمانی ج ۲ ص ۴۳۲، ۴۳۳)

......علامہ مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی سعید احمد اور مفتی عبداللطیف کا فتوی

فتوی مذکور کا خلاصہ یہ ہے......اگر کوئی شخص بیک لفظ تین طلاق دے تو یہ طلاق مغلظہ باتفاق

ائمہ اربعہ واقع ہو جاتی ہے اور جو شخص بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کرلے ایسا شخص ائمہ اربعہ اور اجماع اور نص قطعی کے خلاف کرتا ہے جب تک شخص مذکور عورت مذکورہ سے قطع تعلق نہ کرے اس سے معاشرت ومجالست ترک کر دی جائے تاکہ وہ تنگ آ کر اپنی حالت شریعت کے مطابق بنائے اگر کوئی مقتدا شخص اس غرض سے اس کی جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہو کہ لوگوں کو عبرت ہو اور وہ ایسے کام نہ کریں تو گنجائش ہے (فتاوی محمودیہ ج۹ص ۲۸۵ تا ۲۸۷)

۞......قائد جمعیت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

مفتی محمود صاحب اپنے فتوی میں لکھتے ہیں ......اگر یہ ثبوت ہو جائے کہ واقعی اسٹام میں تین طلاقیں لکھی ہوئی تھیں تو بغیر حلالہ کے دوبارہ اس شخص سے اس عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا عورت کا تعلق یقیناً ناجائز ہوگا اور اس کے بعد والی اولاد غیر ثابت النسب حرامی ہوگی مسلمانوں کو لازم ہے کہ انھیں توبہ کرنے پر مجبور کریں ورنہ ان سے تعلقات منقطع کرلیں۔ (فتاوی مفتی محمود ج۵ص ۸۴،۸۵)

غیر مقلدین سے سوالات

نوٹ:......درج ذیل سوالات میں سے ہر سوال کے جواب میں صحیح، صریح، مرفوع حدیث پیش کریں اور حدیث کی صحت امتیوں کے اقوال، آراء کی تقلید کیے بغیر ثابت کریں۔

1......ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کمرہ میں بند کر دیا کچھ دیر کے بعد کہا انت طالق اور نیت یہ کرتا ہے کہ تو اس قید سے آزاد ہے طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

2......بیوی کو کہا انت الطلاق تو طلاق ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

3......اگر بیوی کو کہا تیرے لیے طاء، الف، لام، قاف ہے اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

4......ایک آدمی کی دو بیویاں ہیں اس نے ایک بیوی کو کہا تجھے پانچ طلاقیں

ہیں بیوی نے کہا مجھے تین کافی ہیں خاوند نے کہا تین تیرے لیے اور باقی تیری سوکن کیلئے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

5......خاوند بیوی لاہور میں ہیں خاوند نے بیوی کو کہا تجھے کراچی میں طلاق ہے یا خاوند نے بیوی کو کہا تجھے تین ماہ کے بعد طلاق ہے ان دونوں صورتوں کا حکم کیا ہے؟ ان دونوں کے حکم میں فرق ہے یا نہیں؟

6......ایک عورت بینا ہے مرد نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا اس اندھی کو طلاق ہے ......ایک عورت جھنگ کی ہے شوہر نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا اس ملتانن کو طلاق ہے ......ان دونوں صورتوں کا کیا حکم ہے ان میں فرق ہے یا نہیں؟

7:......مدخولہ بیوی کو ایک مجلس میں دو طلاقیں دیں تو یہ دو ہوں گی یا ایک؟

8:......جس عورت کو حیض نہیں آتا کبرسنی یا صغرسنی کی وجہ سے اس کو تین طلاق دینے کا شرعی طریقہ کیا ہے قیاس نہ کریں صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

9:......مطلقہ عورت کی عدت تین حیض ہے ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اس طرح دیں کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی تو وہ عدت کیسے پوری کرے گی؟

10:......زید اپنی بیوی کو زبانی طلاق دینے کے بعد کہتا ہے میں نے کہا تھا تلاق، یا تلاغ یا طلاغ یا طلاک اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

11:......زید نے اپنی بیوی کو کہا تیری گردن کو طلاق ہے یا کہا تیرے سر کو طلاق ہے یا کہا تیرے ہاتھ کو طلاق ہے اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

12:......بیوی نے زید سے طلاق کا مطالبہ کیا زید نے کہا تجھے آدھی طلاق ہے اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

13:......ایک آدمی نے فون پر اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے ایک طلاق دی یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں قیاس نہ کریں کہ غیر مقلدین

کے نزدیک قیاس کرنا کار شیطان ہے؟

14:......ایک عورت خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ خاوند کی بھی پوری تابعدار ہے مگر خاوند کی نظر کسی اور طرف لگ گئی اب وہ اس بیوی کو بلا قصور طلاق دیدیتا ہے ایسی طلاق شرعا جائز ہے یا نہیں یہ واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

15:......جس طہر میں شوہر صحبت کر چکا ہو اس میں طلاق دینا حرام ہے (سنن دار قطنی ج ۳ ص ۵) کیا اس حرام طلاق دینے پر مرد کو گناہ ہوگا یا نہیں اور یہ حرام طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

16:......مجلس واحد کی تعریف پر صریح آیت یا صحیح صریح حدیث پیش کریں؟

17:......خاوند نے اپنی بیوی کو کہا تجھے طلاق بائنہ، بعد میں خاوند کہتا ہے کہ بس میری زبان سے یہ لفظ نکل گیا تھا میری نیت طلاق کی نہ تھی اور حدیث میں ہے انما الاعمال بالنیات چونکہ میری نیت طلاق کی نہ تھی اس لیے طلاق نہیں ہوئی بیوی کہتی ہے حدیث میں ہے ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَّهَزْلُهُنَّ جِدٌّ تین چیز کا سچ بھی سچ ہے اور مزاح بھی سچ ہے نکاح ،طلاق، رجوع لہذا طلاق ہوگئی ہر ایک کے پاس حدیث ہے یہ دونوں کیا کریں؟

18......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری ج ا ص ۷۹۱ پر باب قائم کیا مَنْ اَجَازَ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا ہے کہ تین طلاق اکٹھی دینا جائز ہے اور تینوں واقع ہو جاتی ہیں اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ قرآن وحدیث کے منکر اور بدعتی ہوئے یا نہیں؟ بدعت کو جائز کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

19......حالت حیض میں طلاق غیر شرعی ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے **باب اذا طلقت الحائض يعتد بذلك الطلاق** ص ۷۹۰ حائضہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس طلاق کا اعتبار کیا جائے گا اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ منکر حدیث اور بدعتی بنے ہیں یا نہیں؟

20......اگر ایک آدمی ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو غیر مقلدین کے نزدیک ایک

طلاق شمار ہوتی ہے لیکن ایک آدمی نے ایک مجلس میں تین دفعہ تین تین طلاقیں دیں تو اس سے تین طلاقیں ہوں گی یا نہیں؟

21......ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں تین طہروں میں دیں اس کے بعد خاوند بیوی دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں اس کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ اگر دوسرے آدمی سے نکاح کرنے اور طلاق دینے کے بعد حلال ہوتی ہے تو دوسرا آدمی محلل اور پہلا شوہر محلل لہ ٹھہرا اور دونوں پر لعنت ہے تو ایسا کون سا طریقہ ہے کہ یہ دونوں محلل اور محلل لہ نہ بنیں اور تین طلاق والی عورت پہلے شوہر کیلئے حلال ہو جائے؟

22......زید کو ایک غیر مقلد مفتی نے یہ سنایا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں اس نے اپنی بیوی کو کہہ دیا تجھے ۹ طلاق تو یہ ایک طلاق ہوگی یا تین؟

23......ایک آدمی کو بتایا گیا کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی ہیں اس نے ایک طلاق صبح ،ایک دوپہر اور ایک شام کو دی اس سے ایک طلاق واقع ہوگی یا تین؟

24......زید نے ایک طلاق پیر کو، دوسری منگل کو اور تیسری بدھ کو دی کوئی ایسی حدیث پیش فرمائیں کہ تین دن میں الگ الگ دی گئی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں؟

25......زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق اس پاکی میں دی جس میں وہ دو مرتبہ صحبت کر چکا تھا اور طلاق دینا حرام تھا ایک ماہ بعد زید نے اس کو دوسری طلاق دی وہ اس وقت حائضہ تھی اس کے بعد جب تیسری طلاق بھیجی اس وقت بھی وہ حائضہ تھی اس کے بعد دو سال گذر گئے وہ ایک غیر مقلد مفتی صاحب کے پاس گیا اس غیر مقلد مفتی نے کہا کہ تینوں طلاقیں حرام تھیں ایک بھی واقع نہیں ہوئی اب وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہ رہے ہیں یہ فتوی درست ہے یا غلط؟

26......غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاق کے بعد خدا اور رسول ﷺ کے نزدیک بیوی خاوند کیلئے حلال تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدا اور رسول کے حلال کو

حرام قرار دے دیا خدا کے حلال کو حرام قرار دینے والا خلیفہ راشد بن سکتا ہے یا نہیں؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں یا نہیں؟

27...... کیا صدر مملکت کو حق ہے کہ سیاسی ضرورت کے ماتحت خدا کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے؟

28...... جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان فرمایا کیا کسی صحابی نے اعتراض کیا تھا؟ اگر کسی صحابی نے اعتراض کیا تھا تو اس صحابی کا نام کیا ہے؟ اور اگر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا تو غیر مقلدین کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟ اور اجماع صحابہ کا منکر کون ہوتا ہے؟

29...... باب اول میں مذکور جن صحابہ کرام (مثلا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم) اور تابعین نے اکٹھی تین طلاقوں کے بعد پہلے خاوند پر عورت کے حلال ہونے کیلئے حلالہ کی شرط لگائی ہے (العیاذ باللہ) وہ لعنتی ہیں یا نہیں؟

30...... خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک تین اکٹھی طلاقوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

31...... ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہا تجھے ملتان سے مصر تک طلاق ہے اس سے کون سی طلاق واقع ہوگی، طلاق رجعی یا طلاق بائنہ یا طلاق مغلظہ؟

32...... ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہا تجھے زمین سے آسمان تک طلاق ہے اس سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

33...... ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہا تجھے ایک سال تک طلاق ہے اس سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوتی ہے تو کون سی؟

34 ......غیر شرعی طلاق کے عدم وقوع پر کوئی ایک حدیث ایسی پیش کریں جس میں شیعہ راوی نہ ہو؟

35 :......ایک آدمی اپنی بیوی کو کہتا ہے تجھے شریعت کے مطابق تین طلاقیں ہیں ایسا کہنا جائز ہے یانہیں اوراس کا کیاحکم ہے؟

36:......ایک آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کی ہے لیکن اس خلوت میں صحبت نہیں کی بعدازاں اس کوایک طلاق دیتا ہے یہ طلاق کون سی ہوگی رجعی یا بائنہ؟ اس پر عدت واجب ہے یانہیں؟ اور یہ عورت کتنے حق مہر کی مستحق ہے؟

37......جس بیوی کے ساتھ ابھی جنسی تعلق قائم نہیں ہوااس کو خاوند نے حالت حیض میں ایک طلاق دی اس عورت نے دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرلیا بچہ بھی پیدا ہو گیا بعدازاں ایک غیر مقلد مفتی نے پہلے خاوند کو بتایا کہ یہ طلاق بدعی تھی جو ناجائز ہےاور واقع نہیں ہوئی اب پہلا خاوند کہتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے دوسرا کہتا ہے میری بیوی ہے سوال یہ ہے کہ وہ کس کی بیوی ہے؟ اور وہ بچہ کس کا شمار ہوگا؟

38 ......ایک عورت کے ساتھ خاوند کا جنسی تعلق قائم نہیں ہوا اس نے اس کو کہا تجھے دو طلاقیں ہیں یعنی بیک کلمہ اس کو دو طلاقیں دیدیں اس عورت نے دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرلیا بعدازاں غیر مقلد مفتی نے پہلے خاوند کو بتایا کہ یہ طلاق بدعی تھی اس لئے واقع نہیں ہوئی لہذا تیرا نکاح قائم ہےاور وہ تیری بیوی ہے وہ آدمی اس عورت کو اپنے پاس لے آیااوراس عورت کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کیا جس سے ایک بچہ پیدا ہوا اب دوسرا خاوند کہتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے۔ یہ عورت کس کی بیوی ہے؟ اور یہ بچہ کس کا بیٹا ہے؟

39......ایک غیر مقلدن عورت جوصوم وصلاۃ کی پابند ہےاس کو پتہ چلا کہ اس کے شوہر نے جان بوجھ کر کئی نمازیں چھوڑی ہیں اور چونکہ اہل حدیث مذہب میں جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑنے سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہےاس لئے اس عورت نے یہ سمجھا کہ اس کے کافر

ہونے کی وجہ سے میرا نکاح ٹوٹ گیا ہے چنانچہ اس نے دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرلیا اور اس سے دو بچے بھی ہو گئے بعد میں اس آدمی کو ایک غیر مقلد مفتی نے بتایا کہ جان بوجھ کر نماز کا چھوڑنا کفر ہے لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا اس لیے یہ تیری بیوی ہے تو اس کو اپنے پاس لے آ دوسرا غیر مقلد مفتی کہتا ہے کہ پہلا خاوند کافر ہو گیا تھا اس کا نکاح ٹوٹ گیا لہذا دوسرے آدمی کا نکاح صحیح ہے اور یہ اس کی بیوی ہے اندریں حالت یہ بیوی کس کی ہے اور بچے پہلے خاوند کے ہیں یا دوسرے کے؟

40:......ایک غیر مقلد عورت کا حنفی مرد کے ساتھ نکاح ہوا تین بچے بھی ہو گئے بعد میں اس کو بتایا گیا کہ حنفی قرآن وحدیث کے منکر ہیں اور بجائے قرآن وحدیث کے فقہ حنفی کو مانتے ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی بجائے وہ ابوحنیفہ کی تقلید کرتے ہیں لہذا اس حنفی کے ساتھ نکاح صحیح نہیں اس عورت نے بغیر طلاق حاصل کیے ایک غیر مقلد آدمی کے ساتھ نکاح کرلیا اس سے دو بچے ہو گئے۔ یہ عورت کس آدمی کی بیوی ہے؟ نیز پہلے اور بعد والے بچوں کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

41:......خاوند نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق کا اختیار دیا عورت نے حالت حیض میں طلاق کو اختیار کرلیا اور اپنے نفس کو طلاق دیدی یہ طلاق شرعی ہے یا غیر شرعی؟ اور طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

42:......خاوند اپنی بیوی کو طہر میں طلاق دینا چاہتا ہے یہ فرمایئے کہ طہر کے شروع میں یا درمیان میں یا اخیر میں طلاق دینا اولی ہے؟ یا سب برابر ہے؟

43:......ایک عورت کی کیفیت یہ ہے کہ وہ مستحاضہ ہے یعنی اس کو لگاتار خون آتا ہے اور اس کو نہ حیض کے دنوں کی تعداد یاد ہے نہ ایام کی تعیین کرسکتی ہے خاوند اس کو تین طلاق شرعی طریقہ کے مطابق دینا چاہتا ہے اندریں صورت شرعی طریقہ کیا ہے؟

44......رئیس ندوی لکھتے ہیں پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع شرط ہے (تنویر الآفاق

ص ۴۹،۵۲) رجوع کے شرط ہونے پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

45......رئیس ندوی ایک مجلس کی وضاحت میں لکھتے ہیں ''واضح رہے کہ پوری مدت حمل (خواہ ابھی آٹھ ماہ باقی ہوں) یا پورے ایک طہر (خواہ ایک سال ہو) یا جسے حیض نہ آتا ہو اس کیلئے پورے ایک مہینے کی مدت ایک مجلس کے حکم میں ہے اس لئے ان اوقات میں رجوع کے بغیر ایک طلاق کے بعد اگر دوسری تیسری طلاق مختلف اوقات میں دی جائیں تو وہ طلاقیں حکما ایک مجلس یا ایک وقت کی طلاقیں شمار ہوں گی مثلا کسی نے مدت حمل میں ایک دن ایک مجلس میں ایک طلاق دی دو چار مہینوں کے بعد دوسری اور پھر اسی طرح کے وقفہ کے بعد تیسری طلاق بھی دیدی تو رجوع کے بغیر پوری مدت حمل میں متفرق طور پر مختلف اوقات میں دی ہوئی یہ تینوں طلاقیں صرف ایک مجلس کی تین طلاق کے حکم میں ہوگی (تنویر الآفاق ص ۸۱،۸۲) اس بیان کردہ مسئلہ پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

46......رئیس ندوی صاحب لکھتے ہیں ''البتہ ایک ایسی صورت ہے کہ دو چار دنوں کے اندر بھی تینوں طلاقیں طریق شرعی کے مطابق واقع ہو سکتی ہیں وہ اس طرح کہ بحالت طہر جماع سے پہلے ایک دن آدمی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اور اسی دن دو چار گھنٹوں کے بعد رجوع کر لیا چند گھنٹوں کے بعد دوسری طلاق دیدی پھر دو چار گھنٹوں کے بعد تیسری طلاق دیدی دریں صورت اس کی بیوی پر صرف دو ہی ایک دن کے اندر تینوں طلاقیں حکم شریعت کے مطابق واقع ہو گئیں اور وہ عورت طلاق دینے والے کیلئے حرام ہو گئی بغیر شرعی حلالہ کے شوہر کے پاس وہ تجدید نکاح کے ذریعے واپس نہیں آسکتی۔ (تنویر الآفاق ص ۸۱)

غیر مقلدین اپنے اس طریق شرعی پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

47......رئیس ندوی صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لاعلمی ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''جنبی کیلئے پانی نہ ملنے کی صورت میں بذریعہ تیمّم نماز کے جواز پر قرآن کریم کی نصوص صریحہ موجود ہیں (تنویر الآفاق ص ۸۷) غیر مقلدین جنبی آدمی کیلئے تیمّم کے جواز پر قرآن مجید کی

وہ نصوص صریحہ پیش کریں؟

48......ایک آدمی نکاح کے بعد اور رخصتی سے قبل کہتا ہے اس شہر کی تمام عورتوں کو طلاق اور اس شہر میں اس کی منکوحہ عورت بھی رہتی ہے تو اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

49......ایک آدمی کہتا ہے اس محلّہ کی سب عورتوں کو طلاق ہے اور اس محلّہ میں اس کی بیوی بھی رہتی ہے اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

50......صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابی نے بھی حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر اعتراض نہیں کیا ہمیں اعتراض کرنا چاہیئے یا نہیں؟

51......ایک طرف حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ راشد کا فیصلہ ہے دوسری طرف منکرین فقہ کا فیصلہ ہے ہمیں کس کا فیصلہ ماننا چاہیئے؟

52......سارے صحابہ کرامؓ عملاً حضرت عمر فاروقؓ کے فیصلہ کی تائید کرتے ہیں اور فقہاء مجتہدین صحابہ کرامؓ اپنے فتاوی اور فیصلہ جات کے ذریعے بھی تائید کرتے ہیں جبکہ منکرین فقہ تردید کرتے ہیں منکرین فقہ سچے ہیں یا صحابہ کرامؓ سچے ہیں؟

53......اکٹھی تین طلاقوں کے تین ہونے پر اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں چند غیر معتبر بعض اہل بدعت اور منکرین فقہ کا شاذ قول ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی ہے قابل اعتماد اور قابل عمل اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے یا بعض اہل بدعت اور منکرین فقہ کا شاذ قول؟

مزید ضمنی چالیس سوالات مندرجہ ذیل صفحات پر ملاحظہ کیجئے

42،44،69،82،104،114،141،174،185،261،265،

275،276،276،277،280،281،282،324،368،379،

بحمد اللہ ذوالقعدۃ 1433ھ

یادداشت